قد جعل اللہ لکل شیٔ قدرا

درین آوان بہجت اقتران نسخۂ فصاحت عنوان بلاغت ترجمان اعنی

١٣٠٨ھ

کلیات قدر

١٨٩١ع

مصنفہ سخنور ثانی رشک فردوسی خاقانی سید غلام حسنین قدر بلگرامی مرحوم

در مطبع مفید عام آگرہ زیور طبع پوشید

قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا

درین آوان میمنت اقتران تحفۂ فصاحت عنوان بلاغت پایان یعنی

١٣٠٨ھ

کُلیّاتِ قدر

١٨٩١ء

مصنفۂ سخنور ثانی رشک فردوسی خاقانی سید غلام حسنین قدر بلگرامی مرحوم

در مطبع مفید عام آگرہ زیور طبع پوشید

ترجمة المصنف

سید غلام حسنین ابن سید خلف علی حسینی واسطی بلگرامی ماہ جمادی الاخرہ ۱۲۴۹ سنہ ہجری مین پیدا ہوئے
مسقط الراس محلہ سلہٹرہ شرقی بلگرام من مضافات لکھنو ہی محرر سطور بندہ ابن علی عفا عنہ کے والد ماجد اعنی
انکے عم مکرم مولوی سید سلطان علی مرحوم نے **غلام حسنین** ۱۲۴۹ھ تاریخی نام رکھا پہلے پہل سید محمد صاحب
الدعوۃ الصغری جد القبیلہ واسطی عرب سے جہان کا قلم مشہور ہی بلگرام مین آکر متوطن ہوئے تھے نسب کا سلسلہ
عیسی موتم الاشبال بن حضرت زید شہید بن امام زین العابدین بن امام حسین علیہما السلام ملتا ہی انکے مذہب کا حال اس شعر سی آئینہ

خدا معلوم کیسا گومگو ہے قدر کا مذہب ‖ کہ شیعہ ہے نہ سنی ہے مسلمان ہے نہ ہندو ہے

العاقل تکفیہ الاشارۃ بعد اخذ حیثیات فارسی بغرض تحصیل علوم عربیہ سلطان عالم حضرت
واجد علی پادشاہ اودہ کے عہد مین آپ بلگرام سے لکھنو گئے وہ شاہی کا زمانہ شاعری کا گھر گھر چرچا
تھا چونکہ یہ ایام طفولیت ہی سے بڑے تیز طبع تھے انکی طبیعت بھی ادہر مائل ہوئی اولاً
شیخ امان علی سحر کے شاگرد ہوئے **قدر** تخلص ملا ثانیاً میرزا محمد رضا برق المخاطب بہ فتح الدولہ
بہادر سے عروض و قافیہ حاصل کیا اس فن سے انکو ایسی مناسبت تھی کہ لکھنو سی شہر مین شعرا انکی تحقیقات کو
مسلم الثبوت خیال کرنے لگے اور ابتدا مین انکی غزلیات سحر و برق دیکھتے تھے اور یہ شاہ غازی الدین حیدر کی بیگم
مخاطب بہ نواب سرفراز محل کی سرکار مین منشیگری پر اوقات بسر کرتے تھے جب مشق سخن بڑہی اور کلام
مین رنگینی اور طبیعت مین مضامین آفرینی پیدا ہوئی تو سحر و برق نے اس دار فانی سے کوچ کیا ناچار شیخ
امداد علی بحر شاگرد شیخ امام بخش ناسخ مغفور کو اپنا کلام دکھانے لگے حضرت بحر انکی شاگردی کو اپنا فخر سمجھتے
تھے انقلاب لیل و نہار سے سنہ ۱۲۷۲ ہجری مطابق سنہ ۱۸۵۶ء کے بہار لکھنو پر خزان آئی انتزاع سلطنت ہوا

پھر دفعۃً ۱۸۵۷ء عیسوی مین فوج انگریزی سرکار سے پھر گئی دلی لٹی لکھنو بیچراغ ہوا والقصۃ بطولہا
آپ بھی لکھنو سے بلگرام چلے آئے۔ اتفاقات وقت سے میرزا غالب کے بھانجے مرزا عباس بیگ دہلوی
اور نواب غلام حسین خان حسین تخلص شاہجہانپوری اور مرزا قادر بخش صابر دہلوی شاہزادہ خاندان تیموری
وغیرہم مصائب غدر اوٹھاتے ہوئے وارد بلگرام ہوئے اور میر قدر کی صحبت کو مغتنم جانکر تا ایام غدر یہین
رہے اسیوقت اُنہون نے بلگرام کے کبیشر دن سے بھاشا مین مہارت پیدا کی تھی بعد غدر و تسلط سرکار
انگلشیہ آپ بتلاش معاش پنجاب کو چلے گئے اور چند سے فوج سرکاری مین منشی رہے تھے پنجابی زبان
انکو کیونکر پسند آتی مستعفی ہوکر دہلی مین آئے وہان نواب نجم الدولہ دبیر الملک مرزا اسد اللہ خان بہادر غالب
کی شاگردی نظم و نثر مین اختیار کی جب تک میان سحر اور غالب زندہ رہے دونون سے شعر و سخن مین مشورہ رہا
چنانچہ دہلی کی سادگی لکھنو کی ادا آپکے کلام سے مترشح ہے میر صاحب نے ایک رباعی مین چارون استادونکا
اقرار کیا ہے رباعی

سیکھے سحر و برق سے بندش کی بند	پھر غالب و سحر نے بتائے پیوند
مجھسا بھی زمانے مین نہوگا اے قدر	بدنام کنندۂ نکونامی چند

پھر جب دہلی سے وطن مین پہونچے اور صوبہ اودہ کی ضلعبندی ہوئی اور بلگرام وغیرہ کا ہردوئی ضلع ٹھہرا
اور جا بجا مدارس قرار پانے لگے تو مرزا عباس بیگ دہلوی اکسٹرا اسسٹنٹ ضلع ہردوئی نے انکی سفارش
صاحب ضلع سے کی اوسنے انکو ہائی اسکول ہردوئی کا مدرس فارسی کردیا لیکن انکی شاعری نے اکثر
تلامذہ کو فن شعر کی طرف متوجہ کرلیا اور خود تو ماشاءاللہ ہمہ تن اسیمین مصروف تھے یہ حالت ہیڈ ماسٹر نے
دیکھکر آپکو مصلحۃً کئی بار فہمایش کی مگر شاعرانہ وارستگی سے یہ کسیکی کب سنتے تھے آخر ہیڈ ماسٹر نے انکی
رپورٹ صدر مین اس بنا پر کردی کہ منشی قدر علم ریاضی سے ناواقف ہین اسپر حسب الحکم صاحب ڈائرکٹر بہادر
سید صاحب کو بغرض تحصیل ریاضی لکھنو کے نارمل سکول مین جانا لابد ہوا وہان رہکر فنون ریاضی مین کسیقدر

واقفیت پیدا کی بعد ازان موہنا تحصیلی اسکول ضلع لکھنؤ کے افسر مدرس ہوگئے وہان سے ۱۸۵۷ء عیسوی مین کالن براوننگ صاحب ڈپٹی انسپکٹر اودھ نے ازراہ قدردانی آپکو پھر ضلع ہردوئی کا مدرس فارسی مقرر کیا۔ ع
آب رفتہ دگر بجو آمد - اس رباعی مین اسی خدمت کا اشعار ہی

رباعی

درجے مین بڑھا ہوا ہی جس تس سے قدر — دونا ہوا رتبہ یہ کہو کس سے قدر
اول تو مدرس بھی سے ہے ہردوئی کا — پھر اوسپہ ہی ہمعدد مدرس سے قدر
۳۰۴ ۳۰۴

لطیفہ قدر تخلص مدرسی سے پہلے رکھا تھا عہدہ بھی پایا تو تخلص کے ہمعدد سبحان اللہ شعر فہمی عالم بالا معلوم شد میر قدر کو بلا مبالغہ کئی ہزار شعر اساتذہ کے یاد تھے اکثر شعرا نے جب انکو ٹوکا جواب دندان شکن پایا افسوس کہ راقم الحروف کو وہ سب معرکے یاد نہیں ورنہ یہان اونکا ذکر کرنا خالی فائدہ سے نہوتا بہرحال بقول مالا یدرک کلہ لا یترک کلہ بعض سوال وجواب حوالہ قلم ہین -

(۱) **قدر** ؎ دل شرر تھا سوزش غم سے اوچھلکر رہگیا ✤ مین جہان بیٹھا برنگ شمع جلکر رہگیا ✤ نواب غلام حسین خان حسین تخلص نے فرمایا کہ شمع کیواسطے بیٹھنا نہین آیا اوٹھنا البتہ مسموع ہی قدر نے مصحفی کا مطلع سند اُپڑھ دیا ؎ شمع کیطرح سے چپ بیٹھے ہین آسن مارے ✤ گر ہلاتے ہین زبان جاتے ہین گردن مارے ✤

(۲) **قدر** ؎ قاصد یہ کہنا پاسکے میرے یار کا مزاج ✤ پوچھا ہی اک غریب نے سرکار کا مزاج ✤ سر مشاعرہ خواجہ وزیر کے ایک شاگرد نے اعتراض کیا کہ محبوب کو سرکار کہنا کہارون کی بولی ہی قدر نے کہا توبہ کیجیے دیکھیے آپکے استاد کیا کہتے ہین - **وزیر** ؎ باغ کو جائیگا ابر یہ مست اوٹھا ✤ پیش خیمہ تو روانہ ہوا سرکار کا آج ✤ اور میان معروف دہلوی بھی فرماتے ہین ؎ ان دنون سرکار پر معروف نے کھائے تھے گل ✤ جن دنون صاحب لیے پھرتے تھے بلبل ہاتھ پر ✤ معترض نے گردن جھکائی اور اہل مشاعرہ نے قہقہہ لگایا۔

(۳) **قدر** ؎ کالی آنکھین ہین غضب زلفین بلا خال آفت ✤ ایک سے ایک ہین کلجگ کے زمانے والے ✤ کالکا پرشاد موجد لکھنوی بولے کہ جگ خود بمعنی زمانہ ہی پھر زمانہ کیسا قدر نے کہا کہ کال و رجگ ملکر ایک اسم ترکیبی ہوکر

علم ہوگیا جب یہ علم ٹھہرا تو ادخال لفظ زمانہ جائز ہی جسطرح ناسخ فرماتے ہین ؎ تین تربینی ہین وہ آنکھین
مری * اب الہ آباد بھی پنجاب ہی * تربینی یعنی تین بینی گنگا جمنا سرستی ہین پس ادخال لفظ تین لفظ تربینی پر ویسا ہی
ہی جیسا لفظ - زمانہ - جگ - پر موحد نہایت ہی خوش ہوئے اور فرمانے لگے کہ شاعری وہ کرے جو تمہارے مثل لین یاد رکھے

(۴) مثنوی قضا و قدر کی تاریخ میان تجر نے یون کہی ہی ؎ یہ سنہ مثنوی قدر ہی * مثنوی قدر سہ قدر ہی *
ذکی بلگرامی شاگرد مرزا دبیر نے اعتراض کیا کہ سہ قدر کے معنی اگر قدر کا چاند ہی تو قافیہ مکرر ہوتا ہی اور اگر بجاے ماہ
شب قدر ہی تو لفظ شب اسمین نہین قدر نے جواب دیا کہ فقط قدر بجاے شب قدر آیا ہی سعدی ؎ دہل زن گو
دو نوبت دہ بشارت * کہ دوشم قدر بود امروز نوروز -

(۵) ایکدن عارف علی شاہ عارف خراسانی نے کہا کہ خواجہ حافظ شیرازی نے اس مطلع مین ایسا پیچ کھایا ہے
کہ معاذ اللہ ؎ صلاح کار کجا و من خراب کجا * ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا * قدر نے کہا کہ ہان ایک جگہ
روی ساکن ہی اور دوسری جگہ متحرک اس عیب کو غلو کہتے ہین مگر یہان میرے ذہن مین ایک بات گزرتی ہی کہ جب شاعر کوئی
عیب کرکے اوس پر اعلام کر دے تو وہ اوس سے بری الذمہ ہو جاتا ہی اور یہ نکتہ کتب فن قافیہ مین مبین ہی حافظ نے
اس شعر مین دو مرتبہ عذر کیا اور خبر دی اول صلاح کار یعنی صحت کجا اور مین خراب کہان دوسرے کجا سے کجا
تک راہ مین فرق پڑ گیا ہی یعنی روی متحرک ہو گئی ہی عارف یہ سنکر پھڑک اوٹھا اور قدر نے اس قضیہ کو ایک قطعہ مین نظم
کیا - قطعہ نوشت مطلع پر نور خواجہ شمس الدین (لقب حافظ) * بدین فروغ گہر بار از سحاب کجا * صلاح کار کجا و من خراب کجا *
ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا * فتاد عقدہ در اندیشہ خردہ گیران را * ز لفظ تا بکجا و دگر خراب کجا * کہ یک روی
متحرک دگر روی ساکن * خطاست بہر خطا حاجت ارتکاب کجا * غلو اگرچہ بود عیب مر قوافی را * تراست پایہ این مایہ
احتساب کجا * مباش غرہ بدین یک دو نکتہ دانستن * نظر بود ہمہ کس را بہر کتاب کجا * نخست گفت کہ اے صاحبان
دانش و داد * صلاح کار کجا و من خراب کجا * پس از نفس خطا تازہ کرد عذر خطا * ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا
اشارہ چیست و عبارت بلیغ و عذر لطیف * اگر خطا بود اینہا دگر صواب کجا * مباش ریختہ زعذ نما سے مدعی اے قدر

سخن یکی است جواب ترا جواب کجا ؛ دراز نفسی سعادت آمدم بر سر مطلب بعد ایک سال کے اورینٹل ڈپارٹمنٹ کے مدرس فارسی منشی محمد ظہیر الدین بلگرامی ملازم کیننگ کالج نے انتقال کیا اسوقت مرزا عباس بیگ دہلوی پنشن پاکر لکھنو مین کالج مزبور کے ممبر ہوگئے تھے مرزا صاحب نے میر قدر کیواسطے وہ جگہہ تجویز کی اور دہلی سے بلایا اور بمنظوری صاحب کمشنر بہادر اسی خدمت پر آپکا تقرر ہوا جہان کہ سات برس چھ مہینے تک وہ اپنے عہدیکا کام بڑی سرگرمی اور جانفشانی کے ساتھ بکمال لیاقت انجام دیتے رہے اور فی الحقیقت ایسی دلسوزی اور توجہ کی کہ اورینٹل کے طلبہ آپکے فیض تعلیم کے باعث اعلی درجے کی لیاقت حاصل کر کے امتحانونمین کامیاب ہوتے رہے اسی زمانے مین آپ نے پنگل یعنی ہندی کا عروض پنڈت جٹاشنکر پانڈے بھٹاچارج بنارسی سے جو کہ اورینٹل ڈپارٹمنٹ مین سنسکرت کے پروفیسر تھے استفادہ کیا اور مارہرہ اور قواعد العروض مین ترجمہ کر کے نئی باتین عروضیون کو بتائین - افسوس کہ اون مرحوم کی عمر نے وفا نہ کی ورنہ ارادہ تھا کہ مثل قواعد عروض کے ایک مبسوط کتاب فن قافیہ مین بھی لکھین ع اے بسا آرزو کہ خاک شدہ ؛ دسمبر سنہ ۱۸۸۳ء تک یہ کالج مین کام کرتے رہے بعد جنوری سنہ ۱۸۸۴ء مین بنبسہ مرزا غالب نواب آغا مرزا بیگ خان بہادر سرور جنگ استاد حضور پرنور کی تحریک سے بتقریب سفر نشینی اقدس و اعلی میر محبوب علیخان بہادر نظام الملک آصف جاہ والی دکن اثنائے سفر کلکتہ مین بمقام بنارس شرف یاب حضوری اعلیحضرت ہوکر قصیدۂ تہنیت نظر انور سے گزرانا جسکے صلہ مین ملبوس خاص عطا ہوا اور امیدوار ملازمت ہوکر ہمرکاب بندگان عالی کلکتہ جاکر بلدہ فرخندہ بنیاد حیدر آباد مین تشریف لائے اور چار سو روپیہ ماہوار کے ملازم سرکار آصفیہ ہوئے دیکھئے کمال فن کسقدر انسان کو معزز کر دیتا ہے زمانے کے ہاتھون شاعری کا رنگ اوڑ گیا ہے جدہر دیکھئے انگریزی کا چرچا ہے میر قدر انگریزی ایک حرف نہ جانتے تھے اور عربیت بھی رہی تھی مگر شاعری مین چونکہ عمر بسر کردی تھی اور استادون کا فیض صحبت پایا تھا کہان سے کہان پونہچ گئے۔

ع ہنوز آن ابر رحمت درفشان است ؛ خم و خمخانہ با مہر و نشان است ؛ قدر مرحوم نہایت ضعیف الجثہ تھے اسیر مرض ضیق النفس و ضعف معدہ جو اکثر لاحق حال رہا کرتا تھا اختلاف آب ہوا سے اور بھی مستولی

ہوگیا آخر کار بسبب شدت ضعف و بیماری حیدرآباد سے بغرض معالجہ لکھنو کو راہی ہوئے لیکن وہان بھی کوئی تدبیر سودمند ہوئی اور باون برس کی عمر مین بست و سوم ماہ ذی القعدہ سنہ ۱۳۰۱ ہجری مطابق چہاردہم ماہ ستمبر سنہ ۱۸۸۴ء بروز یکشنبہ شہر لکھنو مین اس دار فانی سے رحلت فرمائی اور وہین میر خدا بخش کی کربلا مین مدفون ہوئے — انا للہ وانا الیہ راجعون وہ مرحوم کثیر التلامذہ تھے اونکا لڑکا اونکے سامنے مرچکا تھا لیکن اپنا عقب اپنا کلام بلاغت نظام چھوڑا کما فصلت دیوان غزلیات و قصائد دو جلد مثنوی قضا و قدر جسکے آخر مین ایک واسوخت بھی چھپ گیا ہی عطر مجموعہ شرح مجموعہ سخن جسپر سرکار انگلشیہ سے صلہ پایا اور چھپ بھی گیا ہی رسم عرفی شرح قصائد عرفی نظم الارکان فی تقطیع ابیات گلستان قواعد العروض سنگل من المعروف بہ مار مہرہ مصطلحات اردو نا تمام متفرقات — اس مقام پر ہمارے ہمعصر تذکرہ نویس ناخوش ہونگے کہ دیوان کا انتخاب کیون یہان ثبت نکیا کہ تذکرون مین اوسکا نقل کرنا آسان ہوتا مگر راقم کو اسکی فرصت ملی طالب اپنی طبیعت کے موافق اونکے کلیات مطبوعہ سے چھانٹ لے — تواریخ وفات اُنکے شاگردون اور دیگر شعرا نے بہت سی نظم کی ہین لیکن بیان زیادہ گنجایش نہین صرف منشی محمد محمود حمد اور شیخ غلام حیدر آشد کی چند تاریخین لکھکر ان سطور کو تمام کرتا ہون

نتیجہ فکر آسمان پیوند منشی محمد محمود حمد خلف رفیق الدولہ دبیر الانشا محمد ظہیر الدین خان بہادر بلگرامی

آوخ ورشن کہ گاہ کردنہ جسنہ وزخمی	زین فلک دژ براز نیست امید وفا
قدر بہ تیغ و کفن رفت بزیر علم	رخت بہ بست از ٹوش شد سوے ملک بقا
رفت خود اندر بشاسب آب بہر دیدہ زد	از رہ عبرت نگر دیدہ ما کردہ وا
جملہ ارا وندوی شد بضمیر اندرون	حیف کہ فرصت نیافت قدر ز دست فنا
مرگ توانا بزد تیر بدر زواخ زار	این شدہ چون تیر گاہ آن شدہ چون کہربا
رفت خود آوخ مرآب بر آتش زریخت	مانند بسوز غمش این دل من شیوہ سپا

ماانند

حل لغات
آوخ آہ و افسوس
وزبان با کسر و بینی
دستہ — وزخمی
بچیکی این لفظ سر بر
اندرشمینی بہ پرچم یعنے
خود طبیعت یاسے
مصدری وآخر
وزیرانہ — نیشیع نار با
و ختم آلودہ طپن و یہ عیب جو
تیغ و کفن زیر علم
نقش تن سر برد اون
بوزش بضمیر اول و سر
یعنی بستی تن شاسب
زواب — آب بر دیدہ
زدن — پیدا و ہوشیار
ساختن و اکردن
ستادن — ابد
ستہ از زدن و شدن
بالفتح نقابت بہ پکاہ
ستر بر سکاہ

کرد چنین مویه‌ها کآب گذشت از سرم
این دل بشخوده ام شد بعنش ژند ژند
غلغله پارسیش چون بزبان او فتاد
جمله کلامش بود در خور بشر و نثر
بر سر حسن سخنش صیت بلاغت دلیل
بین که بدیر سخن هیچ کیست اثر چنین
یلی آتش آورده ام آب ز آتش برون
مصرع اولی او در سنه هجری است
آه که شد رنگ و بو از چمن شاعری
سنه ۱۳۰۱ هجری

هان گو بسقت ربوده بوده ۱۰۱ گا
وین سه شد ... دریده ام شد بهوا لم آشنا
کرده همه ها ساختند اهل عجم مرحبا
بر سخن نغز او نے بوستان گشتن روا
و تیره همه جامه هاش بر صفت او گوا
گو که بسیاق اندرش بود نظیرش کجا
سال رحیلش نے ہے حمد نوشتم دوتا
مصرع اخرای او سال مسیحی نما
مویه که استاد قدیر رفته زدار فنا
۱۸۸۴ ع

ولہ این تاریخ برلوح مزار شریف کنده شد

روز یکشنبه بد و بست و سوم ذیقعده را	بر دو پہر روز ساعت چون ازیبا بشد
آه و خ از داد و نی چرخ دژآهنگ نژند	کان علم از دہر یعنی او ستاد ما بشد
زد رقم سال وفاتش حمد صوری معنوی	در ہزار و سه صد و یک قدر از دنیا بشد

ریختهٔ کلک گہر سلک شیخ غلام حیدر ارشد بلگرامی شاگرد میر قدر

حضرت قدر غلام حسنین اسم شریف	بلگرامش وطن و سید ذی رتبه و جاه
روز یکشنبه و بست و سوم ذی القعده	نوبت کرد آن شه اقلیم سخن وا ویلاه
سنهٔ رحلت او ارشد مغموم نوشت	شد روان قدر بسوے ارم انا لله
	سنه ۱۳۰۱

ولہ

اندرین دنیا نماند از دست بیداد اجل	نکته پرداز و سخندان و سخن آگاه قدر
هجری و هم عیسوی ارشد بگو مصرع سال	در هزار و سه صد و یک رفت زین دهر آه قدر
	سنه ۱۳۰۱ هجری و سنه ۱۸۸۴ ع

قد جعل الله لکل شیٔ قدرا

درین آوان میمنت اقتران تحفہ فصاحت عنوان براعت بابیان یعنی

۱۳۰۸

کلیات قدر

۱۸۹۱ع

مصنفہ سخنور لاثانی رشک فردوسی خاقانی سید غلام حسنین قدر بلگرامی مرحوم

در مطبع مفید عام آگرہ زیور طبع پوشید

علی بند

بسم اللہ الرحمن الرحیم

در منقبت جناب امام المتقین امیر المومنین علی بن ابیطالب علیہ السلام

علی کا بندۂ یکتا علی بن ابیطالب — وصی مصطفےٰ حقا علی بن ابیطالب
انیس و شوہر زہرا علی بن ابیطالب — پدر شبیر و شبر کا علی بن ابیطالب

شجاع لافتیٰ الا علی بن ابیطالب

شفیع روز میزان پردہ بازار رسوائی — نسب دار علیؑ با بہا و کنت مولائی
وصی و مہر دار مصطفےٰ عیار یکتائی — امین سر حق گنجینہ دار علت غائی

کلید کنز مخفی تھا علی بن ابیطالب

ہمارا نفس مطلب بلکہ نفس مصطفےٰ ہے وہ — خدا کا بندہ ہے لیکن نصیریکا خدا ہے وہ
واتممت علیکم نعمتی کا مدعا ہے وہ — کہ اکملت لکم کا تاجدار انما ہے وہ

سر پر آراستے تطہیرا علی بن ابیطالب

گئے معراج کو جبرئیل کے ہمراہ پیغمبر
وہان پونچے فرشتونکی بھی پر جلتے تھے جہان جا کر
مگر پردے سے آتی تھی یداللہ کی صدا باہر
عطای عصمت و عظمت مین ستر او کشف گہر

لہاز دوست یقیناً تھا علی بن ابیطالب

ہی سورۂ نور کا یارب کہ اوسکی نور کی صورت
مدا بروسے سپارک انکھہ ہی قرآن کی آیت
وہ سب جلد بدن ہی جلد قرآن حل ہو قیامت
حدیثون سے بہی ثابت ہی کتاب اللہ و العترت

کتاب عالم بالا علی بن ابیطالب

نبی کا گوشت پیارا خون سب حیدر کا ہی ذاتی
دلالت کرتی ہی اسپر حدیث لحمک لحمی
پہر اوسپر نفسک نفسی جو دم مارا ہو ذی خیالی
اگر مجھسے کوئی پوچھی تو مین بیشک یہی معنی

علی احمد نبی گویا علی بن ابیطالب

امیر المومنین حیدر امام المتقین حیدر
سر روح ابراہیم سر عرش برین حیدر
امام الانس و الجنہ بناز پیر زمین حیدر
فروغ شرع و دین حیدر ظہور یا وطین حیدر

ظہیر آدم و حوا علی بن ابیطالب

ہوئی دنیا مین جب ذات جناب مصطفےٰ پیدا
سنا ہی طاق کسری شق ہوا یہ عجب پایا تہا
خدا کے گہر مین حیدر نے وہ اپنا سکہ بٹھلایا
یہان دیوار کعبہ شق ہوئی یہ عجب تہا اوسکا

ہوا کعبے مین جب پیدا علی بن ابیطالب

دوبالا ہو گیا رتبہ رسول اللہ کی ذات کا
خدا کی بیت مین باندھا گیا مضمون قیامت کا
اذان سے کر دیا ہی یا خدا نے وصل ذات کا
نبوت کے شجر مین یا ہوا پیوند امامت کا

چڑہا دوش نبی پر کیا علی بن ابیطالب

وہ قفلِ ہفت دوزخ ہے کلیدِ ہشت جنت ہے
فلک نعمت قمر طلعت خدا کا ابرِ رحمت ہے
امامِ مالک و رضوان شریکِ رنج و راحت ہے
بشر صورت ملک سیرت ہے کہ خود صانع کی قدرت ہے
خدا کے نور کا ٹکڑا علی ابن ابیطالب

درِ گلزارِ جنت نردبانِ نُہ فلک حیدر
خطِ پیشانیِ حور و قصور و کرسی و محشر
لکھے ہیں سب نے نور لوح محفوظ اوسکے ناخن پر
سحابِ آبروے نہرِ تسنیم و لبن کوثر
بہارِ سدرہ و طوبیٰ علی ابن ابیطالب

وہ قطبِ آسمان و آسمانِ ہفت اختر ہے
سحابِ ہفت قلزم قلزمِ تسنیم و کوثر ہے
ضیاے آفتابِ آفتابِ ہفت کشور ہے
رکینِ رکنِ رکنِ مسجد و محراب و منبر ہے
خدا کا برزخِ کبریٰ علی ابن ابیطالب

دیا جو شب کو پایا صبح کو پھر رکھ لیا روزہ
یتیموں کو کھلایا صبح کو پھر رکھ لیا روزہ
غریبوں کو لٹایا صبح کو پھر رکھ لیا روزہ
اسیروں کو دلایا صبح کو پھر رکھ لیا روزہ
سخی جبریل نے پایا علی ابن ابیطالب

چھڑایا دیو و دد سے کیا سلیمان اور سلمان کو
خسوفِ چاہ سے بخشی خلاصی ماہِ کنعان کو
خلیل و نوح پر ساکت کیا آتش کو طوفان کو
بچایا یونس و ایوب کو جرجیس بیجان کو
غرض ہر ایک کے کام آیا علی ابن ابیطالب

پڑھا سورج کے عامل نے جو اسمِ اشرفِ حضرت
کرن تارِ گریبان بنگئی اللہ ری وحشت
حصار ہالہ کھینچا پر یہ اوسکی ہوگئی نوبت
جلالی اسم تھا جب تو ہوئی خورشید کو رجعت
خدا کا اسمِ اعظم تھا علی ابن ابیطالب

کسے ہے جنگ کا یارا مرے ہے مرحب کو مارا
کنوئیں میں جب وہ للکارا گروہِ جنیان مارا

ہوا جب اوس سے صف آرا وہ لشکر وہ ہراسارا — بنی ہاشم کا مہ پارا نبی کو دل سے تھا پیارا

خدا کے عرش کا تارا علی بن ابیطالب

جہاد دین سے نبی کو کسقدر خوشنود کرتا تھا — عجب انصاف لڑنے میں وہ بحر جود کرتا تھا
جو اوسکا سامنا آکر کوئی مردود کرتا تھا — سراپا کو برابر نیست و نابود کرتا تھا

بنا دیتا تھا شکل لا علی بن ابیطالب

در خیبر کی بھی کچھ اصل تھی جو اک اشارا ہو — اشارہ ہوتے ہی بھونچال آئی حشر برپا ہو
قیامت ہو تلے اوپر ابھی دنیا کی دنیا ہو — زمین و آسمان چکر میں آکر ایک ہنڈولا ہو

اگر کر دے تہ و بالا علی بن ابیطالب

علی کے نام ہی پر عین دیکھو صنعت اور — عدد ہیں کن کے ستر اور حرف عین کے ستر
ہوئی ہے کن کے کہتے کائنات اکبار تا سر — مگر یہ بار اوٹھا لینا گران تھا ایک عالم پر

وہ اپنے سر پہ رکھ لایا علی بن ابیطالب

غلام و اسپ و تیغ و زن وفادار ہیں سب یکساں — غلام ایسا کہ جو سرتاج خان و قیصر و خاقاں
وہ اسپ و تیغ جن سے تھے مہ و مریخ سرگرداں — زن ایسی زن کہ جسکا مالک و وارث شہ مرداں

وفا کے تاج کا تمغا علی بن ابیطالب

خدا کی راہ میں سر دینے والا تھا مرا مولا — نکالا تیر سجدہ میں اوسے صدمہ کچھ نہ پہنچا
نماز عاشقاں ترک وجود اوسکو بتاتا تھا — حضور قلب الاعمال بالنیۃ کا دیا جا

مراد ربی الاعلیٰ علی بن ابیطالب

سر مسجد بن ملجم نے کعبہ دین کا ڈھایا — خدا کے گھر میں جا کر میرا مولا سرخرو آیا
تہ محراب تیغ انعام و اسجد و اقترب پایا — زمین لرزی علی سجدہ میں تڑپے عرش تھرایا

فوا مولاہ وا ویلا علی بن ابیطالب

علی نے جام شربت ایسا بھیجا ابن ملجم کو
وہ کیوں پیتا کہ پینا آب نیزان تھا اوس ظالم کو
کہ اوسکا ایک قطرہ سرد کر دیتا جہنم کو
جو یہ ہی تو لب کوثر بھلا ہو لیگا کیوں ہم کو

سخاوت فیض کا دریا علی بن ابیطالب

علی نفس نبی تھا اوس سے کیا بہتر کوئی ہوتا
نبوت گھر میں تھی آخر امامت پر کوئی ہوتا
یہ ناممکن تھا احمد کا برادر ہر کوئی ہوتا
پیمبر بعد ختم المرسلین کیونکر کوئی ہوتا

اگر ہوتا تو پھر ہوتا علی بن ابیطالب

علی کی ذات سے کامل ہوا اسلام و دین میرا
معاذ اللہ جو وہ بھولے ٹھکانا ہی کہیں میرا
ہر اک ساعت ہر اک لحظہ ہر اک دم ہے یقین میرا
پڑے سے ہوں بکر و زید و عمرو پر کوئی نہیں میرا

مرا مولا مرا آقا علی بن ابیطالب

تولائے علی کی ولولے ہیں جوش مستانہ
رگیں تن سنگیں مے دل ہے قرابہ آنکھ پیمانہ
نفس کی خم کشی جرعے ہیں نقد جان ہے بیعانہ
مرا سینہ خم مے ہے غدیر خم ہے میخانہ

وہاں پیر مغان میرا علی بن ابیطالب

سلام اے قبلۂ دین السلام اے کعبۂ عالم
سلام اے وارث نوح السلام اے وارث آدم
سلام اے نور اسوؤ السلام اے چشمۂ زمزم
سلام اے حجۃ اللہ السلام اے آیت اعظم

سلام اے مصحف گویا علی بن ابیطالب

سفینہ نوح کا ہیں اہلبیت سرور طاہا
وہ ناجی ہو گیا جسنے تہ دل سے تمہیں چاہا
مگر نوح اوس سفینے پر تمہاری ذات سے ہتا
دل افگند بیم بسم اللہ مجریہا و مرسیہا

لگا دو پار بیڑا یا علی بن ابیطالب

خمار نشۂ دنیا سے مولا حال ہی ابتر
قیامت میں بھی کہتا ہوا پہنچوں لب کوثر
نہ چھپ سکتا ہی درد دل نہ اوٹھ سکتا ہی درد سر
الا یا ایہا الساقی کو تر دم ہی ہونٹھوں پر

ادر کاساً وناولہا علی بن ابیطالب

زمانہ پھر گیا تقدیر پلٹی سب نے منہ پھیرا
یہاں بھی آسرا تیرا وہاں بھی آسرا تیرا
غم دنیا و دین نے شیر بن کر مجھے گھیرا
سوا تیرے نہیں کوئی کہیں فریاد رس میرا

اغثنی انت مولانا علی بن ابیطالب

بسر اچھی ہوئی اب تک ترے اقبال سے مولا
چھٹرا مجھکو خدا کیواسطے جنجال سے مولا
مگر بندہ ترا آفت میں ہی دو سال سے مولا
چہ غم میں چلا ہشیار میرے حال سے مولا

سنبھال اے عروۃ الوثقی علی بن ابیطالب

مرے دلکو سرور آنکھونکو نور اے نور ایمان دے
رہائی پنجۂ ادبار سے اے شیر یزدان دے
در مقصود دے دنیا میں موج اے بحر عرفان دے
خلاصی مجھکو قید فقر سے اے شاہ مردان دے

اسیر شام کا صدقا علی بن ابیطالب

علمبردار شاہ بیکس و مظلوم کا صدقہ
سکینہ شہربانو زینب و کلثوم کا صدقہ
علی قاسم کا صدقہ عابد مغموم کا صدقہ
علی اکبر کا صدقہ اصغر معصوم کا صدقہ

مجھے ادنی سے کر اعلی علی بن ابیطالب

حسن کا واسطہ تجھکو مجھے سرسبز کر مولا
پئے سجاد جھٹکا دے مری تقدیر کا لکھا
حسین پاک کا صدقہ رہوں میں سرخرو ہر جا
ابھی ہو خط پیشانی کا میری کچھ سے کچھ نقشا

جو پھر جائے قلم تیرا علی بن ابیطالب

تصدق باقر و صادق کا صدق القول ہو حاصل
پئے کاظم مجھے کر کاظمین الغیظ میں شامل

رضا کے فیض سے حکم رضا پر دل ہے مائل — تقی کا واسطہ تجھکو جو تو چاہے تو کیا مشکل

نہ ٹوٹے اب مرا تقوی علی بن ابیطالب

تصدق میں نقی کی خاک سے میں پاک ہو جاؤں — متقی گر گنا ہوں ہے نجف کی خاک ہو جاؤں
نہ فوج غم میں گھر کر ہند میں غمناک ہو جاؤں — نہ پامال سپاہ گردش افلاک ہو جاؤں

تصدق عسکری کا یا علی بن ابیطالب

ترا سے تا ثریا آنکھوں کے نیچے اندھیرا ہے — فلاکت نے گلے پر خنجر بے آب پھیرا ہے
غم افلاس نے دجال بنکر مجھکو گھیرا ہے — بحب قائم آل عبا یہ حال میرا ہے

مجھے دے اس سے چھٹکارا علی بن ابیطالب

بٹھایا رنج کے کہسار نے تیری دہائی ہے — ستایا چرخ کجرفتار نے تیری دہائی ہے
رولایا قہقہہ دیوار نے تیری دہائی ہے — دبایا گنبد دوار نے تیری دہائی ہے

مرے خیبر شکن آقا علی بن ابیطالب

مرا بخت سیہ مار سیہ ہے سر بسر مولا — یہ لاگن سانپ پیچھے پڑ گیا آٹھوں پہر مولا
امان دے ہے الامان والحفیظ والحذر مولا — کہ گہوارے میں اژدر تو نے پھینکا چیر کر مولا

دہائی ہے دہائی یا علی بن ابیطالب

غضب ہے گردش ایام یہ بھی لکھا میرا ہے — ستم کا سامنا ہے آسمان ٹوٹا بلا کا ہے
مرے مولا مرے حق میں ترا کافی اشارا ہے — ہوئی ہے رجعت خورشید سورج تو نے پھیرا ہے

مرے دن پھیر دینا کیا علی بن ابیطالب

تمہیں مشکلکشا ہو اب مشکلکشائی ہے — تمہیں نے جان سلمان شیر سے مولا بچائی ہے
مدد کو دوڑیے للہ میری باری آئی ہے — اکیلا پا کے شیر غم نے گھیرا ہے دہائی ہے

مرے شیر خدا مولا علی بن ابیطالب

پئے قرآن مجھے بھی علم سے ہو بہرہ اندوزی | جہادونکا تصدق ہو عدو پر مجھکو فیروزی
پئے آلِ نبی اولاد سے ہو خانہ افروزی | برائے فاقۂ آلِ عبا ہو وسعتِ روزی

مجھے دے میرا منھ مانگا علی بن ابیطالب

ہوا ہی قدر بقدر آج کل مداح حضرت کا | علی بند اسم رکھا باندھکر گلدستہ مدحت کا
یہ برگ سبز لے آیا ہی تحفہ کس لیاقت کا | یہی اسکا صلہ ہی بس فقط چشم اجابت کا

تم اسپر صاد کر دینا علی بن ابیطالب

تمت

آئینۂ محبوب

در مدح بندگان عالی حضور پرنور آصفجاہ نظام الملک میر محبوب علی شاہ فتح جنگ فرمانفرمای ملک دکن خلد اللہ ملکہ

باغ پر آج گھٹا ٹوپ اوٹھا ہے بادل
خسرو باد بہاری کا کھنچا دل بادل

ابر خیمہ ہے تو بوندین ہین طناب خیمہ
چوب خیمہ ہے دھنک سبزہ ہی فرش مخمل

جھک پڑی کالی گھٹا دن ہوا برسانکی رات
سبکو ہر پھر کے دکھا جاتی ہی بجلی مشعل

باغ مین چارونطرف آگ لگائی گل نے
سبز جھاڑون پہ گلستانمین چڑہی لال کنول

شجر الاخضر نار اُکا تماشا دیکھا
لن ترانی کی ندا سے قدرت صناع ازل

ابر و باد و مہ و خورشید و فلک دی کارند
دست صناع ازل مین ہی سنجار انکی کل

کبھی چھایا ہی سفید ابر کبھی ابر سیاہ
گہ فرنگی کا عمل ہی کبھی زنگی کا عمل

تحت و فوق ایسی بہاری نی لگائی ہی آگ ق
کہ گل لالہ پر داغ سے تا اوج زحل

ابکی سال اوٹھے ہین اسد رجب بخارات سیاہ
کہ تمام ابر کا کالا ہوا اوجلا کنبل

آتش نالۂ طاؤس سے اوٹھا جو دھوان
ہوکے یکجا وہ بخارات گھر آیا بادل

یہ وہ اثر در ہین کہ جیوانکو نگل جاتے ہین
ابھی اوٹھین جو گھٹائین تو گھری برج حمل

درد سر اوسکے ہوا سنکے صدای طاؤس
برق نے ابر کے ماتھے پہ لگایا صندل

اِک برس بعد ہم آغوش ہوئے ہین دونون
ہی دوسن برق دمان ابر سیہ را جانل

آگئی ابر مین پانی سے غضب کی پھسلن
برق کا پاؤن ہر اک مرتبہ جاتا ہی پھسل

جا بجا لالۂ و صد برگ ہین یہ عکس فگن
لال پیلے نظر آتے ہین فلک پر بادل

کانٹے پتون کی زبانون مین پڑے تھے شاید
لیچلے ابر جو بھر بھر کے پکھالین چھاگل

وہ اوٹھین کالی گھٹائین کہ خدا خیر کرے ق
انمین شیدی نظر آتا ہے مجھے ہر اک پل

بیچ مین پڑ کے ہوا نے اونھین سنکایا ہی
ایک استاد ہی ڈالا ہے غضب کا ہل چل

اینٹھوا ہالۂ مہتاب بنا لاتا ہے
ڈنڈ پر خاک چڑھا دیتی ہی آندہی لاؤل

ورزشین کرنے لگین نہر چمن کی موجین
انکو شمشاد کے طرے کی بڑہانے پہ ہی بل

بد دیا ہے چمنستان مین اکھاڑا کب سے
دونون جانب سے وہ خم ٹھوک کر آئی بادل

گل کے ماتھے ہی بہار یکا پیالہ اس فصل
سرو کے سر سے جوانان چمن کا دنگل

رعد چلا کے یہ ہر ایک سے کہہ جاتا ہے
ہان خبردار خبردار سنبھل دیکھ سنبھل

قہقہہ مار کے گل کہتے ہین سبحان اللہ
بارک اللہ ہے پتون کی زبان پر ہر پل

یون شرابور ہین باران بہاری سی سرو
جیسے چوٹی کے شوالے مین چڑہی گنگا جل

ابر پر یون نظر آتا ہے خم قوس قزح
جسطرح سینۂ معشوق پر آڑی ہیکل

مقطع

یون اوڑائے لئے جاتی ہین ہوائین بادل
جسطرح کانور تھی لیکے چلین گنگا جل

پہولے ہین بادبہاری پہ جوانان چمن — شاخین ہلتی ہین کہ شادی سی بجاتے ہین بغل
گری پڑتی ہے درختون پہ صبا مستانہ — غنچے کہتے ہین چٹک کر کہ سنبھل دیکھہ سنبھل
مسکراتا ہے کوئی کوئی ہنسا پڑتا ہے — غنچہ و گل مین دم صبح سی ہوتی ہے چہل
کوئی گل ہولیگا نتو شنہ کوئی پیدا ہوگا — رات سے حاملۂ غنچہ بہت سے ہے بےکل
لہلہاتا ہے وہ سبزہ کہ ٹھہرتی نہین آنکھہ — مخمل سبز پہ جسطرح ہو خواب مخمل
زخم گل باغ مین یک لخت ہرے ہوجائین — چمن تیغ ہوا سے جو پڑین تو قتل
کیا یہ تو بادۂ گلشن ہین نئے سرو کے درخت — ہری کوپل ہری شاخین ہرے پتے ہری بیل
کچھہ نظر کام نہین کرتی ہے ہریالی مین — پاس سے بھی نظر آتے نہین توتے ہریل
کیا گرا خاک پہ یارب فلک مینائی — سبز دامن سے ہی چوٹی تلک ایک ایک جبل
ڈالیان ہین دم طاؤس گھنے پتون سے — ابھی طاؤس کی چوٹی ہو جو پہوڑی کوپل
ق منھہ کو دھو دہاکے وہ رومی نے اوٹھایا پردہ — چاند شفاف ہوا اور کھلا جب بادل
ماہ تابان نے ہر اک نہر کی قلعی کھولی — ہوگیا آئینۂ آب روان پر صیقل
ق گرد ہالہ ہے کہ کھینچا ہی کوئی خط حصار — ماہ شب خیز نے چلتے مین پڑا کوئی خلل
قاف سے اوڑتی چلی آتی ہین پریان یعنی — وہ بخار اوٹھے پہاڑون سے وہ آئے بادل
یون گھرا ابر کہ سورج نظر آتا ہی نہین — ایک سونیکا ورق ہوگیا کیوڑی مین حل
مہر یون ابر کے لکون مین چھپا رہتا ہے — جیسے اکثر گھنے پتون مین ٹپکا پھل
ابر مین ڈوب گیا مہر تعجب سے کمال — کہ دبے روئی کے گالے مین یہ چلتی مشعل
قرص خورشید تہ ابر نظر آتا ہے — جیسے ندی مین بھنور یا کسی پانی مین کنول
چرخ اول ہی ستارون سے زمین گلشن — ہی زمین سبزۂ نوخیز سے چرخ اول

گولیان نالۂ بلبل کی جو چلین سوے فلک — خوف ہے ٹوٹ نجائے کہین شیشۂ محل

چرخ نیلی نظر آتا ہے گل نیلوفر — حوض تالاب لبالب ہین نہر ہین جل تھل

شور سرخاب سے دریا و سکے اوٹھا تہا مین — مل دیا چرخ کے ماتھے پہ سحر نے صندل

باغ رنگین پہ جو ہر وقت ابر کا رہتا ہی — کہین گلدستۂ شیشہ ہو چرخ اول

کہو دے ہین باغ نے اپنے ورق رنگارنگ — اوس پہ سینے کی بنائی ہی دھنک نے جدول

قابل سجدۂ شکرانہ ہے گلشن کی زمین — جو چلا ابر سے قطرہ وہ گرا سر کے بہل

سرو نے انگلی اوٹھائی ہی شہادت کے لئے — بید ہے ساجد درگاہ خدا عز و جل

یہ چمن زار کجا گلشن فرخار کجا — نقش ثانی کو پہونچتا نہین نقش اول

گل کی شاخون پہ عنادل کا چہکنا دیکھو — روضہ خوانی کے لیے بیٹھے ہین منبر پہ مغل

زر پہ گل پہولے ہین بلبل کی فغان ناحق ہے — کسی نادار کی سنتے ہین کہین اہل دول

سرو نے نالۂ قمری کا اثر دیکھ لیا — جو ستاتا ہے کسیکو وہ نہین پاتا پہل

کیمیا کی کوئی بوٹی نکل آئی شاید — آتش گل سے جو گلزار بنا ہے سنقل

ہی یہی آتش گل تیز تو اک دن سننا — نخل ہوین کیطرح جائیگا ہر نخل کہل

ناف آہوی زمین ہین گل خود رو شاید — مشک کی بو سی مہک اوٹھا ہی سارا جنگل

عارض گل ہین وہ شفاف کہ لگتا نہین داغ — ہاتھ تو ہاتھ نظر جاتی ہے گلچین کی پہسل

گل وہ پہولے ہین کہ چھپ جائین عنادل اوسمین — جیسے بہونرے کو چھپا لیتا ہی پانی مین کنول

ق

گل سوسن کو جو توڑو تو مرا بخت سیاہ — سرو و شمشاد کو چھانٹو تو مرا طول امل

سونگھو لالے کو تو یک لخت مرا خون جگر — دیکھو سنبل کو تو بالکل مری قسمت کا بل

کیا ہی شاداب ہین گل رنگ چڑھا پڑتا ہی — شاخ گل کہتی ہی بلبل سے کہ دو مہندی مل

شہد چھکّے تو معطر ہو دماغ لذت
بیٹھ جائے جو کسی پھول پہ زنبور عسل

مطلع

شاہ فصل بہاری ہی غضب کی چنچل
کبھی پھولون سے ہنسی ہی کبھی غنچون سے چہل

سوسنون نے لب غنچہ پہ ملی ہے مسّی
چشم نرگس مین شقائق نے لگایا کاجل

شاخین جھک جھک پڑین پا شاہ فصل گل نے
ناز سے ڈال لیا سر پہ اولٹکا آنچل

سوسنون سے رخ لیلی کا بھی مدہم ہی رنگ
زلف لیلی ہی سوا ہے کہین سنبل کا بل

شیشیان عطر کی کہولی ہین گل شبو نے
تا دماغ گل زنبق سے نکلجائے خلل

سرو کے سامنے آنکھین نہین کرتی ہی ہیا
جسطرح سامنے دولھا کی دولھن پہلے پہل

خسرو گل کو کمی کیا گہر شبنم کی
راجا گہر موتیون کا کال نہین ہی وہ شل

ایسی برسات کے پانی ہی لبالب ہین چمن
پھول جو اوس ہی ادبھرتے ہین وہ ہوتی ہین کنول

چوب چینی ہی گل سرخ نے کہائی شاید
نرگسون کے سلئے طیار ہوا اطریفل

ہی جو خدمت مین جوانان چمن کی سرگرم
باغبان تجھکو ملیگا تری خدمت کا پہل

ق

قابل دید ہی گلشن مین ریاضی کی بہار
ہی عجب ہندسۂ قدرت مرتاض ازل

سطح گلشن پہ ہین بیحد چمنون کی شکلین
گول ہین کوئی تکونی ہین کوئی مستطیل

روشین قاعدی ہین سر چمن اون پہ عمود
آبشارون کے محیطون نے کیا اپنا عمل

قائمہ زاویہ ہی کنج گلستان ہر ایک
دیکھہ لی مہندیکی ٹٹی نے بنا کر جدول

بیلچہ ہاتھہ مین پرکار ہے تختۂ گلزار
باغبان روز کیا کرتا ہے سب شکلین حل

کیا ہی موقع سے لگائین ہین گل لالہ و سرو
جس جگہہ جسکا قرینہ ہے جہان جسکا محل

کیا ملائے ہین درختون نے قدم گلشن مین
گل شبو بھی لگائے ہی کھڑا اسنہہ سی بگل

لال کرتی کی پٹالن ہی شقایق کا ہجوم
سرو کپتان تو شمشاد بنا ہے کرنل

مطلع

قوتِ نامیہ ہی اوٹھتی جوانی ہر پل
کہ جوانانِ چمن آج ہین کچھ اور ہین کل

کیا عجب سرو پہ بیچو پہ گردون ٹلجاے
کیا عجب گردشِ افلاک مین آجائے خلل

کیا عجب لوگ ہتھیلی پہ جمالین سرسون
کیا عجب ہاتھہ کے تل سے کوئی پھوٹے کوپل

کیا عجب پیکرِ عشاق بنین خاک چمن
کیا عجب دانے جو پڑجائین نکل آئین پھل

کیا عجب رشتۂ زنار سے بیلین پھیلین
کیا عجب دانۂ سبحہ سے اوگے نخل امل

کیا عجب روح شہیدان بھی پے دیدِ بہار
خاک سے بیربہوٹی کیطرح آئے نکل

کیا تعجب ہے کہ پتھر سے اوگے سبزۂ تر
کیجئے ڈالکے پانی مین جو زنگار کھرل

کیا تعجب ہے کہ شیشے کی بھی پھوٹے جو زبان
باتین کرنے لگے توتے کیطرح ہر بوتل

باغ مین جائین جو گلرو نئے جوبن ابھرین
شجرِ قد مین قدم رکھتے ہی پھوٹی کوپل

لخلخہ سونگھہ کے معشوق تماشا ہونگے
مانگ کے بدلے نکل آئیگی شاخِ صندل

قلبہ رانی مین کسان ورزیہ چلاتے ہین
شاخ مین گاوزمین کے وہ لگاہل کا پھل

شاخ در شاخ ہوئے گاوزمین ثور فلک
قوتِ نامیہ سے کیا ہی پڑا ہی ہلچل

کھچ گئے سنبل پہ پڑ بالا کا ہکشان ہی اولجھا
واہ وا زورِ نمو کیا ہی نکالا ہے بل

صورتِ گلشنِ شداد نہ اوٹھجاسے کہین
نامیہ سے بڑے زورون پہ ہی سارا جنگل

ق گھانس ہی گھانس ہے اللہ غنی فیض نمو
چھیلتے چھیلتے مالی ہوے جاتے ہین شل

شام تک خاک بھی چھلجاتی ہی دو دو بالشت
صبح تک سبزہ ابھر آتا ہے دو دو انگل

باغبانِ چمنستان کا ہی گردون پہ دماغ
مجھکو ڈر ہے کہین رضوان سی نہو ردوبدل

سبزۂ شہ نشا دستِ شمشادی طوبیٰ سے بلند
چاہیے طوبیٰ نہ کہین عرش کی اوس پا نکل

ق
جو یونہین پھولتی پھلتی رہی گلشن مین بہار
جو یونہین نامیہ کرتا رہا ہر عقدہ حل

کیا تعجب ہے جو گولر مین نکل آئے پھول
کیا تعجب ہے اگر سرو مین آجائے پھل

کیا تعجب ہے کہ پتھر مین نمو پیدا ہو
خاک سے چرخ کی جانب کو چلے بندھیا پل

ق
دامنِ نیلگری اوٹھکے ہو چرخِ نیلی
اسقدر خاک سے اونچا ہو ہر اک کوہ و جبل

ہفت والونکو نظر آنے لگے ملکِ دکن
پر یہ ہی شرط کہ آنکھونمین نہو کوئی خلل

کہکشان ہی کہ نظر آتی ہے موسیٰ ندی
وہ ہی مولا کا پہاڑ اور یہ پستی اول

مکہ مسجد نظر آتی ہے کہ بیت المعمور
چار مینار ہین یا عرش کی ساقونکی پل

حیدرآباد ہے اونچا فلکِ چارم سے
حبذا قدرت و صناعیٔ صناعِ ازل

ہی وہ خورشیدِ علم اس فلکِ چارم پہ
جسکا ہر خاک پہ ہی دہوپ کے مانند عمل

مہر گسترِ فلکِ ملک کا شاہِ خاور
ذرہ پرور کرم و مہر مین اک ضرب مثل

شاہ **محبوب علی** بادشہِ ملکِ دکن
خود اولی الامر جہان ظلِ خدائے جلیل

عمر وہ جس سے ہو وابستہ ہلالِ گردون
عقل وہ جس سے عقودِ فلکِ پیر ہون حل

سرِ تاجِ جہان وہ کہ دبے قبۂ عرش
زلف ایسی شبِ معراج ہو جسمین اوجہل

چہرہ وہ ماہِ شبِ چاردہم جس سے خجل
جاوہ وہ جسکے شبِ ماہ رہے زیرِ بغل

وہ جبین جس سے کہ اقبال کا تارا چمکے
وہ بھوین جس سے کھلے عقدۂ مالا ینحل

آنکھ وہ جسمین مروت ہے بھری مثلِ نگاہ
مردمک وہ کہ کھبے مردمی اسمین ہر پل

وہ زبان نقطۂ موہوم مفصل جس سے
وہ دہن نقطۂ موہوم بہی جس سے مجمل

لب وہ جان بخش کہ امرت ہی پانی پانی
وہ ذقن جسکی لطافت پہ گھلے امرت پھل

سینہ وہ سینہ کہ نکلے نہ کبھی یادِ خدا
دل وہ دل جسمین سمائے نہ کبھی طولِ امل

ہاتھہ وہ ہاتھہ کہ دل خلق کی لین ہاتھون ہاتھہ
پاؤن وہ پاؤن کہ ثابت قدمی پر ہو عمل

ہاتھہ آنکھون سے لگائی دل و جان ہاتھہ بڑھا
پاؤن کو چوم کے اسے طبع روان آگے چل

ساری دنیا کو سنبھالی ہوئے ہین دونون قدم
انھین قدمونکے نشان سے یہ معما ہوا حل

ایک تو قطب جنوبی ہی کہ قایم سے ہے جہان
دوسرا قطب شمالی ہی کہ عالم سے ہے اچل

یا الٰہی مین ہنون خدا کف پاسے حضور
انھین قدمون سے رہون تا کہ لگا ہر اک پل

نہ کہین نقش قدم مجھکو بنانا یارب
کہ جدا ہوکے کہین مجھسے قدم ہاتھہ کو مل

ہاتھہ ملتا رہون رہوار کی تیزی سے پڑا
نہ یہ مشکل کہین کا فور ہو یہ چل وہ چل

مطلع

کیسا رہوار سراپا یہ ہوا کی سے ہے کل
بے سراپا بھی یہ بنتا ہے ہوا کی ہیکل

کنڈا کرنے مین بنے شاخ خمیدہ گردن
تھوتنی غنچہ پر سوسن سبد گل ہون کفل

یہ اگر ابلق ایام کو ٹاپین مارے
شب شود نیمرخ و روز شود مستقبل

چار نعل اسکے ہین یا چار ہلالِ گردون
راہ یکسالہ یہ ہی تین طرارون مین عمل

کبھی مشرق سے اگر جست کرے مغرب کو
چاند ٹیکا ہو تو خورشید بنے داغ کفل

تیر جسطرح کمان پر کوئی جوڑے ہو کھڑا
اسکا ٹھہرا و بھی چلنے پہ تلا ہے ہر پل

کون سی کھیت کا سبزہ ہے یہ ماشاء اللہ
قدم او ٹھنے مین نظر آتے ہین اوٹھتی کوپل

اک اشارہ جو کرین اسکو حضور پر نور
ق شیر گردون سے لڑے چھاندکے گردون کا محل

اوسکے سورج کو وہ یون ٹاپ سے ٹھکرا کے
کہ ڈہلکتا ہوا تو چاند کے مطلع سے نکل

دیکھہ لے تا کہ خلائق کہ قیامت کی ہی چال
اسمین ہے ابلقِ ایام سے بڑہکر چھل بل

واہ کیا میرے سلیمان کی سواری ہی دہوم
سب یہ پریون کا چہلاوا ہی کہ گہوڑی کو تل
آگے ان پریون کے دیکھو تو کئی دیو سیاہ
سب یہ ہاتہی ہین کہ ہاتہیا کا اڈ ہا ہی بادل

مطلع

ہی یہ گہنگہور گہٹا ہاتہیون کا دل کا دل
کجلی بن دہوم سے جنگل مین مناتے منگل
پاؤن ہی گاڈ زمین کو یہ ابہی مل گئی العین
فیلبان بیٹہیہ کے مستک ہی جو کہدین ال چل
دیکہیے دور سے انکس ہی کہ نکلا ہے ہلال
دیکہیے پاس سے ہاتہی ہی کہ چرخ اول
منتظر ہو جو کوئی اسکی سبک چالون کا
یہ سیہ رنگ پہرے آنکہون مین بنکر کاجل
کالے بادل جو دبے پاؤن چلے جاتی ہین
بے صدا پاؤن یہ دہرتا ہی زمین پر ہر پل
کہین بادل کی گرج سی بہی زمین ہلتی ہی
اسکی چنگہاڑ سے ہوتی ہی فلک کو ہلچل
بڑھکے ہاتہی نے اگر عرش سے ٹکر لی ہی
سایہ ویرانی اعدا کو بنا گہٹ کی زحل
طور پر ہی شب معراج کہ اس قد پہ یہ رنگ
دانت ہین وادی موسی کی دہکتی مشعل
پہلے ہم عرش کی زنجیر سنا کرتے تہے
دیکہہ کر سونڈ مین زنجیر وہ عقدہ ہوا حل
لیکے یہ سونڈ مین پانی کو اوڑاتے جو ہیا
سارے عالم کو نظر آتے برستا بادل
کالے بادل مین نظر آنے لگے لال ہنک
یہ رنگی سونڈ سے دکہلاے جو کالی ہیکل
زین عماری مین مرے قبلۂ عالم جو سوار
پوشش کعبہ سے یہ نہین ہاتہی کا محل
تیغ در دست ہین ہاتہی پہ حضور پر نور
کالے بادل مین چمک جاتی ہی بجلی ہر پل

مطلع

ہی سراپا جو لوا فتح کا تلوار کا پہل
بے سراپا بہی لوا ہی یہ میان مقتل
جب سے جوہر نے دکہائی مالک الملک کو شکل
پہر کبہی موت سے اس نہ ہوئی ردو بدل

اُف رے جوہر ترے دیدے کی صفائی دیکھو — یہ ہزارون مین نکلتی ہے بڑی ہی چنچل
کھنچکے چلنے ہی لگے تیغ ہے یا موجِ شراب — کام موقع پہ کرے تیغ ہے یا ضرب مثل
نیمچہ سبز ہے پر خون مین بھرا جاتا ہے — لال پھولونمین لدی جاتی ہے اُٹھتی کوپل
اسکے جوہر کو عدو دو ہی نظر آتا ہے — جسطرح ایک کو دو دیکھے ہے چشمِ احول
کسی مسجد کی ہی محراب یہ محرابی تیغ — جو گیا سامنے اسکے وہ گرا سر کے بھل
چشمِ معشوق ہین ڈورے ہین کہ ابروے بتان — مین کہون قہر کی نا ہین کہ ستم کا کس بل
آب تک خشک ہی کیا قہر ہے تلوار کی آنچ — آنچ اک برق ہی کیا ابر مین ڈوبا ہی پھل
لوگ سچ کہتے ہین صحبت کا اثر ہوتا ہی — کام تلوار کا کرتا ہے اسی کا مصقل
چرخ پر چڑھکے جو اوترے تو بنی عید کا چاند — عید قربان کا کیا کام میان مقتل
چرخ خالی جو ہوا توپ نے لی اسکی جگہہ — توپ وہ توپ کہ ہو چرخ کو جس سے ہلچل

مطلع

اژدہا توپ ہے دم اسکا ہی وہ ضرب مثل — ساتون افلاک کو گولی کی طرح جائے نگل
مور کھا جاتی ہی یہ مار او گل دیتی ہے — خوب بارود سے ہوتا ہی دہوان دہار عمل
اسکی رنجک جو اوڑی اوڑتی ہی بجلی چمکی — توپ جسوقت دغی دغتے ہی گرجے بادل
چرخ پر توپ ہے یا کاہکشان چرخ پہ ہی — اسکی مہتاب ہے یا ماہِ سپہر اول
اسکا پتھر دیکھکے سب خُم فلاطون آب آب — پتھر کی کیلین ہین کہ سب عقدۂ مالاینحل
پتھر کے پیچھے ہین کہ قطبین ہین دونون جانب — کرۂ نار ہے یا توپ کی ساری ہیکل
توپ وہ توپ کہ دب جائے حصارِ گردون — گولا وہ گولا کہ قلعون کو کرے مستاصل
یہ پیالے کے فیتلے سے ہوئی ہی کالی — سانپ کے کاٹنے سے کالے ہوئے اجابل

ہین یہ سمجھون کسی چیونٹی نے گھسیٹا اژدر
ریل دوسے پیل دمان اسکو اگر سرکی بہل

گھر چڑہی توپین ہین سرکار کی کیا توپ اُمر
تو یون گرپڑے ہین پہ گہوڑون پہ توپونکا محل

یہ دغا کرتی نہین اور دغا کرتی ہین
اپنی گھوڑون سے بہی یہ تیز چلین وقت جدل

گولہ انداز بہی مشاق ہین سبحان اللہ
شب کو یون جوڑکے نقطے کو اوڑا دین وہ بل

صبح کو جور نے عدل کا جامہ پہنے
پہر تو سو ناز سے دربار کو دوڑے پیدل

مطلع

شیر بکری ہین قرین پہر بہی ہین کوئی خلل
دیکھو ہین ایک ہی پنگہٹے پہ لب سدا درمل

سب کو اک عام اجازت ہے غنی ہو کہ دنی
ایک نیوہ رہا کرتا ہے ہر دم ہر پل

اوسکی خلوت کو جو پوچھو تو بہ از جلوت ہے
فوج کی فوج سما جاے وہ ہی گوشہ محل

پہر شجاعت مین جو دیکھو تو وہ بے مثل و نظیر
اوس سے آنکھین جو ملائے کوئی ہیا نہین بل

نہ رہے تن مین روان خون برنگ لالہ
متحرک نہ رگ گل کی طرح ہو اکحل

سامنے آتے ہی رستم کا بہی قالب ہو تہی
رم کرے سامنے سے بنکے وہ رم کی ہیکل

گیو و رستم سے بہی ہی بڑھکے سپاہی اوسکا
ق
نیزہ و گرز سے لے کام اگر وقت جدل

دی یہ نیزے کو تکان جنگ مین پیدل ہون سوار
گرز مارے تو سوارونکو بنائے پیدل

سب عرب کہتے ہین تیزی مین قمر کی تاثیر
حبشی اوسکے ہین دشمن کے مٹانے کو زحل

اوسکی نیسان سخاوت کا نہ پوچھو مذکور
سیپین گوہر سے بھری بیٹھی ہین اپنی اوجل

سونے چاندی کی یہ اینٹین ہین کہ ہین شمس و قمر
بہر دیا اوسنے زر و سیم سے گردونکا محل

کر دیا کشتی درویش کو زر کی کشتی
سامنا ہوتے ہی سیلی ہے کلکے کی ہیکل

قوت زر سے ہوئے زال بہی سب نال زر
کہ جوانی سے بڑہاپے کو دیا اوسنے بدل

ملک اوسکا ہے خدایا کہ کوئی جنت ہے
جس جگہہ دیکھیے سب عیش ہین کرتی ہین چہل

مطلع

ہان مرے ساقی بدست سجا اپنی بغل
دیکھہ دکھن سے برستا ہوا آیا بادل

دیکھنا آج وہ مینہ برسیگا انشاء اللہ
غربا ہند کے سونے کے اوٹھائینگے محل

بیٹھے ہین تخت سخاوت پہ حضور پر نور
قلعہ افلاس کا کیون جڑ سے نہو مستاصل

شاہ جمجاہ جو کھولے گا خزانہ اپنا
زر امید سے بھر جائینگے سب کے آنچل

ہم تو مداح حضوری ہین کسی کیا ہی ہمین
نہ فلک سے کوئی ڈر ہے نہ زمانے سے خلل

کئی پشتون سے نمکخوار ہین اس گدی کے
شکر ہے سابق الایمان ہین ہمین پہلے پہل

پشتہا پشت سے اس در کے زمین گیر ہین ہم
باپ دادا بھی ہوئے دفن میان نزل

صاف باطن تھے کہ سرکار پہ کی جان فدا
یہ صفائی تھی کہ آئی اونہین نزل مین اجل

اک نظر اپنے قدیمون پہ بھی اے ابر سخا
سب کہین سوکھے ہوئے کھیت پہ برسا بادل

لاکھہ امیدون کی امید یہی ہے اپنی
اب جاؤن کہین مین چھوڑ کے یہ رنگ محل

دوسرے سے نہ کہین جا کے صلہ مانگی قدر
بس یہی سکے قصیدے کا صلہ ہی مجمل

جو یونہین مانگنے کی اوسکو پڑی ہو عادت
اپنے سرکار کی مانگے وہ دعا ہر اک پل

تخت طاؤسی کرسی رہے جب تک قائم
جب تک اس تخت کا پایہ رہے چرخ اول

یا خدا عرش پہ پہنچے تری کرسی جلال
پایۂ عرش کے اوس پار رہے تیرا محل

زر فشان تاج ہی خورشید کے سر پر جب تک
جب تلک تیغ ہلالی ہی گلے مین ہیکل

یا خدا ملک کا سرتاج رہے تیرا تاج
تیری تلوار کا بیٹھا رہے دنیا مین عمل

ماہ خورشید سے جب تک کہ کرے کسب ضیا
جب تلک ضو سے ہو یہ بام فلک کی مشعل

یا خدا اشاد رہے تیرا وزیر لایق
فوجین ہین ثابت و سیار کی جب تک قایم

یا خدا خلق مین سب نظم و نسق تیرا ہو
حوت جب تک رہے افلاک مین برج آخر

یا خدا زیر سمک سے ترا قبضہ پھیلے
کہکشان رات کو جب تک ہے فلک پر قایم

یا خدا عرش پہ گڑ جاے حضوری جھنڈا
مشتری سات ستارون مین ہی جب تک نامی

یا خدا تیرے محبون کا چمک جاے نام
کرین گردن کشیان تو وہین گردن کٹجاے

ہفت قلزم ہین زمانے مین جہانتک جاری
یا خدا تیرے عدو کا نہ لگے تہل بڑا

کچھہ جو او بہرین تو گرے برق غضب گردون سے
قدر ہان ہان کہین غصہ نہ تمہین آ جاے

ہی جو سرکار کا دشمن تو مرے گا بے موت
فاتحہ روح ولی پر تمہین پڑہنا ہے ضرور

گو کہ اس بات پہ دونون کی سخن ہین شاہد
پر اوسے ہند کا تحفہ یہ قصیدہ لیجاو

گور سے اوٹھکے کہے صل علی صل علی

خوش رہین اوسکی لیاقت سے سب اعلی اسفل
جب تک اس نظم سے آتا نہین دنیا مین خلل

ساری دنیا مین بند ہی فوج حضوری کا ول
رہے جب تک کہ حمل چرخ کا برج اول

شاخ در شاخ رہے تیرا عمل تا بہ زحل
دن کو جب تک ہے کرن پاہی فلک کی ہیکل

تیری نصرت کے لوا مین کبھی آ جائے نہ خلل
سبع سیارہ مین جب تک کہ ہی بدنام زحل

تیرے دشمن رہین دنیا کے ذلیلون مین ازل
سر اوٹھائین تو گرین خاک پہ وہ سر کے بہل

برف جسوقت تلک مہر سے جاتا ہی پگھل
دست و پا اونکے گلین سینے مین ہو کر شل

کچھہ جو ڈوبین تو نہین تہاہ مین آ جا ہی اجل
آستینین نہ چڑھاؤ کہ ہو سب مین ہلچل

مرے کو مارنے سے تمکو ملیگا کیا پہل
کہ دکن بین وہی شاعر ہوا سب سے افضل

نقش ثانی ہو سے تم اور وہ نقش اول
کہ ہر اک شعر ہی اک عقدہ مالا ینحل

مردے جی اوٹھے دکن بین ہو ہی ضرب المثل

اس قصیدہ کا جو آئینۂ محبوب ہے نام | نذر رویدو یہی سرکار کو تم پہلے پہل

شعر گنتے ہون جو منظور تو کیا مشکل ہے
حیدرآباد کے اعداد گنین اہل جمل
۲۳۰

قصیدۂ مہر منیر در مدح نواب سالار جنگ منیر الدولہ مختار الملک میر لایق علی خان بہادر عماد السلطنۃ مدار المہام سرکار عالی دام اقبالہ

نہ رہا محتسب و قاضی و مفتی کا خطر | ہے برانڈی کہین شیری کہین بوتل ہین بیئر
کہین زاہد ہی کہین شیخ کہین واعظ است | خانقہ سونی ہے محراب تہی خم منبر
پھسلا پڑتا ہے کوئی ٹھوکرین کھاتا ہے کوئی | مے لنڈہی ایسے چھلکتے ہین سبو و ساغر
در میخانہ سے میلا ہے در باغ تلک | پھول سے پھول کی بو کھاتی ہی باہم ٹکر
کہین ٹھٹھرونکی سبیلین ہین کہین پھولونکی | دورۂ شاہین ہے کہین تا وقت سحر
کان اوڑتے ہین کٹورون ہی کی جھنکارون سے | مشکون مین سقون نے بہرلی ہے شراب احمر
دیتے پہرتے ہین صدا کوئی نہ پیاسا جائے | لو پیو آؤ ادھر آؤ ادھر آؤ ادھر
دہوم ہے آئی بہار آئی بہاران روزون | شور ہے مست رہو مست رہو آٹھ پہر
ذکر ہے مے پیو اسباب پہ چھٹی ڈالو | فکر ہے مے پیو نیلام کرو سارا گھر
ہاے کیا فصل بہاری ہی عجب موسم ہے | فکر گونئین بھٹکتی نہین آکر دم بھر
کہین بائین کی گمک ہے کہین بجتا ہی ستار | ناچین کہتا ہی جادو کوئی زہرہ پیکر
جلترنگون کی صدا سے کوئی موج مین ہے | شور قلقل کا اوڑاتا ہے کہین ہوش بشر

کوئی پڑہتا ہے کہین مثنوی میر حسن
میر کی غزلین کوئی گاتا ہے بہت بہتر

برزبان ہے کہین مجنون کہین فرہاد کا حال
کہین لیلی کہین شیرین کی حکایت ازبر

جنگ زنگی ہے کہین واقعۂ رومی ہے
جنگ دارا ہے کہین واقعۂ اسکندر

کہین رستم کی لڑائی کہین سہراب کی رزم
سام کا حال کہین واقعۂ زال زر

کہین کسریٰ کی عدالت کہین حاتم کی سخا
کہین حسّان کی فصاحت کہین سحبان کا نہر

جو ترنگ آئی جسے باندہ دیا جہاڑ پہاڑ
جسکے منہہ مین جو کچہ آئی وہ اڑائی سب پر

رند و آزادہ و بیفکر ہین میخانے مین جمع
غم غلط کرتے ہین بیٹھے ہوئے یون ہی اکثر

یہ زٹل قافیے سن سکے نہ تاب آئی مجھے
اون نہنگون سی کہا مین سنے ذرا دہیان اودہر

چشم دیدہ سنو مجھسے نہ شنیدہ مانو
گور کے مردے اوکھیڑ انکو اوٹھہ بیہیر

مطلع

دیکہنا خط شعاعی کی بنا کر مسطر
وہ لکہون نور کے اشعار کہ ٹہیرے نہ نظر

علم خامہ مین لون کہکے اگر یا عباس
کہینچ لون تیغ زبان کہکے اگر یا حیدر

گاڑ دون معرکۂ مدح مین جہنڈا اپنا
عرش سے جہولتی رہجائے مری تیغ دوسر

ہان مری طبع رسا خاک سے افلاک پہ چڑہ
ہان مری فکر بلند آج پہونچ کرسی تک

ہان مرے دست بیان عرش کی زنجیر ہلا
ہان مرے پای ثنا عرش کے اوس پار ٹہہر

ہان مرے شور مقالات بجا دے ڈنکا
ہان مرے زور خیالات جما دے لشکر

ہان مرے وہم روان اوٹھکے بٹہا دے سکہ
ہان مری فہم جوان بڑہکے بچہا دے منبر

ہان بلاغت وہ فصاحت سے سنا دے خطبہ
سنکے سودا ابہی کہتے صل علی چلاکر

اوسکی آواز سے گور بتبشی ہلجائے
ہند سے تا عرب اک دہوم رہے اوٹہہ بیہر

تیغ ہندی جو کھنچے نور کے جوہر چمکین — جوہر خنجر رومی کے چھپا دون تیور
جیسے پریان لئے پھرتی تہین سلیمان کا تخت — یون مضامین سے ہوا پہ ہو مرا تخت سخن
لیکے یہ تخت ہنر جاؤن مثال آصف — اوسکا مداح بنون سے جو سلیمان منظر
وہ سلیمان ہے **نواب منیر الدولہ** — **میر لائق علی** لائق و ذی فہم و ہنر
خود سخی ابن سخی باپ وزیر آپ وزیر — میر عالم کے گہرانے مین بڑا نام آور
جد اعلیٰ کی وہ شہرت تہی کہ ہی عالمگیر — دہوم ہی دہوم کہ تہی باپ مین شان اکبر
باپ کے مثل ہوا ملک مین **مختار الملک** — اونکے قامت کی قبا ٹھیک ہے اسکی قد پہ
میرے محبوب علی شاہ کا محبوب ہے وہ — جیسے اللہ کا پیارا ہے مرا پیغمبر
عقل وہ جس سے کہ پشت فلک پیر ہے خم — رائے وہ کانپتا ہے صبح کو سورج تہر تہر
باد پا اوسنے سواری کو منگایا جس دم — آگیا حکم روان اوسکا مجسم ہوکر

مطلع

اوسکا شبدیز چھلاوا ہے کہ اک تیر نظر — چاند ہے برق جہندہ ہے کہ اک باد سحر
اک دبور ایک صبا ایک شمال ایک جنوب — دست و پا چارون ہین یہ چار ہوائین ملکر
باد پا ہے یہ سبک سیر کہ جو بائی ہے — اوسکی رفتار کی تیزی ہے کہ باد صرصر
اپنے سائے سی بہڑکتا ہے کلیلین دیکھو — چال مین چہو نہین پاتا اوسے سایہ دم بہر
رات قطبین ہے یا کانونپر اندہیاری ہے — تھوتنی ابر کا لکہہ ہے تو دندان اختر
وہ سبک خیز کہ پانی کا کٹورا رکھہ لو — چال وہ امنڈی چلی آتی ہے موج کوثر
دونون باگون پہ غضب جہومتا رہتا ہی وہ — کہتا ہے دونون جہان مین نہین میرا ہمسر
جب صف رزم مین ہم قدم کو چہوڑ کے چلے — صف تو صف جہونکون سے دنیا بہی دہر کی ہو ادہر

تیغ در دست جو نواب سوار او سپر ہون
کرۂ باد پر اک برق پڑے سب کو نظر

تیغ وہ تیز سمائے جو کہین آنکھون مین شر
کاجل آنکھون کا اوڑسے پر نہو پتلی کو خبر

جھک کے اعدا سے وہ ملتی ہے تواضع ایسی
سچ ہے دشمن سے بھی جھک جاتے ہین سب فی جوہر

اوسکے ساغر کی ہے اک کشتی ساغر خورشید
اوسکے خنجر کا ہے مریخ نیام خنجر

مثل شمشیر ہے قبضے مین دلیل قاطع
ہے دعا سے غربا پشت پہ مانند سپر

بگھیان نور کی رکھی ہین سواری کے لئے
عقل چکر مین پڑے دیکھکے جنکا چکر

ریل گاڑی کی اڑاتی ہین دہوئین چلنے مین
اس زمانے مین تو ممکن نہین اون کا ٹکر

ہان کسی عہد مین تھا تخت سلیمان مشہور
پر وہ کانون سے سنا اور یہ ہین پیش نظر

دامن دولت جاوید ہے اوسکا دامن
در امید و در فیض ابد اوسکا در

وہ سہارا ہے غریبون کے لئے صبح و مسا
یہ گزارا ہے فقیرون کے لئے شام و سحر

وہ خطا پوش ہے مجرم کے لئے سرتاپا
یہ عطا پاش ہے سایل کے لئے سرتاسر

وہ ارادون کے لئے جائے نماز حاجت
یہ مرادون کے لئے سجدہ گہ اہل نظر

وہ بلاؤن کے لئے پردگی پردۂ خس
یہ دعاؤن کے لئے راہبر راہ اثر

وہ یہ شے ہے کہ دبے اوسکی تلے گرد فساد
یہ وہ جا ہے کہ جہان پھینکدین سرکش افسر

وہ سحاب گہر افشان ہے چلین اہل نیاز
یہ جناب ہنر آرا ہے بڑہین اہل ہنر

وہ جھکا رہتا ہے کیا سوچیئے اخلاق کا حال
یہ کھلا رہتا ہے کیا پوچھیئے باطن کی خبر

وہ مرے ذہن مین اک بیرق فتح و نصرت
یہ مری یاد مین چار آئینۂ فتح و ظفر

وہ مری دید مین اک پردۂ چشم فغفور
یہ مری چشم مین اک حلقۂ چشم قیصر

وہ مری عقل مین اک سلسلۂ عمر خضر
یہ مرے علم مین اک آئینۂ اسکندر

پہ جو مری فکر مین اک دامن دریا سے جلال
یہ مرے درک مین کشتی شرافت کا گزر

وہ مری فہم مین دست ہوس طالب یار
یہ مرے وہم مین آغوش حیا سے دلبر

وہ مرے دہیان مین برگ شجر طوبی سے ہے
یہ مرے سوچ مین سے ہے بیت مقدس کا در

مطلع

مرحبا حامی سحر نیا در علم و ہنر
حبذا وارث بر جین مہ زاد و گہر

تیرا دامن مجھے جزدان کتاب ہمت
میری عزت کے دفاتر کا ہی صندوق پہ پیر

خط تقدیر سے ہے میرا اسی دامن پہ لکھا
لوح محفوظ یہ چوکھٹ ہے مجھے سرتاسر

بادبان ہی مری کشتی کا نہین یہ دامن
در نہین میرے سفینے کا یہی ہی لنگر

ہی مرے ہاتھہ کا دستانہ یہ تیرا دامن
میرا خود سر قسمت سے ترا حلقۂ در

اب نہ چھوڑونگا نہ چھوڑونگا وہ دامن ہے ہاتھہ
اب نہ اوٹھونگا نہ اوٹھونگا وہ چوکھٹ یہ سیر

مین جو بندہ ہون تو ہین آپ مرے بندہ نواز
مین مسافر ہون تو ہین آپ مسافر پرور

تیری دریا سے سخاوت کا بیان مین بہی کرون
بحر کوزے مین سماتے کہین دیکھا ہوا گر

درد ندان کا کوئی فیض و اثر دیکھیے تو
گلی تہو کے تو سب نے گرتے ہوئی آب گہر

بہر دیا خانۂ درویش مین زر تو نے تمام
وقت خواب اوسکو سمجھتے ہین وہ سونیکا گہر

میرے مضمون کسی سی نہین اڑنے پاتے
سن گئے تیری عدالت کی خبر اہل ہنر

ٹوک سکتا نہین مشرق سی کوئی مغرب تک
ہاتھہ پہ سونا اوچھالا کرے شاہ خاور

خلق مین دہاک تہور کی بندہی ہی ایسی
بنگیے اگر یہ مسکین یہ دبا ضیغم نر

وہ شجاعت کہ ہی بہائی بہی شجاع الدولہ
نام ہی میر سعادت علی ذی جوہر

خرد ہی پہر بہی ہی خردی مین بزرگی پیدا
یہ ہلال فلک اوج سے ہے بدر اٹھہ پہر

عقل وہ ہے کہ ارسطو سے زمانہ کہیے — طالع ایسے ہین کہ تصویر بنے اسکندر

یون ہی وہ قوت بازو سے جنابِ والا — جسطرح قوت بازو سے پیمبر حیدر

حبذا رستم میدان شجاعت ہے وہ — بلکہ رستم بھی سنے نام تو کانپے تھرتھر

مرحبا حاتم شیلان سخاوت ہے وہ — بلکہ حاتم کو یہ قدرت تھی نہ یہ زور نہ زر

واہ کسرائے شبستان عدالت ہے وہ — بلکہ کسریٰ شہ بیدین تھا وہ دیندار افسر

یہ صفات اوسکی سے ہے ذاتی عجب اسکی ہے ذات — ذات قایم رہے جبتک ہے صفات احد

قدر تم آئے تھے کس کام کو کرنے لگے کیا — چڑھ کے ہے کرسی یہ تو پھر عرش کو چھو لو بڑھکر

ہوش مین آؤ ذرا چشم خرد مل ڈالو — لو اوٹھو صبح ہوئی مانگو دعا وقت سحر

مطلع

میرے ساقی نے مرے منہہ سے لگایا ساغر — خضر تو مجھکو سنبھالو مین گرا بر لب نہر (?)

کھینچو ہاتھ مرا تھام لو دوڑو دوڑو — خدمت پیر مغان مین مجھے پہنچاؤ مگر

میکشو راہ سے اٹھوا لو خم و جام و سبو — مست ہون مست ہون لگ جائیگی میری ٹھوکر (?)

نشا کیا چھایا کہ آنکھون مین اندھیرا چھایا — اب سیہ مست نظر آتا ہے میخانہ بھر

نشہ مین چور ہون چھپتے نہین اسرار دلی — دل مین جو آتا ہے آتا ہے زبان پر فر فر

اپنے آقا کو نہ مین جاگتے سوتے بھولا — رونگٹا رونگٹا دیتا ہے دعا آٹھ پہر

جب تلک ہے یہ زمین اور زمین پر افلاک — اور افلاک پہ ثابت ہین جہان تک اختر

اور ستارے ہین ہی جبتک کہ نظام شمسی — سبعہ سیارہ کا جبتک ہے فلک پر چکر

رہے زہرہ تری محفل مین ہمیشہ رقصان — خود عطارد ترے دفتر کا رہے سر دفتر

شمس ہر صبح رہے آئینہ بردار ترا — انجمن کا تری ارکان بنے ہر شام قمر

بڑہ کے ہے حکم قضا سی ترا حکم محکم
تیرے دربار کا قاضی رہے ہے سعد اکبر

تیرے اعدا کو زحل چین نہ لینے دے کہین
کہ سیہ بخت کرے اور بہر آئے در در

بہرتے بہرتے جو عدو تہک کے گرین منہہ کی بہل
کہینچکر بہیر دے مریخ قفا پر خنجر

ختم کر دیجیے اے **قدر** دعاے شرطی
کہیے اک تازہ غزل خاتمۂ دعوت پر

ہوش اڑا دیجیے بلبل کی برنگ بلبل
وہ سنے طایر ایجاد کے نکلین شہپر

غزل

چشمۂ خضر سے لب ہے کہین بہتر انکا
کیون نہ منہہ دیکہکے رہجاے سکندر انکا

تہی فقط جام بنانے سے یہی جم کی غرض
تا کہ وہ دیکہہ لے اوسمین رخ انور انکا

بے وسیلے تو خدا تک بہی رسائی ہی محال
سلسلہ ہے مجہے گیسوے معنبر انکا

اک اشارہ ہو جو ابرو کا تو مین جی جاؤن
آب حیوان ہین بہجہا رکہا ہے خنجر انکا

ہین یہ مخدوم مین سو جان سے انکا خادم
یہ خداوند ہین مین بندۂ بے زر انکا

بے تکلف ہون مرے دل کا نہ پوچہو احوال
اوسمین جب چاہین چلے آئین وہ ہی گہر انکا

رکہدیا نام قصیدے کا مرے مہر منیر
دل یہ ہی مہر و محبت مین ثناگر انکا

قدر کو آپکے دربار مین لایا ہون مین
رہے ہے انپر بہی نظر آگے مقدر انکا

دار الامارۃ

در مدح جناب امیر الدولہ سعید الملک راجا محمد امیر حسن خان بہادر ممتاز جنگ سحر تخلص والی ریاست محمود آباد ملک اودھ

چمن کا بیاہ ہے کلیون کا ہوگیا انبار — بندھا عروس بہاری کے در پہ بندھنوار
بدل کر آئی ہے مشاطۂ صبا جوڑا — سفید ابر بھی چھایا تو ہوگیا گلنار
دھڑی جماے ہوئے سوسن آئی ہے ہونٹون پر — حنا لگاے ہوے پنجے مین ہے دست چنار
اوگی ہوئی ہے لب نہر باغ مین کنگھی — ٹرہارا ہے جو شمشاد طرۂ طرار
گلون کے چہرے پہ افشان چنی ہے شبنم نے — جو غازہ ملتی ہے رخ پر ہوائی فصل بہار
مثال سینۂ معشوق چھریان ہین صاف — جو داغ بیل لگائی وہ ہو گئی زنار
بتائی مالیون نے سرو کو تراش خراش — سکھایا موج نے ہر نہر کو نکھار سنگھار
گئی چمن سے ادھر خواب نازنین نرگس — ادھر کو سبزۂ خوابیدہ ہوگیا بیدار
ادھر ہوا سے ہوے لکھا سے ابر نمود — ادھر چمن دم طاؤس بنگیا اکبار
ادھر دھنک نے بھرا اپنی مانگ مین سیندور — ادھر ہوا لب لالہ بھی پان سے گلنار
ادھر جو نہر چمن کو ہوا نے لہرایا — ادھر بھی کوندے کے بجلی دکھا گئی دیدار

اودہر قصیدے پڑہے بلبلون نے نالون کے | ادہر گلون نے نکالا طلاے دست افشار
اودہر کہلے صدف برگ کے لب تشنہ | ادہر بہی جہوم کر آیا سحاب گوہر بار
اودہر چمن نے نکال قباے استبرق | ادہر گلون نے سرون پہ سجی نئی دستار
اودہر جو طرۂ شمشاد بڑہ گئے تا دوش | ادہر لٹک گئے سنبل کے شملے تا بہ کنار
اودہر گہٹا سے ہوئی چشمک یکاد البرق | ادہر جہپک گئی نرگس کہ یخطف الابصار
اودہر چلی جو چمن مین ہواے روح افزا | ادہر سحر کو کھلی چشم نرگس بیمار

مطلع

چمن مین برگ گل تر بصورت لب یار | عجب نہین ہی اگر کھولدین لب گفتار
عجب نہین ہی زبان ہو دہان غنچہ مین | عجب نہین ہے زبان آوری کرے ہر خار
چٹک چٹک کے کہین غنچے قم باذن اللہ | عجب نہین ہی مسیحا نفس ہو باد بہار
عجب نہین ہے جو یہ سنکے سرو چل نکلین | کرین چمن مین بگولے کی طرح خود رفتار
عجب نہین ہی کہ آئینہ آب حیوان ہو | عجب نہین ہے کہ بول وسٹھے طوطی زنگار
عجب نہین ہی بقول ظہیر فارابی | چمن سے چلین تلک ملک چین ہے تا گلزار
ز اعتدال ہوا حکم جانور گیرد | اگر بنوک قلم صورتے کند نگار
عجب نہین ہی جو چھوٹین حباب کے بیضے | تو نکلین نہر مین مرغابیان قطار قطار
عجب نہین ہی کہ بجلی ہو مرغ آتش زن | عجب نہین ہے کہ بادل ہو مرغ آتشخوار
عجب نہین گل لالہ پڑہے جولاں کیطرح | عجب نہین کہ ہزار سے نکلی صوت ہزار
صداے رعد سے اکر ہر ایک قطرۂ آب | ہوا مین ہنس بنے ہنس سے ہو سیقار

مطلع

بنی ہی زمزمہ ہر اک عندلیب کی منقار
جہان پڑہی رگ گل پر بجا چمن مین ستار

گرج سے ہے بادلون کی یا گمک ہی طبلے کی
جو مور ناچتے ہین ہل رہا ہے سب گلزار

سمان بندہا ہے جو گاتے ہین کیلیان مالی
کہ پل سے ہے کاسۂ طنبور سیان ہین تار

لگائی سے ہے گل تنبو نے منہہ سے شہنائی
جو پتے باجتے ہین جہانجھین بجاتے ہین اشجار

اودہر جو ملکے بجاتے ہین تالیان پتے
ادہر ہوا سے بہاری الاپتی ہی بہار

گرے جو برگ ہوا مین اوٹھے وہ رقص کنان
لئے یہ ناچ مین توڑے صبا نے ہر اک بار

بہرے ہوئے ہین پیالی گلون لیے شبنم سے
پڑی جو شاخ اوٹھی جلترنگ کی جھنکار

ہی اس بہار مین ایسا جنون کا جوش و خروش
مثال سلسلہ بجتا اوٹھا چمن کا بنجار

یہ حال دیکھکے صوفی بہی وجد کرتے ہین
ہوئی ہین حال سے بیحال قمریان نزار

لگا رہی سے ہے وہ بالائے سرو قمری ضرب
کہ جیسے کوئی اذان دے بسر بلند منار

زمین کرنے لگی آسمان سے باتین
چکور مور ادہر اوسطرف کلنک وسار

اودہر تو فاختہ سے غل مچا ہی کو کو کا
ادہر بندہا سے ہے پپیہون سے پی کہان کا تار

اودہر ہے سرو یہ حق سرہ کا ہنگامہ
ادہر ہے آنب کے اوپر کہو کہو کی پکار

وہ بجلیون کی چمک اور سپہ بادلونکی گرج
وہ خندۂ گل تر او سپہ نالہائے ہزار

وہ آبشار کے لطف وہ موج باد صبا
وہ قرقرون کی صدائین وہ سارسونکی پکار

وہ آمد آندہیون کی وہ ہوا کا سناٹا
وہ مینہ کا زور وہ پانی کی ہر طرف بوچہار

وہ ساونی کی بہارین وہ راگ ساون کی
وہ کویلونکی صدائین وہ پینگ کا ر مار

مچی ہی چار دنطرف ایک راگ رنگ کی دہوم
ہوا ہے سارا سمان بندہ کے باغ کی دیوار

یہی جو دہوم رہی طفل غنچہ دہلینگے — کھلینگے پھول تو مہکیگا تختۂ گلزار
یہی جو دہوم رہی کان اوڑینگے پھولون کے — سنیگا کون پھر اِک آہ بلبل نادار
یہی جو دہوم رہی نیند اوڑیگی نرگس کی — نظر لگائیگی صحنِ چمن کو لیل و نہار
یہی جو دہوم رہی سرو اوچھل پڑینگے تمام — رہیگا سرو کی چوٹی پہ چرخ کجرفتار
یہی جو دہوم رہی کانپا وٹھینگے دشت و جبل — چمن مین آئینگے اوڑا وڑسکے لالۂ کہسار
یہی جو دہوم رہی **قدر** سر اوٹھائیگا — ہوائین باندہیگا پڑہ پڑہ کے مدح کی اشعار
یہی جو دہوم رہی اوسکی مدح خوانی کی — اوٹھیگی چارونطرف ایک واہ واکی پکار
یہی جو دہوم رہی چھیت اوڑیگی گردونکی — حجاب اوٹھیگا نظر تیر جائیگی اوس پار

مطلع

دکہائی دیگا وہ ظلّ خدا وہ عرش مدار — وہ عرش پایہ وہ عرش آستان وہ عرش وقار
کہ بندگی سے ہے جسے رتبۂ خداوندی — خدایگان وخداوند نعمت ابرار
امیر دولۂ دنیا و دین سعید الملک — جناب **امیر حسن** خان بہادر جرّار
ہزار جان سے قربان اہلبیت کرام — ہزار دل سے غلام ائمہ اطہار
وہ شعر فہم کہ قربان جسپہ ہو شعری — وہ نثر دان کہ رہے نثر اوسکے سر پہ نثار
ہوا سے نثر نگاری جو آگئی دل مین — بنایا تختۂ کاغذ کو اوسنے سنبل زار
وہ صاف صاف عبارت کہ عارض شفاف — وہ پیچدار مضامین کہ طرۂ طرار
ہوا ہے اوسکا قلم میل چشم مینائی — دوات اوسکی ہوئی عینک اولی الابصار
مری طرح قلم اوسکا ہے واسطی الاصل — مری طرح قلم اوسکا ہے ایک سحر نگار
قلم نے سحر نگاری کا رتبہ یون پایا — تخلص اوسکا ہے جو سحر وہ لکھا سو بار

قلم امیر کا ہے کیون لکھے نہ صدہا سطر
عصا کلیم کا ہے کیون نہ اوگلے سیکڑون مار

قلم نہین ہے مگر صنع نطق کا آلہ
قلم نہین ہے مگر مرغ شکر کی منقار

کیا ہے صفحۂ کاغذ کو مشک کی پڑیا
قلم کی نال ہے یا نافۂ آہوے تاتار

قلم ہے یا کوئی مجنون سلسلہ برپا
حروف کیا ہین کہ لیلی کے شہر کی نقش و نگار

عبارت اوسکے قلم کی ہے بادشاہ پسند
صدف سے اوسکی نکلتے ہین گوہر شہسوار

ہماے اوج سعادت ہے خامۂ عالی
رقم سے ہے خلل ہا جب تو ہی سیاہی دار

قلم کے تحت مین ہے سب سیاہی کاغذ
اوسیکے ہاتھہ مین ہے انتظام لیل و نہار

حروف ہین کہ مٹھائی پہ چیونٹیان دوڑین
قلم ہے یا کوئی طوطی شکرین گفتار

عطارد و زحل آئے ہین ایک مرکز پر
قلم کے نیچے سیاہی کے کب ہین نقش و نگار

سیہ زبان ہے خامہ بچیگا کب دشمن
دعاے بد سے نکالا ہے اوسنے دل کا غبار

صریر خامہ نہین ہے صفیر بلبل ہے
یہ اوسکے ہاتھہ کی قدرت ہے ورنہ سوکھا خار

قلم ہے سدرۂ و ہین السطور نہرین ہین
سطور اوسکے ہین جنات تجری تحتہا الانہار

اسی طرح ہوئی معجز بیان زبان قلم
کہ جیسے حضرت عیسی چڑھے تھے پر سر دار

قلم کی نوک سے مضمون نکالتا ہے وہ یون
کہ نردبان سے اوترتے ہین جسطرح معمار

روا رہ وی ہے قلم کو بھی فکر عالی مین
ق
جو ہین خرام مین کبک دری مہ کہسار

یہ دو زبانون سے لکھتے کو ہر گھڑی موجود
وہ دو پرون سے ہین اوڑ نیکو ہر گھڑی تیار

قلم سے کرنا سب معنی سے نکالنا وہ مثل
یہ ایک پانون سے چلتا ہے راہ ہموار

قلم بہ ذات خود لکھے اور خود کاٹے
یہ خود سمند سب خود تازیانۂ رفتار

جو باغبان کبھی ریحان کبھی اگائی گل
تو یہ لکھے خط ریحان کبھی خط گلزار

گیا ہے سانپ پر اوسکی لکیر باقی ہے
ہے یادگار قلم سطر کا چڑہا ہوا تار

جو شمع کا کوئی گل سے تو اور روشن ہو
جو اس پہ قط کوئی رکھے تو اور ہو طرّار

ہمیشہ سامنے مالک کے اپنے ناصیہ سا
یہ سر جھکائے ہے جیسے حضور کی تلوار

مطلع

ہین آسمان و زمین پر برابر اوسکے وار
اوٹھی تو جوت گری تو سمک کے وار سے پار

گری وہ جھوم کے توڑی صراحی گردن
ہمیشہ فتح کے نشانی ہین ہیہی سرشار

وہ کھول دیتی ہے اعدا کے بند بند کے قفل
کلید فتح نمایان ہے خود دم پیکار

جو بجلیون کی لپک ہے تو بادلونکی گرج
غضب کا اوسمین ہے کس بل تو قہر کی جھنکار

وہ جسکو ڈستی ہے پانی بہی مانگتا نہین وہ
ہے سانپ کیچلی مین اوسکی تیغ جوہر دار

وہ پہیلا نہین دوزخ کا اک تا بانہ ہے
جو اوسکے منہہ پہ چڑہا کر دیا اوسے فی النار

عدو کو بھاگتے ملتی نہین عدم تک راہ
وہ ایک پاؤن سے چلتی ہے کیا ہی رہوار

کبھی فلک پہ وہ کرتی ہے جوت کو جونگ
کبھی ہین بازوؤنکی مچھلیون پر اوسکے وار

جدہر ہو کسو اوسے دیتی ہے اک اشارے مین
کہ جیسے ایک اشارے مین ابرو خمدار

چمن پر اوسکے گلے کٹ گئے ہین لاکھونکے
لپٹ کے پہولونکی چادر مین ہے گلے کا ہار

جو دام اوسمین ہین جوہر تو پہیلا کنبا
جو صید گاہ ہے مقتل تو مرغ روح شکار

جو شکل دیکھئے محراب عید گاہ قتال
جو کار روپ چھپے اسکا تو عید قربان کا

یہ ہلکے مارے حریفون کو اسقدر حراف
یہ آپ مار کے خون روئے اسقدر مکار

چلی قضا کی معلق پڑی تو مبرم سے
جو اپنے میان مین آئی تو پہر وہی تلوار

جو اوسکا میان ہے زبلبل رنگ چھپائی
تو اوسکی آب ہے شمشیر روغن عیار

گلے مین ٹوٹے اسلیے ہو سے شاہ قضا کی ہاتھہ
یہ کرتی سب ہے دم و خم سے ہمیشہ یون کنار

جو اوسکی چوٹین ہین اعدا کا دل ہی چلتا ہے
کہ جیسے گھاو کرے دل مین ابروِ دلدار

ہمیشہ رہتی ہے رنگین برنگ قوس قزح
لہو برس گیا نکلی جہان دم بیکار

یہ ایک وار مین اعدا کو چار کرتی ہے
کہ جیسے نعل سمندِ حضور پڑتے ہین چار

مطلع

عجب سمند گلا ئین جو نعل دے سکے لہار
وہ تیز گام کہ ہو تا ر برق اک طیار

عجب سمند ہے بال پری ہین جسکے یال
عجب سمند ہے جو پایہ ہوگیا پردار

عجب سمند جو پانی پہ جاے مثل ہوا
عجب سمند ہوا پر چڑھے ہے جو مثل بخار

عجب سمند ہے پتلی پہ جو بھرے کاوا
عجب سمند ہے نقطے پہ جو بنے پرکار

عجب سمند جو کھچنے مین ہو رگِ گردن
عجب سمند جو چلنے مین کبک کی رفتار

عجب سمند ہے دونون کنوتیان ہین تیر
عجب سمند ہے کنڈا کمان سے ہر بار

عجب سمند رسکے جب بھی باد پا کہلائے
عجب سمند بند سے ہے جب بھی نام ہو رہوار

سمجھے طارہ تو بجلی کی جو کڑی ہو لے
جو مارے ٹاپ تو سیدھا ہو چرخ کجرفتار

جو بے لگام بھی پھیر دو توران سی پھر جاے
غریب ایسا کہ بچہ بھی اوسپہ ہولے سوار

ہے صورت دل بیتاب نعل در آتش
کسی جگہہ کسی پہلو نہین ہے اوسکو قرار

وہ منہہ مین لیکے دہانہ کو یون چباتا ہے
کہ جیسے ہونٹھ چباتے ہین غصے مین ابرار

زمین چڑھا ہوا گھوڑا اسی کو کہتے ہین
فلک کی طرح زمین گرد ہے اسکا غبار

سوار ہو جو اسی پر کوئی تو پاے اسے
غرض ثبوت ہوا لا جواب ہے رہوار

وہ راہوار جو کا دے مین گردش تقدیر
سوار وہ مری قسمت کا جسپہ ابد مدار

مطلع

وہ زلف و رخ کہ جو وہ رخ کرے ادہر اکبار — ابھی تو لیتا ہے کروٹ ہمارا لیل و نہار
کیا ہے اوسنے بڑے سرکشونکو یون سیدہا — کہ جنتری سے کوئی جسطرح نکالے تار
کل اوسکے ہاتہہ مین ہی پھیر دے جدہر چاہے — ہے اختیار مین اوسکے ہر ایک خود مختار
ملائے آنکہہ کہ طاری ہو خواب مقناطیس — دکہائے آنکہہ کہ اوسکے عدو دلی اسرار
رموز خلق کھلے دفتر اوسنے جب کہولا — بنا ہے اوس سے سکندر کا ائینہ دربار
ہوا عروج تو اور اوسکو انکسار ہوا — چڑہا جو نشا تو وہ اور ہو گیا ہشیار
کبہی جو خواب بہی دیکھے تو ہو اوسی معراج — کبھی جو نیند کبھی آگئے تو بخت ہون بیدار
جو بارگاہ مین بیٹھے وہ آفتاب عروج — تو سایہ تک بہی نہ اوترے کبہی تہ دیوار
جو اوسکے باغ کے انگور کی بنائین شراب — عروج بخت سے نشا سے کا ہو کبہی نہ اوتار
قمر کو روز پونہچتی ہے کھیر کی قفلی — جو سر پہ خوان اوٹھاتے ہین آسکی خوانسالار
مگر یہ کیا کہ مجھے اب تلک نہ یاد کیا — غضب ہے نام تو قدر اور یہ ذلیل و خوار
کھٹکتے رہتے ہین مجھسے حضور کے خادم — وہ جانتے ہین یہی ہوشیار خدمتگار
مری جبین ترا آستان یا قسمت — مثل ہے خاک ہم از تودہ کلان بردار
فلک پہ مہر منور زمین پہ ذرات — اودہر طلوع ہوا اسطرف پڑے انوار
قمر کجا و کجا خوشہائے بے دانہ — اودہر جو کھیت کیا ہین ادہر یہ دانہ دار
حضور قبلۂ عالم مین مرغ قبلہ نما — جدہر حضور اودہر مین ہزار دل سے نثار
غرض کہ آپسے مین آپ ہی کو چاہتا ہون — یہی ہے حسن طلب ہے مجھے حسن درکار
نگاہ روبرو اسے قدر دان اہل کمال — دعا وہ دون کہ پھڑک جائین سب اولی الابصار

وہ خاک ہون جو اوڑا لئے ہوا کی دہر مجھے | مین آسمان پہ چڑھ جاؤن وہ ٹھکے مثل غبار
غبار چہرۂ گردون دلیل باران است | برس پڑون ترے گلشن پہ بنکے ابر بہار
تو اوس سے خلق ہو سبزہ زبان کی صورت | خضر کا رنگ ہو پیدا مسیح کی گفتار
دعائین دیتا ہوا خاک سے اوٹھائے سر | کہ اسے بہار و خزان آفرین ہزار ہزار
جہان تلک رہے زینت فلک کی انجم سے | جہان تلک یہ مصابیح دینوی ہون بکار
رہے وہ نجم سعادت ہمیشہ روز افزون | رہے وہ شمع عبادت تمام شب بیدار
جہان تلک رہے عبس المہا و مہد آرا | جہان تلک رہے ہم تن من مزید کی تکرار
ہمیشہ مہد خرابی مین تکیے نہ ن ہون عدو | ہمیشہ ہمینہ نار غضب رہین اشرار
جہان تلک رہے گردون کا تخت طاوسی | جہان تلک رہے فوج ثوابت و سیار
جہان تلک رہے اس فوج مین قمر سلطان | جہان تلک شہ خاور ہو اوسکا باجگزار
خدا کرے کہ رہین شاد اوسکے درباری | خدا کرے کہ رہے اوس کے سرخرو دربار
جہان تلک رہے دار القصاص سلطانی | جہان تلک رہے دار القضا سے درہ و دار
جو سر اوٹھائین عدو اوسکے خاک مین ملجائین | ہر ایک حال مین پائین وہ کیفر کردار
اوٹھین تو گردش افلاک پیس ہی ڈالے | گرین تو خاک مین ملتے ہی دے زمین فشار
جہان تلک شہ خاور رہے فتنید تیغ | جہان تلک گہر انجم کے ہون صلے مین نثار
جہان تلک رہے گردون کے سر پہ کشتی مہر | جہان تلک رہے اس جایزے کا دارومدار
خدا کرے یہ قصیدہ رہے امیر پسند | کہ نام دار الامارۃ ہوا ہے جسکا اظہار

تمت

نقش فرنگ

در مدح ولیم ہینڈفورڈ صاحب بہادر ڈائرکٹر سررشتہ تعلیم اودھ

المعروف بہ گلدستۂ اول

یہ ہوا مین ہے برودت کا اثر
بادلون کو ہے نہ کام آٹھون پہر

ایسی ٹھنڈی ہوگئی لالے کی آگ
کوئلا بجھکر ہوا داغ جگر

جو سنبھارا اٹھا زمین باغ سے
ہوگیا سنبل وہ ٹھٹھر اسقدر

سوسنون کے ہونٹھ نیلے ہوگئے
سرو اکڑے کھا کے جاڑا رات بھر

رونگٹے سردی سے ہین اوسکو کھڑے
کب زمین سے سبزہ آیا ہی ابھر

عندلیبون کے گلے پڑ پڑ گئے
ٹھنڈی ٹھنڈی جو چلی باد سحر

اُف رے سردی کانپتی ہی فاختہ
کرتی ہے کسدرجہ ہو ہو سرو پر

قمریون مین جاڑے سے ہوتی مچی
گو قبا سنجاب کی ہے زیب بر

اسقدر سردی سے دم رکنے لگا
پتھرون مین چھپتے پھرتے ہین شرر

خوف سردی سے چھپے ہین پھل مین تخم
آڑ مین پتون کے چھپتے ہین ثمر

اسقدر بارد ہے گلشن کی ہوا
پیر ہو کوئی جوان جاڑے اگر

باغ مین سردی سے کلیان کیا کہلین
گل کو پیدا ہوگیا القوے کا ڈر

شمع انگشت حنائی ہوگئی
بزم تک پھیلی ہے سردی اسقدر

ہے برودت سے زر گل زعفران
خطۂ کشمیر گلشن ہے مگر

بلبلون کا آشیان خسخانہ ہے
کردیا ہے اسقدر شبنم نے تر

اب کنول کا پھول ہے سورج مکہی
باغ مین پالا پڑا ادہ رات بہر

بہینی بہینی بو ہے کیا بہیگی ہے رات
عطر مین ڈوبی ہے لیلے سر بسر

لاکہہ گل بوٹے جمائین باغبان
برف جم جائیگی اندرون مین مگر

قفلیان ہین برف کی غنچے تمام
ہین پیالے برف کے گہاسے تر

زخم گل پر جمگیا پالا تمام
مرہم کافور ہوکر سر بسر

جمکے سب پتے زمرد بنگئے
قطرۂ شبنم بنے جمکر گہر

باغ مین جمکر بنے گیندے کا پہول
ہوگیا فصل خزان کا جب گذر

آتے آتے ہونٹہ تک ایسی جمی
بات دانتون سے بہی کچہہ ہے سخت تر

برق گر کر تار برقی بنگئی
اچہی لینے آئی سردی کی خبر

برف سے انگور اولے بنگئے
ابر کی رگ بیل آتی ہے نظر

جمگئی منقار بلبل کیا کہلے
ٹہنڈی ہی سانسین کیون بہرین دوپہر

ہوگئی ہے سنگ مرمر کی روش
نہر گلشن بنگئی جمکر حجر

ہوگیا سردی سے بحر منجمد
اسقدر پالا پڑا ہے حوض پر

سخت ہوکر نخل مرجان ہوگئے
جم جاکر ساونی کی سب شجر

پل سکے جرستے ہین پٹاری برف کے
برف کے کہتے کنوئین ہین سر بسر

برف سے یا باغ پر برسا ہے نور | جھاڑ شیشے کا ہوا ہے ہر شجر
ٹٹیان مہندی کی یخ بستہ ہوئین | ٹٹیان ابرک کی آتی ہین نظر
کر دیا ہے برف نے ایسا سفید | آئینہ ہین باغ کی دیوار و در
نخل گل ہین برف سے گویا کپاس | غوزۂ پنبہ ہین غنچے سر بسر
مالیون کے بیلچے سیمین ہوئے | برف تھالون مین جمی تھی تا کمر
باغ بہر جاڑے مین یخ بستہ جو تھا | تھے بہت اطفال غنچہ تنگ تر
پا بگل تھے سب جوانان چمن | دل بہر آیا سحر کا یہ دیکھکر
سحر نے چھینٹے دیئے ہر سرو کو | سرو نے نرگس کو رکھا بازہ پر
نرگسون نے باد کو بہر آنکھ دی | باد نے بادل کو سنکایا اودہر
ابر نے شانہ لگایا مہر کو | مہر نے سر سے اوتارا تاج زر
اور پھیلا کر کرن کے ہاتھ کو | کی دعا اے خالق ہر خشک و تر
بھیجدے گلشن مین ایسا آفتاب | سرد مہری جس سے کرجائے سفر
برق کانپ اوٹھی رخ شفاف سے | اوڑ کے سب پالا پکارے الحذر
فیض وہ ہو اوس شبنم پر پڑے | نام وہ بلبل رٹے آٹھون پہر
کون وہ خورشید برج برتری | کون وہ درج شرافت کا گہر
دستگیر خلق **ولیم ہینڈ فورڈ** | ڈاکٹر علم و فن کا راہبر
عاقل و صاحب تمیز و ہوشیار | عالم و دانا سخی و نامور
مین اوسے کیونکر نہ سیارہ کہون | دور سے مین رہتا ہی وہ رشک قمر
ہندسے مین اسقدر باریک بین | مردمک نقطہ ہے خط تار نظر

ہے خفیف اوس سے بہت جبر ثقیل — سر پہ بار قسمت خدام در
گردش قسمت سے میری اوسکے ہاتھ — رمزدان علم ہیئات اسقدر
اوسنے بویا جس جگہہ تخم ریاض — ہو گیا نخل ریاضی بارور
واقف اسرار علم کیمیا — پتی پتی بوٹی بوٹی سے خبر
خاکسارون کو ترقی بخشدے — خاک کو چاندی کرے چاندی کو زر
چھپگیا خم مین فلاطون شرم سے — جب سے اوسکے لب کھل گیا حکمت کا در
لعل و یاقوت اوسکے ہونٹھون پر نثار — گوہر دندان پہ صدقے ہین گہر
مطلع اک وصف سخاوت مین پڑہو ن — جس سے مالا مال ہون اہل ہنر

مطلع

اسقدر اوسنے لٹایا سیم و زر — کاسے بھر بھر لیگئے شمس و قمر
جب جہیل بذال وس سی مانگا ٹہین — بانٹ دی قارون کے چالیس گھر
گنج باد آور بھی کچھ مال ہے — وہ اوڑا دے چٹکیون مین بات پر
جوش زن اوسکا ہو جب دریائے فیض — کشتی درویش ڈوبے سر بسر
کیسے تارے اوسکے بحر فیض سے — لیگیا سوتی فلک بھر بھر کے سیر
مہر سے کہہ دو کہ اوسکے در مین — ہاتھ پر سونا اوچھالے بخیلا سر
وہ سمندر مین جو دہوے اپنے ہاتھ — موج ہمیان اور بہ سے ہون تنور
کیا مرے مضمون سے وہ مضمون اڑا مین — عدل اوسکا سنگئے اہل ہنر
منطقی مین شیر بکری ایک مین — ایک ہی پٹکے مین باندہی ہے کمر
ہو خدا نا کردہ وہ غصے مین آگ — مرغ آتش زن بنے مرغ سحر

شعر ہو دیپک کا صفیت عندلیب ۔۔۔ یہ مرا مطلع رٹے آٹھوں پہر

مطلع

آتش گل مین ہے گرمی اسقدر ۔۔۔ پھول مین زیرہ ہے یا گھریا مین زر
باغ بھر گلزار ابراہیم ہو ۔۔۔ دیکھے چشم گرم سے جب اک نظر
شاخ گل بنجائے اک سیخ کباب ۔۔۔ دم مین سلوی بھنکے ہو ہر جانور
ہر شجر گلشن مین نخل طور ہو ۔۔۔ پھول شمع طور کے کھائے تر
دیکھلے دم بھر جو چشم قہر سے ۔۔۔ شعلۂ جوالہ حوض آئے نظر
گوند بھی پیڑون کا سلگے مثل عود ۔۔۔ پھول کی رگ جلکے بنجائے اگر
جلکے ہو سرو چراغان نخل سر ۔۔۔ سرو در دشت اوسکو سمجھین سب بشر
شعلۂ اژدر بنے ہر ایک شاخ ۔۔۔ ہووہ گرمی صحن گلشن ہو سقر
لال بنجائینگے طوطے باغ مین ۔۔۔ آتش قہر اوسکی دیکھینگے اگر
لوکی صورت گرم ہو باد صبا ۔۔۔ اوسکے غصے کی اوڑائے جب خبر
قمریون کی ہے قبا خاکستری ۔۔۔ سہے یہ تھوڑا ابچگئے جو بال و پر
جب کلی چٹکی تو نکلی یہ صدا ۔۔۔ الحفیظ و الامان والحذر
جب صدا صاحب کے کانو مین پڑی ۔۔۔ ہوگیا رحم اوس سے دونا جلوہ گر
باغبان گلشن سے ڈالی کے عوض ۔۔۔ نذر لایا یہ ہمارا شعر تر

مطلع

ابر بجلی سے کہین ہے بیشتر ۔۔۔ چوگنا ہے رحم غصہ جسقدر
دہوپ مین جیسے درخت سایہ دار ۔۔۔ وقت مشکل پر غریبون کی سپر

آنکھ مجرم پر کبھی اوٹھتی نہین
سے ہے مروت آنکھ مین شامل نظر

جب کلی چٹکی تو دل اوسکا دکھا
رنگ اوڑا کملا سے جب گلہاے تر

پاؤن مین مالی کے جب کانٹا چبھا
لگ گئی پھانس اوسکے دل مین بیکبر

پھڑپھڑا کر طائر دل رہ گیا
دام مین دیکھا جو کوئی جانور

بوسے گل کو کیون پریشانی ہوئی
سے ہے دماغ اوسکا پریشان سربسر

فیض سے اوسکے چمن سیراب ہے
جو سنجارا اوٹھا بنا وہ ابر تر

ابر نیسان باغ پر گھر آیا ہی
بوند کے بدلے برستے ہین گہر

رات دن بادل ذرا کھلتا نہین
باغ مین یکسان ہین آٹھون پہر

رت ہے ہتھیا کی کہ کجلی بن ہی باغ
فیل مست آئے کہ بادل جھوم کر

بادلونکی وہ گرج وہ زور شور
شق ہوا ہے طفل غنچہ کا جگر

کوکتے ہین مور سن پڑتا نہین
کان اوڑے جاتے ہین ہیونکی مگر

ہین یہی دہومین تو سن لینا کبھی
گر پڑے گا حمل نخل بارور

بادل اکثر اسقدر جھک جھک پڑے
سرو سے ٹکرا گئے ہین بیشتر

لاکھہ پتون نے سنبھالین چھتریان
پر ہوا رخت نہال باغ تر

بجلیان کوندین تو آنکھین بند کین
ہو گئی خیرہ یہ نرگس کی نظر

بگڑی مالی کی سنبھلتی ہی نہین
زور سے پڑتی ہے بوچھار اسقدر

جب صبا کا پاؤن پھسلا باغ مین
تالیان دینے لگے برگ شجر

بجلیان کوندین تو دکھلائی دیا
طفل غنچہ کے بہی ہی مٹھی مین زر

موج شاخین گل ہوئے ہین بلبلے
ہو گیا اک تو سمندر باغ بھر

بیلچہ مالی کا ہے کشتی کی ڈانڈ — ناو کا تختہ ہے ہر تختہ مگر
حبذا اے جوش دریاے کرم — مرحبا اے بحر بخشش کے گہر
شمع کی صورت ہے میرا حال زار — چپ جو رہتا ہون تو پھنکتا ہے جگر
شعر سے بازار میرا گرم تھا — کھوٹے دامون اب بکا میرا ہنر
شعر سے تھا عرش پر میرا دماغ — بخت واژون نے بٹھایا خاک پر
شعر سے سکے تھے میرے ہر جگہہ — اب وہی سکے ہوے داغ جگر
شعر سے میرے منور تھا جہان — اب یہ بخت اور مین آٹھون پہر
شعر سے آنکھون پہ تھی میری جگہہ — اب گرا آنکھون سے ہوکر دربدر
شعر سے مشہور تھا مین دوردور — دور دور اب مجھسے رہتے ہین بشر
بار دل ہوکر ہوا مین سب پہ بار — کیا یہی تھا اس ریاضت کا ثمر
تجھ سا ممدوح اور مجھ سا مدح گو — قہر ہے جس پہ پریشان اسقدر
چاک کی صورت نہین دم بھر قرار — گردشین سی گردشین ہین الحذر
ہون یہان بے خانمان وبیدیار — تیرے در کو چھوڑ کر جاؤن کدہر
دیکھ لے تلوار چلتی ہے تو کیا — قبضۂ مالک مین رہتی ہے مگر
باڑھ کاٹے نام ہو تلوار کا — تو ہی تو ہے سرخرو مین ہون اگر
مانگتا ہون یہ قصیدے کا صلہ — دوسرے سے کچھ نہ مانگون عمر بھر
نام اسکا رکھدیا **نقش فرنگ** — تا جمے نقش مراد آٹھون پہر
ہان ادب اے **قدر** گستاخیان — دیکھکر فیاض پھیلے کسقدر
ہاتھ پھیلائے تو مانگو یہ دعا — یا الٰہی یا خدا اے بحر و بر

جب تلک پانی پہ قایم ہو زمین — سے ہے زمین پہ باغ جب تک جلوہ گر
باغ مین جب تک ہو پھولون کی بہار — پھول سے ہو جب تلک بو کا گزر
بوے گل جب تک صبا کی ساتھ ہے — سے ہے صبا جب تک جہانمین مشتہر
شاد ہو آباد ہو سر سبز ہو — جس سے ہین سرسبز سب اہل ہنر
یاالٰہی جب تلک گل مین ہو خار — خار کی سے ہے نوک جب تک نیشتر

اوسکے حاسد کی رگ جان مین چبھے
نوک خار رنج و غم آٹھون پہر

شام اودہ

درمدح سر مہاراجا مان سنگہ صاحب بہادر قایم جنگ

اسٹار آف انڈیا المعروف بہ گلدستۂ دوم

آئی بہار سبز ہوا چرخ اخضری — سے ہے کہکشان بہی صورت شاخ چمن ہری
کیا لالہ زار ہے شفق چرخ چنبری — سورج مکہی ہوا گل خورشید خاوری

ایسی بہار آئی ہے کیسی ہری بہری

ہر سمت دہوم دہام ہے فصل بہار ہے — رندونکا ازدحام ہے فصل بہار ہے
ساقی کا اہتمام ہے فصل بہار ہے — خم ہے سبو ہے جام ہے فصل بہار ہے

کرتا ہے ابر تاک عجب فیض گستری

طاؤس پھر رہے ہین خرامان چمن چمن | ہین یاسمین و سنبل و ریحان چمن چمن
کیسا کھلا ہوا ہے گلستان چمن چمن | اتنو ہوا ہے تخت سلیمان چمن چمن
بوٹے اوگے ہین باغ مین امسال کیا ہری

گل ڈال ڈال ہے تو صبا پات پات ہے | یہ باغ بھر کی روح ہے کیا اسکی بات ہے
سبزہ اوگا ہے وہ کہ خضر جس سے مات ہے | گلزار مین ہے حوض کہ آب حیات ہے
دیوار بوستان ہے کہ سد سکندری

باندھے ہوئے ہے اپنی ہوا کیا گلو کی بو | اک شور قرقرو کا ہے بالائے آبجو
مدہ مین پپیہے کو ٹلین ہین کیسی جا بجو | آفت وہ پی کہان وہ قیامت کہو کہو
طوطے چمن کا بولتا ہے وہ ہوا ہری

مہندی کا رنگ اوڑا تو یہ نقشا دکھا دیا | ہین بنکے لال آیہ صسم سنا دیا
گل ہنس پڑا کلی نے الگ مسکرا دیا | لیکن صبا نے دونون کو بتا بتا دیا
گل سے صبا سے ہونے لگی جنگ زرگری

سب صحن باغ ہو گیا میدان کارزار | لالے کی پلٹنون نے جمائی الگ قطار
ہر شاخ گل کمان ہوئی خم کہا کے ایکبار | پتون کی نوکین ہو گئین پیکان آبدار
بن بن گئی ہر اک رگ گل تیر کی سری

ہے آبرو بہار کی اب تو خدا کے ہاتھ | گہیرے ہین باغبان نے کس کس بلا کے ہاتھ
رہ رہ گیا چنار بھی اپنے بڑہا کے ہاتھ | پھیلے ہوئے ہین باغ مین صبح صبا کے ہاتھ
پیڑون کے تھالے ہو گئے پھولون کی ٹوکری

طارم کہنچا تو عرش معلی سے بڑہ گیا … شمشاد اوٹھا تو سدرہ و طوبیٰ سی بڑہ گیا
سبزہ چلا تو خضر و مسیحا سے بڑہ گیا … سنبل بڑہا تو زلف چلیپا سے بڑہ گیا
ایک ایک کو صحن باغ مین ہے کسقدر چڑہی

اللہ کیا ہوا سے گلستان ہی دلپسند … ایسی خنک کہ ہوتی ہے نرگس کی آنکہہ بند
کشمیر بزمین چمن کو ہے ریشخند … موج صبا سے ابر بہی رہتا ہی بہرہ مند
اللہ اکبر ایسی ہے گلزار مین تری

پہرے پہ سرو ہی در گلشن سے ہوشیار … سقای ابر چہوڑتا ہے ہر طرف پہوار
سبزہ اگر ہی فرش تو فراش ہے بہار … بلبل جو ہے نقیب تو شمشاد چوبدار
اکا صبا کا بانٹتا پہرتا ہے نوکری

دیکہو تو منتظر گل و نرگس ہین کسقدر … آہٹ پہ کان ہین تو در باغ پر نظر
مجرے کو جہک رہے ہین درختان بارور … لاتا ہے ایلچی صبا ہر گہڑی خبر
آتا ہے نونہال گلستان برتری

کیا مرحبا قدوم سعادت لزوم ہے … ہر چار سمت مجمع اہل علوم ہے
دہومین ہٹو بچو کی ہین اوسپہ ہجوم ہے … مہراج مان سنگہ بہادر کی دہوم ہے
اللہ رے عادل و سخی و عاقل و جری

شبدیز اوسکا برق جہندہ ہے یا ہوا … دوڑ گیا اوسکے آگے سمند خیال کیا
چلنے مین دیکہیے تو ابہی تہا ابہی نہ تہا … پوچہے صبا نے پاؤن وہ جادو کا بادپا
گہوڑا ہے یا چہلاوا ہے یا سحر سامری

سرعت مین ماہ سے ہی مثل اوسکا راہوار … کرتا ہی چارون نعلون سے پیدا ہلال چار

بارہ ہلال تین طراروں میں ہیں شمار　　یکسالہ راہ جاسے جو اوڑ جاسے تین بار
پاؤں منھیے اوسے خیال ہلالی نہ انوری

سجلی ہے بوسے گل ہی عجب با ہوا رہے　　سب تپلیوں پر آنکھہ کی تپلی نثار ہے
گاسے ہے زمین پہ گاہ فلک پر مدار ہے　　گویا ہوا کے گھوڑے پہ گھوڑا سوار ہے
اوسکی کنوتیوں مین سے بہرتی غضب بہری

تعریف پیل مست جو تحریر ہو ابہی　　فکر بلند عرش پہ شبگیر ہو ابہی
آہ قلم مین کچہہ بہی جو تاثیر ہو ابہی　　خرطوم فیل عرش کی زنجیر ہو ابہی
چلنے سے اوسکے گاو زمین کو ہو تھرتھری

رنگ سیاہ اور وہ قد بلند تر　　پہلے فلک پہ خود شب یلدا ہے جلوہ گر
وہ لانبے دانت عرش کی ساقین ہین الحذر　　ہودج نہین ہے تخت سلیمان ہی سر بسر
بیشک لباس دیو مین آئی سیہ پری

حلقے مین پیل مست ہین یون جہومتے کہڑے　　جیسے گہٹائین آتی ہون ساونین جہوم کے
چنگہاڑین ہاتہیونکی وہ مستی وہ ولولے　　بادل گرج رہے ہین بڑے زور شور سے
اللہ رسے رعب کانپتا ہے چرخ چنبری

رکہتا ہی تیغ کو وہ جری اپنے جی کے ساتہہ　　دم بہر رہی ہی تیغ بہی اوسکا خوشی کے ساتہہ
رکہتی نہین ہے پر لگی لپٹی کسی کے ساتہہ　　دو ٹکڑے بات کہتی ہی کس منصفی کے ساتہہ
رستم بہی ہو تو کہتی ہی منہہ پہ کہری کہری

تلوار وہ کہ ٹا نکرے پر کٹا کرے　　بندوق وہ دغا نکرے پر دغا کرے
وہ پیش قبض قبض جو روحین کیا کرے　　دشمن کو ڈہال نیل کا ٹیکا دیا کرے

ساری سپہر مردم چشم دلاوری

سر کاٹنا کسیکا کیا خاک سربسر
دو کر دیا کسیکو کمر سے ادہر ادہر
طوفان آب تیغ یہ رہتا ہے بارہ پر
دم بہر گلے گلے ہے جو دم بہر کمر کمر

کیا جزرو مد دکہاتی ہے اوسکی سپہگری

بخشی گری فوج عطارد کو بخشدی
مریخ نے سپاہ مین کی اوسکی نوکری
خدمت ملی ہے شمس کو آئینہ دار کی
زہرہ رہی وہ بزم طرب کی ہے مجرئی

ڈوا لے گئے اوسکی بزم مین ہین ماہ و مشتری

یہ مہر کی نگاہ کہان یہ ادا کہان
یہ خوش مزاجیان یہ نفاست بہلا کہان
وہ اسطرح جہان کا حاجت روا کہان
باتین کہان یہ رمز کہان قہقہا کہان

آئینہ کر سکے گا نہ اوسکی برابری

سب پر نظر ہے عین عنایت سے آنکہہ مین
سرمے کے بدلے کحل مروت ہے آنکہہ مین
پتلی سیاہ مہر محبت ہے آنکہہ مین
تار نگاہ رشتۂ الفت ہے آنکہہ مین

مد نظر ہے مردم دنیا کی بہتری

نظروں سے مین گرون یہ مجھے کب ہراس ہے
ہر آنکہہ اوسکی پلۂ سنگ قیاس ہے
کیا مردم سیہ کی محک اوسکے پاس ہے
نظروں میں جانچ لیتا ہے مردم شناس ہے

جسطرح سے پرکہلے جواہر کو جوہری

گو لاکہہ فکر لاکہہ رہے عزو قدر کو
ایسا نظر نہ آئیگا اب اور قدر کو
کردیگا کامیاب وہ فی الفور قدر کو
تا دست ہے بندگی کی اسیطرح قدر کو

جسطور اوسکی ذات مین ہے بندہ پروری

مرد خدا جہان مین جب تک صبور ہو
جب تک رخ عبادت نے اوپہ نور ہو
شہرہ خدا کرے کہ بہت دور دور ہو
نیکی کا اوسکے ہاتھ سے ہو جب ظہور ہو

بخت سعید کے لئے جب تک ہے مشتری

کالی بلا جہان مین جب تک ہے یا خدا
جب تک جہان مین ہے شب یلدا کا سامنا
جب تک سیاہ کار ہین بدنام جا بجا
مشہور جب تلک ہے ٹیکا کلنک کا

اوسکے عدو کا بخت ہو کاجل کی کوٹھری

عیسیٰ کے معجزون کا بیان کیا شمار ہے
میرا قصیدہ قدرت پروردگار ہے
رکھا جو نام **شام اودھ** یادگار ہے
شام اودھ پہ صبح بنارس نثار ہے

آنکھین کھلین جو ایک نظر دیکھے انوری

تمت

گل عباس

در مدح ڈپٹی میرزا محمد عباس بیگ خان بہادر اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر لکھنو المعروف بہ گلدستۂ سوم

مصیبت وہ پڑی ہم پر کلیجا ہوگیا پانی
بنا جو اشک کا قطرہ ہوا لعل بدخشانی

پلک پر جب تلک تھا بس جبھی تک قدر و قیمت تھی
کسی نے گرتے گرتے آنکھ سے صورت نہ پہچانی

جگر کی کاوشون نے ایک یہ بھی گل کھلایا تھا
سویدا بنکر خاک مین اب بنگیا وہ جوہر کانی

مگر ہان انقلاب ہر و گردشہاے دوران سے
کبھی جب خاک پر بادل کرے گا قطرہ افشانی

تو ہوگا نامیہ سے کچھ عجب عالم زمانے کا
بنیگا تختۂ صحن چمن اک تختۂ مانی

بنیگا کوئی تختہ لاجوردی کوئی زنگاری
بنیگا پستئی کوئی کوئی کاہی کوئی دہانی

ہجوم خار ہوگا جابجا صحرا کی راہون مین
نئی شاخین نکالیگی ہر اک شاخ مغیلانی

لٹک کر خاک پر گر جائینگے شمشاد کے طرے
کہ جس سے زلف سنبل کو بھی ہوگی اک پریشانی

چمن مین ٹٹیان مہندی کی وہ شکلین نکالینگی
کہ اے باغبان پر ختم ہوگی ہندسہ دانی

ہرے ہونگے درخت تاک طارم پھیلجاے گا
پھلین گے خوشۂ انگور صحرائی و بستانی

نشیمن سرو پر رکھے گا اپنا طائر سدرہ
کہین طوبی سے بھی ہوگی زیادہ اوسکی طولانی

سبنے گا سبزہ تو خیز رشک خضر صحرا مین
سبنے گی عشق پیچان ہوسے درویشان سبا سانی

زمین باغ دکھلائیگی باغ سبز گردون کو
تو ہنگ کیطرح ساری کہکشان ہو جائیگی دہانی

نظر آئینگی سب پہولی ہوئین شہرونکی دیوارین
بہار اپنکے مزے لوٹینگے سب آزاد و زندانی

یہ عالم دیکھکر مجنون کے زخم دل ہری ہونگے
یہ موسم دیکھکر لیلی بھی ہوجائیگی دیوانی

کہین سبزے پر آکر سانپ شب بہر اوس چاٹین گے
کسی میدان مین کوک اوٹھینگے طاوس بیابانی

اندہیرا دشت مین کردینگے گہر کر بانس کے کوٹھے
کٹہرے مین ٹرینگے خود بخود شیر نیستانی

زمین پر سبزہ وہ پھیلیگا مٹجائینگے سب جادے
بھٹک کر خضر کو بھی ہونگی لاکھون ٹھوکرین کہانی

پہاڑون پر دکھائی دے گا ایسا لعلون سبزہ
کہ گویا جڑ دئے ہین سنگ پر فیروزہ کانی

نہ ٹھہرے گا کبھی نظرون مین سبزہ دشت ایمن کا
کریگی چاندنی جب کھیت جنگل ہوگا نورانی

کرن پھوٹے گی جب خورشید تابان کیسے پہاڑون پر
تو نخل طور کی ہر نخل پر ہوگی چراغانی

خمیدہ ہوگا یکسو بید مجنون سبز ہو ہوکر
ہرا ہو جائیگا اک سمت انجیر کہستانی

کسی جنگل مین ہونگی بوٹیان اکسیر کی پیدا
کہین چاندی کے پیڑ اپنی بہی دکھلائینگی طولانی

جمیگی اسقدر کائی کہ سب پتھر ہرے ہونگے
پہاڑون پر چڑہے گا ہوگا ایسا جوش مین پانی

پڑے گا عکس سبزہ اسقدر انسان کی آنکھون مین
ہرا ہوجائے گا تارنگاہ چشم انسانی

بشر کو یہ گمان ہوگا ہری عینک چڑہائی ہے
نظر دوڑائینگے جس سمت بڑہ جائیگی حیرانی

زمین سبز آسمان سبز اسطرف سبزہ ادہر سبزہ
ہری پٹ پر دکھائی دے گی آبادی و ویرانی

گل سرخ اور نون مالی کہین ڈہونڈے نہ پائیگا
جو گلدستے مین ہوگی حاجت گلہائے بستانی

وہ جب میدان باغ و راغ بالکل چہان مارےگا
سمند فکر کو جب دے چکے گا خوب جولانی

مطلع

اودہر پہپتا پہرتا آئیگا وہ ظلم کا بانی
مرا آنسو گرا تہا جس جگہہ ہوکر لہو پانی

وہان وہ خون گرفتہ آتے آتے دیکہتا کیا ہے
زمین سے پہوٹ کر نکلا ہے اک نخل بیابانی

درخت ارغوان یا ساونی یا نخل لالہ ہے
وہ یکتا نور کا بالکل ہے نخل طور کا ثانی

سبہو کے خونمین ڈوبے ہوے بس لال انگارے
لگے ہین تین گل رشک گل مہر درخشانی

کہ جن پر اطمرسے دلکی تمنا اور نومیدی
کہ جن پر کٹ مرے روح بناتی روح حیوانی

جگر کی تاب طاقت قدر رگ آنکہونکی بینائی
فراغ خانہ ویرانی فروغ سوختہ جانی

جو بو ہے خون کی بوہی جو رنگت خون کی نگہت
صدا جنکے چٹکنے کی صداے مرثیہ خوانی

غرض وہ سفت بر ہوا ور گل جوینده یا بنده
بڑہا کر ہاتہہ توڑے اونکو با صد خندہ پیشانی

پہر اونکے تین گلدستے بنائے واہ ری قسمت
وہ گلدستے ہون یا گنج طلسم عالم فانی

جہان کوئی اونہین دیکہے اونہین کا ہورہے آخر
پہر اسمین خواہ مومن خواہ ہندو خواہ نصرانی

وہ خود مختار بے پوچہے بچہے لیجا کے گلدستہ
حضور ڈائرکٹر نذر رکہدے اپنی من مانی

وہان سے یا ہے مسٹر بایکٹ کے نام اک چٹہی
مگر ناکام پہر آئے نہ ہے تقدیر ربانی

پہر اوسکو لاکہہ مین روکا کرون سنتا ہے کب میری
کرے مہاراج قایم جنگ کے ڈیوڑہی کی دربانی

ملے دربان وخدام ورفیقان ومصاحب سے
بہر صورت مہاراجا کو دے گلدستۂ ثانی

وہان سے بہی رہی ہو پہر تو یا تقدیر یا قسمت
سر بازار پڑا ہوتا پہرے تحریر پیشانی

سنے جب دم ملے مین یہ کہون کیون مین جو کہتا تہا
چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پیشمانی

سنا ہو تو نے بہی ثالث بخیر آگے تری قسمت
چلا چل ساتہہ میرے دیکہہ پہر اسرار یزدانی

نیا ارض وسما پائے نیا صحن وفضا پائے
نئی آب وہوا پائے نیا دانہ نیا پانی

زمین جسکی فلک ہے آسمان عرش معلی ہے — عجب صحن کشادہ جسطرح حاتم کی پیشانی

عجب آب و ہوا جس سے دم عیسیٰ ہو شرمندہ — جہان کی سرزمین کا آب و دانہ قوت روحانی

کہین نہرین کہین گلشن پہر آگے ہے وہی کوٹھی — جو ہے جنات تجری تحتہا الانہار کے ثانی

رفیع اسدرجہ رفعت پست جس سے ہمت حاتم — وسیع اسدرجہ وسعت تنگ جس سے عزم سلطانی

سر گردنکشان ہی پگڑیان جسنے گرائین ہین — بلندی وہ مہ گردون گھسے چوکھٹ پہ پیشانی

سبھی اتنی دولہن ہی منہہ چھپائی جس سے گھونٹ مین — ہزارون کرسیان ہین پر چلو قصہ ہی طولانی

یہ راز کبریا میرے چھپائے چھپ نہین سکتا — کہ ہی اون کرسیون مین ایک کرسی سب سے نورانی

اوسی کرسی پر اک اللہ اکبر عرش کا تارا — کہ جسکے نور سے برق طبیعت کو ہو جولانی

قطعہ

جو یا عباس کہکر مین اوٹھالون نیزۂ خامہ — جو کہکر یا علی مین کہینچ لون تیغ ثنا خوانی

ابھی تو مدح کے میدان مین گرتا ہے مرا جھنڈا — ابھی تو جہولتی ہے عرش سے تیغ زباندانی

ابھی احسنت گویان مدح سودا چونک اوٹھتی ہے — ابھی شاباش خوانان دوڑا آتا ہے خاقانی

ابھی منہہ چومتے ہین آکے جبرئیل امین میرا — کہ ہان اس منہہ سے نکلے نام عبد خاص یزدانی

امیر وقت ڈپٹی میرزا عباس خانصاحب — کہ جسکی ذات سے ہے عزت و نوابی و خانی

نمازی متقی پرہیزگار و مومن و صالح — کہ جسکے آب و گل مین ہے قیام رکن ایمانی

قطعہ

سخی ایسا کبھی رہنے نہ پائے گانٹھ مین پیسا — جو کچھ پائے بہا لیجائے اوسکا جوش فیضانی

سبب یہ ہی علو مرتبت پر خاکساری ہی — بہلا اونچی زمین مین جمع ہوتا ہے کہین پانی

بخیر انجام ہوگا اوسکا ہے نیت بخیر اوسکی — کہ الاعمال بالنیات دینی ایک س بانی

یہ فکرین ہین وثیقے اور پنشن سب کی بیماری ہے — گدا ہو گئے ہزار امرا و حقداران سلطانی

کہ مر کر کتنے ہین لیکن سر کا کچھ سامان نہین رکھتے — برائے نام باقی رہ گئی نوابی و خانی

دیا دلوا دیا وسینے کی راہین اوسنے بتلادین　　کمیٹی کی کہ ہو محتاج لوگونکی تن آسانی
چھپا کر پردہ دارونکو دیا کیا پردہ پوشی ہے　　خبر پونہچی نہ کانون کان دیکھو فیض پنہانی
زبان و چشم و عقل و دل پر اوسکے ختم ہیچارون　　خداگوئی خدا بینی خدا فہمی خدادانی
شب معراج موے سر ہین سر عرش الٰہی ہے　　رخ پُر نور قرآن لوح قرآن اوسکی پیشانی
عجب نام خدا ہے مد بسم اللہ ہر ابرو　　وہ آنکھین چہرے پر قرآن مین ہین آیات قرآنی
کتاب شرع کہنا اوسکے رخسارے کو احسن ہے　　کہ ہے ریش مبارک رحل قرآن مسلمانی
صراحی ہے مے حب علی کی گردن نازک　　چھلکتی رہتی ہے جسمین شراب منقبت خوانی
غدیر خُم کا میخانہ ہے سینہ خُم ہے دل اوسکا　　کہ ہے مہر علی مے جوش مے سے ہے جوش عرفانی
جو آتش چاہیے ہو دین کی وسکو حرارت ہے　　رگون کی نل سے کھنچتی ہی شراب مہر عمرانی
وہی مے ہے کہ کھنچکر جمع ہوتی ہے پیالونمین　　محرم مین جبھی ہوتی ہین آنکھین اوسکی طوفانی
غم شبیر کی نشاے مین یہ مدہوش ہوتا ہے　　نہ آئے ہوش مین آنکھین نہ چھڑکین جبتلک پانی
کھلا ہے یہ کہ وہ بغض و حسد کینہ نہین رکھتا　　ہے اتنا صاف سینہ دیکھلو اسرار پنہانی
ہلائے لب تو ہر اک سنگدل کو موم کر ڈالا　　ہے اعجاز کلیم ایسا کہ پتھر ہو گیا پانی
وہ موتی رولتا ہے اور کیا کیا لعل اوگلتا ہے　　جو باتین ہین دُر غلطان تو لب ہین لعل رمانی
جہان جب ہی ملائی آنکھ اوسنے دم نہ مارا پہر　　نگاہ قہر اوسکی سرمۂ تیغ صفاہانی
عدو روباہ بازی کرکے اوس سے پیش کب پائے　　کہ ہے پنجے مین دامان وفای شیر یزدانی
ہلال آسمان بنجاے نعل اشہب خامہ　　ملا دے عرش سے ڈانڈا مراز در سخندانی
سواری کی صفت مین اسقدر میدان باندہو مین　　فضاے لامکان ہو صفحۂ کاغذ کی طولانی
وہ گہوڑے اوسکی ہین چالاک کچھ ٹھہرین تو کچھ ٹھہرے　　کسی شاعر سے بندہ سکتے نہین اتنی ہی جولانی

وہ گھوڑے ہین کہ جنسے نقرۂ مہتاب شاقی ہو
مثال ابلق ایام صورت اون کی نورانی

قدم کا وا ایڑین میٹھی پوئی دوڑنا جمنا
ہین سب اچھی ہون مین ترکی اور تازی اوسکے لاثانی

کشادہ سینۂ وسم پیش و پس بھاری کمر نازک
ذراسی تھوتھنی چھوٹی کنوتی چوڑی پیشانی

بلا کا کھچنا ہے آفت کا کنڈا کرنا ہے اونکا
کرین خود اپنی دم سے اپنے چہرہ کی مگسرانی

وہ چوکنے اونہین سے ہے تازیانہ دُم کا چھوجانا
کھڑک پتے کی ہے اونکو کنوتی اونکی ہلجانی

قدم بازا ایسے گویا زیر پا امواج دریائی
سبک خیز اسقدر ہلنے نہ پاسے پیٹ کا پانی

اشارون پر چلا کرتے ہین وہ شایستہ گھوڑے ہین
کہ صورت اونکی حیوانی ہے سیرت اونکی انسانی

طرارا بھر کے مار آئے ہین ٹاپین شیر گردون کو
نشان ہین اونکے سم کے یہہ و مہر درخشانی

مطلع

انہین آتش کے پرکالون مین ہی بجلی کی جولانی
ہوا چھوتی نہین ممکن ہی اونپر کب ہوا کہانی

سمجھکر موقلم کو تازیانہ صاف اوڑ جائین
مرقع مین اگر کھینچے اونہین بہزاد یامانی

لآلی سخن بنجائین ہونٹھون پر دُر غلطان
کرین آقاے نعمت بیٹھ پر اونکی جو لسانی

کہین شیرین ادا سے میٹھے پوئی مین جو کڑدیے ہون
یہ سب نقل کواکب پیسکے ہون ریگ بیابانی

اشارون مین اوڑین اوڑ کر کئی برچھون پہ جا اوترین
معاذ اللہ براق اونکو نہ سمجھے کوئی دہقانی

یہی ثابت ہوجاتا ہے ہوا پر ابر کا ٹکہ
چڑھے ہے اونپر جو کوئی اوڑ ہکر بارش مین بارانی

جو نکلے جیم منہ سے چین مین تو لام لندن مین
سوارون سے ذرا چل کھلکے دیکھا اونکی جولانی

خبر پیچھے پڑی رہتی ہی وہ آگے پونہچتے ہین
بنی ہے تار برقی سے دم اونکی ہین نے پہچانی

ہوا جسطور بادل کو اوڑا لیجاتی ہے کو ہون
وہ یونہین بگہیونکو کھینچ لیجائین بآسانی

کلین ہین یا کہ گھوڑے ریل ہی یا سیج گاڑی ہے
پری ہی ہر بادپا ہے بگھیان تخت سلیمانی

خداوندا یہ گھوڑے ہین زمین پر یا فرشتے ہین
الٰہی بگھیان ہین یا سڑک پر برق ثانی

سڑک پر لعل سے رہتے ہین آتش زیر پا گھوڑے
دخانی کشتیون کا بگھیون سے ہی جگر پانی

سواروں پر وہ بجبر فیض وہ سر چشمہ بہت
کہ جسکی موج آب تیغ سے عالم ہو طو فانی

مطلع

گلے مل ملکے ہی اوسکے عدو کی دشمن جانی
کہ سر سہلا سے بہیجا کہا سے وہ تیغ صفاہانی

چم و خم صورت شاخ خمیدہ کیون نہو اوسمین
کہ اوسپر اوڑ کے بیٹھا ہے عدو کا مرغ روحانی

لہو پیتی ہے لیکن پیٹ پہر خالی کا خالی ہے
مگر شیطان کی سے آنت گویا اوسکی طولانی

وہ زخمی بہی اگر چہوڑے تو ہی اُسکی چمک قاتل
کہ جیسے چاندنی کہایں یہ پڑنی اوسکی تو آنی

کبہی وہ سان پر چڑہتی نہین کیا آبداری ہے
ہلال آسا نہ سیکہے آسمان پر گردشین کہانی

جہان گردن کشی دیکہی وہین طوق گریبان ہے
کیا جب سامنا جلسے وہین ہی چین پیشانی

صراط حشر کا پل جو سنا ہوگا خم اوسکا ہے
بڑی ہے آنچ ہے مار حمیم اوس تیغ کا پانی

وہ جہنکارین کہ طوطی بولتا ہے جنگ مین اوسکا
چمک ایسی چمک چار آئینے کو جس سے حیرانی

بڑی رنگین بیان ہے کیا ہی چلتی ہے زبان اُسکی
دہان زخم سے اکثر کیا کرتی ہے لسّانی

بڑی آتش زبان ہی منہ سے اوسکے پہول جہڑتے ہین
لگائے آگ پانی مین وہ اوسکی شعلہ افشانی

برابر نصف کراتی ہے انصاف اسکو کہتے ہین
پہر اسکو ایک منصف کی بغل مین پرورش پائی

وہ منصف ہے کہ جسکے سامنے شرمندہ ہین عادل
مثال طاق کسریٰ جہک گئے انصاف کے بانی

نہ وہ بخشش کہ جس سے فسق کی بازار کو گرمی
نہ بخل ایسا کہ جس سے زہد کا رخسار نورانی

نہ اتنا رحم جس سے بے ادب ہو جائین سب لڑکر
نہ اتنا غصہ جس سے خادمون کا ہو لہو پانی

نہ تارونکی طرح آنسو نکلنے بس نکلنے جب
نہ مثل صبح صادق اوسکو جب آئی ہنسی آنی

نہ وہ کوتاہ قدی جس سے اوٹھے فتنۂ محشر — نہ وہ بالا بلندی ہو جو ثمر باغ نادانی
نہ وہ کثرت کہ پیدا اک غلو مذہبی جس سے — نہ وہ قلت نمایان جس سے کچھ بھی سست ایمانی
غرض خیر الامور اوسط یہ سب ہے دار و مدار اوسکا — عدالت اسکو کہتے ہین پھر آگے قصۂ طولانی
عجائب فیض ہے اوسکا کہ ہین غواص لڑکے تک — سمندر کیطرح نہروں پہ بھی ہے فرض لہرانی
ہم اوسکے فیض مین ڈوبے ہین کچھہ کہیں تو کیا کہیے — مگر اتنا ہی غم اتنا کہ ہم پر پھر گیا پانی
رخ و گیسو کے اب مضمون تلک ہم سے نہین بندھتے — کہ ہے آفت کی حیرانی قیامت کی پریشانی
یہ اوسکے بار منت مین دبے ہین ایک مدت سے — کہ سر اوٹھنا ہی مشکل ہے پھر آنکھین حیا سے جھکانی

مطلع

گھٹا اوٹھی ہے کعبہ کیطرف سے ایسی نورانی — کہ پی آئی ہو زمزم کے کنوئین کا جسطرح پانی
اوٹھی کالی گھٹا یارب کہ کعبے کا اوٹھا پردہ — گنہ دھو جائنگے اس ابر رحمت سے بآسانی
نہ کچھہ قاضی کا خطرہ ہے نہ کچھہ مفتی کا دہڑکا ہے — برسنے مین نہ گھر سے نکلینگے وہ ظلم کے بانی
سجے ہر رنگ میخانہ مین بگڑی و چھلے شیشے کی — اسی تنور سے اکبارگی محفل ہو طوفانی
لگا لے تاک جانانک سدرجہ ہر بدست شیشے مین — نہو پیر مغان سے دختر رز کی نگہبانی
کدہر ہے ساقی رنگین کدہر ہے مطرب سیمین — کہان ہے قوت جانی کہان ہے قوت روحانی
سنادے قلقل مے چھیڑ دے طنبور کے پردے — کدہر ہے غیرت جم کسطرف ہے خسرو ثانی
قرابہ کہولدے مے کا سمان اکبارہ دیگا — بہے اک فیض کا دریا جو سب کے بہتا ہوا پانی
چڑھا دے آتشی عینک کہ مجھکو دور کی سوجھے — سنادے راگ دیپک کا گلا ہو شمع نورانی
چڑھی ہے وہ قدر کو نشا کہ اوسکو حال آ جائی — بڑا اللہ والا ہے بڑا مجذوب حقانی
جسے جو کہدیا منہ سے پھر اوسمین بل نہین پڑتا — کیا کرتا ہے لیکن اپنے آقا کی ثناخوانی

کہو یارب جب تلک پانی پہ ہو فرش زمین قایم
زمین پر جب تلک موج ہوا کو ہو ہوا کھانی

ہواے نامیہ ہو نامیے سے رنگ و بو پیدا
جہانتک رنگ و بو ہو آب و رنگ روے بستانی

جہانتک بوے گل ہووے مشام فکر عطر افشان
جہانتک فکر سے گرما رہے بازار سخندانی

الہی ہو مرا ممدوح ممدوح جہان ہر دم
کرے ہر ایک شاعر اوسکی مدحت مین سخن رانی

شگفتہ ہو گل خورشید کی صورت رخ انور
برنگ صبح صادق ہو ہمیشہ خندہ پیشانی

سکندر کی طرح نام اوسکا روشن ہو زمانے مین
الہی مثل عمر خضر عمر اوسکی ہو طولانی

خداوندا جہانتک ہون بخارات زمین پیدا
بخارات زمین سے ابر ہو اور ابر سے پانی

رہے پانی سے جب تک ہر سمندر موجزن یارب
رہے موجون سے جبتک روے سطح خاک طوفانی

رہے طوفان سے جبتک تلاطم بحر ہستی مین
تلاطم سے رہے جب تک بشر کو دہشت جانی

الہی اوسکے دشمن پر رہے بوچہار لعنت کی
رہے طوفان غم کی اسقدر اوسپر فراوانی

جو اوبہرے وہ تو اوسپر گر پڑے برق غضب یارب
جو ڈوبے پہر نہ اوبہرے اسقدر اوسپر پہرے پانی

گل عباس رکھا نام ہمنے اس قصیدے کا
کرین تا میرزا عباس ہمسن سنکر زر افشانی

تمت

قصیدہ کشت زعفران

درمدح جناب پنڈت شیو نراین صاحب بہادر ڈپٹی انسپکٹر ضلع لکھنؤ

اِک منجم نے کہا اونتیسوین کو نا گہان — عید کا چاند آج ہوگا عید کل ہوگی یہان
خیر یہ مژدہ سنا جدم توسنکر وقت شام — دوڑے کوٹھے کی طرف ہم سب لگا کر نردبان
کوئی آگے کوئی پیچھے جیسے مارے ہین گہر — تارے سب بار بیٹھے زینہ تہا خط کہکشان
ایک سطر شرح سے جیسے بہرے بین السطور — اسطرح اوس نردبان مین جمع تھے خرد و کلان
یا فلک نے پاؤن لٹکائے اوترنے کے لئے — یا زمین نے ہاتھ پہیلائے لبوے آسمان
یا اوٹھے گاوزمین کے سینگ ونون الحفیظ — یا جہکی ہین شاخہائے تور گردون الامان
یا منڈسے ہے بیلین چڑہین نوشاہ روز عیش کی — یا عروس شب نے زلفین اپنی چہوڑین تا میان
یا زمین پر جہک پڑے بیت المقدس کی بنا — یا اوٹھے کعبے سے دو گلدستۂ بانگ اذان
یا چمن سے بڑہ چلے افلاک کو شمشاد و سرو — یا جہکی ہین سدرہ وطوبیٰ کی نیچی ڈالیان
یا فلک نے شست ڈالی سو ماہی زمین — یا زمین نے ماہ پر پہینکی کمند امتحان
یا شکنجے مین کہچی تکلیف ماہ صوم کی — اک مہینے سے کیا تہا بند آسنے آب و نان
الغرض جب چڑہ گئے کوٹھے پہ ہم سب روزہ دار — اور اکٹھا ہو گئے اُس چہت پہ سب پیر و جوان
کوئی عینک سے سوے مغرب لڑاتا تہا نظر — دوربین خادم سے اوٹھواتا تہا کوئی ناتوان

کوئی یونہین ٹکٹکی مغرب کی جانب باندہتا
کوئی چٹہی آنکہہ پر رکھکر بناتا دیدبان

کوئی کہتا تہا وہ کیا مینار پر نکلا ہلال
کوئی سے سر ملاکر ہنسکے کہتا تہا کہان

کوئی مہتابی سے چلاتا تہا حضرت بندگی
کوئی کہتا تہا مبارک عید تمکو چاند خان

کوئی تارا دیکھکر اونگلی سے بتلاتا تھا چانٗد
کوئی سب سے دیکھے ملا دیتا تھا فوراً ہان مین ہان

آنکھہ ملکر کوئی کہتا تھا چکاچوند آگئی
میری آنکھون کے تلے اڑنے لگی ہین تیلیان

تھک تھکا کر لوگ جا بیٹھے منڈیرون پر الگ
اور کچھہ ٹہلا کئے ہر سمت بالاے مکان

کوئی پورب کی طرف جاتا کوئی دکھن طرف
کوئی پچھم مین شفق کا دیکھتا تہا آسمان

میرے خادم کی نظر اوتر کی جانب جا پڑی
آسمان پر دیکھتا کیا ہے طلسمات جہان

ابر سا چہاتا چلا آتا ہے اک خط سیاہ
جیسے لنڈہ کر نیلے کاغذ پہ سیاہی ہو روان

یا ہوا ہے موجزن دریاے نیل زنگبار
یا بخار بحر اسود چہا گیا تا آسمان

یا اترتا ہے ہما روے ہوا سے قاف پر
یا ہوا ہے قاف سے سیمرغ کوہی پرفشان

یا ہوا ہے کوہ تبت مشک افشان ہند پر
یا ہمالہ کے کسی چوٹی سے اوٹھا ہی دہوان

یا فلک مین لگ چلا ہے چاند کی صورت گہن
یا زحل کے مثل کالا ہو چلا ہے آسمان

دیکھکر یہ حال مجھسے میرے خادم نے کہا
کالی آندہی اوٹھی ہے کب تک ٹھہریگا یہان

ڈانٹ کر مین نے کہا اوس سے تجھے کچھہ عقل ہے
خیر ہے اندہیر ہے کرتا ہے کیون شور و فغان

نادمین کیون خاک اوڑاتا ہے یہ کیا سوجھی تجھے
آج کل جاڑے ہین جاڑون مین بھلا آندہی کہان

بڑہتے بڑہتے جب وہ خط وسط السما پر آگیا
سن سناہٹ پہر تو اک ہونے لگی اوس سے عیان

رفتہ رفتہ اک عجیب آواز پیدا ہوگئی
شور تھا ہنگامہ تھا ہر اک طرف تہی قان قان

غور سے دیکہا نہ وہ خط تہا نہ وہ آندہی نہ ابر
آرہین تہین اک پرا باندہے ہوئے مرغابیان

بوسے سب احباب کیا جاڑا پڑا کشمیر مین ۔ مات سے جاڑے کے بیا ودڑ آئین ہو ہندوستان
سنکے یہ مرغابیون نے صورتِ کبک دری ۔ مار کر اک قہقہہ اِس رنگ سے کہولی زبان
آتے ہین کشمیر سے آقا سے نعمت ریل پہ ۔ ہم یہ سوچے سبکو دین چلکر مبارکبا دیان
ذات عالی کیا ہے ابرِ فیض و فیض بیشمار ۔ ریل کیا ہے اک نہنگ بحرِ بیکران
ریل ہے تختِ روان وہ شاہ تختِ علم و فضل ۔ ریل ہے تختِ سلیمان وہ سلیمانِ جہان
ریل ہے یا کوہ آدم یا کہ سنگدیپ ہے ۔ ریل ہے یا اژدہا ہے یا کہ طاؤس جنان
بھاگتی چلتی ہے رم پیدا ہوئی ہی اسکے ساتھ ۔ ریل سے رم ہمعدد ہے جوڑلین تار سنجدان
کیا تماشا ہے کہ گھر بیٹھے کرو عالم کی سیر ۔ کیا تماشا ہے مسافر ساکن و منزل روان
ایک انجن کھینچ لے سب گاڑیون کو واہ واہ ۔ ایک رستم فتح کر لے ہفتخوان کا ہفتخوان
مرغ کہہ سکتے ہین لیکن مرغ آتشخوار ہے ۔ کوہ کہہ سکتے ہین اسکو ہم مگر آتش فشان
ریل برجِ آتشی راکب ہے مہر سپہرِ عقل ۔ ریل ہے خمِ فلاطون وہ فلاطون زمان
ریل اک حکم روان ہے وہ شہ رنگین ادا ۔ ریل اک سرو خرامان ہے وہ رشکِ بوستان
ریل تو ہے لکۂ ابر اور وہ ہے برقِ حسن ۔ ریل تو گردون گردان ہے وہ ماہِ آسمان
ریل ہے دیو پری پوش وہ پریخوان کمال ۔ ریل سیمرغِ دخانی ہے وہ رستم پہلوان
ریل ہے یا اک شب قدر اور تری ہی افلاک سے ۔ اسکا راکب ہے کہ یارب **قدر** کا ہی قدردان
قدردان اہلِ سخن سے معنیِ اسرار علم ۔ علم آموز فصاحت افصحِ ہندوستان
نام ڈپٹی **شیونراین** کام ہی نام آوری ۔ نامدار و نامور نام آور و نام آوران
حاتم بزمِ سخاوت رستم میدان عزم ۔ کاہ وقت انکسار و کوہ وقت امتحان
مطلع پرنور ایک ایسا پڑھون باآب و تاب ۔ جس سے چمکے خود مثال کہکشان میری زبان

مطلع

ہونٹھ بہی گوہرفشان ہے ہاتھ سے وہ زرفشان
اک سخن سے ایک فیاضی ہی دونون بحر وکان

یہ در دندان کی اوسکی دُرفشانی دیکھیے
گرتے گرتے ہون زمین پر آب گوہر گلیان

فیض اوسکا اتنا جاری ہی جو دے سائل کو بہیک
کشتی درویش ہو سائل کے ہاتہو مین رواں

کیون نہ چمکے اشرفی سے میل اوسکی ہاتہہ کا
کیون نہو سکہ رواں ہے اوسکے قدمونکا نشان

کوئی کیا جانے لب نازک ہین اوسکی سرخ کیون
تہا وہ بچپن سے زمانے مین غضب رنگین بیان

لب کے شیرینی سے تہا مشہور وہ شیرین سخن
جب سے خط نکلا ہوا وہ طوطی ہندوستان

خاک پر اوسکا طلائی رخ جو ہو سایہ فگن
پیٹر چاندی کے اوگین یا کیمیا کی بوٹیان

عقل کی رو سے جو پوچہو عاقل ہفتاد سال
عمر کی رو سے جو دیکہو سخت کوش نوجوان

دنکو دورے مین رہا کرتا ہے مثل آفتاب
شہرہ مشرق سے ہی مغرب تک جہان دیکہو وہان

شبکو رہتا ہے کتب بینی کا اوسکو مشغلہ
بال بنکر سر سے نکلا ہے چراغون کا دہوان

صبح سے چلتا ہے خامہ جسطرح خط شعاع
شام سے پہرتا ہے خامہ جیسے خط کہکشان

ابتدا و انتہا سے نثر ہے خامے کے ہاتہہ
جیسے سبزے کے کنارے پر اوگی ہو ترجمان

صورت تحریر ہے تقریر اوسکی دلپذیر
آپ اپنا ہے وہ ثانی آپ اپنا ترجمان

ہے زبان اک برگ لیکن گفتگو مین باغ باغ
ہے دہن اک غنچہ پر بلبل کی صورت خوش بیان

یہ بیان اللہ اکبر اس دہان تنگ پر
کیا تماشا ہے کہ اک کوزے مین ہی دریا روان

اوسکے دریا سے صورت کا جو اک شمہ لکہون
موج کی مانند میرا خامہ ہو رطب اللسان

رشتۂ الفت لپٹ کر بنگیا تار نگاہ
آدمیت آنکہہ مین آئی ہے بنکر پتلیان

مثل مژگان کوئی کیا استادگی اوسکی کرے
صورت ابرو جہکا رہتا ہے ہردم ہرزمان

کوئی سرکش ہو تو ہو لیکن وہ خود ہے منکسر
تیر کوئی ہو تو ہو لیکن وہ خود ہے اک کمان

گو کرے کوئی درشتی اوسکو ہے نرمی سے کام
یون ہے سب مین جسطرح بتیس دانتون مین زبان

سر سے لیکر پاؤن تک ہرگز نہین سختی کہین
یا الٰہی کیا گرٹ پڑی ہین بجاے استخوان

اوسکا رتبہ ہے بلند اوسپہ تواضع دیکھنا
ہر جگہہ سے وہ خمیدہ ہے مثالِ آسمان

جھک کے وہ تعظیم سے اوٹھتا ہی لے شانِ خدا
ایک ہے شخص آن واحد مین بنے پیر و جوان

قد بالا ہے الف جسدم جھکا نون ہوگیا
یہ اشارہ ہے کہ بس یہ آن ہے اپنی ہر آن

اس تواضع پر وہ رعب اوسکا جما ہے خلق مین
کوئی طرار اوسکے آگے جب دکھاے شوخیان

مثل شعلہ کانپ اوٹھے زبان آتشین
شمع سرکش کیطرح گو منہہ سے نکلی ہو زبان

دس زبانین مثل سوسن بھی اگر بالفرض ہون
غنچہ سربستہ کیصورت ہون تالو مین نہان

نبض سے جنبش اوڑے بالکل رگ گل کیطرح
لالہ سان اکدم نہو تن مین لہو ہرگز روان

پتلیان تہر اکر آنکھون مین نبین کاجل کے داغ
رعب سے تار نظر جلکر اوڑے مثل دخان

آدمی تصویر بنجاے تو تصویر آئینہ
آئینہ تہرہو تہر سے بہ سکتہ ہو خاک سان

ہو سکوت اسمین تو اوسمین صاف حیرانی نمود
اسکی قلعی کہولدے کہودے سب اسکی سختیان

مطلع

مرحبا اے تاب روح ناتوان نیمجان
حبذا اے عیسیٔ دردِ درونِ ناتوان

فکر روشن میری تیری بامِ شہرت کا قمر
ذکر عالی تیرا میرے مہر دل کا آسمان

ہاتہہ تیرے دونون میرے قفل معنی کے کلید
کان تیرے دونون میری جوہراتی کی کان

طرہ گیسو ترا طرہ مری دستار کا
گلشن رخسار تیرا میری سر پر گلفشان

تیرے دندان اس دل بیمار کو حب الشفا
تیرے لب اس ناتوان و زار کو یاقوتیان

تیری پیشانی کی چینین موج دریاے سخا — تیرے ابرو کشتیِ سجہ نجاتِ بیکران
تیری پتلی وقتِ مشکل ہے غریبون کی سپر — تیری پلکین میرے دشمن کیلئے تیر و سنان
تیری آنکھین میری خاطر آہو دشتِ مراد — تیری نظرین میرے حق مین دو کمند امتنان
یک نظر فرما کہ مستغنی ہو مَین زا بناے جنس — ہاتھ پھیلانا پڑے مجھکو نہ پیشِ ناکسان
بلکہ وہ خود ہاتھ پھیلائین تو دون نقدِ صلہ — بلکہ وہ خود آکے چلائین تو دون اُن کو امان
روشنی پھیلے یہ میری وہ کرین کسبِ ضیا — مہر گردون مین ہون وہ لوگ ماہ آسمان
تیرے مداحون مین جب سے نام میرا درج ہے — شکرستان تو بنا مین طوطیِ ہندوستان
تو گلون کا رشک ہے مین بلبلون کا رشک ہون — تو جو ہے فخرِ امیران مین ہون فخرِ شاعران
تو ہے عادل کا عدیل اب مین ظہوری کا ظہور — تو اویس عہد ہے اب مین ہون سلمان زمان
جب برس پڑتا ہے تو اوس دم جھپٹ ڈہتا ہون مین — تو ہے اک ابرِ سخاوت مین ہون اک برقِ دمان
جس جگہہ تو گلفشان ہے اوس جگہہ گلچین ہون مین — تو جہان ہے باغِ نزہت مین وہان ہون باغبان
تیرا دستِ فیض میرا خامہ رک سکتا نہین — جو تری طبع روان ہے وہ مری طبع روان
تیرا رخ پر نور ہے میرا سخن مشہور ہے — تجھپر آنکھین پڑتی ہین اوٹھتی ہین مجھپر انگلیان
فیض ہین تیرے نہان سب آبِ گوہر کی طرح — سائلونکی شکل سے ہوجاتے ہین لیکن عیان
عیب ہین میرے گران سب کاغذِ زر کی طرح — قافیے ہین شایگان لیکن ہین گنجِ شایگان
جب تلک فیضون سے ہون اربابِ حاجت فیضیاب — جب تلک عیبون سے ہون اہلِ معانی سرگران
سب جتنے تیرے دوست ہین حاجت رہے اونکی روا — سب جتنے تیرے ہین عدو پائین نہ عیبون سے امان
سب جتنے ہین احباب ہین تجھکو دعا دین رات دن — سب جتنے ہین اعدا وہ سنکر جل مرین ہر ہر زمان
بلکہ خود ہو دوستون کا فیض جاری اسقدر — بلکہ خود ہو دشمنون کا عیب اسدرجہ عیان

دوستونکی جو جو دشمن ہین وہ سب ہو جائین دوست — دشمنون کے دوست جو جو ہین وہ ہون سب خصم جان
دوست دشمن کا جو قصہ قدر سن پائی ذرا — دو ہی لفظون مین کرے بس ختم ساری داستان
زرد رو اعدا کو کردے خندہ رو احباب کو — نام رکھکر اس قصیدے کا وہ کشت زعفران

تمت

قطعہ

جناب منشی عالی گہر جواہر لال — مین جس سبب کا نہین ہستا ہون سنئیے اسکا حال
جو دونکو دہوپ سے ہے سر پہ تو رات کو شبنم — یہ خشک و تر سے مری جان کیلئیے جنجال
سبت ستایا ہی جی مین ہے اوسپہ بانس پڑین — یقین ہے ہے اوسے ماریگا آپکا اقبال
تمام بانسونکی خاطر کنوون مین بانس پڑے — مگر کسی نے نہ اک بانس کا کیا اقبال
سنا ہی آپکی تحصیل مین ہین بانس بہت — جہان سے گنج مین آئی وہان ہے ٹال کی ٹال
مجھے ہی دیجئے اونہین ہے اسی تو بانس — جو حکم ہوا ہی کٹ آئین کچھ نہین ہے محال
جو کچھہ پڑیگی کٹائی ڈہلائی مین حاضر — قرار بر کف آزادگان نگیرد مال
برا جو مانو برا ماننے کی بات نہین — نہ آپ ہونگے امیر اسمین اور نہ مین کنگال
جواب دوگے نہ جبتک نہین ہے قدر کو چین — نہ صبر در دل عاشق نہ آب در غربال

قطعہ

تو ہے وہ نخل سخاوت کہ باغ رحمت — تو ہے وہ میری دوا مرہم زخم دل ریش
کہ جو کانٹا بھی لگے میری تو ہو تجھکو کھٹک — کہ جو پہنچے مجھی کچھہ دکھہ بھی تو ہو تجھکو کلیش
تو موافق ہو تو کیا مجھسے مخالف کی چلے — تو جو سیدھا ہو تو کیا کر سکے چرخ بد کیش
دیکے عزت مجھے اسطرح کی ذلت مین نہ ڈال — نوش دیکر نہ لگا قہر کی زنبور کی نیش

میرے احوال سے کچھ پڑ بگڑا بیٹھی ہے تباہ / دو تباہ ہونگا جو ہو ساتھ تباہی ہو پیش
میرے دانتون تو نہ ٹوٹین گی یہ لوہے کی چنے / یہ سنا ہی کہ کہین جوڑ دے لوہے کو سریش
گو ترقی ہوئی پر ایسی ترقی کو سلام / ہو نہین افلاس مین غش تیری تصدق سے ہیش
جو کہ مفلس نہین ہرگز نہین پورا شاعر / جو کہ قانع نہین ہرگز نہین کامل درویش

رقعہ نکاح

عروس حمد کی برقع کشا ئے / سہے معشوق ازل کی رونما ئی
کجا خامہ کجا وہ روے نیکو / برات عاشقان برشاخ آہو
نقاب نعت اولٹ کر دیکھیے خوب / کہ محبوب حقیقی کا ہے محبوب
دل از عشق محمد ریش دارم / رقابت با خدا ے خویش دارم
پہر اوسکے خویش کا مدحت سرا ہون / علی نفس نبی ہے کیون بجا ہون
ملا ان دونون نے وہ غازہ دین / سہے روے فانکحوا ما طاب رنگین
ادہر اے ساقی رنگین ادا دیکھ / کنکھیون ہی سے اے ظالم ذرا دیکھ
نئی مستی ہے اک طرفہ رقم ہے / قلم اپنا برانڈی کی قلم ہے
مرادین آج منھ مانگی ملی ہین / تراشش خامہ کی یا چھین کھین ہین
مری آنکھون کا تارا راحت جان / مرا نور نظر واجد علی خان
اوسیکی دہوم یہ ساری مچی ہے / مہ ذیقعدہ مین شادی رچی ہے
سنوارے کی جو گیسو گیارہوین شب / کرینگے رسم ساچق کا ادا سب
اوسی شب کو حنا بندی کرینگے / نئی چالون کی پابندی کرینگے
جو چمکے بارہوین شب کا ستارا / تو ہر اک مہربان ہو محفل آرا

کہ خدمت ہو گی خاطر خواہ احباب
مری آنکھین ہین فرش راہ احباب

برات اوس رات کو ہے چشم بد دور
سہرا اوسپر روشنی نور اعلیٰ نور

رہیگا ایسا ہر شب ناچ گانا +
کہ گردش اپنی بھولیگا زمانا

ہوا ہے وہ کریگی چرخ سائی
فلک کے منھہ پہ چھوٹیگی ہوائی

مہ شوال سے ہے احباب کی دید
جو سب آجائین ہو گھر مین مری عید

مرا یہ آپ کو لانا مبارک
مجھے یہ آپ کا آنا مبارک

مرے واجد علی کو یا الٰہی
مبارک تین دن کی بادشاہی

کہین روح الامین سدرہ سے آمین
بحق نون و صاد و قاف و یٰسین

رقعۂ نکاح

عروس حمد یزدان جلوہ آراست
کہ نقد نعت احمد رونما خواست

بزلف نعت و انداز رسایش
علی شد بستۂ دام ہوایش

تبار نفس او دنیش نوا گر
بعقد رشتۂ اش پیوند حیدر

بیا ساقی بیا جوش نشاط است
بہاران فرش بزم انبساط است

بدہ جامی کہ باز آرد شگفتن +
بود ہر غنچۂ دل صحن گلشن

چو موج قلقل ز مینات خیزد
صفیر عندلیب از برگ ریزد

صدای خندہای غنچۂ دل
مبارک باد گوید با عنادل

کہ ایدون از فروغ بخت بیدار
فلک را شد منور چشم دیدار

در نزہت بروی خلق وا کرد
بلفظ بزم طوطی اسمش ادا کرد

بزہرہ از زمین آواز دادند
کہ بزم کدخدائی ساز دادند

چه طوبی است اختر رونق فزائی — فروغ شمع زینا السماء ئے

فلک را زینت و بهر رفعت این ۹ نه — محمد رضا من اکبر طال عمره

ربیع الآخر و هم روز شنبه — برائے انجمن بست و ششم به

چو روے روز هند در برقع شام — نماید بست و هفتم چهره از بام

شب بزم سه و پروین همین است — همین است و شب آن زین همین است

تعالی الله چو انجم دوستانند — با اوج فرقدان فرق رسانند

بدنیا میرسد آدم به آدم — من و احباب و شور خیر مقدم

مصرع اول از رمل مضاعف الارکان که هر مصرع دو صد و پنجاه و شش رکن دارد

المشهور به بحر طویل

سال نو کی ہے زبانی سنو اک رام کہانی یہ کتھا سب سے پرانی مگر آزاد کی بانی نیا انبار ہل ہے یہ بھی
یار و نکی زٹل ہے یہ بھی اک اپنی چہل ہے نہ کہیں جنگ و جدل ہے نہ کہیں کوئی لڑائی وہ بگر کود مچائی
وہ رہی شعلہ کار بتائی ہوئی گلے کی صفائی کہیں رستم کا ہے دنگل کہیں فوجوں کی بند ہے دل کہیں
انسان کا جنگل کہیں جنگل میں ہے منگل ابھی رن بول رہا تھا وہ کرکھول رہا تھا وہ اسی رول رہا تھا یہ
اسے تول رہا تھا کیا سرکار نے داوا دیا گھوڑوں کو جو کاوا ہوا پریوں کا چھلاوا ہوا وحشت کا مداوا چلے
بجلی سے جو لشکر وہیں بورایا مچھندر وہ گری سیپ ٹپک کر ہوا **کابل** کا جو مردہ جو بھیڑوں کے نگہبان
تھے میاں **شیر علی خان** نہ رہا جب سر و سامان ہوئے بے دم ہی گریزان جو ہزار آئے وہاں سے
تو سے ٹکر نے جھانسے کہ دبے پاؤں جہان سے وگزر ہی گئے جان سے رہے **یعقوب علیخان**
صفت یوسف کنعان وہیں تھے قیدی زندان ہوئی چھٹکارے سے شادان گئی خود گندمک آخر

ہوے سرکار مین حاضر یہ ہی خیر اونکی تہی خاطر کہ وہین صلح ہوئی پہر ہوئی کابل کی امارت گئی کابل کو
سفارت ہوئی پہر تازہ شرارت وہی ڈاکا وہی غارت وہی ہنگامہ وہی غل نہ کیا غور و تامل جو سفیر آیا تہا
کابل اوسے قیمہ کیا بالکل جو اوسے مار ہی ڈالا تو حصار ایک تہا بالا اوسے کر کے تہ و بالا لیا مرنے
کا سنبہالا ہوئی سرکار ہی برہم چلی اک فوج صبا دم وہ سوارونکی جہاجہم وہ پیادون کی چہاچہم وہ پہاڑونکا
بیابان کہین جہاڑی کہین میدان کہین وہ سبز نیستان کہین وہ خار مغیلان کہین نالا کہین چقیر
کہین بیہڑ کہین بنجر کہین روڑے کہین تہر کہین ریتل کہین ٹہیکر کہین گہوڑون کی وہ پڑ پڑ کہین سانڈنی
وہ کہڑ کہڑ کہین تو پونکی وہ گڑ گڑ کہین بندوقونکی تڑ تڑ کہین برچہونکا وہ خم دم کہین سنگین کی چم چم
کہین وردی کا وہ عالم کہین فوجونکی ہماہم جو چلین توپین دنادن جو کہچین تیغین زنازن ملی وان
سے وہ سن سن کہ ہلی قبر تہمتن رہا گولی کا جو ہلا کیا شیر دن سنے وہ ہلا پہٹا رو باہون کا گلا ہوا میدان
مجلا وہ بجی فتح کی نوبت وہ کہلی بیرق نصرت وہ بہنکی ناسے حکومت وہ پڑا سکہ دولت جو چمن ہو گیا
داغی تو ہوسے خار وہ باغی چڑہے پہالنسی یہ وہ طاغی چڑہے سولی کے چراغی پہر امیر آئے ٹہٹک کر
گرے قدمون پہ لپک کر بجہی تقدیر چپک کر یہی قسمت کا ہے چکر کہ ادہر سے ہی شکایت تو ادہر سے
ہے ندامت جو کہلی چشم بصیرت تو نظر آتی ہے عبرت کہ ابہی راسے زنی تہی ابہی دونون مین بنی تہی
ابہی تو صلح ٹہنی تہی ابہی تو گاڑہی چہنی تہی سبہی الفت کی تہی چوسر کہ ہوا کنجفہ ابتر ابہی تو تاج تہا سر پہ
ابہی شمشیر ہے بر سر یہ فلک کے ہین سر و بن یہی اسنا دکے ہین گن یہی اس چکی کی ہے دہن کہ پسے گیہون مین
گہن گئے کابل سے نکالے ہوئے گردش کے حوالے سبنے وہ زخم دل آ سلے کہ پڑے جان کے لالے
جو بڑے شیر دغا تہے جو بڑے مرد وفا تہے جو پٹہانون کے چچا تہے وہ گئے ہند کے ماتہے یہ ہے
حکمت کی شجاعت یہ ہے حکمت کی عدالت یہ ہے حکمت کی سخاوت یہ ہے حکمت کی امارت یہ ہے
حکمت کی سفارت یہ ہی حکمت کی لیاقت یہ ہی حکمت کی حکومت کو جی لارڈ لٹن ہے

مصرع دوم

اسطرف تو تہا یہ دنگا ادہر اک کالا بہجنگا وہ شرارت کا پتنگا وہ ہی جنگلی ہیلا چنگا وہی رہزن وہی اکو
وہی یعنی شہ زولو وہی یعنی سیٹیوایو وہ اوٹھا لو لو ہے لولو تو ہوا کیپ مین اک غل کہ ہے
سیمرغ کا چنگل وہ دبار ستم زابل وہ مٹا شہرۂ کابل نہ پٹہانونکی پٹہانی نہ جوانون کی جوانی جو کمانین ہون
کیانی جو ہون تیغین صفہانی ابہی سر جوڑ دے سبکا ابہی سر پہوڑ دے سبکا ابہی منہہ موڑ دے سبکا
ابہی دم توڑ دے سبکا ہی بڑا قاتل خونخوار بڑا رہزن غدار بڑا دیو سیہ کار بڑی اسکی ہے جہنکار بڑا قہر کا
قلزم ہے بڑی سونڈ بڑی دم ہین بڑے سینگ بڑے سم کہین گینڈے سے بہی دم سم تہ جو میدان مین
آئے تو بڑی دہند مچا لے ابہی رن سر پہ اوٹہا لے ابہی دہنکار سے چہا لے یہ خبر تار پہ آئی ہوئی لندن
سے چڑہائی ٹہنی اک بہاری لڑائی لہو کی ندی بہائی چہٹے تیر دن کے سینو لے بڑے بس فوج مین گہولے
چلے توپون کے وہ گولے کہ پڑے کہیت مین اولے جو پرنس آف فرانس آئی بڑے زولو بدراغی غضب
چارونطرف چہائی یہ شہزادے پہ رخ لائے کہ دنیا سے سدہارے وہ گئے کیپ مین مارے ہوئے
مغرور پنڈارے لگے بہرنے وہ طرارے گئے اون زولوؤن نے وار چلے جب وہ جفا کار بڑے ہے یہان سے
بہی جرار چلے خوب ہی تلوار کمانون کا کڑکنا وہ جوانون کا لپکنا وہ فتیلون کا بہڑکنا وہ ذبیحون کا سسکنا
ہوا ہنگامۂ محشر جو تلا حملے پہ لشکر وہ جلی تہرکی صرصر وہ اوٹہی آندہی برابر کہ وہ دن ہوگیا کالا ہوا میدان
تہ وبالا جو گرو کا بڑہ کے رسالا ہوا کبار او جالا تو عجب رنگ دکہایا کہ ہے میدان صفایا سیٹیوایو کو پکڑ آیا
اوسے محبوس بنایا تو گرجنے لگے طنبور ہوئے کیپ پہ مسرور وہی عیش کا مذکور وہی جشن بدستور
ہوا صاف وہ میدان زہی اقبال زہے شان کہ ہوئی فتح نمایان ہوا مجمع وہ پریشان جو ذرا راست کیا
دم تو اوٹہا غلغلہ ہیم مچی برہما مین بہی گہم گہم کہ وہانکا شہ اظلم ہے لگا سر ہے اوٹہانے وہ لگا سونڈ

ہلانے جو ہین خویش اور بیگانے وہ لگائے ہین ٹھکانے یہ خبر سننکے ستم کی کہ گھٹا چھائی ہے غم کی اودہر اک برق بہی چمکی ہوئی سرکار سے دہمکی یونہین وہ مصر کا پاشا ہوا پانی کا بتاشا یونہین ہے خوف سے تہا شاہ ہوا ناگونکا تماشا یونہین یونا کی بغاوت یونہین ہسپانیا کی شکایت یونہین کشمیر کی بدعت کہ ہوئی قحط کی شدت چلو مدت کی بن آئی جو سٹے سیر ٹھائی تو سٹکے سیر گھٹائی یہ سب اک بہاؤ لگائی کہین **کشمیری** ٹرہی ہے کہین تل چار دہڑی سے ابہی ٹکسونکی پڑی ہے کہ نئی دہول جڑی اوڈتے ہین میان ٹکس غضب کے بڑے مخبر ہین یہ سب کے بڑے ہے چو ہے سننے ڈہب کے یہ لگانے گئے دیکھے ہین کیا دبکا دبائے ہین کیا ٹکس وہرا سے کہ ادہر چار کما سے تو ادہر آٹھ اڑا سے ہین کیونکر ہو دہی نہ رباعی نہ خماسی کہ حقیقت ہے ذرا سی کبہی بجتی نہین باسی نہ کبہی رنج و محن ہے نہ تو ماتھے پہ شکن ہے وہی دل اپنا مگن ہے وہی آزادہ چلن ہے وہی ہنسنے کی ستین ہین وہی پہر اوڑتی چھتین ہین وہی چکنے کی دہتین ہین وہی پینے کی لتین ہین وہی پہر کیفیتین ہین وہی رودونکی گتین ہین وہی پہر تہنیتین ہین کہ خوشی ہے بڑے دن کی ٭

ترجھنگی چھند

۱ ہے ابر پہ جوبن نکھرا گلشن اترا دکھن کھیلی بن
مورونکی وہ کوکین نندنہ چوکین خوش تہو کین دل ہو مگن
بجلی کی چمک ہے گل کی مہک ہے دلکی لپک ہے پیاو پیا
پہولونپہ وہ بلبل سرو پہ صلصل عشقہ و سنبل وہ لہاودن

کوئل کی صدائین ٹھنڈی ہوائین اودی گہٹائین من بہائین
بجلی کے جگرکو نور قمر کو موج گہر کو ترپائین
وہ نور کی نہرین نہرونکی لہرین نظرین ٹھہرین بہجائین
سبزہ کی لہک پہ گل کی مہک پہ حورین فلک پہ شرمائین

۳ حیران ہین مالی جانہین خالی ایسی جمالی ہریالی
تاکونکا خم و چم مستونکا عالم شاخ سے پیہم متوالی
گو چھینٹ بہی چلی ہے ٹہری رکی ہے ایسی جہکی ہے ہر ڈالی
سب پہول جو کہل کر گرپڑے ہل کر پتون نے ملکر دی تالی

۴ وہ زاہدونکی میلے سستونکی ریلے میلے ٹھیلے البیلے
وہ اونچی دکانین نیچی تانین کہتی ہین جانین دل لیلے

وہ ناز کا لہنا گردہی رہنا بنکے یہ کہنا غم جھیلے
وہ گال گل تر صدقے ہو جن پر لب کے مکرر بوسے لے

۵ آباد دکان ہی پیر مغان ہی ایکسان ہی سامان ہے
مستونکی وہ ہو حق غم نہین مطلق جان ہی مشتاق جانان ہے
رندونکا چلن ہے شیشہ بکف قہقہہ زن ہی خندان ہے
گو مے نہین باقی یہ مشتاق کہتا ہی ساقی ہان ہان ہے

۶ ساقی ہی نرالا بھولا بھالا آنکھ پیالا متوالا
ساقی ہے بلا کا دل ہی کوتا کا مارا اداکا اک بھالا
ساقی ہی ہمارا پیارا پیارا سامنے ہے سارا خ لالا
ساقی ہی غضب کا پیار کے دہب کا وعدہ تہا کبکا کیا ٹالا

۷ رفتار بلا ہی فتنہ بپا ہے غل یہ مچا ہے لینا ہے
بگڑی جو سنبھالی ٹر کے دہپالی سجتی ہی تال بہا گاہے
واعظ کی خرابی ملکے کبابی آسکے شرابی ڈنگا ہے
ہتھے پہیری ہو رندو جو ہو وہ ہو شیخ کا ابتو دورا ہے

۸ ہی شیخ ہمارا آنکھون کا تارا سب کا پیارا دل آرا
شاعر ہی ستم کالا کھو پہ چمکا اسکا ڈہکا دل ہارا
پرکالہ آفت برج لطافت نور ظرافت سیارا
غشی ہی بلا کا پتلا ادا کا اوسنے یہ تاکا وہ مارا

۹ جوبن وہ قلم کے دامن کی فقرے ستم کے کیا چمکے
جب ناز کی ادائین باندہین ہوائین بن بن گہٹائین تہم تہمکے
رنگین وہ فقرے نازک ایسے گل ہی ہین قطرے شبنم کے
ہونٹھ اپنے جو کھولے طوطی بولے موتی رولے عالم کے

۱۰ عالم یہ ہی جو بن بدلی ہی جتو ن گلشن گلشن سرو و سمن
ہر سال نو آیا مژدہ لایا اپنا پرایا دل ہی مگن
لو تیرہ صدی کا ختم ہی دورا دور سے نے بدلا تازہ چلن
یہ حال ہی انکا عہد ہی کن کا نام ہی جن کا لارڈ رپن

۱۱ کسری کی نشانی عدل کی بانی فیض رسانی لاثانی
ہی راج انکے جو نائب لائق صاحب خاص مصاحب یکجانی
بخشش مین ہین حاتم دہاک مین رستم مشکل عالم ہی پانی
راضی ہی رعیت وہ اہ ری حکمت بغض حکومت پہچانی

۱۲ قانون بنایا خوش ہو رایا دخل رعایا فرمایا
اخبارون کو شادی دی آزادی سب نے دعا دی وہ پایا
بد خلقی کیسی کہیت رہیگی سب کو یعنی چمکایا
کہتا ہے یہ عالم شکر ہے ہر دم حاکم محکم اب آیا

۱۳ شادی ہی نمایان خوش ہین سب انسان شکر یزدان ہے ہر آن
وہ دونون داور مہر منور ماہ انور تازہ روان
ہر ملک وہ دہ کا بخت ہی چمکا کیسا ستارا ہی تابان
دربار مین بیٹھے ملکر ایسے سب کے نصیبے چمکے یہان

۱۴ جو پیر و جواں ہے تازہ رواں ہے طرفہ سماں ہے نازاں ہے
حاکم کی مدد ہے لطف صمد ہے کچھ بھی حد ہے پایاں ہے
آباد ہے عالم خلق ہے بے غم عیش کا ہر دم ساماں ہے
کب فیض قدم کا ایسا دیکھا ہر اک صحرا بستاں ہے

۱۵ سجے جے یہ دل آرا سب کا سہارا آنکھوں کا تارا ہے پیارا
سجے جے ہے یہ داور اس کے برابر کب ہے سکندر یا دارا
سجے جے ہے یہ عادل حاکم کامل اس کا مقابل کیا یارا
سجے جے یہ تماشا دیکھو دو را ثابت نکلا سیارا

قطعہ در رفع اعتراض شعر حافظ شیراز

نوشت مطلع پرنور خواجہ شمس الدین
بدین فروغ گہربار و از سحاب کجا

صلاح کار کجا و من خراب کجا
ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

فتادہ عقدہ در اندیشہ خردہ گیرانرا
ز لفظ تا بکجا و دگر خراب کجا

کہ یک ست متحرک دگر روے ساکن
خطاست بہر خطا حکم از کتاب کجا

غلو اگرچہ بود عیب مر قوافی را
تراست پایۂ این مایہ احتساب کجا

مباش غرہ بدین یک دو نکتہ دانستن
نظر بود ہمہ کس را بہر کتاب کجا

بسوے عیب چو شاعر کند اشارۂ نغز
بنزد عقل بود درخور عتاب کجا

نخست گفت کہ اے صاحبان دانش و داد
صلاح کار کجا و من خراب کجا

سپس ز نفس خطا تازہ کرد عذر خطا
ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

اشارہ چیست و عبارت بلیغ و عذر لطیف
اگر خطا بود اینہا دگر صواب کجا

مباش رنجہ ز غوغاے مدعی اے قدر
سخن یکے است جواب ترا جواب کجا

مثنوی کلیلہ دمنہ ناتمام

نقل ہے ہادی خدا نبی | واعظ دین رفیع قزوینی
وعظ مین اک کتاب کہہ چکا | جا بجا اوسکا ہو گیا شہرا
گرم بازار پند ہوتا تھا | جو اوسی سنتا تھا وہ روتا تھا
ہو رہے تھے بلند آوازے | کھل گئے تھے جنان کے دروازے
تھے خریدار سب امیر و فقیر | جان دیتے تھے بادشاہ و وزیر
آخر اک پادشہ نے لیکے کتاب | غور سے دیکھے اوسکے سب ابواب
ہو گیا صاف تارک الدنیا | بند کی آنکھ کھل گیا پردا
کنجی ہاتھ آ گئی خموشی کی | گنج و ثروت سے چشم پوشی کی
ہوا صحرا نشین وہ فرزانہ | گنج پونہچا بسوے ویرانہ
ایک دن اوسکے دل مین آیا خیال | چلکے دیکھا آئے رفیع کا حال
کہ مصنف پہ بھی اثر کچھ ہے | لون خبر مین وہ باخبر کچھ ہے
آیا قزوین مین جب رفیع کے گھر | دیکھتا کیا ہے شاہ بے لشکر
دہوم ہے اوسکے گھر امیری کی | کہین بو تک نہین فقیری کی
گھوڑے باندھے ہین میخ زرین مین | خود ہے بزم بہشت آئین مین
دیکھکر اوسکا روپ چکرایا | جا کے واعظ کے پاس فرمایا
خوب دہوکا دیا قصور معاف | اب کھلے آپکے تمام اوصاف
چاندی سونے کی سینچین واہ جی واہ | مرحبا مرحبا جزاک اللہ

کوئی باتوں میں سلطنت چھوڑے — کوئی سوتے میں لاولی گھوڑے
سنکے واعظ فریب تاڑ گیا — بولا اے تاجدار ملک حیا
ہیچ زرین بگل زدم نہ بدل — ساری دولت گئی ہی خاک میں مل
کہکے کرتا اوٹھایا ململ کا — ٹاٹ کا لنگ کہاں نکل آیا
آئے گھر میں جو وہ خدا کے شیر — ایک بدھنا تھا یا کتب کا ڈھیر
بولا اتنا ہمارے واسطے ہے — اور جو ہے تمہارے واسطے ہے
نہ مرے فعل میں جدل کرو تم — میرے اقوال پر عمل کرو تم
پھر یہ واعظ نے پند فرمائی — کہ یہ لو اک مثال یاد آئی
اک مسافر بھٹک گیا رستہ — کوہ و صحرا میں ہو گیا خستہ
ایک انسان اور ویرانہ — جس سے سبزہ تلک تھا بیگانہ
جھاڑی جھوڑی ہوئیں چٹانیں صاف — سنگ مرمر کے طور سے شفاف
کہیں جادے کا تھا نہ نام و نشان — جسطرح چاندنی میں کاہکشان
نقش پا کے نشان زمیں بھی گم — جسطرح دھوپ میں نہوں انجم
کہیں پتا جہاں کھڑکتا تھا — یہ ادھر کی طرف لپکتا تھا
اوس سے وحش و طیور بھاگتے تھے — خضر بھی دور دور بھاگتے تھے
جس طرف سے ذرا غبار اوٹھا — اوسطرف دوڑ کر پکار اوٹھا
گاہ ادھر دوڑا گاہ ادھر دوڑا — جان پر کھیلا کوہ پر دوڑا
جا کے پونہچا جو بر سر الوند — ہو گیا ساز گار بخت بلند
کی صبا نے جو باد پیمائی — اک طرف سے صدا سے سگ آئی

اوسی آواز پر چلا درویش
پیچھے پیچھے یہ تہا صدا تھی پیش پیش

کوہ سے صورت صدا نکلا
دشت سے صورت ہوا نکلا

تیز جاتا تھا اسطرح دلگیر
جیسے چہوٹے کڑی کمان سے تیر

جاتے جاتے یہ گاؤن مین پوہنچا
بھونکتا تہا جہان وہی کتا

ہوا کتے سے جبکہ گاون نمود
گاون سے پائی منزل مقصود

دیکھ اے شاہ جاے عبرت ہے
ارسے بدراہ جاے عبرت ہے

ایک کتے نے دیکھ آخر کو
کیسا پوہنچا دیا مسافر کو

نہوا پاک وہ سگ ناپاک
لیکن اسکا ہوا بھیڑا پاک

توبھی سنکر مری صدا پوہنچا
ٹھیک منزل پہ اپنی جا پوہنچا

تجھکو کیا مین کوئی ہون کس نا کس
بر رسولان بلاغ باشد و بس

دیکھ اے **قدر** اب تو آنکھین کہول
سے کہیں اور اپنے منہہ سے بول

صاف ظاہر پرست دنیا ہے
کیون ہے درپے تجھے ہوا کیا ہے

دل کا احوال تجھکو کیا معلوم
کسکا کیا رنگ ہے خدا معلوم

کیون کسی کو برا بھلا جانے
کون کس دھن مین ہے خدا جانے

حال دل کا سمجھنا ہے دشوار
محتسب را درون خانہ چہ کار

قطعہ درسپارش محمد یسین بخدمت مہراج نراین تحصیلدار ہردوئی

اے قبلۂ حاجات مرے مہراج نراین
اس دہر مین رکھے تجھے اللہ سلامت

دیدار ترا جلوۂ گل چال بہار سے
رخ پہول ہے لب غنچہ ہے شمشاد ہی قامت

محراب ہے ابرو تو جماعت صف مژگان ‏ — پتلی تری کرتی ہے اسی صف کی امامت

اونچا سا ترا ماتھا ہے اقبال کی پہچان ‏ — بوٹا سا ترا قد ہے فراست کی علامت

باتون ہی کرین زندہ اشارون ہی جلائین ‏ — ہے تیرے لب و چشم مین اعجاز و کرامت

سیراب ہین فیضون سے ترے خضر و مسیحا ‏ — یہ دونون مرینگے نہ کبھی تا بہ قیامت

انصاف سے اس فیض پہ بدنام رہون مین ‏ — یسین سے تا مرگ رہے مجھکو ندامت

اب تک شہ یہ بیچارہ ٹکے کا ہوا نوکر ‏ — کہو دیجیے اب اسکے نصیبونکی بھی شامت

سب ہنستے ہین مجھپر کہ عجب کی تہی سفارش ‏ — مین آپکا کہلا کے سہون ایسی ملامت

اے قدر یہ کیا بکتا ہے بکنی بہی دے سکو ‏ — لاحول ولا کہوئی گئی تیری بھی کیا مت

کر دیگا اگر عین عنایت سے اشارہ ‏ — یسین کو ہو گی کسی عہدے پہ اقامت

دیتا ہون دعا تمکو یہ سے ہے میرا طریقہ ‏ — محسن کی پرستش ہے شب و روز مرامت

جب تک کہ ہی عالم رہے اقبال پہ عالم ‏ — جب تک کہ رہے دنیا رہو دنیا مین سلامت

مثنوی ناتمام ترجمۂ کلیلہ دمنہ

اصلیت کتاب مع نقل و انقلاب

ہان فلاطون خامہ آ سکے وہ جوش ‏ — اوڑھے خم دوات کا سر پوش

جوش اوٹھے سیاہ مستی کا ‏ — بادہ اوسلے سخن پرستی کا

صفحہ ساغر ہو سطر موج شراب ‏ — نقل ہون نقطے میکدہ ہو کتاب

جو سنے سنکے مست ہو جائے ‏ — پست ہر خود پرست ہو جائے

چوب چینی بنے نہال سخن ‏ — مے کہنہ ہو داستان کہن

ایسی اک شاخ داستان پھوٹے — بے زبانون کی بھی زبان پھوٹے
شوق دلوا کے سبکو القصہ — اب سناتا ہون برمحل قصہ
پاس کسریٰ کے اک برہمن تھا — جسکا ہندوستان مین مسکن تھا
بزم افروز بذلہ گوسے ندیم — حکمت اندوز نیکخوسے حکیم
ایک دن آیا جب وہ فرزانا — پوچھا نوشیروان نے اے دانا
لوگ یونان مین کرتے ہین مذکور — ہند مین چند کوہ ہین مشہور
اونمین ایسی دوائین ہوتے ہین — جس سے مردے بھی زندہ ہوتے ہین
اے برہمن تو ایسی چالین چل — ہاتھہ آئین مری وہ امرت پھل
ہنسکے بولا وہ اے شہ عالی — لوگ بٹتے ہین ہول کی رسی
نہ کہین کوہ ہے نہ اوسمین دوا — نہ کوئی مردہ ہے نہ اوسکو شفا
ہندیون کا یہ زہر بویا ہے — اسمین اک تہ کی بات گویا ہے
اصل مطلب ہے اسکا یعنی اور — لفظ بیشک یہی ہین معنی اور
کوہ سمجھے ہین جنکو لوگ وہان — ہین وہ فرزانگان ہندوستان
اونکی باتین ہین ساری کام روا — لوگ سمجھے ہین جنکا نام دوا
جو کہ ہین بیوقوف و جاہل لوگ — کہتے ہین مردہ اونکو کامل لوگ
باتین سن سنکے جب وہ ہوش مین آئے — نوشدارو سے مردے ہوش مین آئے
سیکھ سب وہ پڑی تھی فانی سے — جی اوٹھے آب زندگانی سے
یہی باتین اونہین دوا ٹھہرین — موج سرچشمۂ بقا ٹھہرین
الغرض ملک کے کاردانون نے — عقلمندون نے خوش بیانون نے

ایسی چن چنکے چیدہ باتین تمام
رکھدیا ہے کلیلہ دمنہ نام

ہے وہ زیب خزینۂ شاہان
ہوا دنہین سے اگر کوئی خواہان

تو وہ مخفی خزینہ ہاتہہ لگے
حکمتون کا سفینہ ہاتہہ لگے

جب یہ نوشیروان کے کان پڑے
جان مین اوسکی تازہ جان پڑے

ایک برزویہ تہا طبیب وہان
تہا جہان گرد اور چیدہ جوان

دئے اوسکو ہزار ہا توڑے
تاکہ وہ رشتۂ وطن توڑے

سوے ہندوستان چلا جائے
جانب بوستان صبا جائے

چلتا پہرتا ابہی نظر آئے
اور لیکر کتاب گہر آئے

بس چلا سوے ہند وہ رہگیر
جیسے چہوٹے کڑی کمان سے تیر

نظر و برق و تیر و آہ بنا
صرصر و فکر و موج و ماہ بنا

ملک ایران کجا کجا پونہچا
ملک ہندوستان مین آپونہچا

آیا وہ شوق کامرانی مین
راے رایان کی راجدہانی مین

راے پرتاب چند صاحب فوج
راے رایان شہنشہ قنوج

اوسکی بستی مین آکے برزویہ
شہر مین پہرا کے برزویہ

اک برہمن سے گٹہہ گیا فی الحال
راے ہندی کے تہا جو ناکا بال

دیکہا برزویہ کا جو علم و ہنر
برہمن نے بٹہایا آنکہون پر

گو برہمن نے گرمجوشی کی
پر بہت اسنے رازپوشی کی

خوب نظرون مین جب وسے تولا
ایک دن ہنستے ہنستے یون بولا

بے زبانون سے جب زبان لڑی
سر مخفی سے میرا دہیان لڑی

اوسکی مجھکو تلاش واقی ہے ۔ عاقلون کو اشارہ کافی ہے
وہ برہمن اوچھل پڑا فی الفور ۔ ہنسکے بولا ادھر بھی کرنا غور
ہمسے اوڑتے ہوتا اوڑاؤ مال ۔ گنج حکمت کو تم کرو پامال
سلطنت کا چراغ لیجاؤ ۔ سفت مین سبکو داغ دیجاؤ
ہمکو یون سبز باغ دکھلا کر ۔ اسپنے شہ سے ہو سرخرو جا کر
تم بڑے پختہ کار ہو صاحب ۔ تم بڑے ہوشیار ہو صاحب
اُف رے دانا یہ تیری دانائی ۔ بل بے یہ عقل کی توانائی
جو کہ ہو عقلمند پہچانے ۔ مرد دانا کو آٹھ باتون سے
بردباری و خویشتن داری ؎ ۔ اور فرمان بری سلاطین کی
اور تشخیص محرم اسرار ۔ پوشش راز ہائے ہر کردار
اہل دربار کی رضا جوئی ۔ بیٹھکر محفلون مین کم گوئی
کچھ نہ کہنا بغیر پرسش کے ۔ یہی آٹھون ہین تمغے دانش کے
خصلتین یہ عجب ہین برزویہ ۔ تجھہ مین آٹھون یہ سب ہین برزویہ
ایسے انسان کو کوئی کیا ٹالے ۔ دل و دین جان و جسم دے ڈالے
اسلئے مجھکو تیرا فرمانا ۔ چاہیئے آنکھون سے بجا لانا
کسطرح صاف دون جواب تجھے ۔ بیچ کر جان دون کتاب تجھے
بولا برزویہ تجھپہ جان فدا ۔ شکر تیرا نہ مجھسے ہوگا ادا
سچ ہے جھوٹا نہیں ہے قول کبار ۔ خاک از تودہ کلان بردار
الغرض وہ کتاب لاثانی ۔ دی برہمن نے اوسکو پنہانی

لیکے برزویہ نے لکھی وہ کتاب ۔ نقل کرکے گیا وطن کو شتاب
جو مین پہر آب رفتہ آ پونہچا ۔ سحر الفت کا آشنا پونہچا
عقل آئی دماغ ایران مین ۔ نور آیا چراغ ایران مین
آئی کنعان مین بوے پیراہن ۔ پہر بہار آئی جانب گلشن
ہوئی سرسبز کشت ایرانی ۔ سوکھے دہانون پہ پڑگیا پانی
ہوا انبوہ خاص و عام سے جشن ۔ کیا کسری نے دہوم دہام سے جشن
لیکے اوٹھا کتاب برزویہ ۔ پڑھ گیا سارے باب برزویہ
اوٹھی اک واہ واہ تا بفلک ۔ اوڑ گئی آسمان کی چہت تک
لیگیا شاہ اوسے خزانے مین ۔ کہ کمی اب نہ کر اوٹھانے مین
بولا برزویہ مال ہے کیا مال ۔ مین جو مانگون نہ رد ہو میرا سوال
ذکر میرا بھی اس کتاب مین ہو ۔ تا رہون یاد اہل عالم کو
کہا شہ نے کرون مین شاد تجھے ۔ تیری منہہ مانگی دون مراد تجھے
پہر بحکم شہ سخی و کریم ۔ لکھنے بیٹھا بزرجمہر حکیم
پہلوی مین لکھی تمام کتاب ۔ اوسمین ٹھہراے اوسنے سولہ باب
ق
سولہون اس حساب سے لکھے ۔ دس تو اصلی کتاب سے لکھے
اور چھہ خود بڑہا دئے اوسنے ۔ دو اوائل کے چار اواخر کے
عہد نوشیروان سے ایران مین ۔ اسکو رکہتے تھے گنج پنہان مین
سب ملوک عجم نے حسرت کی ۔ یعنی اسکی بہت حفاظت کی
یہ سفینہ عجب سفینہ تھا ۔ بادشاہون کا علم سینہ تھا

جب خلیفہ ہوا ابو المنصور
سب مین تہا جو دانئی مشہور

اوسنے اک بار اوسکو حکم دیا
بو الحسن جو بن المقفع تھا

کہ لکھے پہلوی سے تازی مین
ہووہ مصروف سحر سازی مین

عربی کا جو چل گیا پہلو
پہلوی کا بدل گیا پہلو

پھر بحکم نصیر سامانی
فارسی ہوگئی بہ آسانی

رودکی نے بھی ڈالی اپنی دہوم
فارسی مین کیا اوسے منظوم

ہوا بہرام غزنوی پیدا
جو کہ مسعود شہ کا لڑکا تھا

اوسکا دیوان تہا ایک صاحب جاہ
بو المعالی ونام نصر اللہ

اوسکو بہرام نے بلا کے کہا
سا اپنے جوہر دکھا دے اے دانا

عربی کی کلیلہ دمنہ سے
جو لکھی ہے بن المقفع نے

ترجمہ کرکے فارسی مین دکھا
ماہ نخشب اس آرسی مین دکھا

الغرض حکم وہ بجا لایا
فارسی مین اوسے بنا لایا

عربی شعر اوسمین داخل تھے
اور الفاظ سخت ومشکل تھے

پس بحکم امیر شجم سہیل
تھا سہولت سے جسکے طبع کو میل

نسخہ پورا حسین واعظ نے
چہانٹا ملا حسین واعظ نے

کیا ہی لکھی عبارت اوسکی سلیس
نظم عمدہ تمام نثر نفیس *

کم کئے اوسنے اولین دو باب
چمکے انوار نجم سخت کتاب

پھر بحکم جلال دین اکبر
شاہ دہلی ومعدلت گستر

لکھ کے لایا ز روے استادی
شیخ ابو الفضل اکبر آبادی

سولهون باب اوسمین سے لکہے تمام ‌ ‌ ‌ اور رکہا عیار دانش نام
اب اوسے نظم کر کے اردو مین ‌ ‌ ‌ کیا مچائین ہین قدر ذی ہومین
سولهون باب اس مین ہین منظوم ‌ ‌ ‌ سے ہے قایم جہان مین یا قیوم

فتح الابواب

باب اوّل مین ہوگئی ترقیم ‌ ‌ ‌ گفتگو سے بزرجمہر حکیم
باب ثانی مین حال بزرویه ‌ ‌ ‌ اور سب قیل و قال برزویه
باب ثالث لکہا اسس آئین کا ‌ ‌ ‌ کہ نہ سنئے سخن سخن چین کا *
باب چارم سزاے بدکاران ‌ ‌ ‌ سے ہے مناسب براے بدکاران
باب پنجم مین فایدہ وہ لکہے ‌ ‌ ‌ دوستون کے جو یکدلی مین تہی
اور باب ششم مین دی یہ خبر ‌ ‌ ‌ نہ فریب عدو سے رہیئے نڈر
باب ہفتم مین ذکر بے خبران ‌ ‌ ‌ کچہہ ہے مقصد طلب کا کسل بیان
باب ہشتم مین شر شتابی کا ‌ ‌ ‌ اور انجام اس خرابی کا
سے ہے نوین باب مین کہ دور اندیش ‌ ‌ ‌ کسطرح دشمنون سے پائی پیش
باب دسوان سے ہے کینہ ور کا ذکر ‌ ‌ ‌ نہ خوشامد پر انکی ہو بے فکر
گیارہوان باب عفو عصیان مین ‌ ‌ ‌ کہ جو داخل سے ہے رسم شاہان مین
بارہوین باب مین یہ ہی مذکور ‌ ‌ ‌ سے ہے خیر او سزاے کار ضرور
تیرہوان باب حرص و آز مین ہے ‌ ‌ ‌ اور افزون طلب کے راز مین ہے
چودہوان باب حلم شاہان مین ‌ ‌ ‌ سے ہے گرانباری نمایان مین
باب پندرہوان بیوفا سی گریز ‌ ‌ ‌ ان سے اور انکی باتون سے پرہیز

سولہوین باب مین یہی ہے خبر — دور گردون پر التفات نکر

باب اوّل سخنان بزرگ مہر بزبان بزرگ مہر

درج دانا دلے کا در یتیم — کون یعنے بزرجمہر حکیم

یون پروتا ہے در سلک سخن — یون روان کر رہا ہے کلک سخن

کہ زبانون مین سب زبانون کی — ہندیون نے کتاب ایک لکھی

نام جسکا ہے کرٹک ودمنک — اوسمین دس باب سب ہین آخر تک

دل لگی مین ملائی حکمت وپند — تلخ دارو مین جیسے شکر وقند

خردسالون کو تا گوارا ہو — کھیل مین یاد نسخہ سارا ہو

اور جب اونکو فہم کامل ہو — تجربہ پہلے ہی سے حاصل ہو

جیسے کوئی خزانہ دفن کرے — اور پھر بعد ایک مدت کے

اوسکے لڑکے کے ہاتھہ مین پڑجاے — مدة العمر مفت مین اوڑاے

ہے غرض یہ کتاب اعجوبہ — طالبان سخن کے مطلوبہ

پر ہے اسکے مطالعے مین شرط — کرے سعی مین اسکے غور بہ فرط

بحر دانش مین خوب ہو غواص — تا ملے گوہر معانی خاص

نہ کہ سب چاٹتا چلا جاے — گھانس سی کاٹتا چلا جاے

پڑھے جاے نہ سمجھے یا سمجھے — ایسا سمجھے تو کوئی کیا سمجھے

پڑھے بے سمجھے اوسکو جو بعقل — اصل ہے اوسکے واسطے یہ نقل

حکایت

قول سعدی سے ایکدن بے رنج — ابلہ اندر خرابہ یافتہ گنج

دل مین سوچا جو آپ اوٹھاؤن مین | عمر اتنی کہان سے پاؤن مین
شہر سے لاکے باربرداری | لیچلون دولت اپنے گھر ساری
نہین بہتر جو بار رہا لیجاؤن | دفعتہً سب کے سب اوٹھا لیجاون
چند حمال ایسے لے آیا | جنکا گھر کھوج جانتا ہی نہ تہا
سب خزانہ لدا دیا اون پر | تاکہ پونہچائین جاکے میرے گھر
آپ پیچھے ٹھٹک رہا احمق | تاکہ تہمت لگے نہ حق ناحق
اوسکی نظرون سے ہوگئی جب دور | لے اوڑے اپنے اپنے گھر مزدور
دیر کے بعد وہ بہی گھر آیا | اوسکو گھر مین نہ زر نظر آیا
کف افسوس ملکے کہتا تہا | اوڑ گئی ہاے سونے کی چڑیا
اوسنے عجلت جو کی بنادانی | رہگئی مفت کی پشیمانی
اصل ہر چیز کا سمجھنا ہے | ورنہ رٹنے مین فایدہ کیا ہے
ایسا رٹنا حمق نہایت ہے | میننے اسکی عجب حکایت ہے

حکایت

ایک جاہل کو یہ سمائی ذہن | کہ کرے فارسی مین طرز سخن
ایک فاضل سے اوس ہی الفت تہی | ایک تختی اوسے سنہری ہی
کہ مجہے فارسی زبان لکہدے | لکہدے اے میرے مہربان لکہدے
جب کہ تختی پہ لکہہ چکا فاضل | گھر اوٹھا لایا اپنے وہ جاہل
دیکہا کرتا تہا جب نہ تب تختی ⁘ | سوچا مین پڑہ گیا یہ سب تختی ⁘
چاہیے مجہکو مرحبا کہنا | اب مری فارسی کا کیا کہنا

ایکدن فارسی مین منھہ کھولا — منھہ تو کھولا مگر غلط بولا
اوس سے اک شخص نے کیا یہ بیان — تیری یہ فارسی غلط ہے زبان
قہقہہ مار کر کہا کیا خوب — یہی منھہ جو مرے نکالو عیوب
کچھہ تمیز آپ کو بھی ہے کہ نہین — ہے مرے پاس تختۂ زرین
اوس پہ لکھی ہے فارسی کی زبان — پھر مین بولون غلط خدا کی شان
اور تو کیا کہون تمہین بررو — ہے مثل اپنے منھہ میان مٹھو
پس مناسب کہ صاحبان وقوف — کسب دانش مین دل سی ہون مصروف
علم کا گو جہان ہے محتاج — فہم لیکن ہے علم کی سرتاج
بے سمجھہ آدمی نہین ہوتا — یون نہی جی رٹا کرے توتا
فہم سے تجربہ بھی ہو حاصل — لوگ ہون تجربے سے دانا دل
سیکھین دانا دلی سے طرز ادب — با ادب با نصیب ہوتے ہین سب
مرد دانش سے ہو خجستہ شعار — ہو کم آزار اور نیکوکار
جو سمجھہ بوجھہ کر ہو وارستہ — ہو وہ دام بلا مین پابستہ
جیسے کوئی مسافر بد راہ — کہ رہ پر خطر سے ہو آگاہ
اور اوسی راہ پر چلا جائے — خود لٹے وہ کسیکا کیا جائے
یا ہو بیمار جیسے کوئی بشر — اور خود جانے اک غذا کا ضرر
جانکر اوس غذا کو کھائے وہ — شاذ ہے یہ کہ مر نہ جائے وہ
مثلاً دو بشر کنوئین مین گرین — نہ قضا آئے دونون جیتے پھرین
لیکن اون مین عجب تماشا ہو — ایک انکھیارا ایک اندھا ہو

گو وہ دونون چلے تھے موت کی راہ　　تھا وہان لحد دیدہ نہ چاہ
مگر اندہا تو اونہین ہو معذور　　عذر بینا نہ ہو کبھی منظور
منہہ پہ دو آنکہین اونہین تیز نظر　　پھر گرا دیکھ بھال کر کیونکر
سنکے یہ سامنے وہ منہہ نکرے　　کیا عجب ہے کنوئین مین ڈوب مرے
چشم سان لاجواب ہو بینا　　چشم سان آپ آب ہو بینا
شغل دانشوری کا ہے یہ ثمر　　کہ شریف النفس ہو اصل بشر
وہ شریفون مین سب سے اولی ہے　　جسکو حاصل رضائے مولی ہے
جب کہ دانش سے ہو اوسے بہرہ　　پھر نہ اورون کو رکھے بے بہرہ
پہلے خود سیکھ لے تو سکھلائے　　پہلے خود دیکھ لے تو دکھلائے
پہلے خود اپنے گھر جلائے چراغ　　پیچھے مسجد مین لیکے جائے چراغ
پہلے خود آپ کو غیور کرے　　پیچھے لوگون کا فقر دور کرے
پہلے خود خلق کا بنے مشتاق　　پیچھے سکھلائے خلق کو اخلاق
نہ کرے آپ کو جو پہلے درست　　اور تعلیم غیر پر ہو چست
اوس سے بڑہ کر نہین ہے کوئی ذلیل　　ہے وہ گویا کہ اک طبیب علیل
کہ خود اک عارضے مین مرتا ہے　　دوسرون کا علاج کرتا ہے
جسکو دنیا سے جتنی الفت ہو　　اوسکو ہونی پڑی اتنی کلفت ہو
مال دنیا رہا رہا نہ رہا　　مفت کا رنج جاودانہ رہا
حال دنیا اسی طرح ہے مگر　　تین امرون مین سعی ہے بہتر
اول اسباب زندگی کی تلاش　　کہ رہے جس سے بین بین معاش

دوسرے خوش معاملہ رہنا ۔ راست بازون کا واہ کیا کہنا

تیسرے زاد راہ ملک عدم ۔ ہے کم مین تو سمجھ اوسی کیا غم

جسمین دیکھے صلاح عقل و شعور ۔ کرے پرہیزگاری اوسمین ضرور

ہے مناسب کہ کسب مال کرے ۔ پر وہ کسب از رہ حلال کرے

گو خدا رحمت انتہا کی کرے ۔ گو زمانہ کسیکا دم بھی بھرے

پھر بھی کوشش کرے تو کیا نقصان ۔ سچ ہے بھی بھولا نہو تو کون زیان

دوڑ دہوپ آدمی کی شام و پگاہ ۔ بخدا ہے خدا کے دین کی راہ

بیاے مجہول

اوسپہ بیجا بھی ہے ہشیاری ۔ چشم پوشی سے عین بیداری

یا تو غفلت کو چٹکیون پر اوڑائے ۔ یا توکل کے چھینٹے منہہ پر کہائے

اگلون کو اپنا اوستاد کرے ۔ حسن اخلاق اونکے یاد کرے

اونکی سیر پہ کرکے خوب نگاہ ۔ کرے کامون مین اون سے بسم اللہ

اونکے جو تجربے ہوئے ہون بہم ۔ بس اونہین پر چلے قدم بقدم

اوسی ڈہرے ہی پر چلا جائے ۔ اوسی چاہے پہ کاڑہتا جائے

رکھے اس پیروی پہ سب بنیاد ۔ کہ یہ تقلید ہے بہ از اجتہاد

بات کوئی اگر نہ یہ مانے ۔ معتبر اپنا تجربہ جانے

عمر اتنی کہان سے لائے وہ ۔ کہ ہر اک بات آزمائے وہ

یعنی مانا کہ وہ بفرض محال ۔ تجربے خود کرے ہزارون سال

محنتین سیکڑون اوٹھائے گا ۔ جب کوئی نکتہ آزمائے گا

اوسپہ کھٹکا لگا ہے ہو کہ نہو ۔ نسخۂ کیمیا ہے ہو کہ نہو

بکا کہانا نہین وہ کہاتا ہے　　آپنج کہا کہا کے خود بکاتا ہے
گوکہ اک سود ہر زیان مین ہے　　اک نتیجہ ہر امتحان مین ہے
کیون نہین سود بے زیان لیتا　　کیون زیان کا ہے امتحان لیتا
ان نصایح سے ہو جو رو گردان　　رہے وہ شکل آئینہ حیران
نہین سنتا نہ سن ہماری بات　　نہین پیتا نہ پی تو آب حیات
فوج غم جب کرے کسیکو تباہ　　قلعہ راستی مین لے وہ پناہ
استقامت نہ ہر خطا پہ کرے　　ہر جگہہ اپنی بات پر نہ مرے
جرم کرکے کرے نہ ہٹ دہرمی　　نہین بہتر خطا مین سرگرمی
نام اسکا ثبات عزم نہین　　نہین ہرگز یہ عزم جزم نہین
ہے سراب اور آب شیرین اور　　آب اور آب خنجر کین اور
کرے پالغنر پر جو استقلال　　ایسے بدراہ کی یہی ہے مثال
جیسے بے سمجھے اور بے بوجھے　　کوئی اک سمت چلاجائے بے پوچھے
اور وہ راہ مین بھٹک جائے　　ق　　چلتے چلتے ہزار تھک جائے
کبھی پائے نہ منزل مقصود　　اوسکی کوشش تمام ہو بے سود
بلکہ جتنا بڑہے وہ ناآگاہ　　ہوتا جائے اوسیقدر گمراہ
پا پڑے جسکے خار آنکھون مین　　درد ہو بے شمار آنکھون مین
نہ نکالے وہ در وغفلت سے　　ہاتھہ دہوئے کہو بصارت سے
ہے وہی مرد اور دانشمند　　جو خدا کی خوشی پہ ہو خرسند
منہہ نہ موڑے کڑی اوٹہانے سے　　جی نہ ہارے بلائین آنے سے

پھر بھی تدبیر سے نہ باز رہے / ورنہ ہمت ہمیشہ باز رہے
جو پڑے کوئی عقدۂ تقدیر / صاف چل جاسے ناخن تدبیر
جوکہ اپنے لئے کرے نہ پسند / دوسرے کے لئے کرے نہ پسند
کیونکہ ہر کام کا ہے بدلہ ایک / بد کو ملتا ہے بد تو نیک کو نیک
ہے نتیجہ ترے عمل کے ساتھ / دے تو اس ہاتھ اور لے اوس ہاتھ
پس مناسب ہے جو پڑھے یہ کتاب / چاہیئے ہو بغور سے معنی یاب
دیکھتا اور بھالتا جائے / اپنا مطلب نکالتا جائے
جب کہ مطلب سمجھ لے اپنا تمام / اوسکے موجب کیا کرے ہر کام
اسکے آگے ہین سب کتب بیکار / یہ نمونہ ہے بہتر از خروار

باب دوم برزویہ کی کہانی اوسیکی زبانی

میرے ساقی ذرا شراب مجھے / تب غنیمت نے کیا کباب مجھے
ایک بوند ایک گھونٹ ایک چلو / ایک جام ایک شیشہ ایک سبو
جب تلک مانگے جاؤن لائے جا / جسقدر ہو پیون پلائے جا
کرے دریا سے جو طغیانی / پھیر دے میرے خمار پر پانی
فکر کو کر دے جوش بادہ صاف / کف دریا سے ہو زیادہ صاف
پینچ ہو سب پھٹک کے یکسو یہ / بک اٹھون داستان برزویہ
یون لنڈھاتا تھا وہ شراب سخن / یون دکھاتا ہے آب وتاب سخن
کہ مرا باپ اک سپاہی تھا / مرد میدان کجکلاہی تھا

حال مادری ہے سب یہ روشن تجھ　　گبر و آتش پرست تھی مادر
دخترِ عالمانِ زردشتی تھی　　لمعۂ دودمانِ زردشتی
جب مری عمر کے ستارے کا　　ہفتمین چرخ پر دماغ گیا
ساتوین سال مین قدم رکھا　　دوش پر ہوش کا علم رکھا
باپ مان پڑہنے کو بٹھانی لگے　　مجھکو مکتب مین طب پڑہانے لگے
جیسا سِن میرا بڑہتا جاتا تھا　　ویسا دل دیکھے پڑہتا جاتا تھا
پڑہتے پڑہتے مجھے ہوا یہ شعور　　مین طبابت مین ہوگیا مشہور
ہوکے آگاہ اصل و نقل سے پھر　　رائے لی مین نے پیرِ عقل ہی سے پھر
کہ ہین اس علم کے نتیجے چار　　کس پہ رکھون مین اپنا دار و مدار
ایک ١ تو جمع کرکے کچھ زر و مال　　باغِ عالم مین مثلِ گل ہون نہال
یا کرون ٢ ایسا کار دنیا مین　　کہ رہے یادگار دنیا مین
یا کرون ٣ وہ نباہ عالم مین　　کہ مچے واہ واہ عالم مین
یا کہ ٤ در پردہ سب سے ہوکے جدا　　رہون مین طالبِ رضاے خدا
مین تو پہلے سے جانتا تھا یہ بات　　کہ وہی ہے طبیبِ نیک صفات
جو کرے جس جگہہ علاج علیل　　سمجھے اسمین رضاے ربِ جلیل
اسمین دنیا کا فایدہ اک سمت　　اور خوشنودی خدا اک سمت
سب ہے مفاد اسمین دین و دنیا کا　　وہ مثل ہم ثواب و ہم خرما
کھیت بوتے ہین جسطرح سے کسان　　پک کے طیار ہوتے ہین جس آن
سنون غلّہ و کاٹ لاتے ہین　　چارا بیلون کا مفت پاتے ہین

الغرض مین نے بعد رد و قبول
راے چارم کو کرلیا مقبول

کہ کمر باندھکر ندا او پر
ہو اراضی رضا سے مولا پر

یون ہین چند سے بسر ہوئی میری
پھر طمع پر نظر ہوئی میری

مین نے دیکھا کہ اور مجھسے طبیب
کامیابی مین ہین بلند نصیب

مجھپہ سختی سے دن گذرتے ہین
اور وہ لوگ چین کرتے ہین

تھا یہ نزدیک سوچکر یہ راے
راہ تسلیم سے قدم ڈگ جاے

کہ یکایک ثبات کا لشکر
دشمن نفس پر گرا آکر ٹوٹ

نفس سرکش کو پایمال کیا
خنجر صبر سے حلال کیا

دیکھکر مین نے دل کے یہ انداز
اسطرح کین نصیحتین آغاز

غزل

تجھکو حاسد وہ جوش سودا ہے
کہ حسد ایک خار صحرا ہے

تیرے افلاس پر حسد ہی کسے
پھر حسد مضمون پہ بیجا ہے

نام روشن کسیکا ہو تجھے کیا
صفت ناری جلا ہی مرتا ہے

اونکی قسمت مین ہے وہ پاتے ہین
تجھکو کیا کچھ ترا اجارا ہے

اس حسد سے تو خون تھوکے گا
یہی سوہان روح فرسا ہے

جاے عالی ہے عالم علوی
جو دنی ہے اوسی کی دنیا ہے

لوٹ ہو دیکھکر نہ سرخ و سفید
ارے بچون کا یہ گھروندا ہے

بندۂ حرص و آز ہے کیون قادر
کچھہ ہی تجھکو خیال مولا ہے

تجھکو درپیش ہے وہ سخت سفر
ہر قدم پر ہین جسمین لاکھہ خطر

نہ کوئی ہمسفر کاروان طریق — نہ کوئی آشنا نہ کوئی رفیق
جابجا ٹھگ جابجا قزاق — ہین جو ساتھی وہ سب ہین اہل نفاق
کوچ نزدیک اوس پہ غم کا ہجوم — وقت رخصت مگر نہین معلوم
دیکھئے آدمی کی یہ ہیکل — ایک خاکی و قدرتی ہے کل
جسکا ہے منبع زندگی پہ مدار — چار پرزے ہین اوسمین عنصر چار
گر سکے زین چار رشد غالب — جان شیرین برآمد از قالب
جیسے ڈہانچا بناؤ صورت کا — عضو عضو اوسکا ایک ایک ہو جدا
بیچ مین سب کے ایک کیل لگاؤ — کہ ہر اک جزو کا ہو اوس سے لگاؤ
کیل دم بھر جدا اگر ہو جائے — ساری صورت تتر بتر ہو جائے
تن سے یون ہین جو دم نکل جائے — ساری ہیکل ابھی بدل جائے
جسم ٹھنڈا ہو رنگ پیلا ہو — جسم کا بند بند ڈھیلا ہو
سب یہ مٹی کا کام مٹی ہو — اینٹ کا گھر تمام مٹی ہو
پدر و مادر و زن و فرزند — دوست احباب اور بھائی بند
جیتے جی کے یہ سارے رشتے ہین — سب ترے موت کے فرشتے ہین
اسکی شادی نہ جان یہ غم ہے — بلکہ غم سے بھی مرتبہ کم ہے
کان دھر اپنی سانس پر تو ذرا — الفراق الفراق کی ہے صدا
اونکی خاطر کما رہا ہے تو — جان اپنی کھپا رہا ہے تو
دھیان اونہین کا ہے جاگتے سوتے — اوڑ گئے تیری عقل کے توتے
جمع کرتا ہے مال اونکے لئے — مجھسے سن یہ مثال اونکے لئے

جیسے سلگائے عود دان مین عود
کرے سبکو معطر اوسکا دود

عود ہو آپ جلکے خاک سیاہ
ہو نہ اپنے شمیم سے آگاہ

کون سمجھے کہ عود جلتا ہے
کون سمجھے کہ تو پگھلتا ہے

یا کوئی جسطرح جلائے شمع
ساری مجلس کو جگمگائے شمع

شمع کو سوخت ہے تو بزم کو نور
شمع روتی ہے بزم ہے مسرور

بزم کو کیا جلے تو شمع جلے
لوگون کو کیا کہلے تو نہکو کہلے

الغرض سب مین ہے یہی آسان
کہ ہو شغل علاج بیماران

لیکن اوسمین یہ التفات نکر
کہ تجھے سب بٹھائین آنکھون پر

ہر طرف شور اوٹھے حکیم حکیم
دین سب اوٹھ اوٹھکے سرو قد تعظیم

بلکہ ہر دم یہ تیری نیت ہو
جس پہ ڈالون مین ہاتھ صحت ہو

حق نما ہو ترا دل صافی
دل سے نسخے پہ لکھہ ہو الشافی

تا کہ دست شفا عطا ہو جائے
ہاتھ جسپر پڑے شفا ہو جائے

راہ حق پر علاج کر کامل
غرض دنیوی نکر شامل

لوث دنیا سے جو کہ پاک نہو
دے وہ اکسیر بھی تو خاک نہو

ہو مداوا مین جو کوئی طامع
کرے اوسکا ثواب بہی ضایع

دل مین سوچے کہ کون ٹہوکرین کہائے
کون نسے پہ اپنا نقد گنوائے

کون جانے کہ حشر مین کیا ہو
یہین ملجائے جو کہ ملنا ہو

یون ہے وہ جیسے کوئی سوداگر
مال کو رکھے رکھے گھبرا کر

اوسے پڑجائین دامون کے لالے
اونے پونے وہ بیچ ہی ڈالے

کرکے ایسی نصیحتیں کاری — جب کیا مین نے نفس کو عاری
دو حرف علم لکھانے لگا ÷ — گل امید رنگ لانے لگا ÷
خوشہ ہاے عمل اترنے لگے — سنجیدہ کاری کے پھل اترنے لگے
راست بازی سے بھر گئے دامن — بیریائی کے لگ گئے خرمن
ہوکے بے لوث دبیر یا اکبار — لگا کرنے علاج ہر بیمار
رفتہ رفتہ جو میرا رنگ جما — وسعت رزق کا بھی ڈھنگ جما
مہربانون نے مہربانی کی — قدردانون نے قدردانی کی
جوش پر آیا فضل ربانی — ہوا منظور چشم سلطانی
ہوئے طالع بلند چمکا نام — کبھی خلعت ملا کبھی انعام
جب میرا ایسا دور دورہ ہوا — اثر علم طب مین غور ہوا
کوئی سوجھا نہ مجھکو ایسا علاج — اصل صحت پر آئے جس سے مزاج
اس کلی ہو جس سے اکباری — نہ کبھی عود پھر وہ بیماری
در علت مین قفل پڑجاوے — عارضہ کیا کہ اوسکی جڑ جاوے
جب یہ کیفیت مزاج رہے — پھر عبث ظاہری علاج رہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۳۰ منہ فق ہو سحر بنکر جس سے شب امکان کا ۔ وہ مہر قیامت ہے مطلع مرے دیوان کا

جب توڑ کے ہر ٹانکا پرسے سی جنون جھانکا ۔ چاک اپنے گریبان کا جادہ تہا بیابان کا

صحرا مرا سینہ تہا وہ اوس مین خزینہ تھا ۔ مٹی مین دفینہ تھا گنجینۂ پنہان کا

اک طرفہ رقم مین تہا دونون نے کیا ساجہا ۔ الفت نے مجھے پرکہا رحمت نے مجھے آن کا

سمجھے تھے حبیب اپنا اللہ سے نصیب اپنا ۔ نکلا وہ قریب اپنا رشتہ تھا رگ جان کا

وہ یوسف سنجیدہ وہ خواب ستم دیدہ ۔ تھا فتنۂ خوابیدہ اوس نرگس فتان کا

خالق اوسمین جو پایا ہے اپنون مین ملایا ہے ۔ صوفی نے بتایا ہے ہمشکل وہ ہے انسان کا

وہ پرتو کامل ہے وہ نور مقابل ہے ۔ وہ جوہر قابل ہے آئینۂ اعیان کا

رخ اوسکا جو پاؤنگا کام اپنا بناؤن گا ۔ آئینہ دکہاؤنگا مین دیدۂ حیران کا

گو ذرّۂ عالم ہون پر وصل سے محرم ہون
مین قطرۂ شبنم ہون اوس مہر درخشان کا

سینہ مرا روشن ہے یا طور کا دامن ہے
یا وادیِ ایمن ہے یہ موسیِ عرفان کا

وہ پاک محبت ہے اک نور کی وحشت سے
دروازۂ جنت ہے چاک اپنے گریبان کا

کیا حشر کا دہڑکا ہے خورشید جو بہر کا ہے
اک نور کا تڑکا ہے میری شبِ ہجران کا

لاحول ولاقوۃ انسان کی کیا قدرت
خم کرنہ سرِ خدمت شاگرد ہو شیطان کا

قاصر ہو نہ ہمت مین کرسی طریقت مین
معراج حقیقت مین محل عرش ہے یزدان کا

گو دل مرا زندہ ہے پر نفس کشندہ ہے
یہ گرگ درندہ ہے اوس یوسفِ کنعان کا

ہشیار دلِ آگہ مانند خلیل اللہ
پایان مین نکرتا رہ جو کام ہو عنوان کا

پہانسے ہین دل پر غم ہر حلقے مین ہی ماتم
اون گیسون پر عالم ہے شام کے زندان کا

اس دشت مین ہین اکثر پامالِ بلا رہبر
دستارِ خضر گر کر جادہ ہے بیابان کا

دل تنگ ہے دنیا مین یا آگ ہے خارا مین
یا دستِ زلیخا مین دامن مہ کنعان کا

خود بوجہہ خودی کا ہے خود نفس اولجھتا ہے
خود میرے تئین پایا ہے گوشہ مرے دامان کا

جو عمر رہی سانسون سے ہوا پر ہے
وقفِ رہ صرصر ہی خرمن مرے دہقان کا

تعویذِ لحد پایا جب دہر سے چین آیا
تعویذ یہ لکھوایا اس خوابِ پریشان کا

سبحان تری قدرت آسودہ ہی سب خلقت
مچھلی کی کرین دعوت یہ منہہ ہی سلیمان کا

تھا حقِ نمک تیرا آفت سے نہ منہہ پھیرا
ہے زخمِ جگر میرا احسان نمکدان کا

قربت مین جو دم ٹوٹے فرقت کا تو غم چھوٹے
خنجر کے مزے لوٹے زخمی ترے پیکان کا

جب اسم ترا دم ہو گرتے ہی یہ عالم ہو
ہر درکِ جہنم ہو اک تختہ گلستان کا

جس وقت ذرا تیری رحمت کی چڑہی ندی
بس ناؤ ہے کاغذ کی بیڑا مرے عصیان کا

ممنون سب ہیں عنوان مشکور سب ہیں پایان | سب ہے ہر ورق دیوان دفتر ترے احسان کا

ہر لفظ میں معنی کا اک شور ہے شوخی کا
اے قدر ہے نسخہ یہ کیا سعدی نمکدان کا

۱۵

راہ نجات وصف ہے رب جلیل کا | پل بنگیا عصا سے قلم رود نیل کا
طوطی خوش نوا ہو جو باغ خلیل کا | نامے کو مرتبہ ہو پر جبریل کا
سیراب ہو سکے نہیں ستے ہیں پانی ہی پیاسے | پانی پیتے ہوئے ہیں یہ آب کیا سبیل کا
مانند مردہ اب نہ رہی طاقت تمام | بیمار جو ہوا تری چشم کحیل کا
فرعون اور بہشت ہو دعوی برابری | شاید بگڑ لیا ہے کہیں ماش نیل کا
واعظ نہ توڑ کعبہ دل کو خدا سے ڈر | احوال کیا سنا نہیں اصحاب فیل کا
سالک رہ فنا میں نہ بہٹکا کسی جگہ | سنگ لحد سے کام لیا سنگ میل کا
ممکن نہیں کہ تیری کہانی تمام ہو | دفتر ہزار بار کہا قال و قیل کا
بقراط کیا مسیح سے ممکن نہیں علاج | ملتا نہیں مزاج بھی تیرے علیل کا
کیوں اسقدر سا ڈہاٹ ہوئی سر پر آسمان | اک کنگرہ ہے یار کی قصر جلیل کا
شیریں ہے جس کا کلام انا املح العرب | شوریدہ و فریفتہ ہوں اوس جمیل کا
یہ آپ ہی کا دل ہے دہان نخجیر کہ | جس جا کہ کانپتا ہے جگر جبریل کا
بیتی ہیں میں بھی خلافت کر دیگا نہ انتہا | منعم نہ مجکو خدا نہ کہا سے بخیل کا
اس پاؤں سے بڑکا ہیں اک آبلہ کہ | اپنی نظر کہڑا ہوں میں کوس رحیل کا

دشمن اگر قوی است نگہبان قوی تر است
اے قدر تمنے حال سنا ہو خلیل کا

۱۶

معلوم ہے آغاز نہ انجام خدا کا
آ گے جو بڑھے کوئی تو پھر نام خدا کا

پایا جو کرم ٹوٹ پڑے ساری خدائی
اللہ غنی فیض سے ہے کیا عام خدا کا

خالی نہیں حکمت سے کبھی فعل حکیمان
ہے مصلحت آمیز ہر اک کام خدا کا

ہو خاک وہ دل جو نکرے یاد الٰہی
پھنسیا ہے وہ طائر جو نہ لے نام خدا کا

ہر فصل میں ہو جاتی ہیں اوس فصل کی چیزیں
بٹجاتا ہے ہر قسم کا انعام خدا کا

ہے خانۂ تن مظہر انوار الٰہی
یہ دیدہ و دل ہے کہ در و بام خدا کا

یہ ماومنی چھوڑ یہ سودا نہیں اچھا
کیون ہوتا ہے تو مورد الزام خدا کا

جب نام سنو اوسکا کہو جل جلالہٗ
تعظیم کرو فرض ہے اکرام خدا کا

سب ذکر کیا کرتے ہیں جن و ملک و انس
وحش و حشرات اور دو دام خدا کا

ہر بار گزر جاسے فرشتونکی گواہی
تو نام رٹا کر سحر و شام خدا کا

بالفرض جو سیکھین پر جبریل کی پروانہ
پائین نہ پتا طائر اوہام خدا کا

خالق کی عنایت سے خلایق کی شفاعت
دیتے تجھے محمدؐ جو نہیں پیغام خدا کا

اکملت لکم دینکم اتممت علیکم
تقسیم ہوا خلق میں انعام خدا کا

ہین آل نبی نوح پیمبر کا سفینہ
ناجی ہے ہر اک بندۂ اسلام خدا کا

حیدرؑ کا عدو دشمن احمدؐ ہے مقرر
احمدؐ کا عدو دشمن ناکام خدا کا

ہے بعد ولایت کے یہ رتبہ عجب اے قدرؔ
شاعر کو ہوا کرتا ہے الہام خدا کا

۱۶

لکھتا ہے وصف غازئ دلدل سوار کا
نیزہ بلند ہے قلم حق نگار کا

کیا خوف مجھکو ابلق لیل و نہار کا
دامان زین ہے ہاتھ میں دلدل سوار کا

ساقی سے غدیر کا ساغر بھرا رہے / ہنگام نزع وقت ہے میرے خمار کا

سو بار مر کے جان نصیری میں آگئی / پانی تھا شاید آب بقا ذوالفقار کا

مرتے ہیں ہم فقیر جناب امیر پر / دُرِ نجف ہو سنگ ہمارے مزار کا

کرنا مدد صراط پہ یا شاہ ذوالفقار / کیونکر کٹے گا راستہ خنجر کی دھار کا

لکھا جو وصف آپ کا معراج ہو گئی / پہنچا دماغ عرش پہ اس خاکسار کا

جا کر مرے نجف میں جسے خوف قبر ہو / دہڑکا سوال کا ہے نہ کھٹکا فشار کا

حب علی جہان میں باغ مراد ہے / یہ راستہ ہے خلد ہمیشہ بہار کا

کس سرخ پوش کے لیے رویا ہوں میں لہو / یاقوت سنگ ہے مرے لوح مزار کا

اپنا ہر ایک مصرع تر تیغ تیز ہو / جاری زبان پہ وصف رہے ذوالفقار کا

کیا کیا کوئیں جھکاتے ہیں دنیا میں آشنا / کیا کوئی اعتبار کرے یار غار کا

سلمان و ابن یاسر و مقداد و بوذر ایک / میں ہوں جو معتقد تو نہیں چار یار کا

شیعی مرا طریق ہے آگے خدا کا نام / بیشک علی بھی نام ہے پروردگار کا

تاریکی لحد کا نہیں دل میں وسوسہ / حب علی چراغ ہے اپنے مزار کا

دن پھیر و مثل جبہت خورشید یا علی / شاکی ہے قادر گردش لیل و نہار کا

۱۸

خم سے جام شراب نکلا / کہاں سے آفتاب نکلا

ہم خواب میں جانتے تھے ہے وصل / آخر وہ خیال خواب نکلا

دوڑو دوڑو کلیم دوڑو / وہ بام پہ بے نقاب نکلا

آنکھوں میں کہا تھا وہ گل تر / اشکوں کے عوض گلاب نکلا

فصدون سے گیا نہ اپنا سودا | گو خون بلا حساب نکلا
لاکھون مین چنا تھا اک وفادار | دل کو وہ بہی خراب نکلا
خط بنگیا صاف ہو گیا منہہ | پوپھٹ گئی آفتاب نکلا
دیکھو غم عشق چشم مخمور | ہر اشک شراب ناب نکلا
چہیدا جب داغدار دل کو | اک مطلع آفتاب نکلا
آج آپ سے ملے نصیب جاگے | سچا مرا شب کا خواب نکلا
دل مین ہوا آبلہ نمودار + | یا آئینے مین حباب نکلا
غش کہا کے گرا مین شعلۂ طور | بارے تیرا حجاب نکلا
کیون رک نہ سکے امنگ دل کی | پستان بنکر شباب نکلا
سمجہا تہا مین جنکو آنکہہ مین اشک | ایک ایک دُر خوش آب نکلا
رسی تو جلی مگر رہا بل | کاکل سے نہ پیچ و تاب نکلا
سو کر شب وصل مین کب اوٹھے | مغرب سے جب آفتاب نکلا
اچھا ہوا اور آئینہ دیکھے | لے گھر مین ترا جواب نکلا

اے **قدر** زمین نے جب دبایا
منہہ سے یا بوتراب نکلا +

٢٢ ہو گیا ابرو کی سفاکی سے شہرہ یار کا | کام کر جاتی ہے سپاہی نام ہو سردار کا
لال ڈورے کالی آنکھین گورا مکھڑا یار کا | ملکے گلدستہ بنا ہے حسن کے گلزار کا
ہون وہ طالب شوق ہو مجھکو اگر دیدار کا | جا ہے مردم آنکھہ مین پیدا ہو چشم یار کا
تمسے کل محبوب بلبل بند شرمندہ تدرو | شہرہ ہے دستار کا گفتار کا رفتار کا

بہر نہین سکتے سلیمان بھی ترے سائل کا منہہ — کیا رفو آسان ہے اس زخم واسندار کا
واقعی اسلام کا پلہ گران ہے کفر سے — بوجہہ ہلکا ہے کہین تسبیح سے زنار کا

کوچہ شہرت سے کیا تیرا محل نزدیک ہے — دم سے گلے مین آ کے اٹکا ہے ترے بیمار کا
مثل عیسیٰ اونکی خدمت مین رسائی ہو گئی — پڑ رہے گرکے کوٹھے پہ ہم زینہ لگا کردار کا
زلف و مژگان دیکھکر یاد آ گیا دشت جنون — وہ اندھیری رات تھی وہ تاو دنین چبہنا خار کا
آتش غیرت سے مین ققنس بنگیا کبک دری — شہرہ سن سنکر تمہاری گرمئ رفتار کا
جانے والے خلد مین جائینگے بہت جا شیخ — پہاندنا مشکل نہین کچھہ یار کی دیوار کا
عید کو میخانے مین ہم رند پونچے اسطرح — جسطرح پر ہیز ٹوٹے مردم بیمار کا
ہون مین شاگرد خدا قرآن کو کرتا ہون نظم — وصف لکھتا ہون تمہارے مصحف رخسار کا
رات کو آنکھون کے نیچے پھر گئی تصویر یار — واہ کیا چمکا ستارہ دیدۂ بیدار کا
داغ سوزان پہول ہین تیری محبت مین مجھے — پورا چربا ہون مین ابراہیم کی گلزار کا
سر جھکا ہے مثل ساجد ہر قتیل عشق کا — بنگیا محراب کعبہ خم تری تلوار کا
گالیان دیتا ہے جب مجھکو بت رنگین مزاج — نخل گل مین یاد آتا ہے نکلنا خار کا
آتی ہے جب فصل گل پڑ جاتی ہین سینہ مین داغ — دیکھہ پایا گھر فرشتون نے دل بیمار کا
قالب خاکی کی آبادی ہے اوسکی ذات سے — آمد و رفت نفس سے ہے آنا جانا یار کا
غول کی آنکھون سے روشن ہین مرے صحرا کی پہول — اور مژگان پری سایہ ہے ہر اک خار کا
دل وہی دل ہے جو ہتا ہو ترے سر پر نثار — گل وہی گل ہے جو طرہ ہو تری دستار کا

مقطع

قدر کیا اصلاح غالب سے مری شہرت ہوئی
وہ مثل ہے باڑہ کاٹے نام ہو تلوار کا

٢٥

عدم سے لائے ہین مضمون تری دہانے کا
پتا لگایا ہے عنقا کے آشیانے کا

شرف بڑہا گیا قاصد غریب خانے کا
قدم رسول ہوا تیرے آستانے کا

تڑپ کے دن سے وہ پہینکا کفنہ کا پشتارہ
کہ چار شانے گرا چت فرشتہ شانے کا

جلا نہ دے کہین ہم ہو کے مین باغبان مجکو
یہ لاغری ہے کہ تنکا ہون آشیانے کا

ابہی تو عاشقون سے دور دور بہاگتے ہو
گلے پڑو جو مزہ ہو گلے لگانے کا

گرینگے جہوم کے خواب اجل مین کروبی
جو کہل گیا کہین دفتر مرے فسانے کا

ہمارے اشک سے ملتی ہو کوے یار کی راہ
بنا بہشت کا دروازہ ایک دانے کا

کبہی ہے روز کبہی شب کبہی سحر کبہی شام
یہ روز رنگ بدلتا ہے ہر زمانے کا

یہان بہی شامت اعمال نے نچہوڑا ساتہہ
سیاہ رنگ ہے تربت پہ شامیانے کا

ہوا بند ہی سہے بیابان نجد کی مجہسے
یہ مختصر سا ہے میدان مرے فسانے کا

ہمارا سینۂ پرسوز دل سے روشن ہے
نشان ملا ہے سمندر کے آشیانے کا

بہٹکتا پہرتا ہے مسجد کی راہ مین واعظ
بتا دے راستہ کوئی شرابخانے کا

جو یہ تیرے در پہ ملین آنکہین دیدبازون نے
کہ سنگ سرمہ ہوا تیہر آستانے کا

کوئی جہان مین آکر ٹہہر نہین سکتا
مثال چرخ ہے اوندہا چلن زمانے کا

اسی بہانے یہ کشتہ رہی قدم کے تلے
جڑو مزار پہ سنگ اپنے آستانے کا

تمہاری آنکہہ پہ آیا مرا دل روشن
چمک رہا ہے کلس یہ شرابخانے کا

تمہارے ابروُ و خال جبین سے مجہپہ کہلا
کہ وہ کلید تو یہ قفل ہے خزانے کا

نہ میری آنکہہ سے چہپو نہ ٹہوکرین کہاؤ
یہی تو راستہ ہے دلمین آنے جانے کا

ہوئے ہین ہر بن مو سے مزہ سی جاری اشک
کہ بند کہول دیا مشک کے دہانے کا

بدل کے پینترے انیان تبائین ہین ایسی
کہ اوس نگاہ سے منہہ پھر گیا ہی بانے کا

لکھا ہوا ہے ہر اک کیمیا کی بوٹی پر
کہ یہ نشان ہے قارون کے خزانے کا

تمہارے خال کے سودے سے جسنے منہہ پھیرا
ہوا وہ خلق مین محتاج دانے دانے کا

یہ پہلے کیسا کسی بیتاب کا کلیجا تہا
چھنا ہوا ہے جگر کیون تمام شانے کا

قفس مین بلبل تصویر ہون مین اے صیاد
کہ تجھپہ بار نہ پانی کا ہو نہ دانے کا

گریگا آپ عدو ٹال جائیے اے قدر
کہ منہہ کی کہاتا ہے چوکا ہوا نشانے کا

۲۰

تری پٹی جو سر کی خال ماتہے کا نکل آیا
سما ہے حسن کے بادل ہٹا تارا نکل آیا

شباب اپنا جو گزرا کلیجا چیرا نکل آیا
ملمع تہا کہ سونا اوڑ گیا تانبا نکل آیا

ازل مین ربط تہا روحون سے کیا رشتا نکل آیا
گئے جب انجمن مین اک نہ اک اپنا نکل آیا

خدایا کیا مرا رونا مرے پر بہی نہ جائیگا
جہان میری لحد کہودی وہان سوتا نکل آیا

جواب صاف بہیجا اوس نے در پردہ شرارت سے
لفافہ کہولتے ہی اک ورق سادا نکل آیا

معاذ اللہ تعزیرات عصیان مجہپہ ناحق تہے
خدا نے خیر کی تقدیر کا لکہا نکل آیا

دکہا کر وصل مین جگنی گلے کی یار کہتا ہی
ہٹو گہر جانے دو لو صبح کا تارا نکل آیا

یہ جذب عشق دیکہو خاک اوڑتا جب چلا مجنون
جہان کچہہ گرد بیٹہی ناقۂ لیلا نکل آیا

سراپا آبلہ مین بنگیا ہون دشت وحشت مین
چبہا جب پانو مین سر سے مری کانٹا نکل آیا

ہوئے طیار بازو واہ کیا شانی ہہری تیرے
غضب جوبن نکل آئے عجب سینا نکل آیا

مجہے ہوش آگیا جب غوطہ کہائی عشق بازی مین
خدا کے فضل سے مین جس جگہہ ڈوبا نکل آیا

پتا دل کا لگا ہے یار کو میری مٹانے سے
کریدی جب مری مٹی اک آئینا نکل آیا

۱۸

کہا مین نے تم آؤگے تم آؤ گے
یہ سنکر سنہہ سی گہبراہٹ مین صفا اچہا نکل آیا

جبرس ہون درد دل سے ہٹکے بیٹہو بہد موجبسے
جہان جنبش ہوئی منہہ سے مرے نالا نکل آیا

وصال یار ہوگا قبر مین آخر یہی ٹہیری
مرے پر خیر یار سے کچہہ نہ کچہہ رستا نکل آیا

مین وہ اللہ رستا تہا تو زاہد مجہہ پہ ہنستا تہا
ابہی جو بندہ یا بندہ جہان ڈہونڈا نکل آیا

دہان یار کی الفت نے مجہکو مار رکہا ہے
لحد پر بیضۂ فولاد سے عنقا نکل آیا

سما کر یار کی آنکہون مین تو کیونکر بچا آئے دل
ارے یہ کوٹہری کاجل کی تہی کورا نکل آیا

مری بیتابیان میری چہپائی چہپ نہین سکتین
یہ دل تڑپا بغل مین اک طرف پہوڑا نکل آیا

بتا اے قادر کس خوشرو پہ تیری آنکہہ پڑتی ہے
گڑے ہے پڑ پڑ گئے آنکہونمین منہہ تیرا نکل آیا

۱۹

ابرو موے بتان کا عشق جو چمکا
دور ہوا اہل سیف و اہل قلم کا

فکر سے عقدہ کہلا دہان صنم کا
غنچہ کہلا اس صبا سے باغ عدم کا

واعظ بیچارہ کیا گناہ کرے گا
اوسکو بہروسا نہین خدا کے کرم کا

سینہ زنی ہجر مین ہی آہ کی ہمراہ
عشق مین ڈنکا ہے اپنی طبل و علم کا

خوب چہپنے سے آج آپ جانے نہ دونگا
مجہکو نہین اعتبار قول و قسم کا +

قہر ہوا کوٹہے پر نقاب اولٹنا
صبح کا تارا فلک پہ شام سے چمکا

چہرے پہ آنکہین ہین یا ورا آنکہونین کاجل
مشک ہے یا ناف آہوان حرم کا

چہپتے نہین اے فلک ستارونکی گہتی
یونہین نہین ہے شمار تیرے ستم کا

ایک پیالہ ادہر بہی ساقی محفل
ایک اشارہ ادہر بہی چشم کرم کا

خاک نشینان عشق ہو گئے برباد
اوڑنے لگا یہ غبار نقش قدم کا

آس ہی کچھ پاس ہے نہ یاس ہی کچھ پاس — ہمکو خوشی کی خوشی ہے نہ غم ہے نہ غم کا
دم پہ مجھے ٹالتے ہین آپ غضب ہے — ابتو بھروسا نہین ہے ایک بھی دم کا
ہوگیا طیار میرے روضے کا گنبد — تودہ بنا یہ تمہارے تیر ستم کا
دل کی تمناؤن کو مٹاؤ نہ صاحب — چاہیئے کب صید آہوان حرم کا
تیز زبانی پر ایسی تنگ دہانی — حل نہوا مسئلہ وجود و عدم کا
گات پہ رکھتی ہے ہاتھ ہوگیا ثابت — کیون نہو تیہر کہ ہے یہ سینہ صنم کا
گھل کے بنونگا مین تیرا خط کف پا — مٹکے مین ہونگا غبار تیرے قدم کا
عرش نشینان صلح سیر کنان ہین — کوٹھے سے کوٹھا ملا ہے دیر و حرم کا

غمزہ و ناز و ادا کنایہ اشارہ
سب یہ کرشمہ ہے یار **قدر** کے دم کا

۱۳ یاد آنکھون کی ہوئی ابروؤن کا دھیان ہوا — دیدہ و دل مین مرے قہر کا گھمسان ہوا
پہلے وحشت ہوئی پھر دلکو ترا دھیان ہوا — ہوکے ویران مرا باغ پرستان ہوا
منتین کرکے بتو آپ سے حیران ہوا — اب بولوگے تو لو **قدر** مسلمان ہوا
اک کف خاک سے دیکھی تری صنعت کیا کیا — مورچہ کوئی بنا کوئی سلیمان ہوا
جب کہا چشمہ حیوان ہے دہن کہنے لگے — لیجئے اور نیا مجھپہ یہ طوفان ہوا
ہجر نے موت نے یا ناز و ادا نے مارا — انہین دو چار مین ایک ادہ کا احسان ہوا
میرے دل کو تری آنکھون نے اڑایا ہوتا — اپنے قرآن کا اللہ نگہبان ہوا
آیتین آنکھین ہین خط سبزہ ہی مد ابرو ہین — یہی مل جل کے تو رخسار کا قرآن ہوا
مرقد غیر کو کیون تمنے لگائی ٹھوکر — کوئی مرجائے گا اتنا نہ تمہین دھیان ہوا

مردم چشم کے پالے نہ اشارے لب نے
لاکھ توتا یہ رٹا پہ بھی نہ انسان ہوا

نیک و بد میں نہیں رونق وہ زمانہ آیا
مسجدیں سونی ہوئیں بتکدہ سنسان ہوا

آمد و رفت نفس تھا مرا آنا جانا
ملک الموت مجھے یار کا دربان ہوا

خاکساری میں فقط ہوش سنبھالے میں نے
قدر سے خاک ہوا خاک سے انسان ہوا

٢١

مرنے پہ کھل گیا مرا پینا شراب کا
گنبد مزار کا ہے کہ پیپا شراب کا

اوس آنکھ سے ابلتا ہے نشار شراب کا
کشتی می سے بہتا ہے دریا شراب کا

مکھڑا غضب کا رنگ ستم کا بلا کی آنکھ
نشاء ہے تمکو حسن کا زر کا شراب کا

اونکے گلے سے پان کی سرخی نمود ہے
بوتل سے رنگ پھوٹ کے نکلا شراب کا

عشرتکدہ تھا دل وہ مکدر ہی چرخ سے
بالو گھڑی ہوا مرا شیشہ شراب کا

اے محتسب دعا سے قدح عہد نامہ ہے
ہے خط جام میرا مچلکا شراب کا

دریا میں تو نہائے جو اے مست جام ناز
بنجائے ہر حباب پیالہ شراب کا

واعظ یہ ہم سے وصف شراب طہور کا
تم اور ہمکو دیتے ہو چھینٹا شراب کا

وہ مری چشم تر سے لڑاتے ہیں چشم مست
دریا پہ یہ چڑھاتے ہیں بیڑا شراب کا

چھوتے ہی گال خار مژہ دلمیں چبھ گئے
سیتے ہی پھول لگ گیا کانٹا شراب کا

لخت جگر کے ساتھ سلامت ہے چشم تر
کچھ قحط ہے گزک کا نہ توڑا شراب کا

دوڑی ہے رگوں میں ہمارے بجائے خون
بالکل ہے گوشت پوست ہمارا شراب کا

اہل صفا سے اہل کدورت ہیں نہ کیوں
جمتا ہے دُرد تہ میں مصفا شراب کا

ساقی نکھل گیا مرے رونے پہ اسقدر
دریا بہا دیا لب دریا شراب کا

ہے دُردِ مے کا سبحۂ انگور پر مدام
ہے ذکر شغل قلقل مینا شراب کا

ساقی کی آنکھ پر چشمِ آہو کو دیکھتا
کیا طاق مین دھرا ہے پیالہ شراب کا

اس پر کہین نماز مین گنبد نہ پھٹ پڑے
واعظ نے توڑ ڈالا ہے مٹکا شراب کا

ساقی نے آج آنکھ چرائی ہے میکشو
دوڑا کو میکدے مین کٹورا شراب کا

دل سے دکھائی دیتا ہے ایک ایک دہ آبلہ
بوتل سے جسطرح کوئی قطرہ شراب کا

آبِ حیات و چشمۂ خورشید گرد ہو
دیکھین جو رنگ خضر و مسیحا شراب کا

اے قدر بخشے جاتے ہین بہی طفیل نیک
کوثر پہ ڈھل گیا مراد تہا شراب کا

19

جب سے شبیہ نرگس مستانہ ہوگیا
چشم و چراغ میکدہ پیمانہ ہوگیا

ہم پر تمہارے عشق مین کیا کیا نہ ہوگیا
وہ کچھ ہوا کہ شہر مین افسانہ ہوگیا

ساقی کی آنکھ مین مجھے پتلی نظر پڑی
میخانہ کو تو دیکھئے بتخانہ ہوگیا

اُٹھی جو تیغ ناز تو محراب ہوگئی
سر گر پڑا تو سجدۂ شکرانہ ہوگیا

کھنچتے ہی خم مین لال پری ہوگئی شراب
کھلتے ہی میکدے کا پریخانہ ہوگیا

تم سے بچا جو نور ہوئی روشنی شمع
مجھ سے بچے جو خاک تو پروانہ ہوگیا

چھوٹا نہ محتسب سے سر و سامان میکشی
توڑا جو تو نے شیشہ تو پیمانہ ہوگیا

شکل دوئی پسند نہین میری آنکھ کو
ٹپکا جو اشک گوہر یکدانہ ہوگیا

کچھ میری شمع داغ کی سوزش نہ پوچھیے
چھالا لگا تو وہ پر پروانہ ہوگیا

ویرانگی عشق رہی حسن کو پسند
وہ گھر اُجڑ گیا جو پریخانہ ہوگیا

واعظ سیاہ کار کا رتبہ بلند ہے
سایہ ہما کا افسر شاہانہ ہوگیا

بلبل کی روح کیا مسے تن مین سمائی ہے / جب آگئی بہار مین دیوانہ ہوگیا
رخصت سے کے بعد حالت دل کچھ نہ پوچھیے / سونا ہوا اُجڑ گیا ویرانہ ہوگیا
کچھہ باغبان کو دخل نہ گلچین کو بار ہے / مین اس چمن مین سبزہ بیگانہ ہوگیا
دل کو دہان و زلف و نگہہ نے بنا لیا / خبطی ہوا سڑی ہوا دیوانہ ہوگیا
دیکر وہ بوسہ مہر رخسار کہتے ہین / بس لیجیے یہ آپکا مانا نہ ہوگیا
حسن ملیح یار نے سر کہ بنا دیا / کان نمک شراب کا پیمانہ ہوگیا
سہپلے ہمارا یہ دل حیران تہا آئینہ / جسدن سے چاک چاک ہوا شانہ ہوگیا

اوس زلف نے دماغ پریشان کر دیا
تہوڑا سا ہے قدر جو سمجھے سودا نہ ہوگیا

۱۳۱

دل وارفتہ مین ہے دہیان اوس مہرو کی گالون کا / یہ سالک دیکھنے والا ہے ان صاحب کمالون کا
پڑے ہین جو رپیکار ہی ان مستانہ چالون کا / ہلیگا حشر تک مدفن تمہارے پایمالون کا
خیال آتا ہے پہر پہر کر غزالی آنکھہ والون کا / یہ دل ہے یا الٰہی یا کہ رمنا ہے غزالون کا
لحد مین لیچلے ہین داغ ہم اون گل سی گالون کا / ہمارے عرس مین میلا رہیگا پہول والون کا
پہنسے ہشیار ہوکر دینوی فکرونکی غفلت مین / یہ سہنے جاگتے مین خواب دیکہا ہی خیالون کا
سمک بہی یون خدایا زیر بار خاک کب ہوگی / دل بیتاب ورا وسپر غبار اتنا ملالون کا
ہوئے ہین طائر روح شہیدان یہ تری بس مین / ذرا پہر دیکہہ لے قاتل قفس منگوا کے لالون کا
بڑے کام آسکے لے اے آغوش حسرت تکیہ پہلو / جدائی کی شبون مین بہی مزہ اوٹہا وصالون کا
غبار اوٹہکر چلا ہی سقف گردون کے ہلانیکو / ذرا تو حوصلہ تو دیکہہ اپنے پایمالون کا
دل نازک مین اپنی کہب گئین ہین نازنین کمرین / دماغ اس عرش پر رہتا ہے ان نازک خیالون کا

خلال اپنا قد لاغر دہان گور مین ہوگا — یہ مشت استخوان ہی کب ہے ا سکے دو نوالون کا
کہیون ہین گریہ وزاری مین مثل مردم دیدہ — بنا دے بار آلہا مجہکو تو پتلا ملالون کا
دل اپنا تختہ گلشن بنا جسدم خیال آیا — ترے ان گل ہی گالون کا ترے سنبل ہی بالون کا
یہ سبکے نامۂ اعمال میں ایک فقرہ ہے — صف محشر نہین اک بند ہی میرے سوالون کا
ہماری آنکہہ مین ہین صورتین یاران رفتہ کی — یہ اپنے سامنے رکہا ہی جام جم خیالون کا
عجب کیا صورت پیران ابہی سے سر ہلے اپنا — تصور جمگیا ہے خوب اسمین تیری چالون کا
بغیر از آہ و نالہ دل سمجہہ لے دلکی دل ہی مین — یہ گونگا آپ ہی دے لے جواب اپنے سوالون کا
بہرین ہین آرزوئین مردہ ماتم کا مرقع ہے — یہ دل ہے حسرتون کی پوٹ یا پتلا ملالون کا
ترے ہاتہون مین ایسا طائر رنگ حنا ٹہیرا — کہ مرغ دست پرور ہوگیا جوڑا یہ لالون کا
کیا اسمار ایسا الفت چشم غزالی نے — مرے روضے کا گنبد ہوگیا گنبد غزالون کا
تپش دلکی بڑہی جب یاد کین انکہیلیان تیری — ہمارا سر ہپرا جب بہیان باندہا تیری چالون کا
دہن سعدوم ہی تیرا تو نکلے کام اشارون سے — مین لون چشم سخنگو سے جواب اپنے سوالون کا
جب آسے طفل اشک آنکہون مین فوراً بہیگیا اونکو — دل غمگین ہے یارب یا کہ مدفن خردسالون کا
بنے سب دائرے کہینچے جو خط نقاش قدرت نے — لپٹا موبمو دیکہہ اپنے گہونگروالے بالون کا
مراد نخل تمنائی شہادت وہ پہلا پہولا — کہ تلوارونکا پہل آیا جو پہولا پہول ڈہالون کا
کرو گلی تو ہوآب گہرتا ثیر دندان سے — بنے سلک گہر جب پہینک دو ڈورا خلالون کا
تصور اسمین جب آیا تری تشبیہ کامل تہی — دل رنگین ہمارا ہوگیا دفتر مثالون کا
ہمارے خون مین ڈوبی ہوئین ہین سیکڑون تیغین — شفق پہولے تو اوسمین ہوگیا جہرمٹ ہلالون کا
ہماری خستگی کی حسرتون نے وہ کیا ماتم — کہ مدفن جا بجا شق ہوگیا ہم خستہ حالون کا

دل آزاری سے تیری دوش پر گیسو نکلتے ہین   یونہین ضحاک کے شانون پر اک جوڑا تھا کالون کا

سوال بوسہ پر اے قدر کیا کہلتے لب شیرین
مری تقریر سے دم بند تھا شیرین مقالون کا

۱۹

بند گو یو مین خرابات مین کل جاؤنگا   مشتبہ چیز نہین ہون کہ بدل جاؤنگا

لاکہہ وحشت ترے کوچے سے نکالی مجھکو   مین گریبان نہین ہون کہ نکل جاؤنگا

ہر گھڑی ناوک مژگان پہ دہرتے کیا ہو   کیا مین بزدل کا جگر ہون کہ دہل جاؤنگا

کاٹ چھانٹ آپ بہت مجھکو دکہایا نکرین   کیا مین ہون تیغ کہ ہر بات پہ چل جاؤنگا

ضعف مین بہی تری ہمراہ پہرونگا ای مہر   دو پہر مین نہین جو گشت مین ٹل جاؤنگا

اشک ہون جب مین گرا پہر نہ اوٹہونگا ہرگز   طبع بیمار نہین ہون کہ سنبہل جاؤنگا

تو مجھے خانۂ دل سے کبہی باہر نکال   تیر ارمان نہین مین کہ نکل جاؤنگا

ایک عالم ہے مرا لاکہہ رہے گردش دہر   مین بہی کیا آب ہوا ہون کہ بدل جاؤنگا

برق حسن آپکی چمکی مرے سر انکہون پہ   شجر طور نہین ہون کہ مین جل جاؤنگا

شیشے کو پہینک دے خم جاکے اوٹہا لا ساقی   کچہہ تنک ظرف نہین مین کہ اوبل جاؤنگا

چاندنی ہون کہ رہونگا مین تری کوٹھے پر   نہین سایہ کہ ترے زیر محل جاؤنگا

لاکہہ دنیا ہو وہ والی کا گہروندا تو کیا   طبع طفلان تو نہین مین کہ بہل جاؤنگا

سرد مہری فلک سے مجھے اندیشہ نہین   سخن نازک ہون کہ پانی سے مین جل جاؤنگا

گالیان دو مجھے پامال کرو سخت کہو   دل نازک نہین جو بات مین مل جاؤنگا

گرمیان لاکہہ کرو اب نہ پسیجونگا کبہی   مین کوئی شمع نہین ہون کہ پگہل جاؤنگا

ہون وہ بنیاد کہ پڑتے ہی مٹا نام و نشان   مین وہ افتاد نہین ہون کہ سنبہل جاؤنگا

آن بان اپنی رہیگی یہی پیری مین بہی — تیرا جوبن تو نہین ہون کہ مین ڈہل جاؤنگا
گرم بازار ہو یارب مرے ہمچشمون کا — طبع حاسد تو نہین ہون کہ مین جل جاؤنگا

کیا رہون گردش ایام مین ثابت اے قدر
مین بہی کیا آج ہون جو آج نہ کل جاؤنگا

۱۸
عبادت تو سمجھتا ہے اگر بیداد کر لینا — وضو میرے لہو سے پہلے اے جلاد کر لینا
ہے ورد اپنا سحر کو نالہ و فریاد کر لینا — پھر صورت کسی پردے مین تجھکو یاد کر لینا
سنا دہو کر نکھر کر آپ کو جب دم فراغت ہو — مین ڈیوڑہی پر ہون حاضر مجھکو فوراً یاد کر لینا
چلا ہے فوج کو آنکھون مین تو سرمہ لگا کر چل — فسان پر تیز خنجر چاہیئے جلاد کر لینا
تڑپتا ہے شب فرقت مین اس پہلو سے اس پہلو — ادہر فریاد کر لینا ادہر فریاد کر لینا
نماز و روزہ و تسبیح و استغفار مشکل ہے — مگر ہان اک نہ اک صورت سے تجھکو یاد کر لینا
سبوؤن کو کیون چھپاتا ہے یہ کیا بن پڑی تجھکو — یہ اپنے ہاتھ سے ہی آپ پر بیداد کر لینا
وہ معشوقون کا دشمن اور تو عشاق کا صیدی — ہمارا ذکر گلچین سے بہی اے صیاد کر لینا
بہت بڑہ بڑہ کی جب اغیار بولین آپ کے آگی — ذرا اوسوقت اے صاحب ہمین بہی یاد کر لینا
جو اے دل دونون آنکھین بیکی آنسو تجھپہ ٹپکائین — جگہ پانا تو خیمہ آہ کا استاد کر لینا
یہ کیا سوجھی تجھے اوسکو بہی لیکر ڈوب جانا تھا — مقدم کام خسرو کا تھا اے فرہاد کر لینا
فرشتون کو جھنکاتے ہین کوئین یہ خاک کے پتلے — ابھی آسان نہین ہے عشق آدم زاد کر لینا
کہ پھر ہے باغبان دیکھہ اس چمن مین چند بولینگے — اوجاڑا ہے مجھے اب باغ تو آباد کر لینا
جواب خط تو لانا اتنی قاصد اور سنتا جا — جو پیغام زبانی ہو وہ از بر یاد کر لینا
جو ہو اے روح چلتے چلتے حسرت باغ عالم کی — کوئی دم جا کے سیر گلشن شداد کر لینا

وہ آئینگے مین لپٹونگا جو چونکے پہر وہان کیا ہے — تصور کے یہ معنی ہین دل اپنا شاد کر لینا
تڑپ سے میری تو واقف نہین سینے سی جب اوٹھنا — سمجھے جسوقت پورا ذبح اسے جلاد کر لینا

نہ جادو ہے نہ خبط کا نقش ہے ای **قدر** خدمت کی
یہ گر تجھکو بتایا اسکو ازبر یاد کر لینا

19

وصل کی رات کو مین بیاہ کی محفل سمجھا — جب بجی اونکی چھڑی شور جلاجل سمجھا
پیسے پیسے کو شگون شب غم غافل سمجھا — ہان مگر دہنی ہتھیلی کا اسی تل سمجھا
ہاے بیتابیون سے دل کو نہ مین دل سمجھا — کبھی پارا کبھی بجلی کبھی بسمل سمجھا
پیر ماہی تری پلکون کو مراد ل سمجھا — مچھلی آنکھون کو بہوون کو لب ساحل سمجھا
کہیں سمجھا کیا ہرگز نہ وہ بسمل سمجھا — رنگ ہولی کا مرے خون کو قاتل سمجھا
بچکے دزدیدہ نگہ سے تری زلفین کہین — چور پہرے کے تلنگے کو مین غافل سمجھا
آہ کیا نکلے کہ داغون سے ہوئی مہر سکوت — دل کی دل ہی مین شب ہجر مراد ل سمجھا
نہین جنت نہ سہی خیر جہنم ہی سہی — اتنا تھوڑا ہے مجھے تو کسے قابل سمجھا
بیٹھتے بیٹھتے دل لوٹ ہوا جاتا ہے — محفل یار کو مین حال کی محفل سمجھا
آنکھ سمجھا جو کہین کوئی پیالہ پھوٹا — کوئی شیشہ کہین ٹوٹا مین وہی دل سمجھا
دور باندہا ترے تاثیر دہن نے ایسا — خط جو نکلا تو مین اوسکو خط باطل سمجھا
عشق گیسو سے دہوان اوٹھتا ہے اے قدر عذاب — ہر کوئی میری لحد کو چہ بابل سمجھا
پہلے حسن یار کے بارے مین نہ کچھ کہنا اوٹھنا — پھر جو سمجھانا ہوا سے واعظ کامل سمجھا
کان بجتے ہین یہ ہون منتظر فصل بہار — پتا کھڑکا تو مین آواز عنادل سمجھا
دونون ابرو ہین غضب ایک کی تصویر ہے ایک — ایک کا ایک کو مین مد مقابل سمجھا

چھوگئی گات تو کیا مال نہ ڈھونڈھون اپنا ‏/ اونچا اونچا نظر آیا مین یہان تک دل سمجھا
دیکھکر میری تڑپ مارے ہنسی کے لوٹا ‏/ وہ مجھے اور مین جلاد کو بسمل سمجھا
تپش غم سے ہر دونون مین عجب ردّ و بدل ‏/ مین جگر بائین طرف دہنی طرف دل سمجھا

جب لگایا دگل رخ مین اجل کا پھندا
قدر ہچکی کو مین آوازۂ عنادل سمجھا

١٨

خون رواں خشک گلے سے تہ خنجر نہوا ‏/ پاک اوٹھا مین کہ دامن بہی ملا تر نہوا
ضد مین ان ماہ جبینون سی کوئی ور نہوا ‏/ کپڑے پہاڑے جو کہین پہولون کا زیور نہوا
یہ تو کہتے نہین ہم حشر کا دن چھوٹا ہے ‏/ پر ہماری شب فرقت کی برابر نہوا
زاہد و جام مے ناب وہ دیتا ہے خدا ‏/ جو فرشتونکو تمہارے بہی میسر نہوا
شب فرقت نہ کٹے گی نہ کٹے گی یارب ‏/ مین شب ہجر کا اب تک کبہی خوگر نہوا
خامشی سے ہوا ایسا مین عزیز ہر دل ‏/ مثل تصویر کسی پر کبہی دوبہر نہوا
تیری پلکون سے حذر چاہیے اے قاتل خلق ‏/ یہ وہ ناوک ہین کہ جن سے کوئی جانبر نہوا
نکلے کیا کیا نہ چمک کر مہ و خورشید مگر ‏/ دونون مین کوئی رخ یار کا ہمسر نہوا
دردمندان نے اوتارا مجھے سوکھے گھاٹون ‏/ ایک قطرہ بہی دم نزع میسر نہوا
جان باہر ہوئی تن سے وہ وفادار نہین ‏/ پر کبہی آپکے فرمانے سے باہر نہوا
کہیلنے بیٹھے ہین دریا پہ وہ مچھلی کا شکار ‏/ ہاے اسوقت ہمارا دل مضطر نہوا
آجتک ہمکو یہ نفرت رہی کجبازون سے ‏/ دل کبہی شیفتۂ ابرو دلبر نہوا
نئے بگڑے ہین یہی کچھ نہین سامان درست ‏/ اپنی محفل مین جو شیشہ ہوا ساغر نہوا
جا رہے گور مین نفرت یہ ہوئی عالم سے ‏/ ایسا گھر ڈھونڈھ لیا جسمین کوئی در نہوا

جبہہ سائی در ساقی کی میسر نہوئی
خط تقدیر ہمارا خط ساغر نہوا

روٹی جبدن نہ ملی پیٹ پہ پتہر باندہا
مر رہے خاک پہ جسدن کہ بستر نہوا

حسن وہ جیب ہے اللہ کی گہر مین ہی ہیکم
اتنے آئے کوئی یوسف سا پیمبر نہوا

روز کہتے ہین چلینگے عدم آباد کو قدر
کوئی تاریخ کوئی روز مقرر نہوا

۱۵

جب ذرا نغمون سے بلبل گلفشان ہوجائیگا
توڑ کر پہولون کی سارا آشیان ہوجائیگا

غیر کی قسمت سے وہ نامہربان ہوجائیگا
دوست برگشتہ نصیب دشمنان ہوجائیگا

جب وہ اوٹہیگا جوش سے بنجائیگا وہ آفتاب
جب اوڑ سے گا خم کا سرپوش آسمان ہوجائیگا

جوش زن ہوتا رہیگا تا لحد دریائے خون
نخل تابوت شہیدان ارغوان ہوجائیگا

آب اوڑیگی جب ذرا چاٹیگی میرا خون گرم
خم تری تلوار کا پشت کمان ہوجائیگا

تیرے قیدی کو نہ تو پاؤن دہرنے کی جگہہ
سنگ مقناطیس سنگ آستان ہوجائیگا

ہر بن مو سے بہرونگا دمبدم مین دم ترا
جسم پہ ہر رونگٹا میرا زبان ہوجائیگا

خود تمہین یہ چاند سا مکہڑا کریگا بیحجاب
منہہ پہ جب مارو گے تم چہرہ مت کتان ہوجائیگا

جسم و جان کا فیصلہ سارا اسیکے ہاتہہ ہے
پاون تیری تیغ کا خود درمیان ہوجائیگا

چشم ساقی کا پیالہ پی لیا ہے مست ہون
دل مرید حضرت پیر مغان ہوجائیگا

دیدہ بازی سے یہ صحرا ہے ہمارا حسن خیز
جو بگولا اوٹہیگا سرو روان ہوجائیگا

ہے کمر معدوم لیکن ہے دہن معدوم تر
تنگ ہو ہو کر سر موئے میان ہوجائیگا

الامدد ایسی بیتابی مین ایسی لاغری
خار ماہی گل کے ہر اک استخوان ہوجائیگا

واہ شور لن ترانی کسکو یہ معلوم تہا
بے دہانی پردہ یون آتش زبان ہوجائیگا

دیکہنا اے قدر جو یونہین رہی فکر سخن
سر سے پا تک گہل کے تن تشکل زبان ہوجائیگا

تو ستم سے زرد روسلے نوجوان ہوجائیگا — سبزۂ رخسار کشت زعفران ہوجائیگا
رشک چشم و گوش گلرویان جہان ہوجائیگا — چشم نرگس کور گوش گل گران ہوجائیگا
رخ کا سودا تہا کفن تک دہجیان ہوجائیگا — چاندنے کے پرتو سے یہ جامہ کتان ہوجائیگا
تیری ایک اک کن سے پیدا ہوگی ایک ایک کا نشانا — تیرا ایک اک حرف ایک ایک داستان ہوجائیگا
ٹانکے ٹوٹینگے تو آئیگی صداے الفراق — زخم بولے گا تو شور الامان ہوجائیگا
دل مین خود مختار غم ہوگا تکلف برطرف — رہتے رہتے میہمان بہی میزبان ہوجائیگا
میرے جلنے سے کہلیگا راز گریہ خلق پر — اوٹھکے گہر سوزش دل کا دہوان ہوجائیگا
معجز شق القمر دکہلائیگی انگشت حسن — چاند تیرے پرتو سے خود کتان ہوجائیگا
دہشت صیاد سے زنجیر پا بنجائیگی — خود قفس ہمکو ہمارا آشیان ہوجائیگا
رندوان عمامۂ زاہد پہ ہون تہہ پہیریان — کشتی مے کا اک اچہا بادبان ہوجائیگا
اضطراب دشت پیمائی نہ چھوٹے گا کبہی — خاک ہوگا جب بدن ریگ روان ہوجائیگا
کیون عبث پہرتا ہی ہم رندون کے سر پر ایندن — ٹوکرا بدنامیون کا آسمان ہوجائیگا
مین نہ کہدونگا جو کچہہ تو نے لکہا ہینے کیا — خود خط تقدیر بہی خط امان ہوجائیگا
اوسکی اس نامہربانی پر تو مین دیتا ہون جان — کیا قیامت ہوگی جب وہ مہربان ہوجائیگا

سر پہ چہن چہنکر بلائین آئینگی خاموش قدر
آہ کہینچوگے تو چہلنی آسمان ہوجائیگا

آئے لحد پر آج بڑا حوصلا کیا — ۱۴ — اللہ کیا حضور نے خوف خدا کیا

کہہ کہکے باتین کانون مین دل آشنا کیا
دیدے سے کے سینہ گہر مین ترے راستا کیا

پہر روح لہلہانے لگی سیر باغ پر
پہر موسم بہار نے مجہکو ہرا کیا

وہ دم پہ چڑہ گئے کبہی مین دم پہ چڑہ گیا
میرا کہا کیا کبہی اپنا کہا کیا

لپٹا جو آہوون سے ادن آنکہونکی یاد مین
کن مشکلون سے قیس نے مجہکو جدا کیا

لیتے ہی میرے شیشۂ دل کو پٹک دیا
میرا کیا نہ اپنا کیا اُف یہ کیا کیا

مہوسے کی مے سے زہر پلایا تو خوب تہا
ساقی تمام رات مرا سر پہرا کیا

کیا پوچہنا ہی ایک سے دو ہوگئے حضور
آئینہ سادہ لوح ہی کیون سامنا کیا

ٹہوکر لگا کی آپنے مرقد سے اوچہل پڑی
جب ناچنے کہڑے ہوئے محشر بپا کیا

کیون منکر و نکیر کو بہیجا تہا یا خدا ر
کیا جانون مین کہ نیند مین کیا کیا بکا کیا

کیا صاف حسن ہوگیا کیسے نکہر گئے
چہرے کو پونچہہ پانچہ کے کیا آئینا کیا

اکدن خیال آیا تہا رفتار کا تری
دو تین چار روز مرا سر پہرا کیا

اے یار آنکہہ لڑتے ہی برما گئی نگاہ
آنکہون سے خون ہوکے کلیجا بہا کیا

اے قدر ایسا آدمی اپنی پسند ہے
جو دل مین آیا کہدیا جو کچہہ کیا کیا

۱۴

تیغ جب کہینچکے جلاد آیا
مجہکو اوسوقت خدا یاد آیا

واہ رنگین سخنی کیا کہنا
خود مرے دام مین صیاد آیا

اللہ اللہ اثر لوح مزار
سر تربت وہ پریزاد آیا

دام مین مجہکو پہڑکتے دیکہا
کیا پہڑکتا ہوا صیاد آیا

حاکم وقت ہے سودائے فراق
ہاتہہ باندہے ہوئے فصاد آیا

آنکھہ ملتے ہی کیا صید مجھے — تیر جوڑے سے ہوے صیاد آیا
آمد اوس گل کی جو گلشن مین ہوئی — دیر تلک دوڑ کے شمشاد آیا
مارے غصہ کے چڑہے ہین ابرو — اونچے بنکے وہ جلاد آیا
اوٹھہ چکے پہول بہی جب دم افسوس — جب مرا غیرت شمشاد آیا
اپنے کوٹھے سے وہ دوڑی آئے — ن — جب سنا عاشق ناشاد آیا
اے حصار غم فرقت قربان — قاف سے اوڑ کے پریزاد آیا
صدقے اس منہہ کے پکار اکسکو — کچھہ سبب مجھے ہوتا ہے ارشاد آیا
شیشۂ مے کو لگی ہے ہچکی — ر — یہ کسی مست کو کیا یاد آیا

قدر گھنگھور گھٹا چھائی ہے
موسم نالۂ و فریاد آیا

چھپا کوئی قفس مین نہ ہمین یاد آیا — ۱۴ — ریز کرنے بہی نہ پائے تھے کہ صیاد آیا
اک طرف پہول کہلے بلبل ناشاد آیا — اک طرف باغ مین گلچین مع صیاد آیا
قید کرتے تو کیا پہر نہ اوسے یاد آیا — دانہ پانی بہی نہ دینے مجھے صیاد آیا
شیشۂ مے مجھے بہجوایا مری ساقی نے — راجا اندر کے اکہاڑے سے پریزاد آیا
دہن زخم تہا ہر نقش قدم مقتل مین — مہندی چہوٹی جو وہ ترک ستم ایجاد آیا
سیر اسودا نہ گیا قید مین بے سر کاٹے — اوٹھہ گیا پاس سے حداد تو جلاد آیا
دیکھتا رہتا ہون پہر پہر کے ہوا گلشن کی — ر — پتا کہڑکا تو مین سمجہا کہ وہ صیاد آیا
حشر مین بہی نہ چھٹا سلسلۂ زلف بتان — بیڑیان پہنے ہوئے عاشق ناشاد آیا
دم آخر بہی رہے دید سے محروم افسوس — . — بند ہ چکی آنکھون پہ پٹی تو وہ جلاد آیا

نقش ہے دل پہ ہمارے تری صورت پیاری
تیری تصویر عبث کھینچنے بہزاد آیا

دل روشن ہین کب اوتری ہی تمہاری تصویر
آئینہ خانۂ الفت مین یہ بیزاد آیا

سخن اقرب کا الف کھینچ دیا گردن پر
خط لگا نیکے لئے جب مرا جلاد آیا

ہچکیان آتی ہین تلوار کا پانی پی لون
شاید اوس قاتل بیرحم کو مین یاد آیا

قدر انسان کی اے قدر رہی انسان کے بعد
جب مجھے قتل کیا جب مین اونہین یاد آیا

١٨

مہ عارض تجھے کروٹ مین بدلتے دیکھا
چاند کو ڈوبتے سورج کو نکلتے دیکھا

زندگی جسم مین خود مایۂ بیتابی ہے
روح جس رگ مین ہوئی اوسکو اوچھلتے دیکھا

ڈبڈبائین ادھر آنکھین کہ ہوئے اشک روان
طفل پیدا ہوئے اک سمت کہ چلتے دیکھا

قد بالا مین تماشا ہے یہ رخسار یہ گات
آج تو سرو کو بھی پھولتے پھلتے دیکھا

نزع مین جان نے ہرگز نہ دیا جسم کا ساتھ
وقت پر دوستونکو ہمنے نکلتے دیکھا

نہ کبھی یار پھرا بات مین ہٹ دھرمی سے
نہ کبھی آئی ہوئی موت کو ٹلتے دیکھا

وہ مری آنکھ سے ڈہلکے ہوئے آنسو دیکھے
جسنے لڑکون کو نہ ہو ضد مین مچلتے دیکھا

باندھ کر ہاتھ ادب سے ہوئے سر استادہ
روش باغ پہ جب تمکو ٹہلتے دیکھا

تیرے غم مین نہ سنبھلنا تھا نہ سنبھلا دل زار
ایسے ڈوبے ہوؤنکو کسنے اوچھلتے دیکھا

یہی تعبیر ترا ابروے اشارے ہونگے
آج تو خواب مین تلوار کو چلتے دیکھا

دیکھ لے مہر کو گردون پہ ابھرتے دم صبح
نہ خم مے کو ہو واعظ جو ابلتے دیکھا

اشک گرم آنکھ سے نکلے جو پڑی سوزش دل
ہمنے جلتا ہوا تنور ابلتے دیکھا

سبزۂ خط پہ بہت زہر اوگلتے دیکھے
خال شبرنگ پہ نیل آنکھون کا ڈہلتے دیکھا

یا الٰہی یہ صنم ہیں کہ پھسلنا پتھر
ان پہ ہر اک کی طبیعت کو پھسلتے دیکھا

آہ سوزاں سے مری تیر اسیہ جا دل سخت
اے صنم آج تو پتھر کو پگھلتے دیکھا

تیرے چہرے سے تلون ترا کھلتا ہے
ہمنے اس پھول کو سو رنگ بدلتے دیکھا

لاکھ سینے سے لگائے رہے رونا نہ گیا
طفل دل کو نہ کسی ان بہلتے دیکھا

واہ اے **قدر** نہ اشکوں سے بجھی دل کی لگی
ہمنے برسات میں گھر آپکا جلتے دیکھا

دل ہمارا مورد جور و جفا کیونکر ہوا
ہے یہ حیرت اپنا کعبہ کربلا کیونکر ہوا

زخمی تیغ تبسم نے کہا جب اے دل
ہنسکے بولے پھر کہو تو کیا ہوا کیونکر ہوا

جائے قلقل وہ سے حق حق کی صدا آنے لگی
گردن منصور بوتل کا گلا کیونکر ہوا

روح اپنی تو نے پھونکی ہے جو میرے جسم میں
خبط ہے واعظ کو میں تجھسے جدا کیونکر

بے دہن باتیں بنانے سے عقیدہ پھر گیا
ہمکو حیرت ہے کہ ہر اک بت خدا کیونکر ہوا

جذب الفت تھا جب نہو دل میں تڑپ کس کام کی
مرغ بسمل طائر قبلہ نما کیونکر ہوا

یا تو کچھ سینے نکالا منہ سے یا تو نے کہا
میرا تیرا تذکرہ یوں جا بجا کیونکر ہوا

دل سے نکلی آہ پھر بھی دل مرا افسردہ ہے
تیرے چھو جانے سے غنچہ گل صبا کیونکر ہوا

میرے دل سے تھا وہ خود میں کہتے نہ تھا آشنا
پھر وہ آئینے سے نہ ورنہ آشنا کیونکر ہوا

جو مہینوں بعد آتے تھے قدیمی ہو گئے
روز جو آتا تھا وہ بندہ نیا کیونکر ہوا

جب بنا نالے ہمارے عرش پر جانے لگے
بولے ہنسکر آسماں میں راستا کیونکر ہوا

یوسف ثانی کے کہنے پر خفا ہو کر کہا
نہیں ہے کچھ میرا ہمسر دوسرا کیونکر ہوا

قدر کا تو حال ظاہر ہے کہ لا مذہب تھا وہ

پھر نہین معلوم اوسکا خاتما کیونکر ہوا

18 آدمی کی کیا حقیقت تہی اوسے کیا کر دیا — اے سحاب مکرمت قطرے کو دریا کر دیا

حسن دیکر اوسنے ایک ایک عیب پیدا کر دیا — گل کو بہرا کر دیا نرگس کو اندہا کر دیا

اونکے چہرے سے نقاب اوٹھی چمن سا کھل گیا — آنکھون کو نظارے نے پہولونکا دونا کر دیا

اے زمین محشر تلک احسان نہ بہولے گا ترا — میری خاطر تو نے خالی ایک کونا کر دیا

یار سے طالب ہوا جب بوسۂ رخسار کا — ہنسکے میرے سامنے شوخی سے تلوا کر دیا

تیغون پر تیغین کمانون پر کمانین کہنچ گئین — کچھہ نہ کچھہ آنکھون نے ابرو کو اشارا کر دیا

حلقہ مارے ایکدن دیکھا تہا شاید سانپ کو — یار نے اپنے کہلے بالون کو جوڑا کر دیا

جب شراب زعفرانی پی دمک اوٹھا وہ رخ — آب زر نے صفحۂ قران مطلا کر دیا

جوڑا کا جوڑا اوسنے دنیا مین بنایا ہر جگہہ — رخ کو گورا کر دیا زلفون کو کالا کر دیا

ایسا سونا کیا جو ٹوٹین کان اے ابر بہار — مارے بوچہارون کے پہولونکا بچہونا کر دیا

خال و خط سے اور بہی چہرے کی آرایش ہوئی — دست قدرت نے اس آئینے پہ مینا کر دیا

دل پہ کیا صدمہ ہے کہنے مین نہین ہین ہاتہہ پاؤن — رنج فرقت نے ابہی سے مجھکو بوڑہا کر دیا

باغبان نے سرو کو جہانٹا چمن ٹہنٹا گیا — قمریون نے باغ مین اک حشر برپا کر دیا

سچ یہ کہتے ہین کہ دیوانی جوانی ہوتی ہے — آپنے دل لیکے مجھسے جان من کیا کر دیا

مہندی مل ملکر چلا محشر کی چالین وہ قمر — آفتاب حشر کو نقش کف پا کر دیا

یاخدا یونہین یہ روئی جو ہوئی تہی مجھے — کیون نہ تو نے یار کے دلکا سویدا کر دیا

ناک بہون ایسی چڑہائی شکل بگڑی آپکی — منہہ بگڑ نا رہگیا تہا بوسہ جہنجہلا کر دیا

قدر کو کیا آبرو بخشی جناب صبر نے

ذرے کو سورج کیا قطرے کو دریا کر دیا

۱۲
چھوڑے سے سوا ہے دل دیوانہ ہمارا — تربت میں ہلائے نہ کوئی شانہ ہمارا
دم آنکھوں میں اٹکا ہے ذرا شکل دکھا دو — جلد آؤ کہ لبریز ہے پیمانہ ہمارا
یہ عشق کی چالیں ہیں یہ الفت کی ہیں راہیں — دو فقروں میں ہو جاتا ہے بیگانہ ہمارا
میرے دل شفاف کو صد چاک جو دیکھا — بولے کہ یہ آئینہ ہے یا شانہ ہمارا
ہے داغ جنون تاج غم و یاس حشم ہے — دیکھو تو ذرا ٹھاٹھ امیرانہ ہمارا
الفت کے یہ معنی ہیں اوسے نیند نہ آئی — جبتک نہ سنا یار نے افسانہ ہمارا
تقدیر میں لکھا ہے تو وہ اوڑ کے ملیگا — ہوگا نہ کہسار اگر دانہ ہمارا
کیا صبر کو فرماتے ہو یہ دل سے نہو گا — یہ عقل کی بات اور یہ دیوانہ ہمارا
سایئے کے لئے ابر سیہ جھوم کر آیا — جب قصد ہوا جانب میخانہ ہمارا
بھولے سے بھی صاحب کبھی تشریف نہ لائے — ہاں آپکے قابل نہیں کاشانہ ہمارا
جتنا تمہیں دیکھا تھا برابر بہی آنسو — ہر دیدہ ہے پیمود کا پیمانہ ہمارا

صدقے ترے اکبار سر بزم یہ کہدے
ہم شمع ہیں یہ قدر رہی پروانہ ہمارا

۱۶
مزاج پوچھا جو کرتے تھے صبح و شام ہمارا — قبول ہوتا نہیں اب وہان سلام ہمارا
بندھا ہے کاسۂ سر میں خیال ساقی کوثر — بھرا ہے بادۂ حب علی سے جام ہمارا
ہیں کس شمار میں کیا موت کیا حیات ہمارے — فقیر عشق ہیں کیا کوچ کیا مقام ہمارا
بناؤ کر کے یہ فرماتا ہے وہ رشک زلیخا — عزیز مصر بھی ہے اندنوں غلام ہمارا
رہے یہ آپکی صحبت مبارک آپکو صاحب — جو غیر مجرے کو آئیں تو بس سلام ہمارا

فلک کے پار گزر جاینگے فراق مین نالے
پڑیگا طائر سدرہ پہ آج دام ہمارا

گلے ملے نہ پھر اپا گلے پر آب نے خنجر
بھلا بُرا کوئی نکلا نہ تمسے کام ہمارا

ہم اپنے شعر کو اولاد سے سمجھتے ہین بہتر
اسی سے بعد ہمارے چلیگا نام ہمارا

تقیہ اپنے طریقے مین کسطرح نہو واجب
چھپا ہے آنکھہ سے انسان کے امام ہمارا

زبان سی کفر نکلتا ہی اپنے دلکی تڑپ سے
خدا کے مثل کہی جا نہین قیام ہمارا

چھرے کے نیچے ذرا دم تو لینے دی ہمین قاتل
تو اتنا اور ٹھہر کام ہو تمام ہمارا

یہ کہنا یار سی مجرا ہمارا بند عبث سے
یہی سلام ہے قاصد یہی پیام ہمارا

دیے جو داغ تو ہمنے بہی نیل بوسونکی ڈالی
وصول اون سے ہوا آج دام دام ہمارا

جریدہ بین کو ہم ٹیک کر اوٹھینگے لحد سے
جو مٹی دیگا ہمین سرو خوشخرام ہمارا

بھرا ہے چھرے کا مضمون کوٹ کوٹ کر امین
بکے گا کاغذ زر کیطرح کلام ہمارا

خدا ہمارا ہے رب اور قدر کعبہ ہے قبلہ
محمد اپنا نبی ہے علی امام ہمارا

١٢

دل شرر تہا سوزش غم سے اوچھل کر رہ گیا
مین جہان بیٹھا برنگ شمع جل کر رہ گیا

ڈہل گئی جب دوپہر طاقت سے مین بہی ڈہلگیا
سایۂ دیوار جانان سے نکل کر رہگیا

گالی دیتے تھے کہ بوسے کی اجازت تہی ہمین
کچھہ نہ سمجھے ہم یہ کیا منہہ سے نکل کر رہگیا

سنجد مین انکھون سے اک دریا بہایا قیس نے
ناقۂ لیلی بہی دو ہی گام چل کر رہگیا

منفعل قاتل کو میری سرفروشی نے کیا
قتل کرتے تو کیا پر ہاتھہ مل کر رہگیا

جب سنا گہر سے قدم رکہا ہے باہر یار نے
منہہ سے نالہ آنکھہ سے آنسو نکل کر رہگیا

ضعف بہی کچھہ کم نہین ہے روغن عیار سے
یار کے کوچے مین مین صورت بدل کر رہگیا

سخت جانی سد راہ مرگ آخر ہوگئی
خنجر قاتل مری گردن پہ چپل کر رہگیا

بچگیا دل رہگیا سفاک پلکین مار کر
ترک چشم یار گویا ہاتھ مل کر رہگیا

تیغ کہا کر صورت گرداب چکرایا جو مین
موج کی مانند قاتل ہاتھ مل کر رہگیا

کٹ رہے احباب جب مجھکو اوتارا قبر مین
قافلہ سب منزل اول پہ چپل کر رہگیا

قدسیون کے کان کہولے قدر میری آہ نے
شور محشر می کہ اک گوش اجل کر رہگیا

عاشقون کو تپ کا حیلا ہوگیا ۱۱
گہل گئے تن رنگ پیلا ہوگیا

روکنا لیلی کو حیلا ہوگیا
روسیہ سارا قبیلا ہوگیا

چھینکو چوٹی سے دل بیتاب کو
دیکھئے سوبافت ڈہیلا ہوگیا

ایک بوسے سے ہوا رنگ مسی
نازک اوسکا ہونٹھ نیلا ہوگیا

میرے نالے سنکے کہتا ہی وہ شوخ
کیا گلا انکا سریلا ہوگیا

اوس سنہری رنگ مین ہی وہ چمک
نتھ کا سونا رخ سے پیلا ہوگیا

جب بہڑک اوٹھے مرے داغ جنون
کوہ طور ایک ایک ٹیلا ہوگیا

ہر بہانے موت ہے ہر حیلے رزق
مر گئے فرقت کا حیلا ہوگیا

یار غصے سے گل رعنا بنا
بوسہ مانگا لال پیلا ہوگیا

عشق نے پونہچا دیا اللہ تک
خیر اک بت کا وسیلا ہوگیا

قبر نے ایسا دیا ہمکو فشار
بند بند اے قدر ڈہیلا ہوگیا

کہیا یار آنکھون مین نقشا تمہارا
مہ چاہ نخشب ہے بکھڑا تمہارا

نہ کیونکر رہے ساتھ میرا تمہارا
کہ تم ہو پری مین ہون سایا تمہارا

کنہیا بنایا ہے وحشت نے مجھکو
یہ رگ رگ مین دوڑا ہی سودا تمہارا

کہا ہمنے دل لیکے تمنے جلایا
بگڑ کر وہ بولے کلیجا تمہارا

عبث پوچھتے ہو کہ بندہ ہی کسکا
کہا تو تمہارا تمہارا تمہارا

گھڑی بھر مین ناراض دم بھر مین راضی
مزاج ایسا ہے تولہ ماشا تمہارا

تمہین لیگئے تھے مرا دل وہی ہو
کھنچا ہے مرے دل پہ نقشا تمہارا

جو تم ایک ٹھوکر سے ہمکو جلا دو
قدم چومین بانیان مسیحا تمہارا

بلند اسقدر حسن کا مرتبہ ہے
کہ خورشید گردون ہی سایا تمہارا

مرا دل چہ اگر اسی مین دہرا ہے
بہت آج اونچا ہے جوڑا تمہارا

یہ الٹے سینے کا چلن اب تو چھوڑ دو
لٹکتا ہی صاحب دوپٹا تمہارا

اوڑین ہوش پریونکی پریونکی صورت
اگر اون پہ پڑ جاے سایا تمہارا

مزا دید کا اپنی آنکھون سے لوٹا
جہروکون سے دیکھا جھمکڑا تمہارا

دل یار تک نالے اے قدر پہنچے
ہوا عرش تک بول بالا تمہارا

۱۳

کہان تک کہون بیوفا یاد رکھنا
سبق ہو گیا روز کا یاد رکھنا

ہمین بھولنا دیکھنا یاد رکھنا
خبردار اچھا بھلا یاد رکھنا

یہ کہہ کہکے سمجھاتے رہتے ہین دلکو
جو بھولے ہمین اوسکو کیا یاد رکھنا

گزر جائیگی شب پلک مارنے مین
پر اسوقت کی التجا یاد رکھنا

یہی کام اپنا ہے اہل وفا ہین
جسے دیکھنا بھالنا یاد رکھنا

اوڑاے لئے پہرتی ہی خاک میری — یہ اٹکہیلیان اے صبا یاد رکہنا
خدا جانے کس نے سکہایا ہے تمکو — بہت بہول جانا ذرا یاد رکہنا
نہ آگے بڑہینگے قدم تیرے قاصد — یہی ہے وہان کا پتا یاد رکہنا
رقیبونکا مذکور رہتا ہے ہر دم — کہان سے یہ سیکہے نیا یاد رکہنا
یہ کہتے ہوئے پاس آتے ہین میرے — غضب ہے جو تمنے چہوا یاد رکہنا
کہا یاد رکہنا تو بولے بگڑ کر — چلو جاؤ لائے بڑا یاد رکہنا
کبہی پہر بہی ایجان تکلیف کرنا — یہ چہلین یہ جلسے ذرا یاد رکہنا

جنون ہوگا اے **قدر** عشق پری مین
یہ اسدم کا کہنا مرا یاد رکہنا

۱۶
پاس آتا مرے عیسی تو وہ موسی ہوتا — تپ یہ ہے ہاتہہ جو رکہتا ید بیضا ہوتا
تیرے جانے سے ہی درد جگر ایسا ہوتا — خفقت فاش اوٹہاتا جو مسیحا ہوتا
واعظون سا بہی ترشرو نہین دیکہا ہمنے — منہہ سوبا وہ جو کرتے تو وہ سرکا ہوتا
نہ ہوئے حضرت موسی کہ دکہا دیتے ہم — یہ بہی ممکن تہا کہ ہم سے کبہی پردا ہوتا
کتنی املیل طبیعت ہے تمہاری صاحب — چہرہ سیمین تہا تو موباف سنہرا ہوتا
بہیڑ ہے قتل کو سب مجہکو لئے جاتی ہین — تم بہی آجاتے تو میلے مین تماشا ہوتا
خواب مین بہی یہ تمنا ہے تمہین تم ہوتے — آنکہہ جب کہولتے ہم آپ کا جلوا ہوتا
اونکو لکہتا مین رخ زرد کا احوال ایسا — کہ کبوتر بہی مرا سونے کی چڑیا ہوتا
خوب زور ون پہ نہ تہا قیس کا ہنگامہ عشق — جب تماشا تہا کہ لیلی کو بہی سودا ہوتا
گو خدا مار کے سو بار جلاتا مجہکو — ترا بندا ترا بندا ترا بندا ہوتا

ایک بوسہ جو ہمین آپ عنایت کرتے
نام تو آپکا تھا کام ہمارا ہوتا

چلتے محشر مین تو دامن مین گرہ دے لیتا
آپ کب بچتے اگر مین کہین رسوا ہوتا

شب کو خالی تھا مکان اور اندھیر اگھپ تھا
کیا کہین تم نہ ہوئے آگے جو ہونا ہوتا

دہن تنگ مین حیرت تھی نہایت مجھکو
تم اگر باتین نکرتے مجھے سکتا ہوتا

اوس جگہہ مجھکو جنون مین کوئی پہونچا دیتا
کہین پانی کہین ٹاپو کہین صحرا ہوتا

قدر کچھ خبط ہے کہنے کی ہین ساری باتین
اون سے بہتر کوئی ہوتا تو بھلا کیا ہوتا

۸

جب ملایا خاک مین ہوئے قضا تھی مین نہ تھا
کرکے پھر برباد فرمایا صبا تھی مین نہ تھا

سب وہی تھی دل وہی تھی تن وہی تھی جان وہی
ابتدا مین ربط کی کچھ انتہا تھی مین نہ تھا

ابتدا مین صحبت اچھی چاہیئے انسان کو
کیا کہون جب آپکو شرم و حیا تھی مین نہ تھا

چین کرتا ہون سدا بارے وامق و فرہاد و قیس
مصلحت خالق کی آنزوزون دبا تھی مین نہ تھا

غیر مہندی پیستے ہین یون جلاتے ہو مجھے
اب نہ مانونگا جو کہیئے گا حنا تھی مین نہ تھا

کیا سبک عالم مین گزری جب تلک زندہ رہا
سچ جو پوچھو ہڈیون مین اک ہوا تھی مین نہ تھا

کوچہ گردون سے جو صحبت ہے مبارک ہو تجھے
تیرے گھر مین آنے کے قابل صبا تھی مین نہ تھا

قدر ان مردہ پسندون نے مجھے تڑپا دیا
غم یہی ہے میری شہرت جا بجا تھی مین نہ تھا

۱۶

غضب ہے سبزہ بلائے جمال ہونا تھا
خط غبار کو گرد ملال ہونا تھا

سب جھکے ہی رہتے جو صاحب کمال ہونا تھا
طلوع بدر سے پہلے ہلال ہونا تھا

مجھے جنون ہے تمہین اور مجھ سے وحشت ہے
مراد و رنگ تمہارا یہ حال ہونا تھا

فلک کیطرح نہ کیونکر مٹاتے چلتے وہ — زمین کی شکل مجھے پایمال ہوناتھا

کبھی جوانون پہ بھی چشم لطف پیرمغان — ابد بہر ہی دور می کہنہ سال ہوناتھا

ہوا مین سرد مگر سوز داغ دل ہے وہی — اس آفتاب کا ابتو زوال ہوناتھا

ہزار دن پرسے اوڑتا لباس ہستی کے — وہی جنون مجھے پھر ابکی سال ہوناتھا

قدم کو چہو کے پسے صورت حنا عاشق — خود اپنے ہاتھون ہمین پایمال ہوناتھا

نہ تہے خلیل جو دم بھرتے چاند تارونکا — ہمین تو عاشق رخسار وخال ہوناتھا

جگر پہنکا جو تپ غم سے جان دی رُکر — برنگ شمع مرا انتقال ہوناتھا

پڑی ہے آنکھ دل داغدار پر اونکے — ہمارے شیر کو صید غزال ہوناتھا

نہ تہا مین سبزۂ بیگانہ گرد راہ تہا مین — تو اضعون مین سے مجھے پایمال ہوناتھا

ہمین تو چین نہین ایکدم تمہارے بغیر — تمہین بہی یار ہمارا خیال ہوناتھا

بلایا تمنے تو بین ضعف تن ہی جا اُلسکا — تمہارے آتے مرا انتقال ہوناتھا

زمین مین آہ مین گڑ گڑ گیا ندامت سے — کہ ہر طرح سے مجھے انفعال ہوناتھا

ہمارے سینے سے ای قدر وہ لپٹ جاتے
جگر کے زخمون کا یون اندمال ہوناتھا

١٢

آئی تھی باغ مین کہسار سے مخمور گھٹا — تاک بڑہ بڑ گئی نشہ مین ہوئی چور گھٹا

یار اب پینگ نرہا جمع ہین اسباب طرب — چمن و ساقی و می مطرب و طنبور گھٹا

دامن رحمت باری مین چہپا میرا راز — مین ہوا اشک فشان ہوگئی مشہور گھٹا

گرم و تر مین ترا جلوہ نظر آیا مجھکو — بجلی ہے شکل تجلی صفت طور گھٹا

یہ سیاہی تو مرے نامۂ اعمال مین تہی — یا الٰہی کہین طول شب دیجور گھٹا

آئیے آئیے بارش کا بہانہ کیا ہے
یہ تو بنجانا ہے وو دل رنجور گھٹا

لطف تھا پینگ بڑہانے مین جو کھلتا جوڑا
جھک اوٹھتی صفت موسے سر حور گھٹا

دہوپ مین تمنے بٹھایا تو نہ ایذا پونچی
بنگیا وہ دل عاشق رنجور گھٹا

خاک مین ملگئی بنیاد چڑہا جب دریا
جسقدر عشق بڑہا یہ تن رنجور گھٹا

کسطرف دہیان ہی جہولے یہ تری بال کہلے
سر پہ جھک جھک پڑے ای ساقی مغرور گھٹا

یا الٰہی یونہین سرسبز رہے باغ مراد
زیر انگور ہون میکش سر انگور گھٹا

یہ بھی اللہ کا بندہ ہے اسے کم نہ سمجھہ
قدر کی قدر نہ تو اے بت مغرور گھٹا

۱۴ روز کا رونا دم آخر گیا
خانۂ ہستی پہ پانی پھر گیا

ابرو دلدار سے دل پھر گیا
طاق سے شیشہ ہمارا گر گیا

اشک اُمڈے ہجر مین جب آہ کی
برق چمکی اور بادل گھر گیا

لاغری مین قید وحشت سے چھٹے
طوق گردن ڈہیلا ہو کر گر گیا

خون فرہاد اسقدر شیرین ہوا
تیشۂ فولاد کا منہ پھر گیا

بین چلانا توسن نالہ پہونکتا
کس ترک سے وہ بت کافر گیا

دل نہ ہاتھہ آیا نہ جب بوسہ دیا
جب نہ دی قیمت تو سودا پھر گیا

سخت جانی نے کیا پتھر مجھے
نیمچا سفاک کا کر کر گیا

اے صنم تجھسے خدا بیزار ہے
خیر اگر تو پھر گیا تو پھر گیا

قطعہ
ترے در پر عابد و زاہد ہوا
کوئی بھی جب فاسق و فاجر گیا

موج دریا سے کرم نے کی مدد
ڈوبتے ہی ڈوبتے وہ تر گیا

گھر عدم ہی یہ جہان سے سیر گاہ
آبرو اسنے ملائی خاک مین

ہر کوئی دم بھر کو آیا پھر گیا
طفل اشک آنکھون سے میری گر گیا

کیا عجب اے قدر دن پھیرے مرے
جسکے فرمانے سے سورج پھر گیا

۱۵
دیکھنا غافل نہ رہنا چشم تر سے دیکھنا
آئینہ جب دیکھنا میری نظر سے دیکھنا

ہم بھی دانتون پر کسیکے پھر اکھا لے آتے ہین
کہدو حورون سے ذرا قصر گہر سے دیکھنا

زلف ورخ دکھلا کے کوٹھے سی اشارہ کر گئے
راہ میری شام تک وقت سحر سے دیکھنا

ایک نالہ تو مرے منہہ سے نکلنے دو کہین
آپ گھبرا کر نکل آوُ گے گھر سے دیکھنا

کچھہ شب ہجران کی آمد کو نہ پوچھو ہمدمو
رنگ میرے چہرے کا تم دوپہر سے دیکھنا

یہ سمجھنا شاعر و عنقا پھنسا ہی دام مین
بال جب نکلے ہو لئے اونکی کمر سے دیکھنا

یار آنکھون سے گرے ہین لخت دل اشکون کے ساتھہ
موتیون کے ساتھہ ہین یاقوت تر سی دیکھنا

حسن مین کسکی ملاحت کا مزا ہے واعظو
رخ ملا کر یار کا شمس و قمر سے دیکھنا

صبح تک ان سوکھے ہونٹون سے دعا ہی اور ہم
شام تک پھر راہ اونکی چشم تر سے دیکھنا

جب شہید ناز کا نکلے جنازہ اے صنم
اک نظر تو جھانک کر دیوار و در سے دیکھنا

آدمی سب خوبصورت ہین محبت چاہئیے
چاہئیے لیلی کو مجنون کی نظر سے دیکھنا

غیر سے آنکھین لڑی ہین کچھہ خبر میری نہین
اک نظر اس سمت بھی پھر کر ادھر سے دیکھنا

دمبدم اسکی لچک کرتی ہے مجھکو بیقرار
مین لپٹ جاؤنگا اس نازک کمر سے دیکھنا

ڈھل رہا ہے نیل آنکھون کا ذرا صورت دکھاؤ
کب نصیب انکو ہوا ہے عمر بھر سے دیکھنا

طبع زادون کی بھلائی چاہتے ہو تم اگر

اپنے شعر سے اے قدر دشمن کی نظر سے دیکھنا

۱۵ تمنے مکھڑے پہ جو گیسوے پریشان چھوڑا
کالا پردہ در کعبہ پہ مری جان چھوڑا

دیکھنا سر کو پیش قد جانان چھوڑا
خط رخ دیکھ کے نظارۂ ریحان چھوڑا

جذب دل کھینچکے لایا تو یہ قسمت دیکھو
راہ وہ کاٹ گئی گنج شہیدان چھوڑا

آپ تو حور ہین لیکن ملک الموت سے حسین
ایک بھی خلق مین زندہ نہ مری جان چھوڑا

تنگ آیا ہون بہت دست جنون سے یارب
جا کے دامن مین پہنسا جب سے گریبان چھوڑا

دل پر داغ کو لپکا ہے تری آنکھون کا
ہمنے چیتے کو پئے صید غزالان چھوڑا

کوچۂ یار سے بہکا نہ مجھے اے واعظ
باز آیا یہ ترا روضۂ رضوان چھوڑا

ہاے اس موت نے ویران کیا کسکو
کوہ فرہاد نے مجنون نے بیابان چھوڑا

بادبان تمنے اوتارا تو تہ کی کشتی عمر
مر گئے ہاتھ سے قاتل کا جو دامان چھوڑا

دیر و مسجد مین ترا ذکر ہے اللہ اللہ
حسن الطاف نے ہندو نہ مسلمان چھوڑا

نہ تو آسکتا ہون صیاد نہ جا سکتا ہون
پر کتر کر پس دیوار گلستان چھوڑا

سیر ہے داغ جو روزنے مین چمک جاتا ہے
تو نے دریا مین چراغ اے دل سوزان چھوڑا

پہر رخ و زلف دکہا کر وہ چلے گہر کی طرف
الغرض پہر مجھے حیران و پریشان چھوڑا

پاے مجروح پہ مجنون کے بہت کام آیا
ہمنے دامن جو سر خار مغیلان چھوڑا

ایک ہی وار مین تہا قدر کا وارا نیارا
ایک ہاتہ اور نہ اے قاتل دوران چھوڑا

۱۵ کیون جمع کرون وقت ہے ہر وقت اجل کا
توشہ نہین کل کا تو بھروسا نہین کل کا

اقرار عدم مین ہوا ایک ایک عمل کا
حاکم نے لیا چور کچہری مین محلکا

تربت مین نکیرین سے کیا بنتی ہے دیکھین
جلسہ ہے نیا سابقہ ہے پہلے ہیل کا

شبنم کا ڈوپٹا تو سنبھلا نہین جاتا
نازک ہو بہت رنگ بھی رنگواؤ تو ہلکا

بس آئی قضا اوسکی ادا جسکو دکھائی
تم حور ہو پر غمزہ فرشتہ ہے اجل کا

محشر مین بھی پیچھا نہ چھٹا ضعف سے افسوس
ہلکا ہوا پلہ مری میزان عمل کا

جب آنکھ کھلی ہجر مین روتے ہوئی اوٹھے
لو صبح ہوئی اور کھلا پھول کنول کا

دل چاک ہوا الفت ابرو مین ہمارا
دروازہ نہ طیبا رہا آنکے محل کا

مہندی نہ چھٹے گی تمھین آنا ہو تو آؤ
مہمان ہون مین تو کوئی دم کا کوئی پل کا

ذرّون کی طرح خال کی سودی مین ہون پامال
کیسا مرے طالع مین پڑا جوگ زحل کا

رخسار و لب یار کی یاد آگئی جسدم
جنت مین مزا زہر ہوا شہد و عسل کا

پہلو مین سوتے ہو مگر دل سے خبردار
دیکھو کہین پھوڑا نہ دکھے بائین بغل کا

رفتار ہی اونکی مری عمر روان سے
لیکن قد بالا ہے مرے طول امل کا

کیا نور کے پیدا اسکئے مضمون سراپا
دم بھرتا ہون شاگردی استاد ازل کا

صدقے دہن تنگ کے سب قدر ز کھوے
اک بوسہ اسے دیجئے انعام غزل کا

۱۴۱ دعوی کیا ہے اونکے رخ بیمثال کا
کہدو قمر سے داغ تو دہو ڈالے گال کا

زلفون کے بل نے حسن بڑہا یا جمال کا
گویا سمند ناز کو کوڑا ہے بال کا

وارث ہو کیون نہ خرد بزرگون کے مال کا
سبت تیسوین کو ہی غرہ ہلال کا

چشم و دل و جگر ترے در پر لٹکتے ہین
نیلام آج ہوتا ہے مفلس کے مال کا

تصویر بنگیا ہون جھپکتی نہین پلک
فرقت نے دم نکال لیا بال بال کا

جب سے کھلی ہے آنکھ نہ دیکھا سوائے رنج
سرمہ بنا مرے لئے گرد ملال کا

بلبل لقب کہین کہین طاؤس ہے خطاب
شہرہ ہے باغ باغ تری بول چال کا

داغون پہ داغ زخمون پہ زخم آہون پر آہ
کیا حال پوچھتے ہو دل خستہ حال کا

جب باب رزق بند ہو یہ در نہ کھل پڑے
پروردگار بند رہے لب سوال کا

جو مجھپر آنی تہی مرے دل پر گزر گئی
ہوتا ہے خیر جان کے نقصان مال کا

شق القمر اشارۂ انگشت سے ہوا
کیا نیمچے نے چہرہ بگاڑا ہے ڈہال کا

معنی مین نور چاہیے صورت مین ہو نہو
یون تو سیاہ تہا کہین چہرہ بلال کا

دم بند ہوگا سامنے ابروے یار کے
چڑہ جائے لاکہہ چرخ پہ تیغا ہلال کا

سودا سا مجھکو ہوتا ہے اے قدر خیر ہے
کیون ذکر چھیڑتے ہو بھلا اگلے سال کا

۹

وصف رخسارۂ جانان نہوا تہا سو ہوا
آج تک نظم مین قرآن نہوا تہا سو ہوا

حال پوچھا جو شب وصل کا ہمرازون نے
ہنسکے شرما کے کہا ہان نہوا تہا سو ہوا

تم جو مردے پہ مرے آئے ہو کچہ دیر نہین
اب تلک دفن کا سامان نہوا تہا سو ہوا

مار رکھا دہن یار کی الفت نے مجھے
ساکن شہر خموشان نہوا تہا سو ہوا

دی رقیبون کو انگوٹھی جو نشانی تمنے
موربی پہ بہی سلیمان نہوا تہا سو ہوا

ابتو گہونگھٹ کو اوٹھاؤ چلو دیکہا دیکہا
رخ چراغ تہ دامان نہوا تہا سو ہوا

مرے مقتل مین عجب چال سے آیا قاتل
باغ مین سرو خرامان نہوا تہا سو ہوا

خط کے آنے سے مجھے بوسہ دیا خود اوسنے
اوسکے تنکے کا بہی احسان نہوا تہا سو ہوا

کیون نہ آنکھون سے کرون برق کی خدمت اے قدر

ہند مین غیرتِ حسّان نہوا تہا سو ہوا

١٨

تہا جو مین پامال فوج گردش افلاک کا
سب کمہارون نے بنایا چاک میری خاک کا

مٹ گئے لیکن وہی ہے جور اوس سفاک کا
مرگئے پر بہی بنا تودہ ہمارے خاک کا

رطب و یابس ہیچ جہیلا گردش افلاک کا
یا بہنور پانی کا ہون مین یا بگولا خاک کا

گرد آلودہ ہے دامن اوس بت سفاک کا
یہ دماغ اللہ اکبر میری مشت خاک کا

باعث حیرت ہی سبزہ روے آتشناک کا
ہے تعجب آگ مین رہنا خس و خاشاک کا

گریہ و زاری کی کثرت سے بنا ہون مین حباب
آنکھون مین دم آرہا ہے عاشق غمناک کا

افعی کاکل سی کیا پوچہے گا عاشق کو گزند
خال روے یار مین ہے خاصّہ تریاک کا

آمد و رفت نفس سی مجہکو آتا ہے یہ خوف
کیا بگولا بنکر اوڑ جائیگا پتلا خاک کا

رند باتون مین بتاتے ہین جنبہ معراج کی
عرش سے ٹکر لیا کرتا ہے طارم تاک کا

فیصلہ محشر مین یون ہوگا خدا کے سامنے
ہاتہہ میرا اور دامن اوس بت سفاک کا

ساقی مہوش سی میخانے کا درجہ ہی بلند
دورۂ ساغر بہی گویا دور ہے افلاک کا

مجہکو حیرت ہو تو آئینہ بہی ملجاے اوسی
یار نے شانہ بنایا ہے دل صد چاک کا

خاکساری سے جہکی ہین عرشیون کی گردنین
کیون نہ مسجود ملائک ہو یہ پتلا خاک کا

پی گیا آنسو جو مین وہ اور افسردہ ہوا
دل یہ پالا پڑ گیا ہے دیدۂ نمناک کا

اسقدر چہوٹا ہے یہ زیور کی کچہ حاجت نہین
ہے دہن گویا بلاق ای یار تیری ناک کا

جو توکل کرتے ہین اونکو پریشانی ہے کم
زور کم چلتا ہے آب بستہ مین تیراک کا

جام چشم یار کے نزدیک مار زلف ہین
سامنا پہر ہوگیا جمشید سے ضحاک کا

وردہے لے قدر مجہکو نام ابن بوتراب

ہاتھہ مین کنٹھا رہا کرتا ہے خاک پاک کا

۷ برنگ زلف نہ اب بل کی لو ہوا سو ہوا — چھوا ہے گال کہ چوما ہے جو ہوا سو ہوا
وہی حضور وہی ہین وہی نظر وہی آنکھہ — تم آپ سے غیر کو آنے نہ دو ہوا سو ہوا
ہم انفعال مین روتے ہین اسے سحاب کرم — ہمارا نامۂ اعمال دہو ہوا سو ہوا
ہمارے قتل کا اے یار سوگ کیا کرنا — خدا کے واسطے مہندی ملو ہوا سو ہوا
نہ پوچھو ہم سے کہ منہہ لائی یا مسّی گالکی کیون — منگا کر آئینہ تم دیکھہ لو ہوا سو ہوا
شب وصال مین فرقت کا حال سنکے کہا — نصیب جاگے ہین سوتے رہو ہوا سو ہوا

سنا ہے عشق پہ بیزاد ترک کرتے ہو قدر
یہ کون بات ہے دیوانے ہو ہوا سو ہوا

۲۳ وصل کا دن جلد بسر ہوگیا — ایک منٹ ایک پہر ہوگیا
آہ جو کہینچی تو شجر ہوگیا — داغ جو کہایا تو ثمر ہوگیا
ہم تو اوسی شعر کو کہتے ہین شعر — منہہ سے وہ نکلا کہ اثر ہوگیا
بس کمر یار نظر آچکی — تارِ نظر ہوسے کمر ہوگیا
دیکھکے رخسار وہ نالے کئے — طائرِ دل مرغِ سحر ہوگیا
بے طلب آئے مرے گہر آیئے — بیٹھیے بس آپکا گھر ہوگیا
ہائے کسے روؤن مین اے دردِ دل — تو جو تھا دردِ جگر ہوگیا
وصل مین مل ملکے زبانین لڑین — یار سے مین شیر و شکر ہوگیا
آب رہا آنکھہ مین جبتک رہا — آنکھہ سے نکلا تو گہر ہوگیا
عالمِ اسباب کہان ہم کہان — میلے مین اپنا بہی گزر ہوگیا

کیا مری آنکھون کی ہے عادت بُری
دیکھا جسے مدِ نظر ہوگیا

داورِ محشر کا قصور اسمین کیا
یار جدہر تھا مین اودہر ہوگیا

گرمی مے سے جو عرق آگیا
چہرہ تمہارا گل تر ہوگیا

ہجر مین جب پی گئے ہم اشک سوز
کان نمک زخم جگر ہوگیا

تھی رمضان مین مری حالت تباہ
خوب ہوا شہر بدر ہوگیا

دل مین سمایا ترے چہرے کا دہیان
آئینہ آئینے کا گھر ہوگیا

بے دہنی اور شگوفہ ہوئی
عیب بہی صاحب مین ہنر ہوگیا

ختم ہوئی سنگدلی آپ پر
دل کا سویدا بہی شرر ہوگیا

یار چھلاوا ہے کہ انسان ہے
گاہ پری گاہ بشر ہوگیا

آپ تو دل لیکے بہت خوش ہوئے
قلعہ کوئی تھا کہ وہ سر ہوگیا

رات کو یاد آپ کی ٹالے گا کون
دن تو امیدون مین بسر ہوگیا

چھین لیا لوگون نے مضمون شعر
ٹکڑے مرا لخت جگر ہوگیا

حالت غش دیکھنے آیا تھا یار
قدر کو جب تک کہ خبر ہوگیا

۱۸

دربارون مین خاک اوڑتی ہے جایا نہین جاتا
مٹی مین تو عزت کو ملایا نہین جاتا

اوس خال کا چہرا کبھی کہایا نہین جاتا
لوہے کا چنا ہے کہ چبایا نہین جاتا

ربط ابرو قاتل سے بڑہایا نہین جاتا
تلوار کے منہہ پر کبھی جایا نہین جاتا

جنت نہین کوچہ ترا اسے حور تو کیا ہے
جاتے ہین تو پہر کس لئے آیا نہین جاتا

بوسے بہی زنخدان سے لئے ہمنے جبین تک
لیکن وہ دہن تو کہین پایا نہین جاتا

ہوسکتی نہین دل شکنی مجھسے کسیکی
کعبہ تو مسلمان سے ڈہایا نہین جاتا

اس ضعف مین یہ عشق کہین گر نہ پڑو نہین
یہ بوجھہ تو گردون سے اوٹھایا نہین جاتا

مرتا ہون مین اسپر کہ وہ آواز سنائین
لو سورۂ یٰسین بھی سنایا نہین جاتا

بیٹھا ہوا بس دور سے دیکھا کرے اونکو
نازک ہین بہت ہاتھہ لگایا نہین جاتا

اے رشک چمن خاک مروت نہین تجھہین
اک پھول بھی تربت پہ چڑہایا نہین جاتا

غنچے کی روش دم بخود اس باغ مین ہون مین
بلبل کیطرح شور مچایا نہین جاتا

ہاتھہ آپکو اغیار لگاتے ہین غضب ہے
اک تیغ کے کا ہاتھہ لگایا نہین جاتا

ہر چند کہ ہم دل سے بہلاتے ہین تون کو
کیا قہر ہے دہیان انکا خدایا نہین جاتا

فرمائے تو قتل پہ کیون ہاتھہ اوٹھاتا
عاشق کا جنازہ اب اوٹھایا نہین جاتا

سیدہی بھی جو کہتا ہون سمجھتے ہو تم اولٹی
کچھہ آج مزاج آپکا پایا نہین جاتا

بدرگ ہے وہ بت کیجئے کسطرح صفائی
پتھر کی لکیرون کو مٹایا نہین جاتا

مضمون جو مرا لے کوئی کیونکر نہ مین روکون
فرزند تو ہاتھون سے گنوایا نہین جاتا

ان خاک کے پتلون پہ ہم اے **قدر** مرین کیا
مٹی مین جوانی کو ملایا نہین جاتا

٢٣

اولٹکے دفتر سپہر آسمان کا کیا رخ آہون نے لامکان کا
پڑا رہا شور الامان کا دہرا رہا غل کہان کہان کا

ٹکا تہا کوٹھا جو اس جوان کا مین چڑہ کے پھانسی پہ گوچہا نکا
کیا سوال اوس سے آسمان کا دیا جواب اوس نے ریسمان کا

ہزار بلا ہو درمیان کا بچا و عنقا ہے مرغ جان کا
اشارہ اوس ترک نوجوان کا خدنگ ہے اک کڑی کمان کا

عدم کی ہستی کا مین مکین ہون بقا جہان ہون فنا وہین ہون
ہزار اوٹھون مین تو کچہہ نہین ہون غبار ہون صحن لامکان کا

ہوا خزان کی یہ رنگ لائی کہ ہم غریبونکی خاک اوڑائی
وہ زرہ دانہ ہی چمن مین آئی پتا نہین اپنے آشیان کا

جو خستہ پائی نے تشنہ پایا تو شمع سوزاں نمط مجھے بنایا
کہ خار پا نے جو سر اوٹھایا بنا وہ کانٹا مری زبان کا

فقط نہ سینہ ہی توڑ کافر جگر بھی حاضر ہے دل بھی حاضر
بتا تو لے تیر عشق آخر ترا ارادہ ہے اب کہاں کا

یوں ہی جو دل سوز غم سہیگا تو صبح تک حال کیا رہیگا
کہ شمع سا اشک میں بہیگا پگھل کے مغز اپنی استخوان کا

خوشامدوں کی ہی انتہا کچھہ ابھی ابھی کہہ چکا ہوں کیا کچھہ
بڑہا ہی معشوق سے سوا کچھہ دماغ دربان و پاسبان کا

ابھی ہم آغوشیوں کی جا ہی لپیٹ بھی جاو کچھہ دیر کیا ہے
کہ ناف تک دم نکل چکا ہی بھروسا کیا تیرے نیمجان کا

پڑا جو غمزے کا دل پہ بھالا جھپک کے پلکوں نے پردہ ڈالا
نہ دل نے آنکھوں کو دیکھا بھالا نہ آنکھوں نے دلکو تاکا جھانکا

ہم اپنا حسرت بھرا ہوا دل جو لیکے بیٹھے میان محفل
ہوا یہ سبکو یقین کامل کہ اک مرقع کھلا جہان کا

پڑیگا یک رنگیوں کا سایا تو حسن مرجھا کی عشق ہوگا
بنے گا ہر سبزہ لگکے تنکا چمن میں قمری کے آشیان کا

ہزار نالے کروں تو کیا ہی کہیں سماعت بھی یا خدا ہی
شنوا ہے ہیت سنکہہ پھنکتا ہی تو شور کعبے میں ہے اذان کا

بہار کی جب ہوا سمائی تو قسمتوں سے خزاں ہے آئی
گلاب کی جب قلم لگائی تو پہول اوترا ہے زعفران کا

عبث پھری ہی نگاہ جادو کہ تیر کج ہی خطای بازو
بہت بلوں پر ہے ناحق ابرو کہ خانہ ہی عیب ہر کمان کا

زمیں سے سوئے چرخ گرداں چلا تھا نالہ بشور افغاں
ہوا نے ایسا کیا پریشان رہا زمیں کا نہ آسمان کا

ہزار پردے میں رنگ لائی مگر جوانی نہ چھپنے پائی
شباب کی جب امنگ آئی تو جوبن ابھرا کسی جوان کا

پڑیں تماچے اگر ہوا کے تو پرزے پرزے اوڑیں گے تنکے
بس آ گئے ہم نالہ رسا کی یہ حال ہی جرم آسمان کا

جو بیٹھے لے صحبت گل رہا نہ ہو دامن توسل
جو خاک ہو جائے جسم بلبل غبار ہو صحن بوستان کا

وہ برق طور تجلی آرا کلیم نے جس سے دم نہ مارا
بجھا ہوا تھا کوئی شرارا حضور کے سنگ آستان کا

دل و جگر کی جو پوچھتا ہی تو دونوں آنکھوں کا سامنا ہی
ادھر ہی اک گہا و تیر کا ہی ادھر بھی اک زخم ہی سنان کا

کہاں ہیں قدر اجل رسیدہ نگاہ و ابرو ہوئی کشیدہ
ہوا وہ ترکش سی تیر جیدہ چڑہا وہ چلہ تری کمان کا

۲۴

برا ہوا کہ مِری فغان کا دہوان اوٹھا سوزشِ نہان کا — یہ دم گھٹا کچھ دلِ تپان کا سمٹ کے چھالا بنا زبان کا

ہدف ہون مژگانِ جانستان کا ہین کشتہ ہون تیرِ ابروان کا — مراد مانگے ہر ایک بانکا لحد پہ چلّہ بندھے کمان کا

وہ حسن ہے غمزۂ نہان کا کہ ہوش اوڑتی عشقِ جانستان کا — خدا ہی حافظ ہی نقدِ جان کا کہ چور ہی دوست پاسبان کا

ہی یاد اب تک وہ دل کا کھونا وہ آپ ہی آپ بدحواس ہونا — وہ آپ ہنسنا وہ آپ رونا وہ خشک ہونا لب و دہان کا

ہی خانہ داری جنون کامل جہان کا رنگ یکبدل — چمن مین تنکے چنین عبث دل جو سر مین سودا ہو آشیان کا

ابہی وہ سودا ہی سواد اسکی کلی چٹکتی ہی کیون ہوا سے — نہ چونک دیکھے کہین صدا سے دماغ نازک ہی باغبان کا

یہ تنگ دل کی تہی کارسازی چلی نہ حسرت کی فقرہ بازی — کہ جیسے اونکی زباندرازی گلہ کرے تنگیٔ دہان کا

حجاب کیسا لپٹ ہی جاؤ کہان کا بوسہ زبان لاؤ — قبا اوتارو نقاب اٹھاؤ ہٹاؤ جھگڑا ہی یہ کہان کا

گرا وہ زخمی جگر ہمارا وہ جلوۂ رخ نے مار اوتارا — پتا رہے چاندنی نے مارا لحد پہ تکیہ ہو کتان کا

قدم کے قدموں سے مین جدا ہون جو وحشت کی ہاتہ سے فنا ہون — جما ہون پر خاک مین ملا ہون وہ نقش ہون پاے کن فکان کا

جسے سمجھتی ہی جو خلقت وہی ہی ہی تصویر خود بدولت — جسے بتاتے ہین لوگ جنت وہ نقشہ ہی آپ کے مکان کا

بتائین جو دل نے کچھ ایسی گھاتین کہ کٹ گئین وہ غم کی پہاڑ راتین — سنین جو اس بے زبان کی باتین مزہ ملا مجھکو ہمزبان کا

تری ہتیلی مین خال نکلا کہ نقدِ دستِ جمال نکلا — اذان دی سینے بلال نکلا کہ ہاتہ گلدستہ ہی اذان کا

سرا ے دنیا مین جب مین آیا رہا روی اپنی ساتہ لایا — خدا نے تپلا مرا بنایا ازل کے دن گردِ کاروان کا

نہ بہاگ حسرت سی امتحان دین وہ عیدِ عشرت ہے اس جہان کا — سنا ہی زندانِ مومنان مین مزہ ہی کفار کی جنان کا

وہ زرد رنگت وہ جسمِ لاغر وہ سیرِ غربت قدم قدم پہ — گرے جو اوڑ کر چمن سے باہر وہ زرد پتا ہو تن خزان کا

جنہین سمجھتے ہین لگ تارے وہ چھید ہین دلربا رسا کی — یہ ہمنے آہون کے تیر مارے کہ سینہ چھلنی ہی آسمان کا

سیئے گی کیا چاک جیب و دامن دل جگر کی مزہ ہی دشمن — جسے مین سمجھا تہا نوکِ سوزن وہ کام کرنے لگی سنان کا

جو صبح ٹہسنے کا دہیان آیا کسیکو پہر خاک مین ملایا — نیا اوٹھا ہی پہر ایک پایا چنا ہی لاشہ کسی جوان کا

نہین لالی مسی کی ہے کہ لعل حسرت مین دانت پیسے
تمہارے ہونٹھون مین نازکی سے اثر ہے رنگینی بیان کا

دل جگر آنکھہ سینہ سارا ذرا ذرا ہم نے جان مارا
وہان ہان اب کرین گزارا پتا بتاؤ جہان جہان کا

ہے نخل طوبی تمہاری قامت اوسی مین پستان کا ہے پہل جنت
تمام چہرہ ہی باغ جنت ذقن بہی ہے سیب اوسی جنان کا

جو خاکسارون کا کچہہ نہین ڈر تو کیون خوشامد ہی پہر مٹا کر
زمین کے پاون پر سدا سر جہکا ہوا ہی سر آسمان کا

وہ اپنی صورت پہ خود فدا ہے یہ خود مزے اپنی لے رہا ہے
نہ یار محتاج قدر کا ہے نہ **قدرؔ** محتاج قدردان کا

۱۳۱

او لٹ دیا وہ طبق زمین کا پتا نہین چرخ ہفتمین کا
بُرا ہوا آہِ دلِ حزین کا کہ مجھکو رکہا نہین کہین کا

جو داغ ہی عشق دلنشین کا جو دلنشین ہے دلِ حزین کا
وہی ہی تمغا مری جبین کا وہی سلیمان مرے نگین کا

نشان ہے یہ ابروے حسین کا اثر ہے یہ زلفِ عنبرین کا
کہ داغ اپنے دل حزین کا ہے مشک نافہ غزال چین کا

رہیگا قاتل نہ تو کہین کا نشان ہی یہ بسمل حزین کا
غبار تو پونچہہ لے جبین کا لہو تو دہو ڈال آستین کا

کسی نہ مرکر بہی کینہ خواہی ملا کے مٹی مین کی تباہی
مری طرح سے کہین آتی فلک بہی پیوند ہو زمین کا

تپانگہہ بیاہ کی سے ہے محفل ذرا مری سیر دیکہہ قاتل
کہ ہو رہا ہے جو رقص بسمل لگا ہی گھنگھرو دم پسین کا

ترقیون مین ہے کیون مجاہد کھلیگی سختی خدا ہی شاہد
کریگا رفع یدین زاہد تو بت کریگا ہر آستین کا

یہ سرمہ ہی یار اے ستمگر کہ آنکہ مین دیکھتی نہین ہین اوپر
کمند کے حلقون مین برابر گلا پہنسا ہر غزال چین کا

کلیم تم نے نہ اوسکی مانی تو غش مین واجب تہی تالانی
جو چھیڑ ہی تہی بحث لن ترانی جواب پایا تہا ہان نہین کا

اگر کا ہے رگڑ دن مین دست قاتل ہمارے دم کی طرح سی ایدل
کہ خون بسمل سے حلق بسمل بنا ہی خود حلقہ آستین کا

تڑپ تڑپ پوچہہ دل تپان کی کہو نہین تم سی کہان کہان کی
اسی سے ہی گردش آسمان کی اسی سے ہی زلزلہ زمین کا

ذرا بہی ممکن نہین روانی ضعف سے ہے مرگ ناگہانی
کہ صورت اشک ناتوانی جہان گرا مین ہوا وہین کا

چھپائین محشر مین کیا گنہ ہم گواہ اعضا ہین اپنے پیہم
یہ ہاتہہ خود اپنے حق مین ہین سم ہر ایک ہی سانپ آستین کا

جہان سر پر اوٹھا رہا ہون جنون مین جو مین مچا رہا ہون
جو وحشت مین خاک اڑا رہا ہون تو باغ گردون ہے ہی زمین کا

جو دم بخود ہون لحد کی اندر ضرور ہون کچھ نشان باہر
مزار پر سرمئی ہو چادر مین کشتہ ہون چشم سرمگین کا

نہ صحبتون کا خیال پوچھو نہ میرے دل کا ملال پوچھو
نہ اگلے وقتون کا حال پوچھو یہ آئینہ تہا کسی حسین کا

کرم مین ہمکو غضب مین ہمکو کیا جو ممتاز سب مین ہمکو
تمہاری دشنام لب مین ہمکو مزہ ملا زہر و انگبین کا

کرے نہ کیون یار ہم سے غرا وہ نور ہی خاک سے مبرا
کہان وہ سورج کہان یہ ذرا کہ فرق ہی آسمان زمین کا

جو حلقہ زلفون کا ہاتھہ آیا تو مشک نافہ ختن کا پایا
جو کاجل اون آنکھونکا چرایا تو مشک پایا غزال چین کا

مین اوسکی سنتا نہین مزا ہی وہ میری سنتا نہین بجا ہی
ادہر بہی ہان ہان کا غل بجا ہی جو شور ادہر ہی نہین نہین کا

یہ ہونٹھ دونون ہین قند و شکر مین صاف کہدون تمہارے منہ پہ
دیا ہی بوسہ ترش جو ہوکر تو ذائقہ ہے سکنجبین کا

جو اشک خون متصل گیا ہی اوسی مین ہر لخت دل گیا ہے
کہ بہتے پانی مین مل گیا ہی پتا سلیمان کے نگین کا

یہ کھینچتا لیچلے یہان سی تو جا کی محشر مین اونکو پہانسے
نہ بخیہ خون عاشقان سے چھٹے گریبان آستین کا

کہلا وہ باغ خلیل ہوکر بنا سر طور نخل اخضر
ہوا سے جھڑ کر گرا زمین پر جو ایک پہول آہ آتشین کا

ہزار صحبت ہوا ون سے بد مذہب بدون سے نیکون کو کیا ہی مطلب
کہ تلخی زہر نیش سی کب مزہ بدلتا ہے انگبین کا

یہ کیسی ضد ہے یہ کیا رکھائی ہمین بہی اک چال ہاتہہ آئی
کرینگے اب تم سے ہاتہا پائی جواب کیا ان نہین نہین کا

یہ لاغری اب ہے خار دامن کہ اوٹھہ نہین سکتا بار دامن
جو پاون اپنا ہی تار دامن تو ہاتہہ ہی تار آستین کا

ہمین جہنم سی خوف ہے کب کہ اشک ٹھنڈی ہین اپنے بیحد اب
خزانہ آنکھون کا ہی بہا لب بہا رہی فوارہ آستین کا

تعلق اوسنی جو ہمسے رکھا تو ہمنے ربطا اوسکی دم سی رکھا
نہ کام دیر و حرم سے رکھا مٹا دیا قصہ کفر و دین کا

میان محشر ملالتون سے ہین شمع ہون دل کی حالتون سے
کہ پاون تک سو خجالتون سے عرق بہا ہی مری جبین کا

سخن کو قدر اوج دے زبان سے کہ تخم افشان ہے لامکان سے
کیا ہے ناسخ نے آسمان سے بلند تر رتبہ اس زمین کا

٢١ اسی منہہ پہ زاہد خشک نے ہمیں سبز باغ دکھا دیا ۔ نہ ملا دیا نہ دکھا دیا نہ بتا دیا نہ پتا دیا

لئے سینہ میں تنے دل جو دکھا دیا مجھے اوس نے چہرہ دکھا دیا ۔ اوسے ہین تنے آئینہ لا دیا مجھے اوس نے آئینہ لا دیا

یہ لگائیں قبر کو ٹھوکریں کہ لحد سے مجھکو اوٹھا دیا ۔ ابھی آنکھ لگ گئی تھی ذرا ابھی آ کر اوس نے جگا دیا

کبھی لائے ابرو دن پہ وہ بل کبھی لب سے لب کو ملا دیا ۔ کبھی مار ڈالا اشارے میں کبھی یکدم میں جلا دیا

وہ تو دل تھا زلف سیاہ میں جسے یون سنائی جلی کٹی ۔ وہ اندہیرے گہر کا چراغ تھا جسے منہہ سے تمنے بجہا دیا

چہری ہجر نے تو نہ پہیری تھی ہوئیں دتی زرد تو سرخ کیون ۔ مری آنکھ تم ملو تلووں سے کہ تمہیں فریب حنا دیا

جو تو بوئیگا وہی کاٹیگا جو کریگا تو وہ بہرے گا تو ۔ ترے کام کچھ بھی جو آئیگا تو ہمیں کا تیر الیا دیا

جو نہیں ہے درد دل و جگر تو جلی کٹی ہیں کہاں اثر ۔ جو نمک ملا نہ کباب میں تو کباب نے نہ مزا دیا

نہ سنونگا سمع خراب کیا واعظوں نے بڑا غضب ۔ کہ لہو جگر سے ابل پڑا مرا شانہ اتنا ہلا دیا

شب ہجر میں گرے ایسے ہم کہ اٹھینگے روز قیام کو ۔ ولئے روز صد ہون یہ صدمے وہ کہ قد بلند نے ڈہا دیا

یہ تو اپنی اپنی ہیں قسمتیں کہ ہزار دن ہاتھ خدا کے ہیں ۔ مجھے بوسہ لب کا دلا دیا جو خضر کو آب بقا دیا

نہ حلو متوں سے تو بس کی سے نہ سنا دتون یہ کہنڈ کر ۔ ہو خدا نے کام دیا کیا جو خدا نے تمہکو دیا دیا

جو دل اپنا مانگتا ہون تو اوسی توڑنے پہ جو باتے ہو ۔ نکل آئے تما نہ کعبہ سے کہو کعبہ تم نے نہ ڈہا دیا

ادہر آؤگے کہ نہ آؤگے کہو سینہ مجہہ سے ملاؤگے ۔ مرا داغ دل بھی مٹاؤگے کہ مجھی کو تمنے مٹا دیا

وہ لگایا منہہ وہ لگایا منہہ وہ لگا یا منہہ کہ بنایا منہہ ۔ وہ ہنسا دیا وہ ہنسا دیا وہ ہنسا دیا کہ رلا دیا

وہ نظر تمہاری ادہر ملی وہ جگر سے تیر گزر گیا ۔ وہ پلک تمہاری ادہر اوٹھی وہ نشانہ تمنے اوڑا دیا

مجھے ایک عالم نزع ہے نہ مرونگا میں نہ جیونگا میں ۔ ترے لب نے جام بقا دیا ترے خط نے زہر فنا دیا

تری باتیں نقش جگر ہیں ہیں پھپھولے ہوٹ چکے مرے ۔ یہ جلا دیا یہ کڑہا دیا کہ مرا کلیجا پکا دیا

نہ تمہیں گلہ نہ ہمیں گلہ کہ خدا نے کر دیا فیصلہ ۔ تمہیں چہرہ چاند سا دیدیا ہمیں تم سا ماہ لقا دیا

کبھی ایک بوسہ نہین دیا تو پھر اوسکا ذکر ہی یہ دو کیا
بھلا اپنے دل مین سمجھتے تم کہ فقیر کو جو دیا دیا

یہ نیاز و ناز کی بات ہے یہ حجاب راز کی بات ہے
کہو تمکو **قدر** نے کیا دیا کہو تمنے **قدر** کو کیا دیا

۱۵

ہستی پہ تو جو مائل اے گلبدن نہوتا
اک نقطۂ سیہ بھی تیرا دہن نہوتا

افلاس مر گئے پر اتنا سلوک کرتا
شرمندہ مجھسے یا رب دزد کفن نہوتا

تیرا خیال ہر دم ہے جان و دل سی مجھکو
کب تک خیال تجھکو اے جان من نہوتا

سچ کہتے ہین مہندس ہر خط کی حد ہی نقطہ
میری نظر نہ پڑتی تو وہ دہن نہوتا

مستی مین تم دکھاتے اوسکو اگر نہ انکھین
نرگس کا فصل گل مین نشاد ہرن نہوتا

مرنے پہ بھی جو میرا سوز جگر بھڑکتا
ہرگز نصیب مجھکو دو گز کفن نہوتا

ملتا نہ چاہِ یوسف آج اپنے ڈوبنے کو
کیا تھہرتا جو اونکا چاہِ ذقن نہوتا

اوس چشم سرمگین کی تیر نظر جو پڑتی
زخمون مین شکل غنچہ ہرگز دہن نہوتا

جو کلبۂ سیہ پر میرے نہ سورج آتا
ہندوستان بھر مین سورج گہن نہوتا

سلطانِ عاشقی کا سکہ اگر نہ پڑتا
دنیا پہ داغ غم کا اتنا چلن نہوتا

کس کام کی یہ رونق بنتا میان ہون جسمین
مین شکل مہر یارب داغ وطن نہوتا

اوس زلف کی جو خوشبو لیکر صبا نہ جاتی
پیدا ختن مین ہرگز مشک ختن نہوتا

باغ جہان مین اے گل اکدن جو آپ تنتے
سرو چمن نہوتا یا نارون نہوتا

بلبل کبھی نہ بنتی مقتل مین روح اپنی
تلوار مین جو تیری قاتل چمن نہوتا

قاضی کو کیا تردد مفتی کو کیا علاقہ
کیا **قدر** عمر بھر تک تو یہ سخن نہوتا

تجھے قول کا دہیان ذرا نہ رہا مجھے تجھ سے یقینِ وفا نہ رہا ۱٦
مرا ہوش ہوا کہ بجا نہ رہا مرا دم ہوا تو کہ رہا نہ رہا

کبھی مرکے بھی آہ تھمی نہ رہی کبھی سوزِ جگر کی کمی نہ رہی
کبھی قبر کی خاک جمی نہ رہی کبھی سبزۂ لحد کا ہرا نہ رہا

یہی ہیان تمہاری بہت تنگ دہان کہ کرونگا میں شکوۂ ہجر بیان
یہ وصال مین چوسی ہے تو نے زبان کہ زبان کہین کوئی گلا نہ رہا

جو گرفتہ میرا دل مردہ ہوا کرے آہ و فغان یہ گرہ ہوا
مرا غنچۂ غم یہ فسردہ ہوا کہ گزارِ نسیم و صبا نہ رہا

ہین عزیز مجھے دلِ اشک روان یہی نورِ نظر وہی راحتِ جان
کبھی آنکھوں سے یہ بہی ہا نہ نہان کبھی سینے سے وہ بھی جدا نہ رہا

رہی ہجر و وصال مین بے حرکت کہ نہ تاب تہی مجھکو نہ تجھکو سکت
ترے جسمِ لطیف سے سایہ صفت مین جدا بہی ہا تو جدا نہ رہا

مری تان پہونچی تہی تا بفلک مری آہ پہ کرتی تہے وجد ملک
ترکی ضعف سے ہجر مین سانس تلک وہ سکت نہ رہی وہ گلا نہ رہا

تن و روح کی شکل ملا ہی رہا مری جان و بدن مین آ ہی رہا
شب و روز گلے سے لگا ہی رہا کوئی دم نہ کبھی مجھ سے جدا نہ رہا

کہین بات کا پاس نہ آج رہا یہ ملو وہ چھٹے یہ رواج رہا
نہ وہ وضع رہی نہ مزاج رہا نہ وہ لوگ رہے نہ زمانہ رہا

تری در پہ جو سر تہی کٹائے ہوئے وہ پڑے ہین لہو مین نہائے ہوئے
رہے لالے کی شکل بنائے ہوئے کوئی زخم تنِ شہدا نہ رہا

ہین وجود و عدم مین دو ہان کمر کہ ہے غیب و شہود کا نہین اثر
نہ یہ جسم سے جائین نہ ہی نظر کوئی ایسا بقا مین فنا نہ رہا

ہے تمہارے مریض کا حال عجب بہری بیٹھے ہو تم یہ بڑا ہے غضب
کوئی گالی ملے کوئی بوسۂ لب کہ مقامِ دعا و دوا نہ رہا

تری حلقۂ زلف نے پیچ کئی تو دلوں نے بہی راستے گہر کرلئے
دلِ عنبرِ ناز جو کہو دئے کوئی قیدیِ زلفِ دوتا نہ رہا

رہی رنگ جمی ترے زیر قدم جو قدم سے چھٹی پہ فنا ہوئے ہم
کہ رہا انشان بہی تا بعدم کہین صورتِ رنگِ حنا نہ رہا

ملے غمزہ و ناز و ادا دہیا مجھے ذبح کیا یہ ستم ہی کیا
مرا دعویِ خون بہی پیش گیا کہ قصاص کسی پہ روا نہ رہا

وہی ہوش و خرد مین خلل ہی ہی دل قدر ہی ہے جگر بہی ہا
وہی یار و عزیز ہین گہر بہی ہی جو چلے گئے آپ تو کیا نہ رہا

جو شہیدِ نگاہ جفا نہ رہا تو سہاگ کا ادنکے پتا نہ رہا
وہ پہ ردے لئے کہ سرمہ ذرا نہ رہا وہ بیٹھے کہ رنگِ حنا نہ رہا

رہِ عشق مین تری مین غم نجہ غم کہ پتا نہین غم کا پتا مین جو ہم
ہوا آبلہ ملا ایسا ہم کو لگی آبلۂ کفِ پا نہ رہا

شب وصل میں منہ ترا دیکھتے ہی مری آنکھ سے لگ گئی آنکھ تیری
کہ نقاب کے ساتھ ہی پلک بھی اوٹھی کوئی پردۂ شرم و حیا نہ رہا

حق و ناحق اگر ہی یار خفا تو منایا کرین اوسی اہل وفا
کہین چھوٹے جو عادت جور و جفا تو وسیلۂ مہر و وفا نہ رہا

جو جفا کش غمزۂ دیدہ رہا وہ اجل کا نہ دید و شنیدہ رہا
جو نگاہ ادا کا شہید رہا وہ نشانۂ تیر قضا نہ رہا

لئے پھاہا اوٹھا مری کان نمک شرہ ٹیس ہی نہ جلن نہ تپک
تو نمک سے زخم جگر پہ چھڑک کہ تپش کا ذرا بھی مزا نہ رہا

کبھی رنج سے ہوتا ہی کام روا کبھی داغ سے ہوتا ہی درد سوا
ہوئی سوزش دل کے مرے حق مین دوا کہ کلیجے کا زخم ہرا نہ رہا

جو زمانے کے ربط کو ترک کیا نہ پھنسے کبھی ہم تہ دام رہا
جو تعلق خلق کو چھوڑ دیا کبھی دام و قفس مین ہما نہ رہا

مجھے سیکڑوں آپ نے داغ دئے کبھی ہنس کے کسی سے بھی شکوے کئے
کوئی شکوہ نہیں ہے جو بوسے لئے کہ عوض تو رہا جو گلا نہ رہا

مری سینہ سے لگ کے وہ سرو سہی یہ کہتا ہی مجھ سے کہ کہہ تو سہی
تری سوزش دل ابھی غم رہی ترا درد جگر رہا نہ رہا

ہوا آب جگر کا یہ حال ہوا ہوا خاک یہ دل کو ملال ہوا
جو سنا تو اونہیں بھی خیال ہوا کہ کوئی بھی قتیل ادا نہ رہا

جو شباب میں غنچۂ دل نہ کھلا تو بڑھاپے میں بھی مجھے دکھ ہی ملا
کرون فصل بہار کا کس سے گلا کہ خزان میں بھی میں تو ہرا نہ رہا

ہمیں غیر و یگانہ کڑھاتے ہیں یونہیں کوئی نہ کوئی ستاتا رہے
کہ رقیب ہے منہ کو بناتے ہیں کبھی یار جو ہم سے خفا نہ رہا

خط سبز کو دیکھ کے بر سر لب ہی بوسۂ لب کی نہ دل کو طلب
ملے خضر سکندر روم کو جب تو وہ تشنۂ آب بقا نہ رہا

رہے صبر و ستم مین ذرا نہ کمی ہوئی خوب فراغت تازہ دمی
رہا التماس لگا تو چھری نہ تھمی وہ چھری جو تھمی تو گلا نہ رہا

دل قدر جو تجھ پہ نثار ہوا تو کہین بھی نہ اوسکو قرار ہوا
جو بتون کی گلی مین گزار ہوا تو وہان بھی وہ مرد خدا نہ رہا

۱۴۰

مرے نامۂ عمل مین نہ ذرا صواب نکلا
مرے دل سے روز محشر خط حساب نکلا

وہ لحد پہ میری آئے تو نقاب ولٹ کے بولے
ابھی اب تلک نہ جاگے اوٹھو آفتاب نکلا

ہوئے شق جو گرم پہلو تو دل و جگر کے بدلے
اک ادھر کباب نکلا اک ادھر کباب نکلا

ترے میکدے سے ساقی ہمیں نا امید جائین
جو کوئی یہان سے نکلا وہ پیئے شراب نکلا

کوئی دل سے اشک ٹپکا جو مثال موج دریا
تو گرہ گلے مین ہوکر وہ دُرِ خوش آب نکلا

جسے اپنا فخر سمجھے اوسی دل نے ہمکو کھویا
جسے بہاگوان جانا وہی گھر خراب نکلا

کبھی یہ دکھایا عارض کبھی وہ دکھایا عارض
کبھی ماہتاب نکلا کبھی آفتاب نکلا

گئی گل خزان مین بالکل رہا چمن مین بلبل
نہ ترا جواب نکلا نہ مرا جواب نکلا

جو دل و جگر جلا سے تو سخن سے لے کی روانی
جو گلون نے جوش کھایا تو کہین گلاب نکلا

بڑھی اپنی حد سے ظالم تو بلا وسکا کیون نہ نکلے
جو کھنچی وہ زلف پیچان ہین پیچ و تاب نکلا

سنی آہ و اشکباری دل و چشم کی تو بولے
کوئی اور قصہ چھیڑو یہ خیال و خواب نکلا

چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد
ابھی دل پہ ہاتھ مارا ابھی بے حجاب نکلا

جسے شرم جانتے تھے وہ فقط تھی اونکی نفرت
جسے ناز کہہ سکے تھے وہ نرا عتاب نکلا

مرے سر پہ **قدر** برسا وہی بنکر ابرِ رحمت
جو مین حشر مین لحد سے بہت آب آب نکلا

۲۲

بڑی ہو کیون **قدر** منہہ لپیٹے ذرا بتاؤ تو حال دل کا
نہ منہہ سے بولو نہ سر سے کہیلو کٹے گا کیونکر ملال دل کا

تمہارے دل پر خود آئینہ ہے کہون مین کیا تم سے حال دل کا
کہ دل سے ہوتی ہے راہ دل کو نہ کیون ہو دل کو خیال دل کا

وہ محوِ آئینہ ہو رہے ہین اس آئینے پر ہے کم توجہ
وہ خال و خط مین پھنسے ہوئے ہین خیال ہے خال خال دل کا

پڑینگے کسکے گلے ستمگر یہ اوسکا ظالم وہ اسکی ظالم
جگر کا خون دل کو شیر مادر تو انکو ہے خون حلال دل کا

نہ تیغ ابرو کا ہمکو ڈر ہے نہ تیر مژگان کا کچھہ خطر ہے
ہمیشہ سینہ یہان سپر ہے تو حوصلہ کچھہ نکال دل کا

ادب سے مین گستاخ ہونگا جسدم تو پہلے مانگونگا لب کا بوسہ
وہ مجھسے بیشرم ہونگے جسدن تو پہلے ہوگا سوال دل کا

عجیب دلکش ہے طاق ابرو سے کعبہ اپنا تو لوا
جدہر اشارہ ذرا کرے تو مرخ پہیر کیا مجال دل کا

تم اپنی زلفون مین اسکو جانان سمجہہ لو ایک آدہ شب کا مہمان
تمہین بتاؤ کہ کیا پہر ساضعیف دل کا نڈہال دل کا

اودہر گلستان مین پہول کہلین ادہر ہین داغ ہیرے دل پہ
اودہر چمن مین بہار آئی ادہر ہو چہرہ بحال دل کا

بہنور ہی چاہ ذقن تمہارا پڑا ہا کے دیتے نہین ہمارا
کہ اوسمین پہلی سے دل ہمارا تو دام گیسو ہی جال دلکا

ہی دل کو تیرا خیال ہردم تجہے بہی آتی ہی یاد اوسکی
ہی اوسکو ہر وقت یاد تیری تجہے بہی کچہہ ہی خیال دلکا

ہمارے سینے پہ کان رکہکر ذرا سنو نالہا سے دلکو
قفس ہے یہ سینہ مشبک کہ اسمین تڑپتا ہی لال دلکا

وہ زلف پیچان سے اوڑ چلا تہا تڑپ تڑپ کر پہڑک پہڑک کر
یہ دام چارہ نظرف سے لپٹا کہ پہنس گیا بال بال دل کا

ادہر ہوا جذب اسکو پیدا اودہر وہ سینے سے آگے لپٹے
یہ بارہا آزما چکا ہون ہین کشش دلکا کمال دل کا

تمہاری زلفین لٹک رہین ہین جو نہین ہوتا تو گر ہی پڑتا
تم اپنا جوڑا تو کہول ڈالو اسی مین ہی احتمال دل کا

نہ پوچہیے حال ناتوانی کہ آہ و نالہ سے تہی گرانی
بس ایک ہچکی تہی اوسکو آئی کہ ہوگیا انتقال دلکا

تپش قیامت ہے آہ محشر نہ پہول بلبل برای گل تر
کہ تو نے دیکہا سنا نہین ہے جو غم مین ہے حال و قال دلکا

تمہاری ابرو یہ خود فدا ہی تمہارے تلوے کی خاک پا ہے
مزاج کیا خستہ حال دلکا دماغ کیا پایمال دل کا

ہمارے سینہ کو ہول لیکر سنگاردان اپنا تم بناؤ
ہے اسمین زخمی جگر کا شانہ تو آئینہ بے مثال دلکا

کبہی ہے سودا کبہی ہی الجہن کبہی پریشان ہین ہمہ تن
تمہاری زلفون پہ مشفق سن پڑا ہی بیشک وبال دلکا

بہار آئی ہی ابکی ایسی کہ جوش وحشت سی شق ہی سینہ
مرے سنبہالے نہین سنبہلتا یہ رنگ ہے ابکی سال دل کا

بکہرے ہین وہ ہم سے خیر بہتر ہم اون سے اے قدر ہین بکدر
ہمین جہان مین نہ قحط دلبر نہ اونکو دنیا مین کال دلکا

ردیف باے موحدہ

١٧

شک نہین نفاست سے نیرہ روے انور آفتاب
حشر ہے اک نیزے پر آیا اوتر کر آفتاب

غیر ممکن ہے کہ ہو تیری برابر آفتاب
لاکہہ گردش کہاے گردون لاکہہ چکر آفتاب

کان کے بالے ہین روی یار کی دونون طرف
ہوگیا ہے داخل برج دو پیکر آفتاب

جو حسین ہے وہ کبھی محتاج آرایش نہین
کچھہ نہ اوڑھی ہے نہ کچھہ پہنے ہے زیور آفتاب

دور ساغر ہم تلک پونچا نہ ساقی یا نصیب
جاتا ہے مشرق سے مغرب تک برابر آفتاب

مہر چون ہالہ نشیند قتل سرداران کند
دل رئیس و ہالہ خط درو سے انور آفتاب

الحفیظ اے روز ہجران تیری گرمی الحفیظ
بنگیا ہے آفتاب روز محشر آفتاب

زیر گیسو سے سیہ چہرہ تماشا ہوگیا
دیکھتا ہون مین تہ بازو سے شہپر آفتاب

چال تیری گردش افلاک سے کچھہ کم نہین
سبزہ کرتی ہین تو رخسارہ مقرر آفتاب

آپ کی ولٹی سمجھ سے خلق مین اندھیر ہے
آپ دن بھر چاند بنجاتے ہین شب بھر آفتاب

حسن کو عالی مزاجی شرط ہے ورنہ ہی خاک
پاؤن کے نیچے ہین ذرے اور سر پر آفتاب

رات دن روشن ہے گھر ساقی عالی ظرف کا
ساغر سیمین قمر ہے ساغر زر آفتاب

ایک سینے سے چھپاؤن کس طرح داغ فراق
دیکھئے چار آسمانون سے ہے باہر آفتاب

شام کب ہوگی وہ کب آئینگے اے گردون دون
ہوگیا کیسا مری چھاتی کا پتھر آفتاب

جو حسین نکلا زمانے مین وہ ہرجائی ہوا
دیکھئے پھرتا ہے گھر گھر چاند گھر گھر آفتاب

صبح کو کر دے شب دیجور تیرا عکس زلف
چاند کو کر دے فروغ روے انور آفتاب

اب نچھوڑون گا مین دامن قدر کر دن پھیرئے
آپ نے پہیلا ہے یا ساقیٔ کوثر آفتاب

١٩

نبض کی شکل ہے رگ رگ مے قاتل بیتاب
اتنو ہر عضو ہوا ہے صفت دل بیتاب

رقص بسمل کبھی کا ہے کو نظر آیا تھا
ہوگیا مارے ہنسی کے مرا قاتل بیتاب

مجھسے فرماتے ہین رکھ لے کلیجے مین آ ہے
ہے اگر خنجر ابرو پہ ترا دل بیتاب

عشق میں دل کی تڑپ سے مجھے معراج ہوئی
عرش تک مجھکو اوچھالا یہ ہوا دل بیتاب

منزلین عشق کی رہ کی تڑپ کر کاٹین
مثل بسمل ہین ہوا ہر منزل بیتاب

ایک پہ ایک گرا پڑتا ہے اللہ ری تڑپ
جگر و دل ہین مری شکل جلاجل بیتاب

آہین وہ کہینچون کہ شعلے کیطرح کانپ اٹھین
بات جب ہے کہ وہ خود ہون سر محفل بیتاب

یہی دو تین وہ القاب مجھے لکھتے ہین
عاشق و مضطر و خود رفتہ و بسمل بیتاب

اور نکھرا کرو تم بوسے مجھے برباد کیا
اب تو ٹھنڈا ہو کلیجا کہ ہوا دل بیتاب

یہ وہ موقع ہے فرشتونکی قدم ڈگتے ہین
سیج ہے کر دیتے ہین یہ زہرہ شمائل بیتاب

ما یہ داروں سے کوئی کام نہ نکلا اپنا
پیاس کے مارے ہوئی ہم لب ساحل بیتاب

ہنسکے بولی ابھی مسی ہے نہ کنگھی چوٹی
بہار مین جا جو ہوتا ہے ترا دل بیتاب

واعظو قلقل مینا جو کہین سن پاؤ
حال وہ آئی کہ محفل کی ہو محفل بیتاب

واہ اے حضرت موسی تمہین ہی دیکھ لیا
ابھی ہوتے ہین کہین عاشق کامل بیتاب

اپنا مکھڑا جو بہو کا سا اوسی دکھلا دو
مثل سیماب ہو تم پر مہ کامل بیتاب

تم جو آؤ گے نکل آئینگے انشاء اللہ
قبر شق ہو گی ہماری جو ہوا دل بیتاب

ساربان قیس کی تربت پہ ذرا ناقہ روک
ارے لیلی سے ہے پس پردہ محمل بیتاب

گرم رفتاری و رخسار و قد و لب سے ترے
کبک و پروانہ و قمری و عنادل بیتاب

ہنسکے فرماتے ہین یہ قادر کا رونا نہ گیا
جب کبھی ان سے سنو ہاے ہوا دل بیتاب

۲۷ ویران گھر کیا تو مجھے خانمان خراب
یارب ہو میرے گھر کیطرح آسمان خراب

ہے ذکر بوسۂ لب شیرین بیان خراب
ہو گی چٹورپن سے ہماری زبان خراب

بلبل کا دل دکھاتا ہے ناحق بہار مین
کچی کلی سب یہ نہ کرے باغبان خراب

کوے بتان کی راہ مین لوٹے گیے ہین دل
کعبے کے راستے مین ہوا کاروان خراب

شمشاد و سرو سدرہ و طوبی کی اصل کیا
اوس قد پہ ہو چکے ہین کئی نوجوان خراب

کیا عشق مین بجا رہین عقل و حواس ہوش
فصل خزان مین ہوتے ہین برگ خزان خراب

ہوے کمر کی فکر مین ہین ہوشگاف تنگ
ہین نکتۂ دہن مین ترے نکتہ دان خراب

لیلی کو قیس محمل دل مین اوتار سے لے
ناقہ لئے پہراہی کرے ساربان خراب

گلبرگ ہین نفیس مگر خار سخت ہین
ہو نتھے اوسکے لاجواب ہین پر گالیان خراب

وحشت سے زندگی مین خرابہ تہا اپنا گھر
اب گور بھی ملی ہے تو مثل مکان خراب

سر کا شراب تلخ کے بدلے لنڈہا دیا
ساقی ترش مزاج ہے پیر مغان خراب

بے نام و بے نشان ہین نہ پوچھو ہمارا حال
برگشتہ بخت و بیوطن و خانمان خراب

کیا دید کیجئے کہ نہین تھمتے اشک چشم
کیا جوڑ لے نشانہ کہ ہی دیدبان خراب

مجھکو لحد مین رکھ کے ہین یون دست منتشر
جیسے لٹا پٹا ہو کوئی کاروان خراب

پھیری جو تمنے آنکھ تو دفتر اولٹ گیا
لو ہوگیا خراب یہ کون و مکان خراب

دیکھو کہ شمع روتی ہے اپنی زبان پر
ہین اس سیاہ خانے مین اہل زبان خراب

بربادِ لاغری سے ہین برگ خزان کی مثل
مانند بو ہین باغ مین ہم ناتوان خراب

اوبلینگی جب فراق مین اپنی تنور چشم
طوفان نوح آئیگا ہوگا جہان خراب

ہین جان و جسم و قعت جسمی لحد مین ہیچ
لیلی تباہ ناقہ تھکا ساربان خراب

شیرین پہ منحصر نہین اہل وفا بہت
اک تم ہو کیا خراب کہ سارا جہان خراب

حال حواس خمسہ کہون کیا مین عشق مین
تلپٹ تباہ خاک سیہ رایگان خراب

اوڑتے ہین آسمان وزمین سے مرے حواس
راہ بلند و پست مین ہے کا روان خراب

مکھڑا ہے تیرا چاند سا ماتھا ہلال سا
پر چال ڈھال سے ہے صفت آسمان خراب

ہوگا ہماری آہ سے برباد آسمان
کر دے گا اس جہاز کو یہ بادبان خراب

چھایا ہے دل پہ رنج و غبار گزشتگان
ہون گرد کاروان سے پس کاروان خراب

اے طفل اشک تجھپہ دل و چشم ہون نثار
گھر در ترا ابھی سے ہے کہین او خانمان خراب

اے **قدر** ساتھ چھوڑ دیا قافلے کا کیون
اب ہو بھٹک بھٹک کے پس کاروان خراب

۱۵

آپ کی تقریر لاثانی دہن سے ہے لاجواب
پھر جواب اسپر نہ دو مجھکو تو اسکا کیا جواب

وصف زلف و لب مین یہ ساری غزل ہی لاجواب
ہان اگر ہوتے تو سودا لکھتے یا گویا جواب

فصل گل رخصت ہوئی برگ خزانی گر چلے
لو جوانی چل بسی دینے لگے اعضا جواب

تینون باتون مین جو کچھ ہونا ہی جھٹ پٹ ہو بھی جاے
یا تو مجھسے وعدہ کر یا مے دے ساقی یا جواب

بل چڑا ابرو پر امید نگاہ لطف مین
کیا ہمارے سید سے مطلب کا تھا یہ ٹیڑھا جواب

تو پھر عاشقون کا ہے لئے جاتا ہے خط
پاون تیرا در میان سے ہے جلد قاصد لا جواب

بوسہ ابرو کا جو مانگا چپ ہوا کھینچی نہ تیغ
کاش مجھکو وہ زبان تیغ سے دیتا جواب

کیا چھپے حق سے کہ دست و پا ہین مار آستین
مین چھپاؤن کیا کہ دیتے ہین مرے اعضا جواب

آتی ہے سنگین دلونکو کب کڑی باتونکی تاب
جو کہو وہ کوہ سے پھر کر ملے اولٹا جواب

پرزے کرکے اک لفافے مین مجھے بھجوا دئے
یار نے خط کا مرے بھیجا تو یہ بھیجا جواب

دیکھیے آئی نہ آئی ہین وہ کیا لکھتے ہین اب
ورنہ خود جاؤنگا مین ٹھیرا ہوا ہون تا جواب

دوسری بھی کھچتی ہی جب ایک کھینچ جاتی ہی تیغ
ایک ابرو یار کا ہے ایک ابرو کا جواب

پوچھو سوسن سے نہ تم مسی ملی ہونٹھونکا وصف
دس زبا مین ہون تو دے سکتا نہین گونگا جواب

حال یہ ہے تیرے بیمار لب خاموش کا
پہرون چلایا کرو مطلق نہین دیتا جواب

ہند مین اے **قدر** غالب کا کوئی ثانی نہین
ہے عدیل و بے نظیر و بے مثال و لاجواب

۲۳

ایکدن بولے کہ تمسے ہے مجھے انکار کب
پہر تو موقع پا کے مین نے بہی کہا اے یار کب

ہجر مین جب سو گئے النوم اخ الموت ہے
سخت خفتہ کیطرح ہوتے ہین ہم بیدار کب

یہ جھڑی اب ہمارے روکے سے کب رکتی ہے
اشک تھمتے ہین بہلا اے یار بے دیدار کب

موت لیجائے کہین اسکو نہ تہا مار کر
دوڑ اے غم دوڑ بہی ٹہیرے کی جان زار کب

آنکھہ رونے کو جگر جلنے کو لب فریاد کو
کوئی شے اوسنے بنائی جسم مین بیکار کب

یار ہو یا حور ہو نزدیک ہو یا دور ہو
بند رہتے ہین کسی پر طالب دیدار کب

جھولتی ہے عرش پر تیری بڑا سفاک ہے
سان پر چڑہتی نہین قاتل تری تلوار کب

کھل گیا عشق مجازی مین اسے ست الست
تہا بلے کہنے مین ایدل یہ ترا اقرار کب

پہر رہا تہا آنکھون مین اٹہلا کے چلنا آپکا
دم مری آنکھون سے نکلا دفعتہً اے یار کب

جانور ہین قمری و بلبل جو ہین تمسے خلاف
سرو مین رفتار کب غنچون مین یہ گفتار کب

اونگنے کو ٹہیلنے کا اک بہانہ چاہیے
لیچلین بہٹی پہ پہر زاہد کو ہے انکار کب

سینہ دے دیکر پوچھتا ہون دل معشوق مین
چور بن بنکے ٹہہرتا ہون پس دیوار کب

دل چرا کر عاشقون کا ٹہاٹہہ بدلا آپنے
اونچا جوڑا باندہتے تہے آگے تم اے یار کب

ابر ہے گلشن ہے ساقی ہے مے گلرنگ ہے
خاک ہے سب دل بہلتا ہے بہلا بے یار کب

رحم آتا ہے مجھے ہلکان دونون ہو گئے
لڑ چکین گے یا الٰہی کافر و دیندار کب

مین نے کب چہیڑا تمہین تمنے مری کب مان لی
پاس اوٹھے بیٹھے ہو کسدن کس گہڑی آیا ر کب

آسمان کی اوسطرف ساکہا ہے تیر آہ کا
یہ تو سے کو توڑ کر نکلا نہین اوس پار کب

دیکہنا دو ایک بوسون مین نکہر جائیگا حسن
روپ پر آیا ابھی آئینۂ رخسار کب

آنکھون سے بوسے لپٹکر لینگے اے ساقی ضرور
مانتے ہین بے پیئے سرکار کی مینحوار کب

ہمکو بلبل اور ہم بلبل کو سمجھاتے ہین یون
کوئی دل بے رنج کب ہے کوئی گل بیخار کب

کب بینگے وہ لب رنگین ہمارے خون سے
قتل کا بیڑا اوٹھائیگی تری تلوار کب

خلق مین یا قبر مین یا حشر مین یا خلد مین
طالب دیدار کو دکھلاؤ گے دیدار کب

آسمان ٹلجائے پر ہرگز نہین ٹلتا ہے قدر
ڈٹ گیا ڈیوڑہی پر اب او ٹہتا ہی میرا یار کب

۲۵
داغ جو کہا ہے عندلیب نقش ہے جا ہے عندلیب
رنگ یہ لائے عندلیب گل مین سمائے عندلیب

دل ہے سجائے عندلیب نالہ صدائے عندلیب
طرز اوڑائے عندلیب مجھکو نہ پائے عندلیب

پہول سے گال کہولکر جاتے ہو باغ کو مگر
دہوکے مین دیکھو دوش پر بیٹھ نہ جائے عندلیب

جب غم گل مین سانس لی ذکر ترا ہوا جلی
نکلی پہول کی کلی قبلہ نمائے عندلیب

اونکا جنون ہے ساختہ ہم ہین حواس باختہ
طوق نہ پہنے فاختہ خار نہ کہائے عندلیب

خون وفا کا جوش ہے اب وہ عبث خموش ہے
گل ہمہ تن تو گوش ہے شور مچائے عندلیب

اُف رے خزان کا دسترس بل بے کشاکش قفس
گل کی جگہہ ہین خار و خس رہ ہین بجائے عندلیب

ہاتھہ ہی پہولون کی چہڑی اونگلی ہر اک سے پہلجہڑی
چہیڑ و ستار جس گہڑی نکلے نوائے عندلیب

جب گل و غنچہ باغ کے چننے کو باغبان چلے
اپنی کلی کے نام سے پرمین چہپائے عندلیب

ہم نے کئے ہزار غل وسنے اوڑا دی وہ کل
یار مین ہے جفائے گل ہم مین وفائے عندلیب

ہمسے صبا حشر تلک چھٹنے نالون سے گاڑہی یون چھپنے
خیمے سے آدمی بنے ہوش مین ملے عندلیب

دل مین نہو جو تیرا داغ دلکو کرون مین بے چراغ
سب گل ترسیان باغ آگ لگاسے عندلیب

خیر اجاڑ آشیان تو سہی دیکہہ باغبان
بوسے لبیان بوستان چند بجاسے عندلیب

فصل بہار کی ہمین منتظری سے کیا کہین
پتا جو کھڑکا باغ مین سمجھو صداسے عندلیب

دیکہہ تو رخ کی تاب کو رتبہ نہین گلاب کو
تیرے لبِ شراب کو عکس بناسے عندلیب

روتے ہین باغبان تلک ہلتے ہین آسمان تلک
پہونچے نہ گل کے کان تلک آہ رساسے عندلیب

عشق کا رنگ یکہنا خار سے سینہ سب چہیتا
غازۂ روسے گل بنا خون وفاسے عندلیب

روٹھتے ہین دونون ہی ستم اب یہ صلاح ہی ہم
گل کو منائین جاکے ہم اونکو مناسے عندلیب

یون ہین سے ہے جو صلح کل دونون طرف ہوا یکی غل
بولین ہزار ہاسے گل گل کہین ہائی عندلیب

عشق کو راہ کیا ملی حسن کو اک سزا ملی
آتش گل ست جا ملی گرم نواسے عندلیب

صحن چمن سے تا بدر گل ہی گل آئین سب نظر
آ کے بہار اسقدر بار نہ پاسے عندلیب

الفت رخ کا پہل ملا سینے مین تازہ گل کہلا
ٹوٹا ہو دل کا آبلہ آئی صداسے عندلیب

حسن کو لاکہہ ناز ہو کہپ سکتا ہے فوق عشق کو
تم سر گل پہ دیکہہ لو رتبہ پاسے عندلیب

عشق کی جب ہوا چلی حسن نے سانس تک نہ لی
چٹکی اگر کوئی کلی آئی صداسے عندلیب

باغ تو کوسے یار ہے پہول وہ گلعذار ہے
غیر بجاسے خار ہے قدرؔ بجاسے عندلیب

ردیف تاے فوقانی

۱۴

جانور ہین آدمیت سے بیان کو سے دوست
ہنپا سنگ سے تعاب سے بکرسگان کوی دوست

ہاے قاصد کو جو بھیجا تہا میان کوے دوست
یاد ن بہولے خط گرا بہولا نشان کوے دوست

ساتہہ قاصد کے مین جا پونہچا میان کوی دوست
ایک دن تبلاتا تبلاتا نشان کوے دوست

صور کی آواز کو سمجھے صداے پاسبان
حشر مین اوٹھتے نہین افتادگان کوی دوست

میرے سودے نے بنا رکھا تہا محشر زا اوسے
میرے مٹنے سے مٹا نام و نشان کوی دوست

وہ بہی دن ہو یا الٰہی یار ہو آغوش مین
مجھسے انعام آکے مانگے پاسبان کوی دوست

مرگ نے گو تفرقہ ڈالا محبت سے وہی
روح جنت کو گئی دل ہے میان کوی دوست

چاندنی کو ٹھے پہ چٹکی شاید اوس رخسار سے
شام سے کیون غل مچاتے ہین سگان کوی دوست

عالم رویا مین ہمسکو حج اکبر ہوگیا
سو گئے مجھ جب سنتے سنتے داستان کوی دوست

کچھہ سر و پا کی خبر مجھکو نہین مانند قیس
آشیان سر پر بنالین طائران کوی دوست

آب کوثر سے ذرا اپنی زبان دہو ڈالیئے
شاعر کس منہہ سے کرتے ہو بیان کوی دوست

خفتہ بختی سی کہڑے ہو ہوکے راتین کاٹ دین
یاد ن سوئے سو گیا جب پاسبان کوی دوست

آنکھہ سے دل تک جلوہ خانہ ہے اوسکے حسن کا
یہ گلی دلچسپ ہے کیسی لبسان کوے دوست

قدر جنت مین جو پونہچا ہنسکے رضوان نے کہا
آئیے اے شاعر رنگین بیان کوے دوست

۱۷

چاند سورج نہین رہتے کبہی یکسان دن رات
ایک عالم یہ ہی لیکن رخ جانان دن رات

تا ابد ہین رخ و زلف نمایان دن رات
برج میزان مین تلے رہتے ہین یکسان دن رات

دل مین جب جا ہو چلے آو مکان آپکا ہے
باز رہتا ہے در دیدۂ حیران دن رات

کفر و دین ایک ہے تسبیح مین زنار بہی ہے
کیون لڑے مرتے ہین ہندو و مسلمان دن رات

میرے زخمونکو مزہ ہے وہ نمکپاشی کا
خرچ ہو جاتے ہین دس بیس نمکدان دن رات

یاد گیسو ہین مرے منہہ سے جو آہین نکلین
کالی آندہی وہ اوٹھی ہوگیا جانان دن رات

دیکھتا پہاند کے دیوار چلا آونگا
تیری ڈیوڑہی سے سرکتا نہین دربان دن رات

صبح سے شام تلک زلف کا مذکور رہا
میرے نزدیک تہا یہ میرا پریشان دن رات

کیا چمکتے ہین یہ قسمت کے ستارے ہر وقت
تم جو ماتہے پہ چنے رہتے ہو افشان دن رات

خشک و تر مین تری الفت نے ہوا باندہی ہے
جابجا بلبل و سرغاب ہین نالان دن رات

دن کو بڑ مارتا ہون رات کو براتا ہون
جاگتے سوتے ترا ذکر ہے جانان دن رات

لب سے رخسار تلک خط سے ہے نکلت آتا
وصلیان لکہتا ہے یاقوت رقم خان دن رات

اک سحر ہی سے ترے چاک گریبانو نہین
یونہین پہٹ جاتے ہین وس مین گریبان دن رات

وصف خط رخ گلرنگ کیا کرتا ہون
لکہا کرتا ہون حواشے گلستان دن رات

دانت تارے ہین ہلال ابرو و سر قبۂ عرش
کہکشان مانگ رخ و زلف پریشان دن رات

حسن کے ساتہہ لگی رہتی ہے سرگردانی
دیکہو چکر مین ہین مہر و مہ تابان دن رات

عشق ہے چاہ ذقن کا نہ دہن کا اے قدر
لوگ یون مجہپر اوٹہا یا کرین طوفان دن رات

۱۵

لڑاتا ہے آنکہین گرفتار الفت
نظر بند ہوگا گنہگار الفت

ادہر رمز دلبر اودہر طعن واعظ
ہے اقرار آمیز انکار الفت

وہ آنکہین ہین یا نور کی ہین دو کانین
وہ رخ ہے کہ آئینہ بازار الفت

ہر اک داغ باغ محبت کا گل ہے
ہر اک آہ ہے سرو گلزار الفت

مجہے شیشۂ دل کا دہڑکا لگا ہے
اوٹہاتا ہے سنگ گرانبار الفت

ہے قد کے تصور مین پتلی مسیحا
کہڑی رہتی ہے سامنے دار الفت

عجب ہنستی ہنستی ہی پیشانی اونکی — نمایان ہین چہرے سے آثار الفت
سمجھے اور غیرونکو یکسان نہ سمجھو — کھرے کھوٹے پرکھو تو دینار الفت
غرض آگئی ہاتھا پائی کی نوبت — بڑھی میری اونکی یہ تکرار الفت
ترے دانتون پر جب سے آنکھین پڑی ہین — پلک سے ہے سحاب گہربار الفت
یہ سچ ہے علم سینہ نہ علم سفینہ — کتابون سے باہر ہین اسرار الفت
وہ ہم ہین تیری نگہو نمین عارض مروت — عجب کیا ہون مشہور بیمار الفت
دعاؤن سے بہتر لگاوٹ کی گالی — گلون سے بھی عمدہ ہین یہ خار الفت
سہیلے چنگے مرتے ہین بیٹھے بٹھائے — سہے مرگ مفاجات آزار الفت

وہ کہتے ہین اے **قدر** سنکر شکایت
بڑے آئے یہ بھی طرفدار الفت

٢٣

کھینچتی ہے پیش گیسو دلبر تمام رات — ہو گی سمٹ کے تل کے برابر تمام رات
چھٹا رہا جو وہ مہ انور تمام رات — کمرہ تھا اپنا برج دو پیکر تمام رات
ظاہر ہین رو سفید ہون باطن مین تیرہ دل — باہر تمام دن ہے تو اندر تمام رات
مانگین دعائین سجدے مین سر پھوڑ پھوڑ کر — وہ مہ نہ آیا ہائے مقدر تمام رات
افشان چنی جبین پہ جو اے ماہ تا سحر — چمکے ترے نصیب کے اختر تمام رات
کروٹ ادھر بدلتے نہین شکوہ درکنار — آتا ہے چین آپ کو کیونکر تمام رات
بیحس دہان و چشم کی الفت نے کر دیا — ساکت تمام دن ہون تو ششدر تمام رات
اے رشک ماہ نام کو تیر شہاب ہین — ہوتے ہین تارے تم پہ نچھاور تمام رات
دل مین جو اونکی دید کی آمد تھی شام سے — آنکھین کھلی رہین صفت در تمام رات

تارون سے ہجر یار مین ہیبت ٹپکتی ہے
سے ہے کوڑیالا سانپ مقرر تمام رات

وہ طفل میری نیند کو سمجھا کیا غشی
مجھکو سونگھائی زلف معنبر تمام رات

وحشت سے مجھکو دیکھ کے گیسو قریب چشم
گذریگی اس مریض پہ کیونکر تمام رات

تا صبح تیغ ابروے قاتل کا ذکر ہے
ہم یونہین کاٹ دیتے ہین اکثر تمام رات

بیٹھا جو رونے کو مین شب غم مین ایکدم
مثل حباب ترتا پھرا گھر تمام رات

جو مہر کا چاند اسکو کسی شب بنا لیئے
صدقے سے ہے چاند آپ کے سر پر تمام رات

ہے فرش خاک تکیہ ہے پتھر فراق مین
پایا ہے چین خاک نہ پتھر تمام رات

غم نے ہمین ترین کا اختر بنا دیا
ہم جاگنے کے ہو گئے خوگر تمام رات

آٹھون پہر وصال مین عیش و نشاط ہے
عید و شب برات ہے دن بھر تمام رات

اوٹھا گیا نہ صبح تلک فرش خواب سے
بھاری تھی ہجر یار مین مجھپر تمام رات

سر چڑھ کے زلف یار مین سرگشتہ دل ہوا
معراج مین پھرے ہین پیمبر تمام رات

خط شام سے ہے تو آخر شب عید عنبرین
مانگ آدھی رات کا کل دلبر تمام رات

تھا صبح کو یہ مصرع آتش زبان پر
نو چکیان چلین مرے سر پر تمام رات

اے **قدر** شام غم سے مجھے پیستی رہین
نہ آسیائے چرخ برابر تمام رات

۱۳ چلے آؤ آنکھون مین تم گھر کی صورت
بسا لینا پردون کو بستر کی صورت

کہان دم ہے دیکھ اپنے لاغر کی صورت
پڑا ہون مین بستر پہ بستر کی صورت

خدا نے قیامت کا طول اسکو بخشا
شب ہجر ہے روز محشر کی صورت

عدو کی تواضع سے غافل نہ رہنا
کہ جھکنے مین اوسکی ہے خنجر کی صورت

گھلے انتظار خط یار مین ہم | بدن ہو گیا تار مسطر کی صورت

جلایا کیا یار کا غم ہمیشہ | دہکتے رہے داغ اخگر کی صورت

نہ لایا کبوتر خط یار اب تک | دل اپنا ہے لوٹن کبوتر کی صورت

جہان مین جہان آوین کا ہی جلوہ | اس آیئنے مین ہے سکندر کی صورت

سوا آپ کے کوئی دل مین نہین ہے | چلے آیئے گا یہان گھر کی صورت

دلون کا نشانہ اوڑاتی ہین آنکھین | نگہ تیر موے مژہ پر کی صورت

تری گات سے تیری چھاتی کا پتھر | کڑی چکنی ہے سنگ مرمر کی صورت

جنون مین نہ حال وطن ہم سے پوچھو | کہ برسون سے دیکھی نہین گھر کی صورت

سفر مین بھی اے **قدر** یہ آبرو ہے
ٹپکنے مین قطرہ ہے گوہر کی صورت

۱۶

گل سے بہتر ہے یار کی صورت | طوطے خط عذار کی صورت

مٹکے پونہچے ہین کوے جانان مین | اوڑ کے آئے غبار کی صورت

بوسے کے نام سے اوڑا ہی رنگ | دیکھنا میرے یار کی صورت

زال دنیا بھی ایک قحبہ ہے | جسنے دیکھی ہزار کی صورت

نہ خفا ہو کہ گل ہوا اے صاحب | کیون الجھتی ہو خار کی صورت

وہ کمر آنکھون مین سماتی نہین | میرے اس جسم زار کی صورت

بھر رہا ہون جھڑی لگا دونگا | آج ابر بہار کی صورت

کوئی رہکر محل مین بول نہ جاسے | یاد رکھے مزار کی صورت

چاہون تو صاف کھینچ دون تصویر | نقش ہے دل پہ یار کی صورت

غم فرقت سے آب آب ہے دل
دیدۂ اشکبار کی صورت

آنکھین جادو ہین عاشقون کیلئے
خط ہے خط حصار کی صورت

داغ لالے مین چاند مین جھائین
سب سے بہتر ہے یار کی صورت

لاغری سے نہ بوجھہ گردن پر
ہے گریبان کی تار کی صورت

تم بھی اے ماہ پھر گئے ہمسے
فلک کج مدار کی صورت

آج پھر آپ بل کی لیتے ہین
گیسوِ تابدار کی صورت

قدر جب صبح سو کر اوٹھتے ہین
دیکھہ لیتے ہین یار کی صورت

۱۲

اوس شمعرو نے ایک نہ مانی تمام رات
رویا کیا مین اپنی کہانی تمام رات

قصہ ہمارے سوز کا ہے یاد شمع کو
تمکو سنائیگی وہ زبانی تمام رات

اپنا شب وصال مین کیا رنگ جمگیا
لوٹی بہار باغ جوانی تمام رات

آنکھین سفید ہوگئین مانند آئینہ
تھی اسقدر تری نگرانی تمام رات

روتا پھرا مین یاد مین گیسو کی ہر جگہہ
برسا تمام شہر مین پانی تمام رات

کروٹ بدلیئے صبح کا تارا نمود ہے
منہہ پھیر کر نہ سوئیے جانی تمام رات

کھایا کیا جو مین غم گیسو تمام دن
کیسی رہی ہے مجھکو گرانی تمام رات

دامن چھوڑا کے آج سر شام سے گئے
آئے نہ پھر وہ یوسف ثانی تمام رات

اون گیسوؤن کی عشق مین سودا جو ہوگیا
پھر پھر کے خاک دشت کی چھانی تمام رات

پاتا نہین جو نیند مین پہلو مین دل انھین
کیا کروٹین بدلتا ہے جانی تمام رات

چھیڑون جو اپنا قصہ بہانہ ہو نیند کا
یون دل سے سنیے اور کہانی تمام رات

موقع ملا نہ وصل کا اے قدر صبح تک
بگڑا رہا وہ طلسم کا بانی تمام رات

۲۲ دل تو تڑپے ذقن و زلف سیہ فام بہت
پر تو جھاڑے کہین بلبل قفس و دام بہت

قہر ہے بیٹھنا آکے لب بام بہت
خود تری ذات کریگی تجھے بدنام بہت

مجھسے کہتے ہین کہین ذبح نہ کر ڈالو نہین
رکھکے سر زانوؤن پر کرتے ہو آرام بہت

کیا کوئی مجھسا گنہگار نہین دوزخ مین
منہہ لپیٹے چلے آتے ہین وہ دو دام بہت

نور معنی مین ہو صورت نہین کام آتی ہے
تھا بلال حبشی ورنہ سیہ فام بہت

زلف یاد آتی ہے اب دیکھئے کیا ہوتا ہے
ٹیس اوٹھتی ہے مرے دلمین سر شام بہت

سر پہ پرا دونگا ترا دیکھنا اے گردش دہر
کاوے دونگا تجھے اے ابلق ایام بہت

ایک بوسہ تو دیا آپنے آباد رہو
بس بہت اتنا بہت اے بت خود کام بہت

قیدی زلف کا رہ رہکے او کھڑتا ہے دم
شب سے ہی خانۂ زنجیر مین کہرام بہت

چشم بینا ہو تو ہے باغ جہان گلدستہ
لالہ رخسار و سمن بوے و گل اندام بہت

اسقدر وصف دہان و کمر یار بڑھا
شعرا شعر مین کہنے لگے ایہام بہت

ایک چلو نہ بہرا خیر چلے اے ساقی
میکدے سیکڑون ساقی گل اندام بہت

آنکھین ہم سینکتے ہین حضرت موسی کیطرح
ابتو وہ بیٹھتے ہین آکے لب بام بہت

ترک چشم سیہ یار سے شہ پائی ہے
کچھہ بلون پر ہے وہ گیسوے سیہ فام بہت

نہ اونہین ناز سے فرصت نہ ہمین غم سے نجات
مل چکے اونکی طرح ہمکو بھی ہین کام بہت

روز دو جام چڑھاتا ہے خدا خیر کرے
ہو چلا ہے فلک پیر بھی بدنام بہت

عشق گرمانے تو دو حسن چمک جانے تو دو
ہمسے ناکام بہت آپ سے خود کام بہت

ہاے صیاد نے کریال مین غسلہ مارا
فکر تھی اوسکو ہماری سحر و شام بہت

ایک بوسے پہ بھلا جان مین کیونکر دیدون
کہ رقم آپکی تھوڑی سے ہے مگر دام بہت

جا تو ساقی کوئی قاضی کا پیادہ لے آیا
دہوم بھٹی مین مچاتے ہین ہے آشام بہت

آمد و رفت نفس بند نہ کر کہنا مان
اسی مالے پہ مین جپتا ہون ترا نام بہت

قدر رندانہ غزل خوب کہی صل علی
رات کیا پی گئے تھے بادۂ گلفام بہت

۲۵

راہ تکی جو تمہاری رات آفت کی یہ بیداری رات
تارے گن گن کے گزاری رات ان آنکھون نے کاٹی ساری رات

آئی پہاڑ سی بھاری رات اس ہجر مین پھر اندھیاری رات
اتنی ٹری ہے ہماری رات ایک ایک گھڑی ہے ساری رات

وصل سحر گہر ہی پھیر نورانی آئی تو پھر لے رحمت جانی
بھینی بھینی بھیگی سہانی میری پیاری پیاری رات

موباف ونکا ہی زنگاری موکسیہ ہین قدرت باری
شام سے آئی رات اندھیاری پچھلے کو ہو زنگاری رات

اب چلیگا حیلہ حوالا وصل مین اچھا نخرا نکالا
وعدہ دن مین تمنے دن بھر ٹالا تو تمنے ساری گزاری رات

زلف کا حلقہ پھیر مین لایا آنکھ نے جادو اپنا جگایا +
دل کو سمجھانا میرے خدایا آج ہی اس پر بھاری رات

تمنے خبر لی پھر نہ پلٹ کر آٹھ پہر کیا گزری ہم پر
روئے پیٹے بلکے دن بھر تڑپے اور جھیلے ساری رات

کام بنا در پردہ ہمارا آنکھ کا پردہ رو کا سارا
خانۂ دل مین لا کے اوتارا آئی جو اونکی سواری رات

چہرہ دکہا کر ہمکو وہ کافر زلف مین اپنی پہانسیگا آخر
چار ہی دن کی چاندنی ہے پھر آئیگی اندھیاری رات

کچھ بھی عزیز و تاب و توان ہے اسکی ہین برداشت کہان تک
سنگ مزار سی دن بھی گران ہے اونکی لحد مین ہے بھاری رات

کیسی آنکھ مین چربی چھائی خوب سنا لگا کے پائی
شمع کی لو پر پروانے پر آئی کھنچے ہوئے جو کٹاری رات

دن کو وصل کا جھگڑا چھوٹا شب کو ہجر کا رونا چھوٹا
چلئے اچھا پیچھا چھوٹا آپکا دن تو ہماری رات

صبح نمایان رخ کے سبب تھی مکر کا تیلا چاندنی تب تھی
دہوکے مین خصلت تو نکی غضب تھی اف ری تری عیاری رات

دہوپ کا پردہ ہے یہ سارے دن کا کلیجا جلتا ہے ہم پر
نام کو شبنم گرتی ہے شب بھر کرتی ہے یہ زاری رات

بامین نہ وہ ہنسے چاہین ہے تجھکو خواہ ادہر ہو خواہ ادہر
دیکھ چکا تو دل کو جگر کو تڑپے باری باری رات

وصل کی شب کل ہمنے منائی آج وہی شب غیر نے پائی
چاند کی صورت ہے ہرجائی پھرتی ہی ماری ماری رات

آخر شب ہے چوٹی ساری رات ہوئی سو باف سے بھاری
آدہی رات ہے مانگ تمہاری بال ہین کند ہکر ساری رات

سینے مین اک کہرام ہوا لو انکہہ کے لڑتے ہی کام ہوا
صبح کو کام تمام ہوا وہ پڑ گئی دل پہ کٹاری رات

ناحق نقشا اوتار رہی ہین ناحق آپ سنوار رہی ہین
آنکھین بال بگاڑ رہی ہین کی سے کہین مئخواری رات

ہم سے غریبون کے گہر آکر کیا کرے دولت وصل لٹا کر
ساتون فلک کے تارے پاکر بنگئی ہفت ہزاری رات

شام سے اوس نے وہ ہوش اوڑائے پچھلے سی تارے رنگ نہ لائے
ہم بھی رات سے عاری آئے ہم سے بھی آئی عاری رات

آئینہ خود آئینے کا گہر تہا آئینہ رخ کے جو پیش نظر تہا
خود دل شب مین شب کا گزر تہا زلف جو اوسنے سنواری رات

ٹوٹا دل کا جو چھالا ہمارا عشق خطرخ کہل گیا سارا
ہجر کی شب مین ٹوٹا وہ تارا ہو گئی سبز زنگاری رات

قہر ہے شب بہر ہجر کا ہونا ایک تڑپنا ایک سے رونا
سوچ مین تیرے کیسا سونا ڈوبے اوچھلے ساری رات

زلف شب قدر اونکی ہے ساری دلکو پہر اوسمین کیا دشواری
بڑھکے کریگی خود دلداری وہ تو ہی قدر ہماری رات

ردیف ثائے مثلثہ

15
آنکھ کو سرمہ ہے منظور نظر کیا باعث
کیون دیا صاد یہ بیکار زبر کیا باعث

اے اجل تو بھی خفا ہو گئی دلدار کی ساتھ
کوئی آتا نہین دونون مین ادہر کیا باعث

طفل دل دامن گیسو مین پڑا ہے بیمار
لگ گئی کیا تری آنکھونکی نظر کیا باعث

ایک ساعت ترے آنیکی مقرر ہو گی
نیند آتی نہین کیون آٹھ پہر کیا باعث

آفتاب رخ پرنور کو دیکھا شاید / ورنہ کیون خشک ہوے دیدۂ ترکیا باعث
عدم آباد کو بہیجو گے سیہ بختون کو / بال لٹکائے ہین کیون تا بہ کمر کیا باعث
سنتے ہین برف مین بہی آگ رہا کرتی ہی / ٹھنڈی سانسون نہین نہو سوز جگر کیا باعث
خاک حاصل ہی ہوا جسکو سمائی ہی یہان / کیون بگولے نے زمین خاک بسر کیا باعث
کس بداطوار کا دامن ہے اجل نے پکڑا / نیمچا آج ہے کیون زیب کمر کیا باعث
ہو نہین حیران بڑہاپے مین یہ غفلت کیسی / نیند آئی مجھے ہنگام سفر کیا باعث
جان لیتی ہے شب ہجر کسیکی ہر شب / روز پہٹتا ہے گریبان سحر کیا باعث
کسی سرکش کو خدا نے نہ سرافراز کیا / سرو مین کیون نہین آتا ہی ثمر کیا باعث
آتش رخ سے مرا دل تو پہنکا جاتا ہی / تیرا گھونگٹ نہ جلا رشک قمر کیا باعث
کیا مرے ساتھ شب ہجر نے پہیری ہی چہری / بولتا آج نہین مرغ سحر کیا باعث

تم ہو بہولے ہوے اللہ یہ شاید اے قادر
ورنہ یون رہتے ہوا عدا سے نڈر کیا باعث

۲۶

بسملون پر لوٹتے ہے قاتل عبث / تو ہوا جاتا ہے خود بسمل عبث
چال خنجر کی نہ چل قاتل عبث / جھک کے تو مجھسے نہ اتنا مل عبث
تھی نہ آب خنجر قاتل عبث / ہچکیان لینے لگے بسمل عبث
کر نہ غمزے سے خنجر قاتل عبث / کج ادا ہو کر نہ مجھسے مل عبث
مفت مین خنجر پہ خنجر چل گیا / ذبح کرنے کو جہکا قاتل عبث
ہاے پہر سینے سے قاتل اوٹھ گیا / یہ تڑپ ہے تیری اے بسمل عبث
بے غمون سے غم کی فرمایش ہے کیون / سب بے دلون سے مانگتے ہو دل عبث

تیغ ابرو کو نہ آئینے مین دیکھ — آپ تو اپنا نہو قاتل عبث

ہضم کرنے کا ارادہ تو نہین — لیکے دل پھر مانگتے ہو دل عبث

چلتے چلتے کشتی مے رہ گئی — رک گیا ساقی دریا دل عبث

تو جو اے دلبر ہمارا دل نہین — کیون پھڑکتا ہے ترا تل تل عبث

ہو گا سینے سے جدا وہ نازنین — تو تڑپتا ہے بہت اے دل عبث

تو نے کب جھیلی شب تاریک ہجر — فق ہے منہہ تیرا مہ کامل عبث

کیون کرون پتھر سے شیشہ چور چور — کیون ملاؤن تیری دل سی دل عبث

آگ مین دانہ کبھی جمتا نہین — ہے رخ روشن پہ تیری تل عبث

جو نہ سوز غم سے ہو جل بھنکے خاک — وہ جگر بیکار ہے وہ دل عبث

خود ہی تل پڑتا نظر لگتی اگر — منہہ کا جل کا بنایا تل عبث

خون گرفتہ ہون مرا بے سوت مین — مجھسے چھوٹا کوچۂ قاتل عبث

کیون گھلون فکر میان یار مین — ہیچ ہے بیکار لاحاصل عبث

شمع کی مانند کٹوادی زبان — بک نہ اتنا عارف کامل عبث

زلف مین ناحق دل بیتاب ہے — دام مین ہے طائر بسمل عبث

پھر ترا دہیان آگیا محشر ہوا — ہوش مین آیا ترا غافل عبث

قیس کی آنکھو نمین تیلی ہی سیاہ — کب ہے دید لیلی محمل عبث

داغ پروانہ کوئی چھوٹے گا شمع — کیون ستی ہو گی سر محفل عبث

تیرا سر اور تیشہ کوہکن — کاٹتا ہے عشق کی منزل عبث

دل تو کب کا اشک ہو کر بہہ گیا

قدر کرتے سبب تیرے ہو دل عبث

١٥

مختار ہون تو پھر خط تقدیر ہے عبث | مجبور ہون تو تہمت تقصیر ہے عبث
ابرو عبث نہ زلف گرہگیر ہے عبث | پر کاٹ پھانس ای بت بے پیر ہے عبث
ابرو سے کج ہی پیچ جو سیدہی نہ مانگ ہو | سچ ہے کمان باندہنا بی تیر ہے عبث
معشوق جسکا دور ہو حال اوسکا سوچیئے | اس باب مین حضور کو تقریر ہے عبث
احباب مجھکو اونکی طبیعت پہ چھوڑ دین | کچھ اور اس مریض کی تدبیر ہے عبث
اے جوشش جنون جو سلامت ہے لاغری | یہ ہتھکڑی یہ طوق یہ زنجیر ہے عبث
ہم در کنار غیر پہ چھوڑا نہ ایک ہاتھ | بس کھولئے کمر سے یہ شمشیر ہے عبث
جنت کا کیا محل ہے نصیحت کی لیجئے | اے واعظو یہ وسعت تقریر ہے عبث
پہلو بدل بدل کے کٹے رات تو سہی | کیا میری جان نالۂ شبگیر ہے عبث
در کار خیر حاجت ہیچ استخارہ نیست | ساقی پلا بھی دے کہین تاخیر ہے عبث
ایسا نہو کہ خلق تجھے سنگدل کہے | اتنی نہ رکھائی اے بت بے پیر ہے عبث
گردن سے گھونٹنے کو گریبان کم نہ تھا | طوق گران جنون مین گلوگیر ہے عبث
جو میرے حق مین حکم ہو وہ آیت و حدیث | یہ بات ہے تو پھر خط تقدیر ہے عبث
ایذا رسانیون سے اٹھا سہرا نے مجھے قبول | کیا کام اسکا بزم مین گلگیر ہے عبث

آنکھین لڑائین قدر نے آنکھین دکھائیے
کچھ اور اس غریب کی تعزیر ہے عبث

١٣

باتین کرتے نہین آئینہ دہن کیا باعث | بیدل خبر تو نہین رشک چمن کیا باعث
دیکھکر زاہد کو کیا آتش غیرت بھڑکی | گویا جل کے ہوا مشک ختن کیا باعث

روے روشن ہین اگر تابش خورشید نہین
خشک رہتا ہی ترا چاہ ذقن کیا باعث

ہمدمو کیا وہ نہین آے مری میت مین
ابتلک لاش ہے بیگور و کفن کیا باعث

کچھہ تو بدلی سے ہوا دیکھئے کیا گل پہولے
آج سے اور ہی عالم پہ چمن کیا باعث

بال سے تیری کمر یار لچا لو تو نہین
پہر چُراتی ہے نگاہون سے بدن کیا باعث

نوجوانون کو مٹا کر تجھے غم ہے شاید
جامہ آبی ہے ترا چرخ کہن کیا باعث

نہ مین یوسف ہون نہ یعقوب کے فرزند ہین وہ
پہر مرے پیچھے پڑے اہل وطن کیا باعث

کیا مرے ساتھہ گیا زیر زمین جوش جنون
نہ رہا قبر مین اک تار کفن کیا باعث

غیبت الون سے سمجھے یہ کبھی پوچھون کا
نہ کمر خلق ہوئی وہ نہ دہن کیا باعث

چشم نرگس سے بھی تم کرتے ہو پردہ شاید
کیون نہین کرتے ہو گلگشت چمن کیا باعث

شام غربت کسے اوس زلف نے دکھلائی ہے
اپنا سر دہنتے ہین یاران وطن کیا باعث

بے سبب آپکا چہرہ نہین اُترا اے **قدر**
کچھہ تو فرمائیے اے مشفق من کیا باعث

۱۵

کہتا ہی کہ ظالم مین تو نہین ظلم کی پہر بنیاد عبث
کیون باڑہ چھری پر رکھتا ہی تو کاجل ہی ستم ایجاد عبث

کیون لاش پہ میری روتی ہین سب کیجئے ن منت ہین آنکھین تو ہین سبب
چونکوگا نہ خواب مرگ سے مین ہے شور عبث فریاد عبث

ہے مرضی مولیٰ از ہمہ اولیٰ تیرا اجارہ اسمین نہین
ہر عیش مین ہے تو شاد عبث ہر رنج مین ہے نا شاد عبث

سودا ہی تجھے قارون تو نہ بن کچھہ راہ خدا مین صرف بھی کر
یہ بوجھہ نہ تجھسے اوٹھہ سکیگا سر پہ بہت تو لاد عبث

بیتا نہ ہلے بے حکم خدا بے اوسکے پرندہ مارے نہ پر
پہر باغ مین ہر پہر آتا ہی کیون گلچین کو لئے صیاد عبث

برچھی ہی نگہ ابرو ہے کمان آنکھین ہین چھری ناوک ہی پلک
پہر قتل پہ ناحق باندہی کمر ہتیار سجے جلاد عبث

تصویر نہ اونکی کھینچ سکیگا دیکھہ ادہورا کام بھی کیا
کھچنی کی نہین معدوم کمر محنت تو نہ کر بہزاد عبث

ابروکا فدائی ہون مین ترا تو مجھسے ہون پڑا انرعلیٰ
جو آپ ہی تجھپر مرنے لگا پہر اوسپہ ہکر بیداد عبث

منہہ مانگے ملی ہی موت کسی دل کو ہی مری سودا سا ہوا
ہے وقت اجل کب آنے لگی ہی یار کی اوسکو یاد عبث

مرنے پہ سلوک ای عشق یہ کیا رکھا نہ کہین کا تو نے مجھے
آہونکا تصور بندہ جو گیا سب خاک ہوئی برباد عبث

جب جان پہ اپنی کہیل گئے رستم ہی اگر ہو مال ہی کیا
خسرو نے یہ ہاتہہ اک صاف کیا سر پھوڑ لیا فرہاد عبث

ہم تو ہین نثار سرو قدان وہ جانور ون سے چال چلین
تنتے ہین چمن مین سرو عبث کہنچتے ہین کہڑے شمشاد عبث

سینے مین تپان ہے دل جو مرا ہے کون پکڑتا ہاتہہ ترا
تو عمر بہر اپنی زلف مین رکہہ ہی حبل عبث میعاد عبث

سودا ہی عضب کا خون کہان سب جلکی ہوا ہی خاک سیاہ
ہی چشم سیہ کا روگ مجھے نشتر نہ لگا فصاد عبث

اک ہاتہہ سے تالی بجتی نہین ای **قدر** تمھین کیون خبط ہوا
لو تمکو تو بہولے بیٹھے ہین وہ تم کرتے ہو انکو یاد عبث

ردیف جیم تازی

۱۶
قاصد یہ کہنا پاکے مرے یار کا مزاج
پوچھا ہے اک غریب نے سرکار کا مزاج

خورشید حسن کہتے ہین یا پادشاہ حسن
شاعر بگاڑتے ہین مرے یار کا مزاج

یہ لن ترانیان ارنی سے ہے زبان پر
بہکا ہوا ہے طالب دیدار کا مزاج

صیاد نے چمن مین قفس لاکے رکھدیا
کیا پوچھتے ہو مرغ گرفتار کا مزاج

منت کش مسیح نہو گا وہ حشر تک
ہے عرش پر حضور کے بیمار کا مزاج

حافظ خدا ہے گور غریبان کا اندنون
بگڑا ہوا ہے یار کے رہوار کا مزاج

دیکھی کب وہ آتے ہین کوٹھی پہ شام کو
پہچانتے ہین طالب دیدار کا مزاج

دونون جہان کی قید سے چھوٹا اسیر زلف
قابو مین کب ہے تیرے گرفتار کا مزاج

بلبل کی وہ سنے نہ پذیری کبھی سنے
ملتا ہے گل سے کچھ مرے دلدار کا مزاج

دو گز زمین پائی جہان مر رہے وہین
کیا خفتگان سایۂ دیوار کا مزاج

ٹیڑھا نہ ہوگا ہم سے ہمارا خدا اگر
سیدھا رہے گا اوس بت عیار کا مزاج

تنگے گلی گلی کے وہ چلتا ہے ہر قدم
کیا پھر گیا ہے عاشق رفتار کا مزاج

عشق بتان مین باندھکے رکھو ندہ سکون
خوگر ہوا سکونت کہسار کا مزاج

کب آگئی ہے طبیب کے پھیلے گا اوسکا ہاتھ
چوتھے فلک پہ ہے ترے بیمار کا مزاج

صیاد سے کہو رگ گل کا بنائے جال
نازک بہت ہے بلبل گلزار کا مزاج

فرہاد و قدر و وامق و مجنون ہین ایک سے
مثل عناصر ایک ہے دو چار کا مزاج

۱۲

کیون مثل شمع رووں نہ اس انجمن مین آج
سوز دروں سے آگ لگی تن بدن مین آج

مژدہ سنا صبا سے جو فصل بہار کا
پھولا نہین سماتا ہے بلبل چمن مین آج

پتھر کی پار ہوتی ہے برچھی نگاہ کی
دہاکین بندھی ہوئین ہین ہتیاری دکن مین آج

پڑھتے ہین شعر وصف مین دندان یار کے
موتی بھرے ہوئے ہین ہمارے دہن مین آج

بکھرے جو منھ پہ زلف تو اندھیر چھا گیا
کیا چاند چودھوین کا چھپا ہی گہن مین آج

غنچون مین بو ہین نہ عنادل مین یہ سخن
اے گل نہین ہے آپکا ثانی چمن مین آج

تربت پہ تمنے پاے حنائی جو رکھ دیا
اک آگ سی لگی ہے ہمارے کفن مین آج

مذکور کسکے عارض رنگین کا آ گیا
باتون سے پھول جھڑتے ہین اس انجمن مین آج

کس نوجوان نے منھ سے لگا کر دیا ہی جام
ساقی نیا مزہ ہے شراب کہن مین آج

پائی نہ ایک گل مین بھی بو اوس نگار کی
شبنم کی مثل روتی پھرے ہر چمن مین آج

دن عید کا ہے آئینگے ہم لوگ نذر کو
بیٹھو بناؤ کر کے ذرا انجمن مین آج

کعبے مین کل تو قدر ادنہین کرچکے تلاش
ڈہونڈہینگے جاکے بتکدۂ برہمن مین آج

۲۳

نازک ہے یوسے اوس ستم ایجاد کا مزاج
جب تو ہوا یہ رہتا ہے صیاد کا مزاج

ابرو نے کردیا نئی ایجاد کا مزاج
ٹیڑہا ہے تیغ سے کہین جلاد کا مزاج

رنگین سمجھکے اوس ستم ایجاد کا مزاج
پوچھا دہان زخم سے جلاد کا مزاج

آہو سے چشم یار کی تصویر کھینچکر
وحشی ہوا ہے مانی و بہزاد کا مزاج

کلیونکو توڑ توڑ کے زخمی کئے ہین پر
گلچین سے لڑگیا مرے صیاد کا مزاج

مرکر نہ جائین صاحب جوہر کی قوتین
جب تو قوی ہے کشتۂ فولاد کا مزاج

میلے مین جیسے دوست کسی دوست سے ملے
محشر مین یون مین پوچھونگا فرہاد کا مزاج

اپنی خودی مین آپ سے باہر ہین اہل دل
پابندیون مین رکھتے مین آزاد کا مزاج

ہنستے ہوئے جو آپ چلے آئین دفعتہً
کیا شاد ہو حضور کے ناشاد کا مزاج

وہ تیوریان چڑہائین وہ ابرو پہ بل پڑا
آیا بلون پہ وہ ستم ایجاد کا مزاج

اس درجہ میرا خون سمایا تھا ذہن مین
رنگین ہوگیا مرے جلاد کا مزاج

شانہ ہو زلف مین تو لچکنے لگے کمر
نازک ہے میرے غیرت شمشاد کا مزاج

طفلی کا وعدہ تمسے جوانی مین ہو وفا
دیکھا سنا نہین کہین استاد کا مزاج

یہ سخت جانیان کہ ذرا سانس بہی نہ لی
دیکھا شہید خنجر فولاد کا مزاج

زار و نزار غم مین دل چاک چاک سے
صورت جو قیس کی ہے تو فرہاد کا مزاج

تلوار تولتے ہوئے شانہ اوتر گیا
کیا تولہ ماشہ ہے مرے جلاد کا مزاج

ہان اے زبان تیشہ بہت دون کی نہ لے
کچھہ بیستون سے سخت ہے فرہاد کا مزاج

مردان حق سے قحبۂ دنیا بہت نہ اوڑ
صورت چڑیل کی تو پریزاد کا مزاج

دیکھا جو زیر دام پہڑکتے ہوئے مجھے
کیسا پہڑک گیا مرے صیاد کا مزاج

ٹھنڈا ہے کوئی دم مین ہوتا ہے پاؤن سے سر
ہے سرد تیرے کشتۂ بیداد کا مزاج

ہے جیسی روح ویسے فرشتے شل ہی یہ
واعظ ہی پوچھتے ہین زہاد کا مزاج

برہم ہے پیچ کہاتا ہے کیسا بلون پہ ہے
کیا زلف ہوگیا ستم ایجاد کا مزاج

کلیان چٹک رہین ہین جو اے **قدر** باغ مین
گل پوچھتے ہین بلبل ناشاد کا مزاج

۲۱ دلکو ہے مژگان ترک دلشکن کی احتیاج
اس گرہی کیواسطے ہی ایک تمن کی احتیاج

اب بہی کچھہ باقی ہے کیا اسمین سخن کی احتیاج
ہم وہ بت راضی تو پھر کیا برہمن کی احتیاج

جان من پہنچو نکے بل چلنا یہ ٹہن چھن کیا ضرور
بھولی بھولی شکل ہے کیا بانکپن کی احتیاج

لاغر اتنا ہون کہ پرچیونٹی کا کافی ہے مجھے
سبزۂ خط پر فنا ہون کیا کفن کی احتیاج

رات کو چھپکر نکلتا ہے سورج کی طرح
اب مرے گھر مین نہین اوس بدچلن کی احتیاج

یہ گناہون کی ندامت کا بڑا احسان ہے
خود زمین مین گڑ گیا کیا گورکن کی احتیاج

تنگ آیا لاغری سے اسقدر مین آج کل
ڈوب مرنے کو ہی اوس چاہ ذقن کی احتیاج

ذل لہرونکا نہین آئینے کے تالاب مین
تیری پیشانی کو کیا چین و شکن کی احتیاج ؎

کنکرون پر لوٹتا ہون جوش سودا ہی سے مجھے
کب یہان ہے کو دکان سنگزن کی احتیاج

بوسہ مانگون تو دہن کی تمکو کچھہ حاجت نہو
گالیان کہاؤن تو ہو جاے دہن کی احتیاج

خوش نفس رہتے ہین دنیا کی علائق سے جدا
روح کو ہرگز نہین ہوتی کفن کی احتیاج

وحشی مجسم ہون تنگی گریبان کم نہین
خود گلا کہنچا یگا کیا تیغ سے گردن کی احتیاج

دل دیا جبدم تو پہر اپنا پرایا چہوڑ دے
مٹ گئے جب خود تو پہر کیا ما و من کی احتیاج

دل مین آہین اک طرف ہین اور اک سوداغ ہین
میرے گلشن کو نہین سرو و سمن کی احتیاج

اے صنم لاکہون مرے بیٹھے ہین تمپر آج کل
اسکو حاجت گور کی اسکو کفن کی احتیاج

دم نہین تو عشق کسکا جان سے ہے تو ہی جہان
بلبل تصویر کو کب ہے چمن کی احتیاج

اسقدر اے شمع و گہل کر مرے ہم آپ پر
اک پر پروانہ بس ہے کیا کفن کی احتیاج

جا کر ان زلفون مین دل رخسار کو ڈہونڈا کیا
شام غربت مین رہی صبح وطن کی احتیاج

چشم بد دور آپکے بازو پہ زیور کیا ضرور
نیلا تاگا باندہئے کیا نورتن کی احتیاج

دونون زلفون سے تمہاری عطر آگین ہے مشام
کب ہمین ہے عنبر و مشک ختن کی احتیاج

قدر فن شعر کس کام آئے گا توبہ کرو
اس زمانے مین نہین صاحب سخن کی احتیاج

ردیف حاے حطی

۱۷ جو چاہے آئے جائے خریدار کیطرح
گہر ہو گیا ہے آپکا بازار کی طرح

تا روز حشر آپ نہ سلجھا سکین اوسے
گیسو بڑہے جو میری شب تار کی طرح

سینے سے ہم لگائے رہے دل بہل گیا
تصویر یار پاس رہی یار کی طرح

تربت مین ہم جو زخم جگر ساتہہ لیگئے
سبزہ لگا ہے مرہم زنگار کی طرح

یارب زمین سخت ہے اور آسمان دور
بے بس ہوا ہون مرغ گرفتار کی طرح

رندون کی بات کا کوئی دے سکتا ہے جواب
واعظ بہی کہو گیا دہن یار کی طرح

اے یار لامکان مین جو تیری خبر ملے
اچکون مین عرش تک تری دیوار کیطرح

آنکھون پہ لوگ مجھکو بٹھاتے ہین خلق مین
سب سے جھکا ہون ابروخمدار کی طرح

دیکھو دبے زبان سے بوسے کا حکم ہے
اقرار آپ کرتے ہین انکار کی طرح

پانی مرا جو اشک پیئے مین نے ہجر مین
سینہ ہے چاک رخنۂ دیوار کی طرح

وہ رند ہون کہ خردۂ مینا جہان سے ملے
پہلو مین اپنے رکھہ لون دل زار کیطرح

قاتل نکل ہی جائیگی منہہ سے بُری بھلی
ہم بھی زبان رکھتے ہین تلوار کی طرح

اچھے جو تھے وہ پہلے ہی دنیا سے چل بسے
آگے بڑہے ہے وہ قافلہ سالار کی طرح

نالان ہو کیون نہ دل مرا زلف سیاہ مین
یہ رات اوس پہ بھاری ہی بیمار کی طرح

منہہ پر نقاب ڈال لے اے آفتاب حسن
ہم دہوپ مین کھڑے ہین گنہگار کیطرح

وہ شعر کیا جو زلف کی صورت اولجھہ رہے
ہو صاف صاف یار کے رخسار کیطرح

اے قدر وصل مین جو سنائین وہ تلخ بات
پی جائیے گا شربت دیدار کی طرح

۲۰

پہنو تم اپنے کان مین بالا کسیطرح
لٹکاؤ یار ہالے مین ہالا کسیطرح

بدصورت اونکو شہر مین کہتے ہین اسلیئے
جسمین وہ کھولدین رخ زیبا کسیطرح

پیری مین بھی نہ موے سر اپنے ہوئے سفید
جاتا نہین دماغ سے سودا کسیطرح

محشر تک انتظار مین تیرے جیئے گا کون
مانو نگا مین نہ وعدۂ فردا کسیطرح

پھیلاؤ جالی لوٹ کی کرتی کمر تلک
پھانسو تم آج دام مین عنقا کسیطرح

نظرون سے گر گیا تو وہ پلکو نہین گھر کیا
سمجھا نہین ہے اپکا تاکا کسیطرح

ہم بھی نکل کے قبر سے دیدار دیکھہ لین
عالم کو کیجئے تہ و بالا کسیطرح ٭

دریا بہایا نجد میں آنکھوں سے قیس نے
چلتا نہیں ہے ناقۂ لیلیٰ کسیطرح

بھر کر حضور بیٹھے ہیں گستاخیاں معاف
کہنے میں اب نہیں دل شیدا کسیطرح

سرگشتگی ہے روح سی اس مشت خاک کو
قایم کبھی رہا نہ بگولا کسیطرح

غصے سے آنکھ سرخ نہوگی حضور کی
لالہ نہوگی نرگس شہلا کسیطرح

دل پر تمہاری آنکھ پڑی حشر ہو تو ہو
کعبے کی چھت پہ آئیں مسیحا کسیطرح

غصے میں لال پیلے اسی واسطے ہوئے
کھلاؤ جسمیں تم گل رعنا کسیطرح

اللہ رے ضعف عشق میں ہم مر گئے تو کیا
اوٹھا نہ مجھسے ناز مسیحا کسیطرح

انگور اوتر کے تاک سے یار کھینچی شراب
ہو آفتاب عقد ثریا کسیطرح

محفل میں آپ شوق سے آنکھیں لڑائیے
دیکھوں میں پتلیوں کا تماشا کسیطرح

منت بھی کی خوشامد بھی پاؤں بھی پڑے
لاکھوں طرح منایا نہ مانا کسیطرح

پتلی سے میری کیونکہ وہ پتلی لڑی رہے
ہوتا نہیں جدا کبھی جوڑا کسیطرح

اے لاغری میں اونکے قدم سے لگا رہوں
ہنجاؤں گھس کے خط کف پا کسیطرح

اے **قادر** ناحق آپ چلے ہیں منانیکو
وہ ہٹ دھرم نہ مانے گا اصلا کسیطرح

۲۳

ہاں شوق کھینچ کے وہ ادھر آئیں کسیطرح
ہاں نازکی بھر اوٹھنے نہ پائیں کسیطرح

دل میں ہمارے آپ سمائیں کسیطرح
در پردہ سینے سے تو لگائیں کسیطرح

میں آنکھیں پھاڑ پھاڑ کے دیکھوں شوق سے
آنکھوں میں بالکل آپ سمائیں کسیطرح

فرقت کی شب میں ہم جگر و دل سے تنگ ہیں
آتا ہے چین دہنے نہ بائیں کسیطرح

بوسے جبیں سے تا بہ ذقن لینے دیجیے
ہم آپ کے دہن کو تو پائیں کسیطرح

لیجا کے رکھدیا خطِ تقدیر حشر مین
ثابت ہوئین نہ میری خطائین کسطرح

سینے پہ سر ہو کبھی زانو بغل مین لائے
مطلب یہی ہے کہ دلکو دکھائین کسطرح

ساقی سے جاکے لین ابھی ہم لال لال مے
اوٹھین تو اودی اودی گھٹائین کسطرح

آنسو ہمارے دست نگارین سے پونچھکر
پانی مین آپ آگ لگائین کسطرح

قاتل بھی بن جو سلے لب جانان تم ہی مسیح
سیکھے ابروون کی بانکی ادائین کسطرح

سائے زلف یار حضرت دل آ چلے مین پھر
ابہام سے نکلکے نہ جائین کسطرح

اوٹھواتے ہین وہ بزم سے ای بارِ غم مدد
جب جانین ہم کہ اوٹھنے نہ پائین کسطرح

بھولے ہین وہ ہماری وفائین تو بھول جائین
بھولینگے ہم نہ اونکی جفائین کسطرح

دریا مین دیکھہ لین وہ حبابونکا پھوٹنا
منعم جہان مین سر نہ اوٹھائین کسطرح

کیون بار بار سامنے رکھین نہ آئینہ
ہم آپکا غرور توڑائین کسطرح

تیوری چڑھائین آنکھین دکھائین گھڑک بھی لین
اس پردے مین وہ آنکھین لڑائین کسطرح

نالہ کجا دہن ہے ہمارا دہان زخم
ممکن نہین کہ ہونٹھہ ہلائین کسطرح

دینگے ہم اونکو دیدۂ حیران کا آئینہ
جسمین وہ ہمکو منھہ تو دکھائین کسطرح

نکلے کسطرح جو نہ ادریس خلد سے
ہم ہی نہ کوے یار سے جائین کسطرح

سجے مین ہے اونکے در پہ کرین جبہہ سائیان
تقدیر کے لکھے مٹائین کسطرح

آؤ لپٹ لپٹ کے پسینے پسینے ہون
دل کی لگی ہم آج بجھائین کسطرح

کچھہ وہم سی کمر تو دہن کچھہ گمان سا ہے
دونون وہ ہین کہ ہاتھہ نہ آئین کسطرح

مہندی تمہارے تلوون مین کیونکر ملین نہ قدر
آخر یہ اپنا رنگ جمائین کسطرح

۱۶ دو قدم چل نہ سکا اوس بت گلرو کیطرح
سرو نے لاکھہ اوڑائی قد دلجو کیطرح

روتے روتے شب فرقت مین اندہیرا چہایا
ابتو آنکھین ہی بہی جاتی ہین آنسو کی طرح

دیکھو باریک کمر کو تو وہ ہی بال کی کھال
پوچھو اوس تنگ دہن کو تو سر مو کی طرح

سوزش باطن و ظاہر سے مری رونق ہی
کبھی پروانے کی صورت کبھی جگنو کی طرح

صبح رخسار سے ہٹتی نہین اللہ رے طول
شب یلدا ابھی ہوگی شب گیسو کی طرح

قتل کر کے مجھے ایسے کف افسوس ملے
طائر رنگ حنا اوڑ گیا جگنو کی طرح

شمع داغ دل سوزان ہی اگر ملکے چلے
گرم ہو جائے نسیم سحری لو کیطرح

ضعف سے ہے نرگس بیمار کے بیمار ہین ہم
جب گرے اوٹھہ نہ سکے پہر کبھی آنسو کیطرح

شب فرقت مری رونے سے ہی برسات کی رات
چرخ سے تارے اوڑے جاتی ہین جگنو کیطرح

قد موزوں کے نظارے کی تمنا ہی مجھے
آنکھین تہرا گئی ہین سنگ ترازو کی طرح

رکھکے سر پاؤن پہ روتا ہون جو لاسا دو تم
سرکشی اب نکرو سرو لب جو کی طرح

رشتۂ زلف معنبر سے سیا زخم جگر
جب تو انکو رہند ہا نافۂ آہو کی طرح

قتل کرتی ہین مجھے اونکی نشیلی آنکھین
دور جمشید ہوا دور ہلاکو کی طرح

کبھی آتی نہین وہ میرے سیہ خانے مین
چاندنی کو بھی ہی شرم اوس بت مہرو کیطرح

کیا بہار آئی ہے انگور سے ہے چشم مخمور
بار سے شاخ جھکی جاتی ہے ابرو کیطرح

ردیف کی قید سے ایسی غزل کہئے قدر
کام کرتا ہے کلام اپنا جادو کی طرح

۱۱ گھر مین ہون آپ کے باہر دل محزون کی طرح
کوہ و جنگل مین پہرے وامق و مجنون کی طرح

بانٹ دے نام پہ اللہ کی حاتم بنکر
سر پہ کیا لاد کے لیجائیگا قارون کی طرح

چشم میگون کے تصور مین لہو روئے ہم
باغ مین نرگس ہوگی دیدۂ پُرخون کی طرح

صورت چرخ ستاکر مرا ماتم نہ کیا
کپڑے ابی نہ رنگے آپنے گردونکی طرح

بیٹھیے مصرع ثانی نہ لگائیے کوئی
حشر برپا نہو صاحب قد موزونکی طرح

چشم مخمور مین کیفیت جام مُل ہے
لال ڈورے بھی ہین موج مے گلگونکی طرح

شعر مین آئی زبان ہی تو زبان پر دل ہے
عرش ہی دل مین اُتر آئے ہے مضمونکی طرح

محتسب کو ملک الموت سمجھتی ہے وہ
بیٹھی ہے دختر رز خُم مین فلاطونکی طرح

نفی ہوجاتے ہین جو لوگ بدلتے ہی نہین
ایک سا اوّل و آخر ہے مرا نون کی طرح

بوے وحشت گل مضمون سے چلی آتی ہے
اندنون رنگ سخن جوش مین ہی خونکی طرح

قدر کیون عشق سے باز آتے ہو دیوانے ہو
اب تو مشہور ہوئے وامق و مجنون کی طرح

ردیف خاے معجمہ

۱۸ بوٹی بوٹی ہی پھڑکتی صفت دل اے شوخ
کہ شرارت سے بھرا ہی ترا تل تل ای شوخ

قید ہار دست سے یا اسمین مرا دل ای شوخ
سے ہے ترا چاہ ذقن یا چہ بابل ای شوخ

اپنے سے کیون خنجر ابرو پہ ہے مائل ای شوخ
آپ تو اپنا ہوا جاتا ہے قاتل ای شوخ

کہولدون حال ترا سب سر محفل ای شوخ
ورنہ اکدن تو اکیلے مین مجھے مل ای شوخ

کیا کڑی گات تری ادہیری ہے اللہ اللہ
اس سے ثابت ہے کہ ہی سخت ترا دل ای شوخ

تیغ ابرو پہ مین ہر وقت فدا رہتا ہون
اب مناسب ہے تخلص مرا بسمل ای شوخ

چپکے ملنے کی عجب راہ نکالی تو نے
ربط کرتا ہے مرے دل سے ترا دل ای شوخ

تلخ باتون نے تری لب کو اثر دکھلایا
خط بھی نکلا تو ہوا زہر ہلاہل اے شوخ

ایسا دیکھا نہین ہنسنے کوئی بانکا ترچھا
سر سے پا تک تو تری وضع ہے قاتل اے شوخ

پہلے کب بانہ، ہا کیا کرتا تھا اونچا جوڑا
تو نے بے شبہہ چرایا ہے مرا دل اے شوخ

لب پہ ہلتا ہے ترے ناک کا، تی ایسا
جیسے تڑپے کوئی مچھلی لب ساحل اے شوخ

بند و زلف کجا مصحف نسبا کجا
ایک جا دیکھ رہا ہون حق و باطل اے شوخ

کیون پڑا الٹا ہے پٹ گیسو تکو پڑی کے
تو ہوا جاتا ہے پابند سلاسل اے شوخ

ہے مرے قتل سے انکار تو کیا پروا ہے
خود لہو ملکے شہیدون مین ہون شامل اے شوخ

کیا نمک مرچ لگاتا ہے کباب دل کو
ترا رخسار ملیح اور ترا تل اے شوخ

شمع پر روشنی شمع سے پروانہ گرا
تیری شوخی سے مین تجھپر ہوا مائل اے شوخ

جب ترا سامنا ہو گرتی ہے مجھپر بجلی
اچپلاہٹ تری کر دیتی ہے بسمل اے شوخ

قدر دل بیچنے لایا ہے جو لینا ہے تو لے
اسمین کیا تیری خوشی اور ترا دل اے شوخ

١٨

پرزے گھونگٹ کے اڑے شش کتان چو رخ
چاند کا چاند ہے اے جان جہان رخ کا رخ

میرے دل کیلئے آس مین الجھتین زلفین
نہ صفائی کو اگر بیچ مین پڑ جاتا رخ

انہین چار دن مین کسینے تو مجھے مارا ہے
قد ہے رفتار ہے یا وضع تمہاری یا رخ

دل جو پاتا تو کلیجے سے لگا لیتا مین
بوسے رخسار کے لیتا جو کہین پاتا رخ

سینے ہین برق تجلی پہ وہ غش کرتے ہین
دیکھ لین حضرت موسی وہ بھبھوکا سا رخ

کہین پیدا تو کرین طالب دیدار آنکھین
ایک آئینے سے پیدا ہون ابھی صد ہا رخ

سنگ اسود ہے دماتے کا ترا خال سیاہ
پوشش کعبہ ہے گیسوے سیہ کعبا رخ

کیا کرین کیا نہ کرین عشق مین جی چہوٹتا ہے ورنہ رستم سے بہی ہمنے نہ کبہی بدلا رخ

اس گلستان مین کوئی مجہسا نہین سبز قدم میرے آتے ہی پہرا باد بہاری کا رخ

چشم حیران سے یہ دہشت ہے اوسی واے نصیب سامنے آئینے کے بہی وہ نہین کرتا رخ

ہم وہ عاشق ہین کہ کہو سکتے بیٹھے بر رو دیکہہ پائے جو کہین اچھی کہا اچہا رخ

جام جمشید سے آئینہ سکندر کا بنا جب لگا منہہ سے پیالہ تو چمک اوٹھا رخ

ڈر یہی تہا کہ کہین یاد نہ پہر جاتے اودہر نزع مین کیا ترے کوچے کیطرف کرتا رخ

پان مسی ہی نہ کاجل نہ خط و خال نہ زلف ذبح کرتا ہے مجھے ہاے ترا سادا رخ

بول بالا قد بالا کا ہے گو گردون تک قد بالا سے بہی لیکن ہے ترا بالا رخ

طالب دید نے اشکون سی جو سینچا گلشن شاخ گل مین ہوئی ہر لو تکی جگہہ پیدا رخ

یک رخی چاند نے تصویر اوتاری تیری تو نے کروٹ سے دکہایا جو اوسے آدہا رخ

بعد مرگ آکے عزیزون سے مرے پوچہے ...
قدر جب مرنے لگا تہا تو کدہر تہا رخ

١٩

پرتو رخ سے ہوا یون خانۂ دلدار سرخ جسطرح عکس شفق سے ... دیوار سرخ

ہے مسی مالیدہ لب لاکہی سے کیا ہی یار سرخ یہ گل سوسن ہوا ہے صورت گلنار سرخ

جادۂ صحرا یہ جب مجروح تلووے چلون صورت قوس قزح گردون دم رفتار سرخ

یار نکلا ہے دل پرخون کو برماتا ہوا تیر تیرا کیون نہو پیکان سی تا سوفار سرخ

نقطۂ آیات و جدول کالی کالی صفحہ لال تل سیہ آنکہین سیہ زلفین سیہ رخسار سرخ

صاف تقریرون سے دندان ہوگئی اونکے سفید لب ہوئے رنگین بیانی سے دم گفتار سرخ

پہوٹ نکلا ہی ترا رنگ آہے بت گل پیرہن جسم کو تیرے جو چہو جاے تو ہو تار سرخ

سوزش دل سے مرا سینہ بھبوکا ہو گیا
آگ جس گھر مین لگی ہو جاتی ہے دیوار سرخ

لال ہو گئے ساقیو آنے تو دو فصل بہار
ہن پہ ہن برسے گا ہوگا خانۂ خمار سرخ

تھوکتے ہین خون باغ دہر مین اہل سخن
ہے شہادت کیلیے طوطے کی بھی منقار سرخ

آئین زلفین جہوم کر منہہ پر جو نیچے پڑ گئے
نازکی سے ہو گئے دونون تیری رخسار سرخ

یاد کر کے فصل گل کو خون روئیگی خزان
چشم نرگس ہوگی مثل دیدۂ خونبار سرخ

کہدگئی کان بدخشان لعل لب کا دور ہے
ذہر یان مین لعل کی ہے جوہری بازار سرخ

خشم ظاہر سے صفائی باطنی جاتی نہین
کب نیام سرخ سے ہو جاتی ہے تلوار سرخ

اس زمین مین پہر پڑہے ہوا ے قدر اک رنگین غزل
دست و پا کر دو عروس فکر کی دو بار سرخ

۱۵

خون رونے سے نہین مژگان دم دیدار سرخ
لڑتے لڑتے ہوگئے مرغ نظر کی خار سرخ

ہے خوشی سے آج روے بلبل نادار سرخ
کیا زر گل لے اوڑا ہے باغ سے دو چار سرخ

اوسکے منہہ پر جب مرا ذکر شہادت آئیگا
خود بخود مثل زبان ہو جائیگی تلوار سرخ

پاے رنگین سے زمین پر جو پڑا نقش قدم
زخم کی صورت اوبہر آیا دم رفتار سرخ

دیکھیے آئینۂ قدرت کی میناکاریان
خط عارض سبز ہے گیسو سیہ رخسار سرخ

کہل گئی وحشت مین الفت اوس طلائی رنگ کی
داغ سودا ہین ہمارے صورت دینار سرخ

پہر پہر آیا خون پہر یاد آگئی تیغ نگاہ
پہر ہوا زخم جگر پر مرہم زنگار سرخ

زلف پیچان مین نہ کیون ہو خون دل عشاق ہون
سنتے مین آتے ہین اکثر کیچہا سے مار سرخ

یہ شب ہجران مین نکلی ہے دل خون گشتہ ست
ہے شہاب آسا ہماری آہ آتشبار سرخ

دیکھہ قاتل چشم خشم آلو دسے دو تین بار
قتل کے محضر پہ میری مہرین ہون دو چار سرخ

روے گلگون دیکھکر آنکھونمین یہ سرخی کبھی
جسطرف اوٹھی نظر ہین سب درِ دیوار سرخ

ماتھے پر افشان چنی چین جبین سے قتل کر
میرے خون ہی ہو تو ظالم تیغ جوہر دار سرخ

ہم نے ٹکرا کر سر پر خون گھروندا کر دیا
سو جگہہ سے ہو گئی اوس شوخ کی دیوار سرخ

اب کلیجا پیپ سے آنسو جو آتے ہین سفید
خون تھا پہلے جو قطرے آ گئے دو چار سرخ

تیرے آتے ہی خزان مین آگئی گویا بہار
زرد چہرہ **قدر** کا کیسا ہوا اک بار سرخ

ردیف دال مہملہ

۲۲

سنے گا باغ مین میری اگر فغان صیاد
دبا کے دانتو نمین رہیگا زبان صیاد

اجل کے منہہ مین ہون مین زار ناتوان صیاد
ہی تیرے غنچہ ربیکان مین آشیان صیاد

تجھے سناؤن مین گلشن کی داستان صیاد
کہ چہچہا ہے مرا نظم بوستان صیاد

قفس بناتا ہے چنکر گلاب کی شاخین
ہوا ہے مرغ چمن کا مزاجدان صیاد

مری تلاش مین وحشت زدہ پھرے گا تو
ہرن کی شاخ پہ ہے میرا آشیان صیاد

تجھے جو ایک کہے گا مین سو سناؤن گا
زبان دراز ہون مین اور بدزبان صیاد

غضب ہے غمزۂ مژگان و عشوۂ ابرو
اوڑائے دیتا ہے نے تیر نے کمان صیاد

مین کیا ہون طائر سدرہ کو پھانس لائیگا
کریگا ایک زمین اور آسمان صیاد

وہ زلف دام ہے کنیا ہوین ہین دانے خال
غرض کہ اونکو سمجھتا ہے مرغ جان صیاد

ادہر زمین ادہر آسمان یا قسمت
اب اس قفس سے مین اوڑ جاؤنگا کہان صیاد

رہیگی شاخ نشیمن نہ ایک پر بلبل
گھٹے ہوئے ہین گلستا نمین باغبان صیاد

تو بوے گل سے الٰہی ہوا سقدر مجنون
کہ تیرے سر پہ بناؤن مین آشیان صیاد

مین ڈال ڈال تو وہ پات پات رہتا ہے
جہان گیا مرے پیچھے پڑا وہان صیاد

چمن مین خاک گل و بلبل اب نہین بولین
کہ بدنگاہ ہے گلچین تو بدگمان صیاد

محال ہے کہ نکلجاؤن بچکے پہلو سے
بلا کی ترچہی نگاہین ہین الامان صیاد

سنا جو چاہے تو بلبل کے نغمۂ رنگین
قفس پہ ڈالدے پہولونکی بدہیان صیاد

بنا رہا ہے رگ گل سے دام کے حلقے
مین ناتوان ہون میرا مزاجدان صیاد

چمن کی بو سے پہڑکتے ہین نو اسیر چمن
خدا کے واسطے انکو نہ لا یہان صیاد

ابہی تو شاخ سے آ بیٹہتا ہون سر پہ ہے پر
دکہادے پہول سا مکہڑا مری جوان صیاد

مین ہوشیار ہون گیسو و خط کو دیکہ چکا
بزیر کاہ نکر دام تو نہان صیاد

یہ لاغری ہے نکلجاؤنگا مین حلقون سے
پہنسا بہلا مین تری دام مین کہان صیاد

نہ گل کو داغ نہ بلبل کو خار ہوا سے **قدر**
چمن مین ساتھ ہی آئین اگر خزان صیاد

۱۴

پامالون سے ہے رتبۂ مظلومیان بلند
دیکہو زمین پست ہے اور آسمان بلند

کیونکر بلاسکے یار ہمین اپنے بام پر
اللہ بہی بنی سے رہا دو کمان بلند

کوے بتان مین سرو اگین کچہہ عجب نہین
اس سرزمین مین فن ہین کیا کیا جوان بلند

وہ خاکسار ہون کہ نہین خوف اہل اوج
میری زمین سے خاک نہین آسمان بلند

بجلی کو اور قرب ہوا ہے یا نصیب
حب خوف باغبان سے کیا آشیان بلند

کہیے تو وصف قامت موزون سناؤن مین
مضمون تو ہاتہہ آیا ہے ای جان جان بلند

بازو ہیان پہڑکنے لگا داد رسے اختر
خدا لیکے ہو گیا جو کبوتر وہان بلند

خود مجھکو پیر سے اوج نے پیسا تمام عمر
گھر کی زمین ہوگئی تا آسمان بلند

سورج کہان کا عرش کا تارا ہوئی جبین
طالع ہین آپ کے بہت اے مہربان بلند

منصور تیری دار مبارک رہے تجھے
اپنا تو سر ہوا سر نوک سنان بلند

اللہ رے سوز خلق کو جگنو نظر پڑا
لیکر ہما ہوا جو مری ہڈیان بلند

یہ ضبط عشق ہے کہ نہ نکلیگی منہہ سے آہ
ایسے جلینگے ہم کہ نہوگا دہوان بلند

نام خدا جوان ہوئی اب تو کچھہ مجھکو
نیچے نظر کرو کہ ہوئین چہاتیان بلند

ہم خاک اڑاتے ہین سحر و برق مر چکے
اے **قدر** ہے غبار پس کاروان بلند

١٥

پہلے دل مین ہوا جگر مین درد
کہین ہو غم سے عمر بہر مین درد

وہ بہی سن لین تو ہو جگر مین درد
ہے وہ ہر نالۂ سحر مین درد

رنج پیری سے ناک مین دم ہے
گاہ گھٹنون مین گہ کمر مین درد

مے سے بہر دے ہمارے جام و سبو
دیکھہ ساقی ہے چشم و سر مین درد

روح سے ہے جو تن کو ایذا ہے
کب ہوا چوٹ سے سپر مین درد

یون تو پتھر بہی کچھہ پسیجتا ہے
چاہیئے ہے دل بشر مین درد

سو سیاہی تھی کیا وہ چشم سیاہ
کھو دیا دل کا اک نظر مین درد

بہاری مو باف جب پڑا سر مین
ہوگیا یار کی کمر مین درد

مدد اے نالہ عرش ہلجائے
کہ نہین آہ بے اثر مین درد

کوچہ گردی کرو نہ پاؤن دکہین
ہو پہونچتے ہی میرے گھر مین درد

نالۂ بلبلان پہ ہنستے ہین گل
نہین دلہاے اہل زر مین درد

طے کرون کیسے کہ سہل ہین عشق کی راہ
پاؤن کرنے لگے سفر مین درد

نزع کے وقت ہے عجب عالم
نہوا تھا یہ عمر بھر مین درد

درد انگیز خط جو مین نے لکھا
ہوگیا پا سے نامہ بر مین درد

آہ لب پر ہو **قدر** آنکھ مین اشک
دل مین یاد اوسکی ہو جگر مین درد

١٨
خدا کی ذات سے دریا کی آب کے مانند
اوٹھے ہین حضرت آدم حباب کے مانند

یہ رنگ روپ ہے جبتک کہ ہی بہار شباب
تمہارے گال ہین فصلی گلاب کے مانند

وصال ہجر مین موسی نے کیا بسر کی ہے
کہ بے نقابی رخ تھے نقاب کی مانند

کبھی ہنسے ہے کبھی روئی فلک کے نیچے ہم
یہان گزر گئے برق وسحاب کی مانند

اکڑ رہے ہین جوانون کی طرح سرو چمن
بہار باغ سے ہے فصل شباب کی مانند

نہ ہاتھ آئے کبھی یہ نہ اوس سے بوسہ ملا
کمر بھی ہے دہن لاجواب کی مانند

بھڑک گیا مری آہون سے چرخ کج رفتار
الف ہوا فرس پادر رکاب کی مانند

سروہی کھینچ کی جب قتل کو وہ آتی ہین
کمر مین اونکی لپٹتا ہون ڈاب کی مانند

دہان تنگ سے ہے شیرین مثال تنگ شکر
زبان ہے طوطی حاضر جواب کی مانند

جگر مین آگ لگی ہے پھنکا ہی سینے مین دل
کہ آہ نکلی ہے تیر شہاب کی مانند

رقیب بزم سے شبنم صفت ہوا ہو جائین
وہ گرمیان جو کرین آفتاب کی مانند

ہماری آہ سے اونکے جگر مین چوٹ لگی
اوچھل پڑے دل پر اضطراب کی مانند

نشیلی انکھڑیون مین کیف ساغر مل سے ہے
وہ لال ڈورے ہین موج شراب کی مانند

مین کیا کہون کسے آئیگا اعتبار اوسکا
بہت کچھ انکھون سے دیکھا ہے خواب کی مانند

چڑہا لیا ہے جو نظروں پہ سیخ مژگان نے
جگر میں چہید پڑے ہیں کباب کی مانند

جو منہہ دکہایا تو انگیا میں کیا ہی شرم و حجاب
اسے بہی کہول رو بند نقاب کی مانند

جو چاہتا ہو کہ ہو نام عشق میں روشن
تو زرد چہرہ رہے آفتاب کی مانند

جو بیستون پہ میں فرہاد کو پکاروں **قدر**
ابہی پہاڑ سے نکلے جواب کی مانند

۲۱

ندرت مجہے سیب نہ پستہ ہی نہ بادام پسند
ہے زنخدان و لب و چشم دلارام پسند

تم کرو دل میں کروں زلف سیہ فام پسند
اپنے اپنے ہی پہر آگئے بت خودکام پسند

چہوڑ کر وصف دہن شعر پڑہوں عالم پسند
کہ نہ اغلاق کسیکو ہی نہ ایہام پسند

قبر ٹہکرا کے مری کہتے ہیں کس ناز سے وہ
تمہیں بہی چین تہے اللہ رے آرام پسند

روشناس ایک جہاں کا ہوں تری گردش سے
تیرے کاوے ہیں مجہی ابلق ایام پسند

نظر آجاسے جو انکو دہن تنگ بتان
آشیانے کو کریں طائر اوہام پسند

دل بیتاب ہوا و تنا ہی جفاکش یارب
بخت خفتہ ہے مرا جسقدر آرام پسند

پہیر لیں بوسہ اگر دل نہیں لیتے ہیں حضور
کہ ہمیں چیز کسیکی نہیں بے دام پسند

سرمۂ طور کو آنکہوں میں جگہہ دیتے ہیں
خاص دیدار کا جلوہ ہی غضب عام پسند

ہند و چشم کجا مصحف رخسار کجا
کفر کے تحت میں ہمکو نہیں اسلام پسند

پتلیاں آنکہوں سے اوٹہتیں نہیں جلنا کیسا
یوں نہیں بیکار ہیں سب مردم آرام پسند

جال سے رزق جو ہاتہہ آئے جو خنجال ہے وہ
جانور ہے کرے دانہ جو تہ دام پسند

لن ترانی کی بہت آپ ہی لب لیتی ہیں
اب نشست آپ بہی کرتے ہیں لب بام پسند

خون دل آنکہوں میں بہر بہر کے پیا کرتا ہوں
یہی شیشہ ہی یہی مے ہے یہی جام پسند

جو لگاوٹ کی نگہ ہے وہ بناوٹ کی کہاں
وہ تو ہے خاص پسند اور یہ ہے عام پسند

اب مٹائے سے نہ مٹے گا ترا سکہ بیٹھا ہے
ہے مرے دل کے نگینے کو ترا نام پسند

رمز الفت کو نہیں دست زبان سے مطلب
کیوں کروں رسم رہ نامہ و پیغام پسند

نام کو کرتے نہیں عاشق دل ننگ قبول
ننگ کو کرتے نہیں عاشق ناکام پسند

جسکے سینے میں ہے خود اپنی جگہ پر بیتاب
طائر قبلہ نما سے دل آرام پسند

آگ وہ سینے میں بھڑکے نہ پانی مانگوں
ہے تجھے عشق کے آغاز میں انجام پسند

شرم آتی نہیں اے قدر تخلص بدلو
کسطرح عشق کی ذلت میں ہے بدنام پسند

ردیف ذال معجمہ

۱۹

بھر کے اوس زلف کی تعریف سے خط کا کاغذ
جب لپیٹا تو ہوا مشک کی پڑیا کاغذ

کہو تا ہے مری تقدیر کا لکھا کاغذ
لوح محفوظ ہوا ہے ترے خط کا کاغذ

قبر یوں دیگی ہمارے تن لاغر کو فشار
جسطرح سے کہ دباتا ہے شکنجا کاغذ

لکھتے لکھتے تری مدح کمر کا احوال
خامہ سب گردن عنقا پر عنقا کاغذ

بحر الفت میں رہ و رسم کتابت کیا مال
ناو کاغذ کی سبک ہے نہ چلیگا کاغذ

ہو گئے ہیں مرے ذرات ہوس کا گذیہ
پتلے پتلے یہ ترے ہونٹھ ہیں گویا کاغذ

ہے یہ لفافہ ترا یا شاہد مقصد کی نقاب
نقطے تل سطریں ہیں لفظیں ہیں رخ زیبا کاغذ

حشر میں اشک ندامت نے بڑا کام کیا
نکل آیا مرے اعمال کا کورا کاغذ

سر سے پا تک سے لکھا دیدۂ تر کا احوال
ہوگا ابری مرے نامے کا سراپا کاغذ

خط میں رنگین مضامین جو بھری تھی تمنے
بنگیا کھلتے ہی گلزار کا تختہ کاغذ

بک گیا ہے مرا دل روز ازل آپکی ہاتھہ
آپکے نام ہوا ہے مرے گھر کا کاغذ

رشک سے سحر زلف کی رنگت کا جلا کر دیکھو
جلکے بل کھاے تو بل کھاکے ہو کالا کاغذ

خط کے لکھنے میں جو کھاتے ہیں وہ اعجاز کلیم
کہ عصا اونکا قلم ہے ید بیضا کاغذ

وصف اوس رنگ طلائی کا جو لکھا اوسپر
کاغذ زر کی طرح بک گیا سارا کاغذ

اونکے قامت کا بندھا وصف قیامت آئی
ہوگیا سب مرے دیوان کا سادا کاغذ

چہرۂ شاہد مقصود دکھا دیتا ہے
آئینہ ہے ترے نامہ کا مصفا کاغذ

کھلکے وہ مجھسے ملینگے یہ کھلا نامے سے
ورنہ خط کھلتے ہی اتنا نہ لپٹتا کاغذ

ہاتھہ پھیلا کے لیا اوسنے جو میرا خط شوق
کھل گیا صورت آغوش تمنا کاغذ

اوس جلوریز کی سے اے **قدر** منگا جلد خبر
گھوڑے کاغذ کے بنا کر کہیں دوڑا کاغذ

۱۴

بھرا جو آہ کے مضمون سے نامے کا کاغذ
تمام ہوتے ہی خط خود ہی اوڑ چلا کاغذ

اجل رسیدہ ہوں نسخہ لکھنے بیٹھی اگر
قلم دوات نہ پاسکے طبیب یا کاغذ

لکھوں عبارت رنگین جو خط میں اس گل کو
یقین ہے کہ حنائی ہو نامے کا کاغذ

کبھی نہ شاد کیا تمنے ایک پرچے سے
تن اپنا رنج سے گھل گھل کے ہوگیا کاغذ

یہ تازگی ہے جو لکھوں سفید کاغذ پر
برنگ برگ ہو دیوان کا ہرا کاغذ

چڑھا ہے نشۂ افیون خیال مرتا ہوں
پلا دو دہو کے مجھے اونکے نامے کا کاغذ

تمہارے خط سے ہوا احتیاج ہم فقیروں کو
لگایا تاج میں جاے پر ہما کاغذ

لکھوں جو آئینہ روے صاف کے اوصاف
مثال آئینہ ہو جاے پر ضیا کاغذ

ہمارا نام سبھی داخل ہے کب سے دفتر میں — کوئی نکالے تو مجنون کے وقت کا کاغذ
خدا علیم ہے کب سے بھرے ہوئے ہیں ہم — پھرینگے یار کے خط کا ذرا ذرا کاغذ
کبھی نہ ختم ہوا خط یار رونے سے — ادھر لکھا کہ ادھر صاف دھو گیا کاغذ
جو دل دیا ہمیں جاگیر میں ملا بوسہ — کہ یار سے خط و عارض نے لکھدیا کاغذ
حضور خط جو لکھیں اسمیں مطلب اچھا ہے — کچھ اسکا دھیان نہیں ہو برا بھلا کاغذ

گمان ہے خط جانان کا اسقدر اے **قدر**
پڑا ہوا کہیں دیکھا اوٹھا لیا کاغذ

١٨

وصلت میں بوسہ دے گلفام ہے لذیذ — ساقی کا ہونٹھ اور لب جام ہے لذیذ
چوسے تو پشت چشم سیہ فام ہے لذیذ — بے چھلکے سمیت آپکا بادام ہے لذیذ
حقہ ترا غضب ہے خود کام ہے لذیذ — بوسہ نہیں تو بوسہ بہ پیغام ہے لذیذ
جھوٹا جہان کہتا ہے میٹھے کیواسطے — بوسے کے ساتھ آپکی دشنام ہے لذیذ
ہاں اے دہان زخم نہ پیکان کو چھوڑنا — مثل زبان یار گل اندام ہے لذیذ
اے عشق لخت دل بھی ہے خون جگر بھی ہے — ہے بامزہ گزک مے گلفام ہے لذیذ
لب پر جو گالیاں ہیں تو انکو نمین سیل ہے — پستہ ہے تلخ شیرہ بادام ہے لذیذ
شکر سفید یاؤں میں یا زہر تلیا — جو کچھ نصیب ہو سحر و شام ہے لذیذ
یارب دہن میں نام یہ کسکا سما گیا — لیکر ہمارے ہونٹھ سے تا کام ہے لذیذ
پیری میں عشق لب سنجھے واعظ ضرور ہے — یہ شیرہ ریختہ و شکر خام ہے لذیذ
کیچڑ میں لوٹ لوٹ کے کہتے ہیں بت پرست — موجیں بری ہیں بادۂ گلفام ہے لذیذ
گو خاک ہوا کنارے سے باعث نصیب ہے — اے اسیا سے گردش ایام ہے لذیذ

سرمے کی طرح حلق مین آتی ہی چاشنی
بیٹھی نظر تری بت خودکام ہی لذیذ

عہد شباب پیری و طفلی ہین تین پہل
نورس مزیکا پختہ ہر اخام ہی لذیذ

خال و ذقن ہی خوب لب و چشم خوب ہے
انگور و سیب پستہ و بادام ہے لذیذ

ہردم چبا چبا کے جو تم بات کرتے ہو
گنّے کیطرح کیا یہ دلارام ہی لذیذ

واعظ ادہر تو آؤ ذرا اسکو چکہہ تو لو
تم جو کہتے ہو کیا مئے گلفام ہی لذیذ

دل دیکے قدر کیون نہ لبونکی مزے اوڑائین
جس چیز مین لگا ہے کچہہ دام سے لذیذ

ردیف رائے مہملہ

۲۴
گرون شیشہ جہکا دے مرے پیمانے پر
ہُن برستا ہی ساقی ترے میخانے پر

اوڑکے پونہچے گا مرا نام ہی جس ولانے پر
برگ خوشے مین نہین سخت ہین ہولانی پر

شب غم چہائی ہی کب میرے سیہ خانے پر
سایہ ہے دیو سیہ کا ترے دیوانے پر

گرمی حسن بڑہی سرد ہوا عاشق زار
شمع کے ہول سے بجلی گری پروانے پر

چک شاآجاے کمر سر کہین کہنا مانو
نیمچا ناز سے رکہکر نہ چلو شانے پر

کیا صبا آج ادہر زلف کی بولائی ہے
کالی آندہی سی ہی چہائی مرے ویرانے پر

ماہ و خورشید جو افلاک پہ ہین یا ہو دو
چاندی سونے کی کلس ہین مرے میخانے پر

ہان ستمگر یہ نتیجہ ہے دل آزاری کا
مار ضحاک ہے گیسو ترے ہر شانے پر

داغ کا نامۂ اعمال مین ہونا ہی ضرور
چاہیئے مہر کچہری کی بہی پروانے پر

تیر کی ایسی ہے فوراً دہی لگجاے خسوف
چاند آئے جو کہین میرے سیہ خانے پر

توبھی دعویِٔ خدائی جو کریگا اے شوخ
ہوگا مجذوب کا دہوکا ترے دیوانے پر

سوچتا ہی کہین مجھکو نہ ترس آ جاے
کان دہرتا نہین ظالم مرے افسانے پر

رات دن تیری جدائی مین جو کچھ سہتا ہون
نہ وہ سرخاب پہ آفت ہے نہ پروانے پر

حالت گریہ مین بھی نام ترا رٹتا ہون
اسم پڑھتا ہون مین تسبیح کی ہر دانے پر

رمضان آتا ہے للہ جپکا دے ساقی
تیس دن رال ٹپکتی نہین پیمانے پر

پاؤن مین ہی وہ سنیچر کہ الٰہی توبہ
عشق جن بنکی چڑہا ہی ترے دیوانے پر

موہنی کہتے ہین جسکو وہ فقط خدمت ہے
آزماؤنگا یہ جادو کسی بیگانے پر

گر میان ہین تو مرا دیدۂ تر حاضر ہے
چھوٹے مژگان کا ہزارہ ترے خسخانے پر

پھر بہار آئی ہی پھر دلکو ہوا شوق چمن
پھر نکالے ہین مرے بلبلِ شیدا نے پر

کبھی ہر بار پھسلتی ہے طبیعت اپنی
کبھی اودہر سے ہو ئے سینے پہ کبھی شانے پر

وہ جگہ ہے کہ پرندہ بھی نہ پر مار سکے
کیا پڑے بوم کا سایہ مرے ویرانے پر

سوز ظاہر ہی جدا سوزشِ باطن ہے جدا
چرب ہوتا نہین جگنو کبھی پروانے پر

غش ہوا گردنِ ساقی پہ کبھی نکہہ پہ لوٹا
کبھی شیشہ پہ گرا ہین کبھی پیمانے پر

وہ بھی اے قدر رہا اک نقش قدم حیدر کا
رکھتے تھے مہر نبوت جو نبی شانے پر

۲۰ کھلا نیگا اور حبیب سمہ لگا ابروے جانان پر
کیسے اے حسن یہ تونے چڑہایا تیغ بران پر

نکلتا آتا ہے سبزہ ترے لبہای خندان پر
چڑہی آتی ہے یہ فوج سکندر آبِ حیوان پر

کیا ہی ذبیح تو مارے خوشی کے لوٹتا ہوتا ہین
کہ میرے خون کے چھینٹے تمہارے جیب و دامان پر

تمہاری آنکھ سے دل ہوکے زخمی گر پڑا دوڑو
اوٹھا لو بر چھیون پر اسکو یعنی نوکِ مژگان پر

تجھے اے قیس شاید چشم لیلی یاد آئی ہے
کہ پھیرا ہاتھ کیسا پیار سے پشت غزالان پر

دھرو منھ میرے سینے پر دبے گا دل تو کیا پروا
نڈرو کچھ نہیں قرآن رکھدیتے ہین قرآن پر

لڑا کر آنکھ اون سے غیر اوٹھ گئے گھر مین جا پہونچا
انگوٹھی پا کے بیٹھا دیو بھی تخت سلیمان پر

اودھر طاؤس کے نالون سے اک دود سیہ اوٹھا
ادھر گھنگھور اک ابر سیہ چھایا گلستان پر

کیا ہے ناخن وحشت سے اسکو جا بجا پرزے
جنون نے پھول گویا چن دیئے میری گریبان پر

ہتیلی پر دھرا ہے نقد جان مثل چراغ اپنا
ابھی تو آگ مین ہم کودتے ہین اک تری ہان پر

محبت مین بھلا قمری و بلبل جانور ٹھہرے
قیامت تو یہ ہے انسان مرجاتا ہے انسان پر

لگی بیساختہ منھ دیکھنے یون دید بازی کی
ہوا شک اونکو آئینے کا میری چشم حیران پر

جنون مین رہگئے تھے چند مشت استخوان باقی
ہما ہر پھیر کے منڈلایا کیا میرے بیابان پر

ہوا ہے مرغ آتش دن مرا مرغ دل سوزان
بنائے آشیانہ شوق سے سرو چراغان پر

لڑائی آنکھ تجھسے جب ہوا ناسور بند اپنا
تری پتلی سے گل کھائے ہین ہمنے چشم گریان پر

تمہارے قد پہ عاشق ہین تمہارے خط پہ تمریں ہین
پڑے رہتے ہین پای سرو ہم بیہوش ریحان پر

لڑائی آنکھ آئینے نے کسی نے لیا بوسہ
اودھر ہاتھ پھیریان شانے نے کین زلف پریشان پر

اوگا سبزہ جو عارض سے تمہارے لب تلک پہونچا
حلب سے جب بخارا اوٹھا گھٹا چھائی بدخشان پر

قیامت مین جنان پاؤن نہ پاؤن خیر ای واعظ
پرا ہو میکشی مین چھوڑتا ہون تیرے ایمان پر

قیامت ہوگئی **قدر** سیہ بخت آہ مین مدفون تھا
سنا ہے آج تجلی گر پڑی گور غریبان پر

۲۱ نور جبین یار رخ بے مثال پر
ناقص کبھی ملے نہین جنگ جدال پر
ایسا چراغ ہے کہ جلا دنکو مال پر
دیکھی کسی نے باڑھ نہ تیغ ہلال پر

برہم ہوے لئے یہ بوسۂ رخسار و خال پر
اک گرم پیار رکھدیا دست سوال پر

کھاتا ہے ماہ داغ ترے گورے گال پر
جلتا ہے آفتاب فروغ جمال پر

گالی ترے دہن مین سمائی تو کیا عجب
لکھتے ہین لوگ سورۂ اخلاص دال پر

کھائے نہ آپ وہ نہ کسیکو کھلا سکے
بیٹھے گا سانپ منعم موذی کے مال پر

خط سیاہ یار پہ لہرا رہی ہے زلف
صیاد نے یہ جال بچھایا ہے جال پر

تیر جفا ہزار پڑے ہین کچھ اثر نہین
سینے کو میرے فوق ہے گینڈے کی ڈھال پر

میرے اسیر ہونے کی اللہ رے خوشی
صیاد ٹوٹ ٹوٹ کے گرتے ہین جال پر

چلنے مین جو نکلے لیتا ہے ہر ایک پائنچا
یا ناچتے ہین مور تری بانکی چال پر

اے منعمو روپے نہین حسرت کے داغ ہین
تمکو نظر ہے مال پہ مجھکو مآل پر

ابتک بہار ہے کہین للہ چھوڑ دے
صیاد وقت جاتا ہے پھر اگلے سال پر

گھٹ کر ہلال ہو مہ کامل غرور سے
کامل وہ ہے جو سر نہ اوٹھائے کمال پر

بلبل تو اوڑ کے جائیگا صیاد سے کہان
وہ پتے پتے پر ہے جو تو ڈال ڈال پر

جاؤن جدھر جنون مین روکے کبھی کوئی
للہ چھوڑ دین مجھے سب میرے حال پر

مین دام مین پھڑک کے ہوا رشک لالہ زار
کلیون کے ٹوٹنے سے ہوئے لال لال پر

سنبھلو تمہاری آنکھ پہ آتا ہے میرا دل
چیتے کو چھوڑتا ہون شکار غزال پر

یہ دیکھ دیکھکر تجھے ہوتا ہے اور رنج
خوش خوش ہین آپ کیون مرے رنج و ملال پر

تو صیدگاہ دہر مین غافل ہے کسلیے
پھندا لگا ہوا ہے ترے بال بال پر

مین دیکھتا ہون خواب مین ہر شب ہلال عید
شاید پڑے گی آنکھ کسی خرد سال پر

میکش نہین ہون قدر مگر کیون نہ جاؤن مین

سجھتی ہین قرض آتا ہے میرا کلال پہ

۲۹

میرا دل بیتاب اوڑا آہ رسا پر
سہے بیت مقدس کہ معلق ہی ہوا پر

ہومے سے دماغ اپنا نہ کیون عرش علا پر
لے اوڑتی ہے یہ لال پری ہمکو ہوا پر

برباد ہوا دل مرا اوس رُخ کی ضیا پر
غبارہ جو اوٹھا تو چلا رو سے ہوا پر

چہایا ہے مرا بخت سیہ آہ رسا پر
جسطرح بخارات چڑہین اوج ہوا پر

پار اوترینگے خود تیر کے دریای شہادت
ہم سینے کے بل جائینگے شمشیر جفا پر

پہر قلقل مینا پہ چلے رند سیہ مست
پہر آئی گہٹا جہو مکے مورون کی صدا پر

ہے بیکسی ویاس وغم و رنج کا انبوہ
میلا سا لگا رہتا ہے قبر شہدا پر

وہ خاک نشین رند ہون جب پاتہہ اوٹہاؤن
ہو عرش پیالے کیطرح دست دعا پر

گردن کو جہکا کر خم شمشیر بنے ہو
ہے شرم وحیا پر بہی نظر ظلم وجفا پر

چلتی ہے وہ اٹکہیلونکی چال تمہاری
دل لوٹ ہوا جاتا ہے کچہہ باد صبا پر

کہاے گا مرے سینہ سوزانکی جو ہڈی
لوگون کو سمندر کا گمان ہوگا ہما پر

پہر آنکہہ کو منظور نظر سرمہ ہوا ہے
رکہی گئی پہر باڑہ تری تیغ جفا پر

افسوس تیرا منہہ کبہی جی بہر کے نہ دیکہا
جمتی ہے نظر کب ترے چہرے کی ضیا پر

رزاق عطا کرتا ہے گمنام کو بہی رزق
روزی وہی پونہچاتا ہے عنقا کو ہوا پر

پہر دیکہنا پاداش مین چپک آ لگی ظالم
پہر آج کمر کستا ہے تو ظلم وجفا پر

ابرو کے سرے پر کوئی کاجل کا نہ تِل
قبضہ کوئی جڑ لیجیے شمشیر ادا پر

آیئنے مین یہ آنکہین یہ زلفین جو لڑا دو
خود قہر یہ قہر آئے بلا آئے بلا پر

اوٹھے گا زمین سے صفت گلشن شداد
کیا نکہت گل سے چمنستان ہی ہوا پر

نالون سے دل نار کے بل کرتی ہے وہ زلف
جسطرح کوئی سانپ کسی نَے کی صدا پر

کیا نام خدا لب پہ مسین بھیگ رہین ہین
چھائی ہوئی ظلمت ہے تری آب بقا پر

اس ظلم و رضا کا ہے وہی بکنے والا
آنکھ اونکی ستم سے ہے نظر اپنی خدا پر

پُر داغ ہوے سینے تری خستہ دلونکے
چادر چڑہی ہے پہولونکی مزار شہدا پر

پہر کشتی مے بادہ بہاری ہے روان ہے
پہر تخت پریزاد چلا اوج ہوا پر

دل اپنا تمہارے لب جان بخش پر آیا
ہے خضر کا بیڑا کہ چڑہا آب بقا پر

آلائش دنیا سے بری احسان خدا پاک
پیکان نہ چڑہے کوئی کبہی تیر قضا پر

کیونکر نہ رہین عاشق زار آہ کے پابند
کسطرح ضعیفونکو نہ تکیہ ہو عصا پر

ناحق کی عداوت سے نہ کر قطع محبت
چہریان نہ جفاؤن کی پہرا حلق وفا پر

خود چلنے لگی ناز سے تلوار پہ تلوار
خود ڈہرنے لگی ترچہی نظر بانکی ادا پر

کب چاہ زنخدان کا لیا **قدر** نے بوسہ
طوفان اوٹھاؤ نہ کسی مرد خدا پر

١٨ دل چلے بتان ہو عشق ستم ایجاد پر
خود فراموشی کرے تہمت دہر استاد پر

قیس پر روے کبہی ماتم کیا فرہاد پر
کیا کرین کس سے کہین افتاد ہے افتاد پر

انتقام عشق آجائے اگر امداد پر
قیس پہ لیلیٰ مری شیرین لپسی فرہاد پر

ابروے چشم بتان نص حدیث حسن ہے
نون لکہا ہے کاتب قدرت نے حرف صاد پر

رعب حسن یار سے گلشن تہ و بالا ہوا
گل پہ قمری ہے ادہر بلبل و دہر شمشاد پر

دفعتہً کیا دونون آنکہین محو جانان ہوگئین
لگئے ہاروت و ماروت ایک آدم زاد پر

جا پڑا جسوقت اوڑکر خون میر اگرم گرم
پڑ گئے چھالے زبان خنجر فولاد پر

میری شہہ سی پہول جہڑتے ہین بہار آئی بہار
باغ کا عالم ہوا ہے خانۂ صیاد پر

اونچا جوڑا اس قد و قامت پہ کیا پہبتا ہی واہ
اور بہی طرہ کیا یہ آپنے شمشاد پر

روے رنگین پر ہوا بلبل کو دہوکا پہول کا
شاخ سے وہ اوڑ کے جا بیٹھا سر صیاد پر

ہاتہہ دہوئی اپنے گہر سے تو ہی اے خسرو اہی
عشق اگر کچہہ باڑہ رکہدی تیشۂ فرہاد پر

کوئی ہنستا کوئی روتا ہی یہ قدرت اوسکی ہے
خیر ہنسیئے آپ میرے نالہ و فریاد پر

زخم پر زخم آہ پر آہ اور داغون پر ہین داغ
رونا آتا ہے ہمین حالِ دلِ ناشاد پر

جسکی موت آتی ہی ہرن سے کہٹکے چلا جاتا ہی وہ
چہوٹتے جاتے ہین قیدی راتدن میعاد پر

فصل گل ہی فصدین کہلتی ہین کوئی ہوتا ہی قید
دوڑ سے ہے فصاد پر تاکید ہے حداد پر

بلبلو غنچے کی صورت دم بہ دم مارو باغ مین
باغبان پر باغبان صیاد ہی صیاد پر

فصل گل آئی تو میخانے سی مسجد تک ہو دہوم
تو سہی خم رکہکے لیجاؤن سر زہاد پر

کیون چہری پر باڑہ رکہوائی گلا کاٹو گے کیا
قدر تم مرتے ہو کس ترکِ ستم ایجاد پر

بگڑ کر کہتے ہین جب آنکہہ ڈالو خال ہندو پر
۱۵ وہ چینکی دل مین لونگا نیل اوبھر آئیگا پہلو پر

محل خوف سے ابرو تمہاری چشم جادو پر
کہ ناخن شیر کا گہر الگا ہے پشت آہو پر

ترے خال و خط لب سے یہ ثابت ہو گیا ہمکو
خضر نے اپنا سجادہ بچہایا ہی لب جو پر

چہلا وا یار کی آنکہونکا دکہلاے جو وحشت مین
سنگوٹی چاندی سونیکی چڑہا دون شاخ آہو پر

کسی تقریر سے بوسہ خال کا ملتا نہین ہمکو
کوئی افسون نہین چلتا ہی اس چہوٹے سے جادو پر

تمہاری بینی نازک سے دل بنا ہوا زخمی
ہماری آنکہہ پڑتی ہے اسی تیر ستہ پہلو پر

ہماری خاک مرقد سے کہچے گا عطر مٹی کا
کہ پہڑ کے روح اپنی آپکے زلف سمن بو پر

ٹری مشکل سی تل بیٹھا ہے اوس دم وہ مہ خوبی
یقین جب میری آنکھونکا ہوا چشم ترازو پر

کرام کاتبین ہین ساتھ عصیان کا نہ دہیان آئے
لگے ہین محتسب و دو سے گلرنگ کی بو پر

خدا نے دشت وحشت لکھدیا میرے مقدر مین
مری قسمت کا دانہ رکھدیا ہی شاخ آہو پر

نگاہین لڑ گئین اب پوچھنا کیا راز الفت کا
مرے قابو مین وہ آکے چڑھا مین انکی قابو پر

یہ پیاری پیاری صورت آپکی بوسونکی قابل ہے
مزین ہی جو ٹیکے بہی ہون جلد مصحف رو پر

نہ وہ ہمسے اشارے ہین نہ وہ چتون نہ وہ آنکھین
کسی نے یار جادو کردیا ہے چشم جادو پر

کبہی باندھین نہ ہمنے دوہری چہریان نہ دوہری تلوارین
کبہی ہمکا نہ عشق اپنا جوان چار ابرو پر

سوا شعر و سخن کے اور بہی کچھ فکر رہتی ہے
کہ جب دیکھو تمہین اے **قدر** سر رکھا ہی زانو پر

۱۰

ساز و سامان عیش کا افلاک سے چاہا نہ کر
آگے کم ظرفون کے اے دل ہاتھ پھیلایا نکر

کام اے کوسون یاد کاکل مین الجھایا نکر
رات بہر اتنا دل بیتاب گھبرایا نکر

یہ بہی قسمت کا لکہا میرا یہ لکھتا ہی وہ شوخ
خط پہ خط تو نامہ بر پر نامہ بر بہیجا نکر

مستی مل پان کہا کے وصل مین مہدی لگا
آنکہون مین کاجل لگا زلفون مین اپنی شانہ کر

بد شگونی ہے کسیکو ٹوکنا چلتے ہوئے
میکدے سے جاتے ہوئے واعظ مجھے ٹوکا نکر

رو زردلکی دوربین سے دیکھ لیتے ہین تجھے
اے مہ خود بین بہت عشاق سے بہاگا نکر

وہ شل ہی خاک ڈالے سی کہین چھپتا ہے چاند
روح ہونکی جسم خاکی مین تو پھر پردا نکر +

بازآیا ایسی راحت سے جو آخر رنج ہو
ٹہریان کہانے کو سر پر اے ہما سایا نکر

آہ سوزان چشم گریان درد ہجران داغ دل
اسقدر تنگ اب ہین ہمارے تو نکر پیدا نکر

شمع سے ہے حب علی اے **قدر** اپنی نیند ہو

اسقدر تاریکی مرقد کا اندیشا نکر

۱۶

کانپا مین زلف وقامت دلدار دیکھکر
دل ہلگیا مرا رسن ودار دیکھکر

کہتے ہین قتل پہ مجھے طیار دیکھکر
کیا پہیلا پڑتا ہے مری تلوار دیکھکر

کروٹ ادہر بدلتے نہین اور دیکہی
لو بڑہگیا دماغ مرا پیار دیکھکر

سمجھا یہی مین آب گہر مین بجہائی تیغ
مقتل مین آئے دانت پہ تلوار دیکھکر

غنچے سے تنگ تر ہی چمن عندلیب کو
پہولا نہین سماتا ہے گلزار دیکھکر

تعبیر اسکی یہ ہے کہ ابرو کا عشق ہو
چونکا مین رات خواب مین تلوار دیکھکر

یہ لن ترانیان ہمین ہرگز نہین پسند
موسی کو کیا ملا تجھے اک بار دیکھکر

کوٹھے سے مجھکو جہانکتے تم منہہ چہپا گئے
مین رہگیا فلک کیطرف یار دیکھکر

مژگان کی مثل سوکھکے کانٹا ہوا جسم
بیمار ہون مین نرگس بیمار دیکھکر

شہرگ یہان پہڑکنے لگی شوق قتل مین
جب مجھکو دیکھنے لگے تلوار دیکھکر

چھلکے ہین دونون جام شراب الست سے
آنکھین کہلین حضور کا دیدار دیکھکر

بل کہا گئی کمر تو نہ تعظیم کو اوٹھے
بھڑکی سمند ناز کی رفتار دیکھکر

کیسا مزاج تہا کہ برآمد نہین ہوئے
پہر پہر گئے ہین طالب دیدار دیکھکر

اس انجمن مین اب نہ کہلیگی زبان شمع
چپ ہے تمہاری گرمی گفتار دیکھکر

مذکور کیا ہے تیغ ہلالی کا اے قمر
مریخ کٹ گیا تری تلوار دیکھکر

اے قدر راہ عشق ہے آگے بڑہے نہ جاؤ
کھٹکا ہے ہوشیار خبردار دیکھکر

۲۲

اوسنے آنکھون کی مثل پاکر
ساغر پٹکے اوٹھا اوٹھا کر

کیا تجھکو ملیگا دل دکھاکر
کعبے کو نہ ڈہا خدا کر

ہم دربیان مین زلف یار لاکر
رو لئے سرمہ لگا لگا کر

کچھ مرض ضحک ہنسی نہین ہے
غافل نہ کسی پہ تو ہنسا کر ﴿

یادِ ابرو نہ بہول اے دل ﴿
ناخن کو نہ گوشت سے جدا کر

بندہ مین اسی سے لئے ہوا تھا
اور کہدیا خاک مین ملا کر

کہتا ہون کیا ہے تمنے بیہوش
فرماتے ہین ہوش کی دوا کر

اپنا خطِ جام سے ہے تقیہ
پیتے ہین شراب ہم چہپاکر

چلنے مین کسیکا دل نہ پس جائے
رکہیئے گا قدم ذرا بچاکر

اے دل کوئی نالہ حسب معمول
بلبل ایک آدہ چہچہاکر

ہی ملک عدم بھی کیا ہی دلچسپ
کوئی نہ پھرا وہان سے جاکر

رویا کیا مین نہ وہ پسیجے
کیا ٹال دیا ہے مسکراکر

دل مین کوئی حوصلہ نہ رہجائے
جی کہول کے مجہپہ تو جفا کر

کٹجاتی ہے شب ہنسی ہنسی مین
رہجاتا ہے شوق گدگدا کر

مٹی دے نہ پڑہ نماز میت
یہ فرض تو اے صنم ادا کر

کالی رنگت پہ گرتی ہی برق
ہنسیئے تو ذرا ادھر ہی جاکر

اے عمر روان کہان گئی تو
تنہا مجھے گور مین سلا کر

اے یار چلے کو کیا جلانا
اب منہہ نہ چھپائیے دکھاکر

آفت ہے وبا ہی قہر ہے عشق
زاہد تو مرے لئے دعا کر

چھوڑے کو نہ کہو لئے خدارا
قصہ نہ بڑہائیے گہٹا کر

اوڑتا ہے جہان نقاب انکا
رہجاتی ہے شمع جہلملا کر

کیون قدر بتون کا ذکر کیسا
اے مرد خدا خدا خدا کر

ردیف زای معجمہ

١١
دل آپکے دانتون پہ تو آتا نہین ہرگز
مین کوڑیون پر لعل گنواتا نہین ہرگز

دم گہٹتا ہے دن ہجر کا جاتا نہین ہرگز
کن آنکہون سے دیکہون مجہی بہاتا نہین ہرگز

ڈر ہے کہ کہین پہر نہ خیال آپکا آجاے
اسواسطے مین آپ مین آتا نہین ہرگز

جس وضع کی حسن خلق کی تعریف سنی تہی
ویسا تو مزاج آپکا پاتا نہین ہرگز

اللہ جنون مین یہ سبکدوش ہوا ہون
مین ناز بہی پریونکی اوٹہاتا نہین ہرگز

مہوسے کی سہی پہول تو لادی مرے ساقی
یہ گاؤن کا ٹہرا مجہے بہاتا نہین ہرگز

گو وامق و فرہاد نے سر میر اپہرایا
پر کوئی مری راہ پر آتا نہین ہرگز

زاہد یہ نہ کہہ مین نے بہی پہچانا خدا کو
کہاتا ہے وہ جو منہہ مین سماتا نہین ہرگز

منظور ہے سیراب تو ہو تشنۂ دیدار
خنجر کو وہ پانے مین بجہاتا نہین ہرگز

چیتے کی کمر پائی ہے تو شیر کا چہاتا
ایسی کمر ایسا کہین چہاتا نہین ہرگز

ٹہوکر مری تربت کو لگاتا نہین اے قدر
سوئی ہوئی قسمت وہ جگاتا نہین ہرگز

١٥
دل ہی یہ ربط گیسوِ پیچان ہے چند روز
ہم جانتے ہین خاطر مہمان ہے چند روز

آواز آرہی ہی یہ زنجیر سے ہمین
اے قیدیو جہان کا زندان ہی چند روز

عقار سے کھلینگے دو لکے شروع شباب ہے — حلقے مین تیرے گوی گریبان ہی چندروز
لیلی سے قیس کہتا تھا مجھکو نہ بھولنا — اے میری جان لطفِ بستان ہی چندروز
ہوگا جوان تو بوسون سے نیلم بناؤنگا — ہونٹھ اوس پری کا لعل بدخشان ہی چندروز
جب میری جان جاے تو جانا تم اپنے گھر — دعوت تمہاری ابتو مرے ہان ہی چندروز
ہم ڈہونڈھ کر نکالتے ہین یار کا دہن — پوشیدہ ہمسے چشمۂ حیوان ہے چندروز
ہے چاردن کی چاندنی پھر اندھیری رات — شفاف خط سے چہرۂ جانان ہی چندروز
گلشن مین لطف بلبل و گل ہی بہار تک — سچ تو یہ ہے کہ صحبت یاران ہی چندروز
تشہیر کر رہے ہین پریرد ہماری لاش — ہمکو نصیب تختِ سلیمان ہے چندروز
دم جو گزر رہا ہی دمِ واپسین ہے وہ — بیچارہ عاشق آپکا مہمان ہے چندروز
پرزے اوڑیگا جیب جنون یا تھکینگے ہاتھ — یہ دستِ جیب دستِ گریبان ہی چندروز
ٹرہجائیگا جو ربط خود آئینگے میرے گھر — یہ اونکی شرم اونکی نگہبان ہی چندروز
مر مر کے کوی یار مین پونہچے ہین ضعف سے — اب ہم ہین اور کوچۂ جانان ہی چندروز

اے **قدر** بیٹھے بیٹھے وطن مین جنون ہوا
خیر ابتو یار سیر بیابان ہے چندروز

١٣

سن اے پری لقا مرا افسانہ چندروز — دنیا مین اور ہے ترا دیوانہ چندروز
شبکو کبھی فراق ہے دنکو کبھی فراق — سرخاب چندروز ہون پروانہ چندروز
ہر ایک کی کڑی بہی اوٹھائیگا اے صنم — پتھر بھی کھائےگا ترا دیوانہ چندروز
جبتک جوان ہو آنکھ کا بوسہ ملا کرے — منہہ سے لگا رہے مرے پیمانہ چندروز
اے شمع تو نے خانۂ الفت جلا دیا — رہنے نہ پایا بزم مین پروانہ چندروز

دنیا مین کارخانۂ عقبیٰ کی فکر کر
آباد ہے جہان کا ویرانہ چند روز

دشت جنون کو جاتے تو ہین شہر چھوڑ کر
گھبرائیگا بہت دل دیوانہ چند روز

آیا مہ صیام چھپا جام آفتاب
ہوگا مقفل اب درِ میخانہ چند روز

اے واعظو نہ دیکھیے جنت کا راستہ
ہو جا سے سیر کوچۂ جانانہ چند روز

نکلیگا دود آہ دل چاک چاک سے
الجھے گا دام زلف مین یہ شانہ چند روز

قاصد کے انتظار مین کہلتا ہون رات دن
مین آپ جاؤنگا جو وہ آیا نہ چند روز

دل کے سوا کہین نہ تمہارا پتا لگا
چھانا کیا مین کعبہ و بتخانہ چند روز

انجام کار سوئینگے سب فرش خاک پر
اے قادر ہے یہ مسندِ شاہانہ چند روز

ردیف سین مہملہ

۱۳
گات ابھر آئی ابھرے رخسار یار اب کی برس
ہوگئے وہ قابل بوس وکنار اب کی برس

آگ برساتا ہے ابر نوبہار اب کے برس
داغ اوگتے ہین میان لالہ زار اب کے برس

اے مہ کامل مبارک طوق منت کے بڑہے
پونہچے مقصد کو ترا امیدوار اب کے برس

ایک سودا ایک الجھن اک شبِ فرقت کا غم
صورت گیسو ہین مجھکو انتشار اب کے برس

دل تو دل تمنے جگر بھی لے لیا اے جان جان
مجھکو بالکل کردیا بے اختیار اب کے برس

دیکھیے اب کے ہمین کیا داغ ہوتا ہے نصیب
دیکھیے کیا گل کھلاتی ہے بہار اب کے برس

خشک سالی ہوگئی یا تم ہوا پر آ گئے
چار پھولونکو ترستا ہے مزار اب کے برس

ہجر کے بارہ مہینے ہوگئے بارہ برس
سخت گزرا ہے تمہارا انتظار اب کی برس

دیدہ ہوا اوسکی ترا احسان ہو سا اے لاغری
کاش پہچانے نہ مجھکو میرا یار ابکے برس

پہر نئے حلقے نکالے ہین تمہاری زلف نے
پہر نئے پھنسجا یئنگے دو تین چار ابکے برس

داغ دے دیکر مرے دلکو دوا لی ہین کہا
کیا گھروندے پر نئے نقش و نگار ابکے برس

چارہ نکو بھی نہ اے حداد کاٹین بیڑیان
قید مین ہمکو کٹی ساری بہار ابکے برس

قدر نے اگلے برس پوشاک پہنی گیروی
دیکھیئے کیا رنگ لاسے میرا یار ابکے برس

قتل بھی کرکے کریگا نہ وہ قاتل افسوس
۱۱
کیسی بے رحم کا کشتہ ہی مرا دل افسوس

چھپ سکا سوز جگر شیکو نہ پروانے سے
جل گیا شمع پہ گر کر سرِ محفل افسوس

میرے دل مین عوض عیش بھری ہی حسرت
میرے پہلو مین بھرا ہی عوض دل افسوس

جس سے لو اپنی لگاؤن وہ ہی بے پروا ہو
مین تمہین یاد کرون تم رہو غافل افسوس

اوس سے مانگو کہ جو خالق ہے تمام اشیا کا
غافلو خلق سے کیون ہوتی ہو سائل افسوس

دہن گور سے لیلیٰ کی یہ آتی ہے صدا
مرے مجنون مرے عاشق مرے بسمل افسوس

یون تو جو بوتا ہے انسان ہی کاٹتا ہے
مزرع دہر کے لیکن ہین محاصل افسوس

مین تہ تیغ بھی کیا تشنۂ دیدار رہون
پیاس کے مارے مرون مین لب ساحل افسوس

ہاتھہ منہہ مین نہین دیتا ہے کوئی کالے کی
جانکر زلف پہ دل ہوتا ہے مائل افسوس

بند ہوجائیگی جب آنکہہ تو پچہتائے گا
خواب غفلت سے نہ چونکا کبھی بیدل افسوس

سخت جان **قدر** سا اور ایک نگہ مین تڑپے
یہ جوان اور ہو اک وار مین بسمل افسوس

دیکھیئے کالی گھٹا دن مین بہارِ طاؤس
۱۱
بعد ایک سال کے نکلا ہی بخارِ طاؤس

آنکھ اگر ہو تو قد است کو نہ بھولے انسان | چمن خلد ہو ہر نقش و نگار طاؤس
چلین برسات کی جسوقت ہوائین سن سن | ابر بن بنکے اوڑا صبر و قرار طاؤس
کام آتا نہین معشوق کا جلوہ ہرگز | کبھی بجلی نہ بنی شمع مزار طاؤس
بول چال آپکی وہ ہے کہ ہزارون ہین فدا | بلبلون کی ہے نہ گنتی نہ شمار طاؤس
بجلی رنجک ہے تو بندوق ہی بادل کی گرج | باغ مین کھیلتا ہے ابر شکار طاؤس
ہین یہ رفتار کے پامال تو وہ کشتۂ رقص | مور کبکون پہ فدا کبک نثار طاؤس
اے ہوا رحم ذرا کب سے بٹھا رکھا ہے | ابر تک اوڑ کے پونہچ جای غبار طاؤس
چشم گریان مین سمایا ہے انکھڑنا اونکا | سب نگلے نہ مرے آئینہ دار طاؤس
کوسکتے کو سکتے آب آب ہوا جاتا ہے | ابر دیکھے تو کہین حالت زار طاؤس

زلف پہ تم ہو نثار ابر کا وہ عاشق زار
تم بھی اے قادر ربسو قربت جوار طاؤس

15 آنکھین طاؤس ہین ابرو پر و بال طاؤس | خط و خال رخ رنگین خط و خال طاؤس
جب سے پہنا ہے زمرد کا جڑاؤ گہنا | تنتا پھرتا ہے مرا یار مثال طاؤس
غیر ممکن ہے کہ کوا بھی چلے ہنس کی چال | آپ کی چال چلے ہی یہ مجال طاؤس
موسم گل مین ہین طاؤس کی چوٹی غنچے | پھول پتون ہی ہین شاخین پر و بال طاؤس
تجھسے اے ابر جو رگ رگ مین پونہچتا ہے رنج | داغ بن بنکے اوبھرتا ہے ملال طاؤس
حسن پامال ہوا یار جو نیچون سے ملا | کھو دئے پاؤن نے سب حسن و جمال طاؤس
پھر مرے زخم ہرے ہونگے جو آئیگی بہار | داغ بنجائینگے نقش پر و بال طاؤس
دو دو آہ دل عاشق سے ہین معشوق آب آب | ابر شاہد ہے یہ دیکھا ہے کمال طاؤس

بزم جانان مین کوئی شیشہ سے ہنوا تھا | باغ کو دیکھکر آتا ہے خیال طاؤس
جنکی ظاہر مین ہے زینت نہین باطن مین کمال | گل کے ہونے سے چمکتی نہین بال طاؤس
دیکھ عشاق کی خادم ہین یہ سارے معشوق | ہر برس آئے کے گھٹا دہوتی ہے شال طاؤس
ابر کو تونے اوڑایا ہے گرے گی بجلی | اے ہوا تجھپہ پڑے گا یہ وبال طاؤس
زلف کو دیکھکے وہ دل پہ گزر جاتی ہے | ابر کو دیکھکے ہوتا ہے جو حال طاؤس
داغ کہنا مرے مرنے ہی ثابت ہوگا | مور چھل قبر پہ ہونگے پر و بال طاؤس

اپنا چھلا تو عنایت کرو اے ابر بہار
قدر گل کہانیسکو آندہی ہی مثال طاؤس

١٥

روز آئین تم جو آج بٹھاؤ بلا کے پاس | یون بے بلائے ہم تو نہ جائین خدا کے پاس
تیرے مریض چشم کا یہ طور آج سے ہے | دو ہرے پیالے رکھے ہوئے ہین دوا کے پاس
سنے اونکے زانوون کے نہ نکلے گا اپنا دم | اوٹھینگے ہم جہان سے اونکو بٹھا کے پاس
آنکھون کے پاس ابرو جانان کی دہوم ہے | ہے ایک قتل گاہ بھی دار الشفا کے پاس
اچھا ہنسی ہنسی مین نکالا ہے ہمنے کام | سبکو اونہین لٹا ہی لیا گدگدا کے پاس
خوشبو سے زلف یار کا کیا فیض عام ہے | چین و ختن کے نافے ہین باد صبا کے پاس
کیا کیا ہین شعر رنگ طلائی کے وصف مین | نسخے ہزارون رکھتے ہین ہم کیمیا کے پاس
کمرے کے پردے چھوڑ دے شام ہوگئی | دن اسطرح گزرتے ہین اوس مہ لقا کے پاس
یاد آتے ہین جو یار کے رنگین دست و پا | روتا ہون بیٹھ بیٹھ کے نخل حنا کے پاس
خالق ہے سرپرست امیر و غریب کا | دیکھو تو ایک تاج ہے شاہ و گدا کے پاس
کب سے کھڑا ہون اونکو مرا دھیان کچھ نہین | کیسا رقیب بیٹھا ہے زانو دبا کے پاس

کرتی ہے ایک دل پہ ہماری نہین ہے بل
کیا ایسی کائنات ہے زلف دوتا کی پاس

دیکھا جو اپنے کوچے مین بولے بگڑکے وہ
اک جہوڑا ابہی ڈال لو دو ولتّرا کے پاس

کچھہ کم نہین رقیب سے ہمکو حجاب یار
آتے نہین ہین وہ کبہی ماری حیا کے پاس

اے قدر اپنی قدر نہ عسرت مین کہویئے
جایا نہ کیجیے کسی یار آشنا کے پاس

ردیف شین معجمہ

۱۵
خاک چہانی نیاریونکی ساتہہ در در کی تلاش
مجہکو فکر سیم بہہ تہی اور نہین زر کی تلاش

دل تو میرا لیچکے سینے سے بہی بیٹہین حضور
آئینہ پایا تو کیون باقی رہی گہر کی تلاش

خاکساری ہمنے پائی ملگئی اکسیر اوسے
اُف ہماری جستجو تف کیمیا گر کی تلاش

پہر بہار آئی ہے پہر جاگے نصیب باغبان
پہر وہان ہونے لگی پہولون کے زیور کی تلاش

کچھہ نہ کچھہ تو فیصلہ ہوگا خدا کے سامنے
حشر مین ہوگی مقرر اوس ستمگر کی تلاش

اسطرح غم ڈہونڈہتا پہرتا ہے مجہکو بعد مرگ
جسطرح سے ہو برادر کو برادر کی تلاش

شاعرون سے بڑہکے دنیا مین کوئی جز رس نہین
ہے کمر کی یاد ہان تنگ دلبر کی تلاش

لاغری سے تار بستر ہو کے فرقت مین بچا
موت نے کیا کیا مرے بالای بستر کی تلاش

انکی باتون پر کبہی دہوکا نکہا لے آدمی
کسکی الفت ان گلونکو رہتی ہے زر کی تلاش

آپ سے بے آپ ہوجائینگے تجہکو ڈہونڈہکر
گہر سے بے گہر ہمکو کردے گی تری گہر کی تلاش

فکر روزی سے کبہی راحت نہین انسان کو
رات کو مردہ بنا دیتی ہے دن بہر کی تلاش

ڈہونڈہ کر آخر نکالا عرش اعلیٰ پر تجہے
عاشقون نے کسقدر اللہ اکبر کی تلاش

ہے مثل لڑکا بغل مین ہے ڈہونڈورا شہر مین
پاس دل سے ہے کہولکر زلف معنبر کی تلاش

خوب گڑتی ہے طبیعت جب کہین ہوتا ہے شعر
کیا جہنکاتی ہے کنوئین ہر مصرع تر کی تلاش

اک یہی باقی رہا ہے یا الٰہی خیر ہو
آج ہوتی ہے وہان **قدر** سخنور کی تلاش

۱۵ ہوگا نہ کبہی نالہ و فریاد فراموش
اس بات پہ بلبل سے بدی یاد فراموش

سو سر جو کٹین پہر وہین مرا زسر نو ہو
ہے شمع ترا عاشق بیداد فراموش

آتا ہے نظر خواب مین ہمکو ملک الموت
ہوتی ہے نہین صورت صیاد فراموش

مین اپنا گلا کاٹونگا آتی نہین ہچکی
کیون مجہکو کیا اے ستم ایجاد فراموش

تقدیر کا لکہا جو رہائی کے دن آئی
صیاد کے دل سے ہوئی بیداد فراموش

قاتل ترے دیدار مین یہ محو ہوئے ہم
محشر مین ہوا انکو وہ بیداد فراموش

اک سل سی دہری رہتی ہے چہاتی پہ ہماری
دم بہر نہین ہوتا غم فرہاد فراموش

آرو نکے بہی نیچے ترا مذکور نہ جائے
ہو چہری یون تلی بہی تری یاد فراموش

ایسی کبہی تصویر خیالی نہ کہنچیگی
کرتا نہ کمر کو کہین بہزاد فراموش

صیاد کبہی اوسکو نشانے مین نہ چوکے
جب تجہکو کرے مرغ چمن زاد فراموش

یاد آتی ہین ہر لحظہ تری لام سی زلفین
ہوتی نہین آنکہون کی تری صاد فراموش

امید ہے جسوقت کہ ہو شاد ترا دل
اوسوقت تہو یہ دل ناشاد فراموش

دشمن کو بہی تو قسمت روزی مین نہ بہولا
فرعون نہ ہامان نہ شداد فراموش

ہر سمت زمانے مین مری ہوم مچی ہے
ہین قیس و نل و وامق و فرہاد فراموش

اے **قدر** مین انکو نکی جہڑی کیون نہ لگاؤن

ہوتا ہی نہین برق سا اُستاد فراموش

ردیف صاد مہملہ

بے اسکے ٹرہیگا نہ کبھی یار سے اخلاص ۱۵
ہو او سکے کسی محرم اسرار سے اخلاص

وحشت مین رہی خار بیابان سی محبت
صحبت مین رہا اوس گل بیخار سی اخلاص

اوتنا ہی تجھے روز جزا داغ ملے گا
جتنا ہے یہان ورہم و دنیا سی اخلاص

کنگھی پہ بہت سورۂ اخلاص نہ ٹرہیئے
کام آئیگا اتنا دل بیمار سے اخلاص

دیرودن مین وہی شکل حرم مین وہی صورت
کس کسکو نہین اوس بت عیار سی اخلاص

اوس سرو روان کیے جو گل روسی ہوا عشق
قمری نے کیا بلبل گلزار سے اخلاص

خود مصحف رخ دہو کے پلانے لگی پانی
اسد رجیہ ٹرہا عاشق بیمار سے اخلاص

بوسے دئے اونکو مجھی منھ بہی نہ لگایا
مجھسے نہ گھٹے اور یہ اغیار سے اخلاص

نفرت ہمین گل سی ہے تو اکسیر ہے وحشت
رکھتے نہین ہرگز کسی زردار سی اخلاص

کسدرجہ مزاج اونکا بُرا ہے مرے اللہ
دشمن سے وحشت ہے تو دوچار سی اخلاص

سچ تو کہو کیا آئینۂ دل کی طلب ہے
اسدرجہ ہے کیون آج گنہگار سی اخلاص

ہم ننگ نہین ملک خدا تنگ نہین ہے
غیرونکو مبارک رہے سرکار سے اخلاص

بے کھٹکے چلا جاؤنگا جنت مین پس مرگ
ہے مجھکو تمہاری در و دیوار سے اخلاص

وہ شکوۂ الفت پہ یہ فرماتے ہین ہنسکر
بکتا ہو تو لے آؤن مین بازار سی اخلاص

اے قدر عجب طرح کا مذہب ہے بتون کا
کافر سے محبت کبھی دیندار سے اخلاص

ردیف ضاد معجمہ

خال سے رکتے ہین قدرت یہ تمہاری عارض ١٥
کہ مجھے دنکو دکھا دیتے ہین تارے عارض

چاند سورج کو نہ فرماتے کہ ھذا ربی
دیکھہ پاتے جو خلیل آپکے پیارے عارض

بوسے کے خوف سے گھونگٹ مین چھپا جاتا ہے
کیا دبا جاتا ہے اس بوجھ کے مارے عارض

اسمین کیا شک ہے سبب گر تو قرآن اترا
آپکو عرش سے خالق نے اوتارے عارض

لے لیا بوسہ کہین آگ سے بولا تو نہو ن
اوڑ نہ جائین کہین بن بنکے شرارے عارض

چاند بھی اتنا چکور دن کو نہ ترسائیگا
دور سے ہی مجھے دکھلائیے پیارے عارض

منہہ رگڑتے ہین ترے پاؤن پہ سب مہر جبین
بنگئے ہین تری جوتی کے ستارے عارض

مجھے چھپین جو نکیرین ترا کعبہ ہے کون
کہین ایسا نہو دل میرا پکارے عارض

خال رخسار کہا داغ ہین میرے دلکے
توڑ کر لیگئے اس عرش کے تارے عارض

جب بہ مقابل ترے رخ کے ہو تو نقشا بگڑے
چاند کو چودھوین تک روز سنوارے عارض

حلقۂ زلف مین آتی ہین کہ بوسے لوٹو
آنکھہ سے بن بنکے یہ کرتے ہین اشارے عارض

دیکھہ لیتے جو ستارے تو نظر لگجاتی
کر لئے پردہ ہانک اپنے آپنے بارے عارض

تمتما جائینگے فق ہونگے ہر اک بوسے پر
کیسے کیسے نہ ابھی لینگے حرارے عارض

اس نزاکت پہ یہ زلفون کے تھپیڑے ہین غضب
نیلگون دونون طرف ہوگئے سارے عارض

کہا رسے کہین اکدن ترے ہونٹھ ہونگے نثار
چوم سے چوم سے لے لاتے قمر ہماری عارض

لیا ہے بوسہ لبونکا دل حزین نے عوض ١٣
کھرے رہے کہ نگین ملگیا نگین کے عوض

لپٹ ہی جاؤنگا مین اُس حنائی جبین کے عوض
کبھی تو ہان بھی نکلجائیگا نہین کے عوض

بہت کھری ہے تری سیم حسن کیا کہنا
ہرن کھری ہی ملی ابرو و جبین کے عوض

یہی پھرتا ہے قسمت جو دسترس ہو مجھے
سر آسمان پہ پٹکا کرون زمین کے عوض

ہمارا دشت ہی رہنا ہے دید بازون کا
چھٹتے ہین کالے ہرن چشم سرگین کے عوض

کہان کی بال نکالی ہی تمنے بال کی کہال
قلم کا شعر لکھا زلف عنبرین کے عوض

ہمارا نام ہے عشاق مین فنا فی العشق
جڑا ہے سنگ لحد مہر مین نگین کے عوض

بجاے داغ مرے دل سے نکلے نالۂ و آہ
مرے چمن ہین اوگے سرو یاسمین کے عوض

کبھی تو دام مین یارون کے آہی جاؤگے
خدا سنا ئیگا ہان ہان نہین نہین کے عوض

بجاے بوسۂ لب گالیان سناتے ہو
یہ نیش تھی مری قسمت مین انگبین کے عوض

یونہین پونہچتی ہے پونہچے کا ہاتہ گالون تک
ابھی تو انگلی ہی پکڑی ہی آستین کے عوض

ضرور چاہیئے ایک آدہ داغ بوسے کا
ملا ہے چاند کا ٹکڑا تمہین جبین کے عوض

کمال تنگ ہین اس کوردہ مین ہم اے قدر
ذرا کہے کوئی نفرین ہے آفرین کے عوض

ردیف طاے مطبقہ

16

یہ ہین یہ گالیان یہ منہہ کا بنجانا غلط
وہ مثل ہے خود غلط انشا غلط املا غلط

حال وعدو نکا تری موزون کیا تہا اسقدر
اہل مطبع نے مرا دیوان سب چہاپا غلط

طفل دلکو ہای کیون پہانسی لگائی زلف نے
اوسکی باتون سے ہوا کرتا تہا غم میرا غلط

سچ کہون آتا ہو کس کافر کو تیرا اعتبار
تو غلط گو قسمین سب جہوٹی تری وعدا غلط

ذکر کسکا کیجئے ہر ایک ہے حرف نادرست
کیا پڑہوں مین صفحۂ عالم ہی سارا غلط

زلف کا حلقہ امینون نے اوتارا ہو بہو
جب دہن کی پاس پونہچے ہوگیا نقشا غلط

خود ہی مین دیتا تمہین دل خود ہی روتا واہ واہ
تہمتین ہین جہوٹ ہی طوفان ہی بیجا غلط

جہوٹے وعدے کیون نکالی اس دہان تنگ سے
خود ترے منہہ سی معما ہوگیا تیرا غلط

صاد کی سورے مین جسدم صاد ہو مد درست
کب ہے چشم یار پر بہر ابرو زیبا غلط

وصف رخ نے وہ مرا دیوان جہکا جہک کر دیا
جسکے آگے ہوگیا اکسیر کا نسخا غلط

وصل ہو جائی تو سمجہون سچ ہی آ دہا خلاف
ورنہ یہ ہون ہون غلط ہان ہان غلط اچہا غلط

فرط بیتابی سے انکو لکہہ گیا ہون کچہہ کا کچہہ
سو جگہہ سے ہوگیا سب یار کا نامہ غلط

جو گزرتی ہی وہی کہتا ہون اپنے شعر مین
شعر سچ ہین ورنہ ہو تقدیر کا لکہا غلط

آنکہہ مین تل آپکی ہے بیمروت کیون نہو
قاعدہ دیکہو تو جب ہی مین پہ نقطا غلط

بر نہ آیا ایک مطلب بہی مرا افلاک سے
سات ورقون کا رسالہ کسقدر نکلا غلط

آگے کہتا تہا اونہین جان جہان اب ان مین
قدر سمجہا روزمرہ ہوگیا اگلا غلط

ہوش اگر بار خط بہیجون مین ہر بار خط ۱۵
اتنے لکہون یار خط پڑہنے ہون دشوار خط

رخ ترا قرآن ہوا یا کہ گلستان ہوا
کیا خط ریحان ہوا یا خط گلزار خط

خط کی بہی کیا بات ہے دور کی سوغات ہے
نصف ملاقات ہے بہیجئے اے یار خط

دیر نہ دم بہر لگا ہاتہہ جہپٹ کر لگا
کب سے گلے پر لگا ہے بت خونخوار خط

رنج کہان تک سہین نامہ بر آ کر کہین
آپ سلامت رہین لیجئے سرکار خط

آپکے سر کی قسم مرتے ہین ابرو پہ ہم
شرط لگا و صنم ڈالے جو تلوار خط

خط مین نہ تو دیر کر یا رانہ اندیشہ کر ۔ مین تو اولٹ پہیر کر پڑہتا ہون سوبار خط
کیون نہ پہرے اے گلبدن جا بجا کی نکلی سخن ۔ نقطہ ہے تیرا دہن ہے خط پرکار خط
طول تہا اتنا گلا قطع نہ تہا سلسلا ۔ دفتر عالم ملا جب ہوا طیار خط
قشقہ و چین جبین زلف و خط عنبرین ۔ ہمکو تو اے نازنین بہاتے ہین یہ چار خط
آنکہون کی تنویر ہے یا خط تقدیر ہے ۔ آپ کی تحریر ہے آنکہون پر اے یار خط
دوش سے اسکو اوتار از مہ بدن پیرہن ۔ دیکہہ پڑے گا نگار صورت زنار خط
دل مین جو ہون غم بہری لکہہ کی دل آگ دہرے ۔ رقعۂ شادی کرے دیدۂ خونبار خط
رخ کے جو بوسے لیے زخم جگر بہر دئے ۔ ہوگیا میرے لیے مرہم زنگار خط

آ گئے قاصد یہ تنگ قدر دہان مین یہ ڈہنگ
بنتے ہین جاکر پتنگ جاتے ہین بیکار خط

15

پہر بہار آئی ہوئے جمع پہر اسباب نشاط ۔ ہے چمن و بادہ و دف ساقی و ارباب نشاط
دور گردون مین کہا دور مے ناب نشاط ۔ وہ تو ہے غم کا بہنور اور یہ گرداب نشاط
وہ مرا حال کہے دیتے ہین مین اونکا راز ۔ غم کی برداشت ادہر نہین ہے نہ مجہی تاب نشاط
غم فرقت مین لہو ہوکے گرے آنکہون سے ۔ شیشۂ دل مین بہری تہی جو مئے ناب نشاط
بوٹی بوٹی مری مقتل مین پہڑکتی ہی پڑی ۔ پرزے ہو کر بہی نہ بہولا ادب آداب نشاط
وصل ہو خواب مین تو ہجر ہو بیداری مین ۔ غم کی تعبیر ہو دیکہون جو کبہی خواب نشاط
ہنستے ہنستے شب وصلت مین ہوئی شادی مرگ ۔ صبح کاذب تہی ہماری شب مہتاب نشاط
مست و مدہوش ہوا مین ڈوبا ایسا ۔ دور ساغر ہے مجہے حلقۂ گرداب نشاط
آنکہین کہلجاتی ہین دیدار رخ جانان سے ۔ نور کے تڑکے سے کہلتے ہین مرے باب نشاط

خواب مین کیجیے ماتم ہی تو آنکھین کہلین
نیند اوچٹ جائے اگر دیکھیہ ہین ہم خواب نشاط

ہاتھ آپائی جو کرے وصل مین وہ رشک قمر
بام پہ فرش کتان ہو شب مہتاب نشاط

اشک ہون گریۂ شادی جو نہین یاد کرون
دانت ہین تیرے ہنسی مین در خوش آب نشاط

روے خندان ترا وترا ہے لیے تازہ بہار
آج مرجھایا ہوا ہے گل شاداب نشاط

تنگدستی کی دوائین ہین سر و دستی
سیکھ لے ہم سے کوئی نسخۂ نایاب نشاط

دن چڑہا خوابگہ وصل سے اوٹھیے ای قدر
صبح سے بیٹھے ہین انعام کو ارباب نشاط

ردیف ظاے منقوطہ

گستاخ ہون تو مین سمجھتا ہون کب لحاظ | ۱۶
باقی نہین رہا ہی کسیکا ادب لحاظ

چتون مین قہر چال مین محشر لبون مین سحر
سب نے بچی نظر ان مین تیرے غضب لحاظ

اب یہ سنا کہ آئینہ بنتا نہین ہان
مشہور ہو گیا ہے ترا تا حلب لحاظ

ان روزون بات بات مین رہتی ہی چھیڑ چھاڑ
مین اور چھیڑتا ہون وہ کرتے ہین جب لحاظ

خورشید اب چمک کے نکلتا ہے سامنے
باہر نکل کر آپ نے کھویا ہے سب لحاظ

یہ ربط ہے عروس لحد اور مین ہون ایک
اب وہ کہان رہا کہ جو تھا پہلے شب لحاظ

تم ایک اگر کہوگے تو مین دس سناؤنگا
تمکو نہین حجاب ہے تو مجھکو ہے کب لحاظ

مجنون کو ہنسے پوچھیے یا ہم کو قیس سے
آپسمین خوب رہتے تھے تعظیم ادب لحاظ

کیون یار وہ اشارے سے وہ باتین کہہ گئین
آنکھ دہان کے مثل سکھیے گا لعل لب لحاظ

خنجر کے مثل جامے سے باہر ہوا تو کیا
وہ آدمی ہے رکھے جو وقت غضب لحاظ

پہنسا تہا زلف مین ہوئین ہتہ پہیر یان ادہر
دل جب تلک تہا پاس جبہی تک تہا سب لحاظ

کون اپنی آبرو کو وہان خاک مین ملائے
آتا ہے ہمکو جاتے ہوئے بے طلب لحاظ

تم رشک مہر ہو تو پہر اونہہ دن کو آنکہہ
تم ماہ ہو تو پہر نہ کرو وقت شب لحاظ

رندون سے مفت حضرت واعظ الجہتے ہو
بوڑہا سمجھکر آپکا کرتے ہین سب لحاظ

گیسو مین دل سے آنکہہ چرائے نہ کیون نگاہ
شوہر سے ہر عروس کو ہے ایک شب لحاظ

وہ تو سمجہہ چکا انہین الفت ہے قدر سے
پہر آپکو رقیب سے ہے نے سبب لحاظ

١٥ رونے مین جان کا خدا حافظ
ڈر ہے طوفان کا خدا حافظ

حضرت دل جنون مبارک ہو
رخ ہے میدان کا خدا حافظ

تپ غم سے مزاج برہم ہے
دن ہے بحران کا خدا حافظ

میرا دل لیکے کہو دیا کیا خوب
آپکے دہیان کا خدا حافظ

نظم کرتا ہون حال دزد حنا
میرے دیوان کا خدا حافظ

آنکہہ پڑتی ہے دل پر اوس بت کے
اپنے قرآن کا خدا حافظ

دست وحشت نے پاؤن پہیلائے
اب گریبان کا خدا حافظ

اے صنم وصل ہو تو پوجون پاؤن
خیر ایمان کا خدا حافظ

کہینچتا ہون مین تیغ نالہ و آہ
تیرے دربان کا خدا حافظ

تیز ہے اونکا نشتر مژگان
اپنی شریان کا خدا حافظ

مزرع دہر ہے متاع غرور
اسمین انسان کا خدا حافظ

اب دہڑی جمتی ہے خدا کی پناہ
شوق ہے یان کا خدا حافظ

لاکہہ بکئے نہین سمجہتا دل
ایسے نادان کا خدا حافظ

جہڑکی ہر وقت کی معاذ اللہ
غصہ ہر آن کا خدا حافظ

قدر کو بتکدے مین دیکہا ہے
اس مسلمان کا خدا حافظ

ردیف عین مہملہ

کس شعلہ رو کی یاد مین ہی بیقرار شمع
١٥ کیا کیا تڑپ رہی ہے بشال شرار شمع

اوس قد کی دہوکے تکتا ہون مین بار بار شمع
اندہیر کر رہی ہے شب انتظار شمع

پہر پہر کے گرد صدقے ہو پروانہ وار شمع
گیسو تو دو و شمع ہین رخسار یار شمع

دل بجہگیا مرا ترے گیسو کے روبرو
کالے کے سامنے نہ جلے زینہار شمع

سمجہے جو خاک بچ رہی پروانہ بنگیا
تم سے بچا جو نور بنے اوس ہی یار شمع

پروانہ سوز عشق مین جب جان دیچکا
جلکر ستی ہوئی وہین بے اختیار شمع

شعلے کیطرح کانپ اوٹہا جسم ناتوان
ہمراہ غیر قبر پہ لایا جو یار شمع

پروانے سوز عشق سے جل جلکے خاک ہون
سیلہی نکال لے کہین دو لکا بخار شمع

آتا ہے یار بزم مین فانوس کو اوٹہاؤ
پوشاک کو کرے نہ کہین تار تار شمع

لکہتا ہون بیٹہہ بیٹہکے جب اوسکے سامنے
روتی ہے حال زار پہ کیا زار زار شمع

گلگیر زلف یار ہے پروانے خال ہین
فانوس ہے نقاب تو رخسار یار شمع

سانچے مین اونکا سارا بدن ہے ڈہلا ہوا
رخسار سے ہی پاؤن تلک قد یار شمع

تاریکی لحد کی خبر کوئی لے ذرا
کب چاہتا ہون مین سر سنگ مزار شمع

وہ ایک ہی ہے لاکھہ دلیلین کوئی کرے
اوجیالا ایک لاکھہ جلاؤ ہزار شمع

اے قدر روشنی مین کٹے گی شب لحد
ہوجائیگا جمال شہ ذوالفقار شمع

ردیف غین معجمہ

۱۶

کہلتے ہی مثل لالہ ہوئے مبتلائے داغ
اوٹھتے ہی باغ دہر مین ہمنے اوٹھائے داغ

اہل عروج رکہتے ہین دل مین کدورتین
یہ رمز ہے کہ چاند ہوا مبتلائے داغ

افسوس گہر رقیب کا روشن ہو یار سے
روشن ہماری قبر مین ہون شمعہائے داغ

ہون تمسے صاف قتل کرو تیغ پونچھہ لو
اے یار کیا مجال کہ دامن پر آئے داغ

ہے عشق سلطنت مرا دل بادشاہ وقت
سایہ کئے ہے سر پہ ہمیشہ ہمائے داغ

باغ جہان مین دود جگر سے گھٹا اوٹھی
طاؤس کی روش دل وحشی نے کہائے داغ

کیون کوئی اونکے خال سیہ فام پر مرے
کیون مثل مہر نام کو اپنے لگائے داغ

ہمکو مٹایا نقش قدم کیطرح تو کیا
جب جانین وہ نگار جگر کا مٹائے داغ

جلکر توانا ہون مین گرمی عشق سے
ہے داغ میرے واسطے مین ہون برائے داغ

اے تیر یار تکتے ہین ہر لحظہ تیری راہ
دلمین کہلے ہوئے ہین مرے دیدہای داغ

عشق بتان مین ظاہر و باطن ہے ایک سا
زخمونکا کچہہ شمار نہ کچہہ انتہائے داغ

درپیش تہا معاملہ دربار عشق مین
محضر پہ مہر ہوگئی جب دل نے کہائی داغ

سینچا ہے ہمنے دیدۂ خونبار سے اسے
سینے مین اپنے لالہ شگفتہ ہے جائے داغ

سرکار مین خزان کے یہ نا انصفی ہوئی
گل نذر دیکے بلبل نالان نے پائے داغ

ٹکڑے دل وجگر ہوے آنکھونکے سامنے / کس کسکے اس جہان مین خدا نے دکھائی داغ

مانند شمع جلگئے ہر شعر پر زبان
اے **قدر** کیون بیان کیا ماجرائے داغ

ردیف فائے فوقانی

۱۹

بلبل کا خون مفت بہایا ہزار حیف / صیاد تجھکو رحم نہ آیا ہزار حیف
اپنے کئے کا پاس نہ آیا ہزار حیف / مجھکو بناکے تونے مٹایا ہزار حیف
دنیا سے تونے ربط بڑہایا ہزار حیف / اک بیوفا کے دام مین آیا ہزار حیف
دلکی کدورتون سے یہی ہمکو داغ ہے / تو کیا نہ آئیگا ترا سایا ہزار حیف
اے گل لحد پہ خاک اوڑاتی رہی صبا / اک پھول بھی نہ تمنے چڑہایا ہزار حیف
منعم نے کیون جہان مین بنائین عمارتین / ویرانے مین مکان بنایا ہزار حیف
کھنچتا رہے وہ شوخ مرا اوسپہ ور کیا / آیا ہزار شکر نہ آیا ہزار حیف
مانند زلف کیون نہ پریشان ہا کرین / سر پہ پڑہا کے تونے گرایا ہزار حیف
تارونکی طرح انکھونمین کاٹی تمام رات / وہ ماہ ایکدم بھی نہ آیا ہزار حیف
کیون اپنا پردہ فاش کیا اپنی ہاتھ سے / غیرون کو تمنے گھر مین بلایا ہزار حیف
پیدا کیا تہا تونے عبادت کیواسطے / اک بت نے اپنا بندہ بنایا ہزار حیف
سنتے تھے ہم حضور کا ہر شے مین داخلہ / پر آپکو کہین بھی نہ پایا ہزار حیف
ہم جانتے تھے بوسہ عنایت کروگے تم / بوسہ تو کیسا منہہ نہ لگایا ہزار حیف
ہمنے اوٹھائے ناز تمہارے تمام عمر / تمنے جنازہ بھی نہ اوٹھایا ہزار حیف

✤

ساۓ کیطرح ساتھہ جو رہتا تو خوب تھا
دیوانہ اوس پری نے بنایا ہزار حیف

سو بار کہہ چکا کہ ہے دل آپ ہی کا مال
پہر بھی گیا نہ اپنا پرایا ہزار حیف

مرنے سے میرے سبکو کم و بیش غم ہوا
صد حیف یا کسی نے کہا یا ہزار حیف

ہان کہدیا تہا سنکے الست تیرے بکم
کیون خاک مین پہر اوسمین ملایا ہزار حیف

دیکھا جو تمکو قدر نے غش کہا کے گر پڑا
کیون تمنے دوڑ کر نہ اوٹھایا ہزار حیف

ردیف قاف فوقانی

۱۸ آج دن بہر راہ دیکھی وہ نہ آۓ الفراق
اور شب بہر دیکھہ لون مین اب نہین تو کل فراق

شہر ہستی سے ہے دو منزل پہ بستی عشق کی
منزل ثانی لحد ہے منزل اول فراق

چلتے چلتے اونکی اک تلوار مجھپر چلگئی
ہر صدا سے پا مجھے تکبیر تھی مقتل فراق

کیا شب تاریک کے ڈرسے نہین جاتا ہے تو
آہ سوزان کی دکہاؤن مین تجھے مشعل فراق

بدلے نیکی کے بدی ہو یہ بہی قسمت کا لکہا
تخم الفت ہمنے بویا اوسکا پایا پہل فراق

جاتے جاتے وہ پلٹ آئین تو اچھی سیر ہو
دہوم ادہر ڈالے وصال ور اوسطرف ہلچل فراق

یہ تو اب میرے اوٹھانے سے بھی اوٹھہ سکتا نہین
میرے بار غم سے ایسا ہو گیا بوجھل فراق

تو گیا اے مہر او دہر آئی نئی برسات ادہر
اشک بوندین سوز برق آہین دہن بادل فراق

عید کی شب جیسی شادیمرگ کوئی رند ہو
مجھسے تمسے ہو گیا اے مہ شب اول فراق

گہر سے ہم تا بیستون پونہچے وہان سے تا بنجد
دیکھیئے دکھلائیگا اب کونسا جنگل فراق

رنج و غم تیرے جلو مین چلتے ہین اے شاہ عشق
دوڑتا ہے خود سواری مین تری پیدل فراق

آفتاب ہجر سے بہتر شب تاریک وصل ۔ دور رہ کے اپنے یہ جلتی ہوئی مشعل فراق
اور بھی چمکے محبت جب جدا ہو کر ملے ۔ واقعی آئینۂ الفت کا ہے صیقل فراق
آئی بھی میرے نصیبوں سے تو بیٹھے مجھسے دور ۔ وصل کی صورت جو دکھلائی بھی تو کالفراق
رنج و غم کی جنتری میں ہوگا ڈھیلا بند بند ۔ میری رگ رگ سے نکالیگا مرا کس بل فراق
عاشقی میں ایڑیاں رگڑیں مگر نکلی نہ جان ۔ دیکھنا یہ عقدۂ مشکل کرے گا حل فراق
عیش اوٹھا کر مجھسے اوٹھیگا نہ پھر رنج و ملال ۔ یا الٰہی وصل جانان بعد ہو اول فراق

چلدیئے شہ سپہر کروہ قدر چلاتا رہا
الغیاث الغیاث الفراق الفراق

۱۳

ہم وہ ہیں اللہ کے آگے کیا اقرار عشق ۔ آسمان خم ہو گیا ہمنے اوٹھایا بار عشق
جنس الفت ہو گئی رہتے ہیں وہ میری طرف ۔ اوس طرف وہ اس طرف ہیں ہم میں دیوار عشق
حضرت دل ٹھنڈی سانسیں اور خاموشی ہے کیا ۔ مہربان معلوم ہوتے ہیں یہ آثار عشق
ہم اونھیں القاب لکھتے ہیں شہ اقلیم حسن ۔ وہ ہمیں خط میں لکھا کرتے ہیں سپہ سالار عشق
سخت دونوں آفتیں ہیں حفظ میں رکھی خدا ۔ ایک تو مرگ مفاجات اور ایک آزار عشق
سامنا سے داغ کا دلمیں خزانہ ہو گیا ۔ آج کل چمکے ہوئے ہیں طالع بیدار عشق
تمکو دیکھا ہے تو آنکھوں میں سلائی پھیر دو ۔ بند کبھی کر دیکھی یہ روزن دیوار عشق
چرخ چہارم سے اوتر آئینگے گھبرا کر مسیح ۔ حشر تک پڑیگا کراہی گا اگر بیمار عشق
قبر ٹکرا کر مرے پاس جدائی سے کہا ۔ ہوش میں آ اوٹھ تو بیٹھا گرمی بازار عشق
دوست دشمن آپکے غم میں یہ نوبت ہو گئی ۔ مثل مژگان سوکھ کر کانٹا ہوا بیمار عشق
حسرت ... نالواں ۔ ... چاہو میں چلکر سر بازار عشق

دونونکو واعظ سر بازار اوچھالے گا وہ شوخ
تیرے دستار فضیلت بندکی دستار عشق

ایک وامق ایک مجنون ایک فرہاد ایک قدر
بس یہی چار آدمی ہین واقف اسرار عشق

ردیف کاف تازی

نہ چھٹا عشق رخ رشک گلستان ابتک ۱۶
میرے مرقد پہ عنادل ہین غزلخوان ابتک

نظر آتی نہیں صبح شب ہجران ابتک
چھٹی ایڑی سے گزرتی تری جانان ابتک

حور نہیں حور ہو پری ہو نہیں پری ہو ایجان
ہمنے دیکھا نہیں اس ٹھاٹ کا انسان ابتک

بیگنہ قتل کیا ہے تو یہ ہنسنا کیسا
او ستمگار ہوا تو نہ پشیمان ابتک

تیرگی دیکھہ کے اے ماہ شب مرقد کی
شمع روتی ہے سر گور غریبان ابتک

آسمان سے یہ فرشتونکی صدا آتی ہے
تمسا پیدا نہ ہوا مطلع سے تابان ابتک

ابتک دل نے نہ پہچانا رخ یار کا وصف
اوس غبی کو نہوا حفظ یہ قرآن ابتک

ملگئے آپ گلے سے یہ بڑی خیر ہوئی
کب کا پرزے ہوا ہوتا یہ گریبان ابتک

جسکے خم صاف ہوئے اور تہکا ساقی ہی
نہ چھٹا نام خدا مجمع رندان ابتک

جی مین آتا ہی کہ زلفون کے حوالے کر دوں
کچھ سمجھتا نہیں اپنا دل نادان ابتک

چھپکے ہر روز فرشتونکی طرح جاتے ہین
مر گئے پر نہ چھٹا کوچہ جانان ابتک

کل شب وصل مین سونگھی تھی جو بوئے گیسو
ہے اوسی دم سے دماغ اپنا پریشان ابتک

حق تو یہ ہے کہ اگر دور بتان ہو دنیا تا
ایک بھی ہند مین بچتا نہ مسلمان ابتک

نغمہ قلقل و آواز دف و صحن چمن
آنکھہ مین پھرتا ہے سب وصل کا سامان ابتک

روے نگین کی صفت کرتا کیا اے قاصد — تو نے دیکھا نہین شاید طرِ دیوان ابتک

منہہ لگاتا نہین سے اے قدر رہین یار بہت
خوب کہیلتے نہین ہیں سے لب خندان ابتک

یون تو ہے اونکا جسم بہر نازک — سے ہے مگر بال بہر کمر نازک
بات ہین ٹوٹے بات ہین جڑ جاے — ہے بہت خاطر بشر نازک
بندہ بہی اوسقدر ہے زار و نحیف — آپ ہین یار جسقدر نازک
ہے کمر سے دہن کہین نایاب — ہے دہن سے کہین کمر نازک
کچھہ نہ پوچھو کہ اونکے ہونٹھہ ہین کیا — برگ گل سے زیادہ تر نازک
ہر بہانے سے ٹالتے ہین ہمین — بنے رہتے ہین رات بہر نازک
اوبہرا سینہ بہرے بہرے رخسار — شانے طیار رہین کمر نازک
میرے سینہ پہ سو نہین دہرتے — مجھے کیا تم ہوے اگر نازک
پہلوان سبکے توڑتے ہو دل — بنوگے کیسے وقت پر نازک
رکہنے دیتے نہین ہو ہاتہ ہمین — اجی ایسی بہی کیا کمر نازک
کہین جایا نہ کیجیے شبکو — وقت آیا ہے اے قمر نازک
جب پڑی آنکھ لاکہہ بل کہاے — اف مزاج اتنا فتنہ گر نازک
اپنے موقع کی سب ہر اک شے خوب — چہاتیان سخت ہون کمر نازک
تیغ باندہو برابر ابرو کے — کہ کلائی ہے کسقدر نازک

سخت باتونکی قدر کو نہین تاب
کہین شیشے سے ہے جگر نازک

ردیف کاف فارسی

دم بھر کو چلیے مجمع اغیار سے الگ
کچھ عرض کرنی ہی مجھے سرکار سی الگ

دیوانہ جانکر ہمین کہتا ہے وہ پری
بستر لگائیے مری دیوار سے الگ

ہم اپنی ڈیڑہ اینٹ کی مسجد الگ بنائین
دل لیکے بیٹھین کافر دیندار سی الگ

اوٹھتا نہین ہے سانپ خزانے پہ بیٹھکر
کیونکر ہو زلف یار رخ یار سے الگ

بو ہون مگر وہ بو کہ جو ہو پہول سے جدا
گل ہون مگر وہ گل کہ ہو گلزار سے الگ

اتنی گریز کیا ہے تڑپتا نہ چھوڑئے
گردن تو ہو بھی خنجر خونخوار سے الگ

مین لاغری سے خط کف پا سے دوست ہون
نقش قدم رہے قدم یار سے الگ

یارب مدام بوسۂ چشم صنم ملے
ساغر کبھی نہ ہو لب میخوار سے الگ

ابرو کی لون بلائین تو کہتے ہین ناز سے
کاٹو گے ہاتھ الگ مری تلوار سی الگ

پھبتی کہو نہین قد پہ ابھی نخل طور کے
دم بھر نقاب ہو جو رخ یار سے الگ

اندھیر ہو رہا ہے نرا کوے یار مین
دستار سے سر ہے تن زار سی الگ

کہتے ہین ہنسکے دیکھو نہ کالا کہین ڈسے
رکھیے گا ہاتھ گیسوے خمدار سے الگ

پہر وصل مین یہ فتنۂ خوابیدہ جاگ اوٹھا
سوئیے حضور عاشق غمخوار سے الگ

دیکھو نہ اے مسیح کہین جان پر بنے
زانو نہ کیجیے سر بیمار سے الگ

اے **قدر** اندنون ہے دماغ آسمان پر
ہے یہ زمین جہان کے اشعار سے الگ

ردیف لام

محو دیدار کو تم غش ہین جو پایا شب وصل ۲۱
لخلخۂ زلف معنبر کا سونگھانا شب وصل

چال سے پاؤنمین مہندی کا لگانا شب وصل
ہاتھہ آیا ہے ترے خون بہانا شب وصل

شب غم کا جو سناتا ہون فسانا شب وصل
نیند کا کرتا ہے عیار بہانا شب وصل

رکھے اللہ تری شرم کو ہو گی نہ سحر
خیر بہتر ہے ترا منہہ نہ دکھانا شب وصل

مین بہی جانون کہ مرے دلکا پہپولا پہوٹا
کاش ٹوٹے کوئی پازیب کا دانا شب وصل

اک یہین یار کی پٹی سی لگے روتی ہین
ورنہ یون چین اوڑتا ہے زمانا شب وصل

قاب قوسین کے رتبے سی نہین کم مجھکو
دونون ابرو کے اشارے سے بلانا شب وصل

دونون ہاتہون سے جگر تہام کے بیٹہو صاحب
چھیڑتا ہون شب فرقت کا فسانا شب وصل

سوز غم اسمین بہرا ہی کہین جہپانے نہ پڑین
میرے سینے سے نہ تم سینہ ملانا شب وصل

ہجر مین ہاتہہ کف افسوس ملے
یار آیا جو زبانون کا لڑانا شب وصل

مر کے ہو جاتا ... وصال
شب مرقد کو سمجہہ لیتے بن دانا شب وصل

دونون صورت مین ...
سچ ہے آنا شب ہجر اور نہ آنا شب وصل

زندے مرجاتے ہین جو ...
میت نالے شب ہجر آچکا گانا شب وصل

تیری قسمت مین تہا اسے ...
میری تقدیر مین تہا چین اوڑانا شب وصل

جھکتے جب دور ہی بیٹھے تو برابر بیٹھے
اونکا آنا شب وصل ورنہ آنا شب وصل

چاندنی رات تو ہے دورۂ ساغر بہی ہو
کہ کٹورا سی یہ آنکھین نہ چرانا شب وصل

لاکھہ چالین چلو سو فقرے رد و سو چینٹے دو
نہ چلے گا کوئی صاحب کا بہانا شب وصل

اپنے مطلب سے ہی مطلب جو تمھاری مرضی
ہمنے مانا نہ ہمین پاس سلانا شب وصل

خیر تشریف ادہر لاسے تو احسان کیا
مشفق من مرا کہنا تو نہ مانا شب وصل

لیٹے لیٹے وہ بگڑ اوٹھتے ہین گھر جانے پر
کروٹین لیتا ہی رہ رہ کے زمانا شب وصل

شب فرقت مین تمہین اُسنے ستایا جتنا
قدر تم اسکے عوض اُسکو ستانا شب وصل

۱۵ باغ کا تھا چراغ گل غم سے تھے داغ داغ گل
پا کے ترا سراغ گل ہو گئے باغ باغ گل

دل مین ہماری جان کا نام نہین نشان کا
عشق کی دودمان کا آج ہوا چراغ گل

ای بت بست گر زبست ہی کیا تجھے خبر
رہ گئی کھول کھول کر باغ مین کیون ایاغ گل

دل کی جو تھی بندہی کلی پھوٹتے لالہ ہو گئی
زخم سے بصد خوشی کھائے بصد فراغ گل

اشک ہین جوشش سحاب داغ ہین تاب آفتاب
شرم سے شبنم آب آب رشک سے داغ داغ گل

شور اُٹھا جو آہ کا چہرہ بتون کا فق ہوا
چلنے لگی جہان ہوا ہونے لگے چراغ گل

قامت و رخ سے راہ ہی تجھ پہ چمن تباہ ہے
سرو نشان آہ ہے اور برنگ داغ گل

تجھسے پتنگ داغ داغ تجھسے ہزار باغ باغ
تو ہی ہی بزم مین چراغ تو ہی میان باغ گل

دیکھکے گیسوی دوتا دل مرا سرد ہو گیا
کالے کے سامنے ہوا آج مرا چراغ گل

ہمکو کہان دماغ ہی سیر سے خود فراغ ہی
سینہ تو خانہ باغ ہی سینے کے سارے داغ گل

ابر غبار ہو گیا لعل و گہر پرو گیا
قطرون سے ملکے ہو گیا گوہر شب چراغ گل

ساقی ادہر بھی کوئی تو جام بڑھا دے یا سبو
نکہت گل ہو مے کی بو اور ترا ایاغ گل

ہو گئے تم جہان کھڑے شرم سے نخل گل گڑے
اور ذرا جو ہنس پڑے ہو گئے باغ باغ گل

مجھسے نہ اڑ تو عندلیب میرا ترا ہی اک نصیب
مجھسے ہی سرگران حبیب تجھسے ہی بد دماغ گل

چین اوڑائین قدر ہم ساتون فلک سے ہین بہم
ساقی و بادۂ و صنم چنگ گزک چراغ گل

۱۸ خط بھیجتا نہین بتِ خود کام آج کل
آجاے کاش موت کا پیغام آج کل

اندھیر ہی کہ زلف نے دل کو اُڑا لیا
ہوتی ہین چوریان یہ سرِ شام آج کل

ساقی پھرا ہوا ہی کہ قسمت پھری ہوئی
ہی دورِ جام گردشِ ایام آج کل

فصل بہار آتی ہی بلبل کی خیر ہو
طیار ہوتے ہین قفس و دام آج کل

ہمکو بھی جان نثارون مین گنتا ہی وہ قمر
ہم بھی ہوئے ہین شہر مین بدنام آجکل

ساقی سبو تو کیا ہی نہین خم پہ بند ہم
لیکن ہمارے پاس نہین جام آج کل

سارے جہان نے کلمہ جو اُس یار کا پڑھا
کیا گھٹ گئی ہی رونقِ اسلام آج کل

صیاد ہمکو چھوڑ دے اک ہم نہون نہون
لاکھون تڑپ رہے ہین تہِ دام آجکل

ان روزون دہر کیا مجھے دیتا ہی ٹھوکرین
مٹتا ہی میرا ابلقِ ایام آج کل

ٹھوکر لگا کے قبر کو کہتا ہی وہ مسیح
تمکو تو خوب سوجھا ہی آرام آج کل

مژگان کا رخ پھرا ہی مرے دلکے اندرون
اِس چھوٹی سی گرہ پہ بندھا لام آجکل

کمرے مین لیٹے رہتے ہین اُس آفتاب کے
یکسان گزرتی ہی سحر و شام آج کل

للہ آپ آؤ کہ مجھکو بلاؤ تم
کبتک رہے گی ای بتِ خودکام آج کل

مسکن کیا ہی میرے دلِ داغدا مین
سیرِ چمن مین ہی وہ گل اندام آج کل

فصل بہار آئی ہی ڈہلتے ہین شعرِ تر
رہتا ہی دورِ بادۂ گلفام آج کل

کیا پھر کسی جوان کو نظر پر چڑھاؤ گے
کچھ بیٹھتے بہت ہو لبِ بام آج کل

ای ماہ چار روہی دن ہین شباب کے
مقصد کو پونہچے عاشقِ ناکام آج کل

شیشہ بغل مین دوش پہ خم ہاتھ مین سبو
اے قدر لب بلب ہے لب جام آج کل

۱۹

لیتے گئے وہ راحت و صبر و قرار دل
اُجڑا اُجڑا ہوا ہے ہمارا دیار دل

کھویا بس ایک آہ نے صبر و قرار دل
جی بھر کے ہجر یار مین نکلا بخار دل

سینے مین جم رہا ہے برابر غبار دل
کیا جیتے جی بنے گا الٰہی مزار دل

زخمون کا کچھ حساب نہ داغون کا کچھ شمار
کیسا کھلا ہوا ہے مرا لالہ زار دل

ترچھی نگہ کے تیر سے صیاد چھید لے
آ کر پھنسا ہے زلف مین تیری شکار دل

ذرون مین ہے ٹھکانا نہ قطرون مین ہے پتا
اُف او وہ دیکھیے تو ذرا انتشار دل

ہر آہ بامراد ہے ہر نالہ پُر اثر
کیا پہنچی ہانکین بول رہا ہے ہزار دل

پیارا انھین مجھے وہ زیادہ حضور سے
جب آپ ہی پھرے ہین تو کیا اعتبار دل

یہ ضعف ہے زبان تک آنا محال ہے
مین کس طرح سناؤن تمھین حال زار دل

کیسا ہوا ہے آپ سے باہر فراق مین
دل پر کسی طرح نہ رہا اختیار دل

درویش ہر کجا کہ شب آمد سرا ے اوست
کیونکر نہ زلف یار مین ہوتا قرار دل

اُنکا کبھی جگر مین کبھی دل مین ہے مقام
دل ہے فدا جگر کے جگر ہے نثار دل

بس ننگے پاون گھر سے نکلنا پڑا ابھی
سن پائیے جو نالہ بے اختیار دل

جھپکی پلک نگاہ مرا کام کر گئی
ٹٹی کی آڑ آپ نے کھیلا شکار دل

ایسون سے کے اُڑے آتا ہے کوئی جہان مین
چھاتی پہ اپنی ہے کہ ہوے پردہ دار دل

بنتا ہے ابر جیسے بخارات ارض سے
بن بنکے اشک آپ پہ نکلا بخار دل

ازبسکہ بیقرار ہے لے ہاتھ مین سے
جاتا ہے تیرے ہاتھ سے غافل شکار دل

حیران ہون یہ ام کہانی سنے گا کون   وہ بت کہ جا کے گا نہ بیٹھا شمار دل

ای قدر پرزے سے پرزے اُڑا یہ شہید غم
لو کربلا مین چلکے بناؤ مزار دل

۸

کب تک سہیگا تیری جفا دل نالش کریگا روز جزا دل   پتھر اہ دل شیشہ مرا دل ہشیار رہنا خالق ہی عادل
دل سے الگ چل تو کچھ بتائین دیتا ہی ہمکو تسکین اپنا   سہنا ہی دن بھر تیری جفائین کرتا ہی شب بھر گلا دل
عیش و تمنا خوشی برابر امید و ارمان کشتہ سراسر   کیا رن پڑا ہی اللہ اکبر کعبہ نہ کہئے ہی کربلا دل
زخمون کی شدت داغون کی کثرت کس کس کو رو دون ہی ایک آفت   کرنی تھی یا رب میری جو خلقت دینا تھا مجھکو سب سے بڑا دل
لو اور سوکر فتنے جگا دو سینے سے میرے مکھڑا اٹھا دو   ہاتھون سے ملکا جاتی ہی بجھا دو ہی جلا دل فانوس پھنکا دل
تیر نظر پر ہم کرتے صدقے ایسے جو صد جا ہوتے کلیجے   زلفون پر انکی قربان کرتے ایسے جو لاکھون دیتا خدا دل
اللہ اکبر اتنی بڑی آنکھ ایکی بڑی آنکھ ابکے بڑی آنکھ   ابکے لڑی آنکھ ابکے اڑی آنکھ ابکے گیا دل ابکے گیا دل
دزد حنا کی یا ہاتھ آیا یا سوز دل نے پھونکا خدایا   آخر جگر کو سے لے اوڑایا پہلو مین میرے یا وہ تھی یا دل

ردیف میم

۱۸

سوئے جا کر مزار مین ہم   اب پوچھتے ہین کوے یار مین ہم
جب خاک ہوے تو اوج پایا   مل ملکے اوڑے غبار مین ہم
پوچھیگا کون روز محشر   ای یار ہین کس شمار مین ہم
ہی یار کا گھر تو کوی دلین   کیون رہتے ہین کوے یار مین ہم
دفنا کے چلے ہین آپ گھر کو   ٹھہرینگے کوی مزار مین ہم
افسوس کہ کچھ نہ لطف دیکھا   دیوانے ہوے بہار مین ہم

دل چھوڑ کے کوچۂ بتان مین — پچھتانے لگے کوہسار مین ہم
گیسو کا نہ حال ہنس سے پوچھو — ان روزون مین انتشار مین ہم
کیا جوشش جنون سے لاغری ہے — کانٹا ہوسے ہین بہار مین ہم
تنہا ہون سگے تو ہوگی وحشت — پھاڑینگے کفن مزار مین ہم
جسم لاغر سے دم نکلجاسے — کیون اوسکے ہین ایک خار مین ہم
وصف خط عارض منور — لکھتے ہین خط غبار مین ہم
گل دیکھ کے ہاتھ پاون پھولے — بیخود ہوسے یہ بہار مین ہم
ہین تار نگاہ انتظاری ہے — یہ زار ہین انتظار مین ہم
اسکے تو نگاہ روبرو ہے — ٹھنڈے ہین بس اسکے وار مین ہم
جانی پیارے حضور معشوق — کیا کچھ نہین کہتے پیار مین ہم
جب عشق کیا تو شرم کیسی — چلا او ٹھین ہزار مین ہم

اے قدر کہین وصال بھی ہو
مرجائین فراق یار مین ہم

۱۷

خدا کو مانو ہنسی نہ جانو نہ میرے دل پہ جفا کرو تم — ہلیگا عرش خدا کا پایہ ذرا تو خوف خدا کرو تم
زمانہ اولٹا ہی کیا کرو تم برا جو ہی وہ ادا کرو تم — وفا کرین ہم جفا کرو تم دعا کرین ہم دغا کرو تم
سرور وصلت کہ رنج فرقت دوا سے الفت کہ درد کلفت — نشان بوسہ کہ داغ حسرت قبول ہی جو عطا کرو تم
رہیگی یونہین بلون پہ چوٹی نکالیے لاکھ مانگ سیدھی — نکل گیا سانپ جب خبر لی لکیر پیٹا کیا کرو تم
ہمین نے پہلے گلا کٹایا ہمین نے قاتل تمہین بنایا — ہمین نے یہ رنگ سب جمایا ہمارے حق مین دعا کرو تم
ابھی کفن مردے پھاڑ ڈالین ابھی مزارون سے سر نکالین — ابھی جو محشر کی چال چلیے چالین ذرا قیامت بپا کرو تم

دل و جگر ملکون پہ نچھاور تو جان قربان ہو لیون
اب ایک سر ہی آسے بھی لیکر قدم پہ اپنے فدا کرو تم

نباہ ہوگا اسی مین باہم ہے یہ دونون طرف کا عالم
کرین تکلف نہ تمسے کچھ ہم نہ ہمسے شرم و حیا کرو تم

ہزار دل ہون جو ای جفا جو دریغ تمسے نہین ہے ہرگز
اسیر گیسو قتیل ابرو شہید ناز و ادا کرو تم

چلو بہت ہو چکی رکاوٹ کہا نکا پردہ اٹھاؤ گھونگٹ
لپٹ بھی جاؤ گلے سے جھٹ پٹ بہت غم بیکسی کیا کرو تم

لگا ہی دل ہمسے خیر بہتر رہین جو اغیار ہین مکدر
ذرا نہین اختیار جسپر پھر اُسکے بارے مین کیا کرو تم

ہماری شہ رگ پھڑک رہی ہے کہ روح آ کے مین اٹک رہی ہے
تمام گردن لٹک رہی ہے ابھی نہ خنجر جدا کرو تم

ہوئین جگت آشنا نگاہین ہین کفر و اسلام سب کی راہین
ملو تم اُس سے وہ جسکو چاہین نئے نئے آشنا کرو تم

ہماری نالون کو سن جو پاؤ یقین ہی غش کھا کے لوٹ جاؤ
نہ لوٹ جاؤ نہ غش مین آؤ تو دفعتہ واہ وا کرو تم

بہت نہ بھٹکے ہوے رہو تم پنپنے ہو اب جو بڑی ہو تم
جو بوسے لون تو کیا کہو تم گلے لگا لون تو کیا کرو تم

سجا ہی بیجا مرا گلا تھا تمہارا اسمین گناہ کیا تھا
یہ میری تقدیر مین لکھا تھا کہ مجھ پہ جور و جفا کرو تم

بتاؤ ای قدر کیا کہا تھا یہی نتیجہ ہی عاشقی کا
غریب و بیکس ذلیل و رسوا خراب و خستہ پھرا کرو تم

ردیف نون

۲۳

جو ہی عرش پر وہی فرش پر کوئی خاص اسکا مکان نہین
وہ یہان بھی ہی وہ وہان بھی ہی وہ کہین نہین تو کہان نہین

مجھے بوسہ دینا ہو دی بھی دی نہین صاف کہدی تو ہان نہین
تیری لب نہین کہ دہن نہین کہ دہن مین تیرے زبان نہین

یہ نصیب تیری شہید کا کہ کمال شوق تھا دید کا
جو گلا بھی ہی تو وہ تر نہین جو چھری بھی ہی تو روان نہین

مین وہ سرو باغ وجود ہون مین وہ گل ہون شمع حیات کا
تجھے فصل گل کی خوشی نہین جسے رنج باد خزان نہین

نہ جگر پہ تیر سے نظر پڑی نہ اشارے ابرو نکے ہوے
تو شکار کھیلیگا کسطرح ترے پاس تیر و کمان نہین

مجھے کیا جو شور نشور ہو ہمین پوچھ لو جو حشر ہو
مین لحد سے اٹھکے چلون وہان مجھے اتنی تاب و توان نہین

مرا ایک دل تھا وہ سوختہ ہی کسے اب داغ ہی آہ کا
کہ ہوا ہی کب سے چراغ گل مین وہ جل بجھا کہ دھوان نہین

جو لگے تو سینہ ابھار کر جو چلے تو ٹھوکرین مار کر
نئے آپ ہی تو جوان ہین کوئی کیا حبابین جوان نہین

جو سمجھ گیا وہ سمجھ گیا جو بہک گیا وہ بہک گیا
کہ عجیب حال ہے گو مگو وہ نہان نہین وہ عیان نہین

مین وہ سرو باغ قدیم ہون کبھی پھولے جو نہ کبھی پھلے
مین وہ قمری نو اسیر ہون جسے اپنا طوق گران نہین

کدھر اُڑ گیا مرا قافلہ کہ زمین مین پھٹ کے سما گیا
نہ غبار اٹھا نہ جرس بجا کہین نقش پا کا نشان نہین

مرا دم الجھتا ہی واعظو نہ سنونگا لاکھ بکا کرو
تمھین جسقدر کہ جنون ہی مجھے اسقدر خفقان نہین

ترا قہر نار جحیم ہی ترا رحم دار نعیم ہی
یہ فقط ہین قصے کہانیان کوئی دوزخ اور جنان نہین

سب چلے حال دل کو جو پوچھنے مری ہتکڑی تو اُتار لو
مین کلیجا ہاتھون سے تھام لون بجز اسکے تاب بیان نہین

کوئی خواب تھا کہ خیال تھا شب و روز اُس سے وصال تھا
مجھے کچھ خبر نہین کیا ہوا وہ مکین نہین وہ مکان نہین

ترے ابروؤنکو مین چوم لون نہین خون گرفتہ مین اسقدر
ترے گیسوؤنکو مین سونگھ لون مجھے اسقدر خفقان نہین

جو ہزار عذر بھی پیش ہون وہ کسیطرح نہین مانتا
کہو الحذر تو حذر نہین کہو الامان تو امان نہین

یہ مے فرنگ کی کشتیان بھی سفینہاے نجات ہین
کبھی اسکا بیڑا نہ پار ہو جو مرید پیر مغان نہین

ہوئین زرد زرد جو پتیان یہ بھی اک طرح کی بہار ہے
مین بسنت اسکو سمجھتا ہون یہ چمن مین فصل خزان نہین

دم مرگ تیر سے قریب ہون مجھی اپنے ذبح کی عید ہے
مین لپٹکے تجھسے شہید ہون کہ چھری ہی تیر و سنان نہین

بہت اسپہ تو نہ گھمنڈ کر ترا منھ ہی چاند ہوا کرے
کہین پرزے پرزے اُڑا نہو مرا دل ہی کوئی کتان نہین

وہ زبان غنچہ صبر ہون کہ زبان ہین جسکی سخن نہین
وہ دہان زخم ملال ہون کہ دہن مین جسکے زبان نہین

اُٹھو **قدر** اُن پہ نہ جان دو ابھی جان ہی تو جہان ہے
کوئی کام ایسا بھی کرتا ہی ارے میان نہین ارے میان نہین

۱۵
صاف کرتے ہین لب و دندان وہ اکثر آب مین — اسلئے پیدا ہوے مرجان و گوہر آب مین

جوش گریہ سے ہی مثل موج بستر آب مین — بلکہ تِرتا ہی حباب آسا مرا گھر آب مین

تجھ مین عالم ہی فنا عالم مین تو موجود ہی — جسطرح گوہر مین ہو آب اور گوہر آب مین

بھاگ ای غم بھاگ بھی کشتی تری ہوگی تباہ — چشم تر مین ہی مژہ دستِ سکندر آب مین

رخ پہ خط آیا تو آئینے سے نفرت کیون ہوئی — دیکھتے ہین سب کسوف مہر انور آب مین

مجھکو حیرت ہی کہ اسمین مورچہ لگتا نہین — نوک تک ڈوبا ہی گو قاتل کا خنجر آب مین

روتے روتے سب سر و سامان پہ پانی پھر گیا — مردم دیدہ کی صورت ہی مرا گھر آب مین

ہر بھنور رخسار کی ضو سے نیا ہالہ بنے — تو نہانے کو اُترا ای ماہ پیکر آب مین

وہ کمر پہ تیغ رکھتا ہی مین اپنے حلق پہ — وہ کمر تک ہی مین گردن تک شنا ور آب مین

دیدۂ تر سے نہین ہٹتا ہی میر الخت دل — میری کشتی کا پڑا رہتا ہی لنگر آب مین

جب سے کھولی آنکھ ہے تمنے آنکھ کو روتے کٹی — اس کنول کی ہی نموداری برابر آب مین

نا نہاے مشک بنجا ئینگے دریا کے بھنور — دھوئیگا وہ گل اگر زلفِ معنبر آب مین

کھینچیے اک دن لب جو خندہ دندان نما — ہر صدف موتی کرے تم پر نچھاور آب مین

ہو گئے سجر جہان ہی کیا فنا فی اللہ ہم — ملگیا انجام کو خود آب بہکر آب مین

عشق مین ای قادر گھبرا ئے تو مر جاؤگے تم
ڈوب جائے جب کہ ہو تیر اک مضطر آب مین

۱۲
شب فرقت مین سنبھالے رہین احباب ہمین — دے دے پٹکیگا اُٹھا کر دل بیتاب ہمین

آنکھین پھیر ونکے لیے یہ تو نہین تاب ہمین — ابھی آتا نہین ایسا ادب آداب ہمین

خال کا نام نہ لو کیا رخ تابان کم ہے — کیسی بارود اُڑا دیگا یہ مہتاب ہمین

زاہد و جسکا جو حصہ ہی وہ پہونچ جاتا ہی
لہو کے گھونٹ تمہین اور مے ناب ہمین

جی مین آتا ہی کہ ہم بھی اسے اب دھو ڈالین
کر دیا نامۂ اعمال نے آب آب ہمین

خاکسارونکی تو گدڑی ہی مین ہی زینت تن پر
لاکھ پہنا دے کوئی قاقم و سنجاب ہمین

رات آنکھونمین کٹی نیند نہ آئی سے یار
کیا کھلائے تجھے کباب بط سرخاب ہمین

کل شب ہجر مین بیمار اپنا جتایا نہ گیا
ای لحد آج بغل مین نہ بہت داب ہمین

بھاری موباف سے وہ اتنی کچہے ناف کھلی
موج لائی ہی بہا کر سو گرداب ہمین

ای نکیرین نکالا ہی کہان کا جھگڑا
ابھی لاحول ولا کر دیا بدخواب ہمین

ہمنے ناحق ترے ابرو کا پسینا پونچھا
اور تڑپائے گا یہ خنجر بے آب ہمین

کان مشتاق ہین اک اور غزل پڑھیئے قدر
یاد رہجائیگی یہ صحبت احباب ہمین

مل گئے اشکونمین لخت دل بیتاب ہمین
اڑ کے پانی مین ملے ریزۂ سیماب ہمین

لیے جاتا ہی کدہر ای دل بیتاب ہمین
سوجھتا ہی نہ کنوان اور نہ تالاب ہمین

دشت غربت مین بگولون سے لپٹ جاتے ہین
یاد آتی ہی جو بربادی احباب ہمین

کیا سمندر سے بھلا ہم دُر و مرجان مانگین
خود دکھاتا ہی تہی کاسۂ گرداب ہمین

کیون گھٹا چھائی ہی اللہ اٹھا یار نقاب
زلف و رخسار سے دکھلا شب مہتاب ہمین

ایک سا ہاتھ اور لگا جسمین نہ پھر یاد کرین
ہچکی آتی ہی ملا ایک دم آب ہمین

یہی نا حضرت موسی کی طرح غش آتا
پردہ پوشی سے کیا اور بھی بیتاب ہمین

یہ اندھیرا ہی کہ وحشت ہی لحد مین ہمکو
کس جگہ چھوڑ گئے ہائے سب احباب ہمین

چشم تر کا کرین شکوہ کہ گلا آنسونکا
کبھی گرداب ڈبوئے کبھی سیلاب ہمین

وعدۂ وصل پہ ونکو تو وہ شرماتے ہین — شکوہ فرماتے ہین کیون کرتے ہو بدخواب ہمین
وامق و کوہکن و قیس سنے کیا ساتھ دیا — دشت وحشت مین بھی گھبرا کے رہے احباب ہمین
دانت کھلجائین اگر یار ہنسے جی خوش ہو — نظر آجائین الٰہی دُر نایاب ہمین
وصل سے اُسکے کسی شب نہوا گھر روشن — چاند دکھلائی دیا صورت سرخاب ہمین
سر پھرا دیتی ہی بھاتی نہین مہوسے کی شراب — ساقی انگور کی دے جلد مئے ناب ہمین

ایک سا ظاہر و باطن ہی ہمارا اے قدر
چشم بیخواب ملی یا دل بیتاب ہمین

خدا جانے مین اُسکا سایہ ہون کیا ہون — 16 — نہ اُس سے ملا ہون نہ اُس سے جدا ہون
یہ ابرو کو بل ہی کہ تیغ قضا ہون — یہ چتون کو غمزہ کہ قہر خدا ہون
مری سرکشی عین افتادگی ہی — مین وہ قطرۂ اشک چشم فنا ہون
پہنتا تھا ہر سال سنت کی بیڑی — لڑکپن سے پابند زلف رسا ہون
وہ رہتا ہی خود میری گردن کی رگ مین — وہی بولتا ہی جو مین بولتا ہون
نکلجا سے گا دم سحر شام میرا — مین دیو شب ہجر کا ناشتا ہون
کہین تالی اک ہاتھ سے بھی بجی ہی — مجھے تم بھی چاہو جو مین تمکو چاہون
مین وہ داغ ہون داغ ہو جس سے پیدا — اُف اے گرمی عشق جلتا توا ہون
بس ایک آہ مین ہی نہ گردون نہ گردش — یہ کتنا ہی اسکو ابھی دیکھتا ہون
مین ہون قدردان سا اپنے ہر قدردانکا — مین دلدادۂ شاہد دلربا ہون
غضب یاد گیسو مین ہے آہ و زاری — مین ہندوستان بھر کی آب و ہوا ہون
مہ عید سے میری آنکھین ہوئین ہین — ابھی اُنگلی اُٹھے جو مین خودنما ہون

کمر جھک گئی کھل کر اُن گیسوون پر
مین خود حلقۂ موے زلف دوتا ہون

نہ خفت اُٹھائی نہ کوئی گرانی
نہ مین گھر رہا ہون نہ آہن رُبا ہون

ہوا میری تربت کا سبزہ لبِ جُو
مین وہ کشتۂ تیغ شمشیر حیا ہون

کہو تمنے ای قدر بوسہ جو مانگا
نہین کہدیا اُسنے چپکے سے یا ہون

۲۰ دہن سے نالے عوض آہونکی نکلتے ہین
محاورے سے جو پرانے تھی وہ بدلتے ہین

بہار مین جگر و دل لہو اُگلتے ہین
یہ جوش ہی کہ بدن عاشقونکے پہلتے ہین

کہان وہ نوح کا طوفان کہان مری آنکھین
خدا ہی خیر کرے دو تنور اُبلتے ہین

غضب ہی ہونٹھ کا ہلنا جو سیکھتی ہین بھوین
تمہارے ہنس کی چالین یہ کوی چلتی ہین

نثار ہے رگِ شریان فدا ہی تارِ نفس
کمر تو ایسی ہی پھر قتل پر سنبھلتے ہین

بڑی مشقّت و محنت سے ملتی ہی روٹی
بڑی اذیتون سے دانت سب نکلتے ہین

کبھی غشی ہی کبھی جو سنکتے ہین فرقت مین
تمام رات یونہین ڈوبتے اُچھلتے ہین

کہان نقاب اُٹھا کر دکھاتے ہو ابرو
کہان غلاف سے یہ تیغے نکلتے ہین

گھٹائین جھوم کر آئین مبارک ای رندو
وہ موسم آیا ہی انگور جسمین پھلتے ہین

تمہارے واسطے ہمنے بنایا خسخانہ
بٹھا کر آنکھونمین پلکونکے پنکھے جھلتے ہین

کبھی نہ بوسۂ سیبِ ذقن نصیب ہوا
ہمارے سامنے کسدن رقیب پھلتے ہین

وہ اُٹھتی اُٹھتی جوانی وہ اُبھری اُبھری گات
ڈوپٹا ہٹتے ہی عشاق ہاتھ ملتے ہین

جو آنکھین پی گئین آنسو تو نکلے لختِ جگر
یہ ہنس موتی نگلتے ہین لعل اُگلتے ہین

قریب زلف ہی پھندا لگانے کو طیار
ٹھگونکی طرح ترے دیدے ہمکو چھلتے ہین

حضور ڈہانک بھی لین چکنی چکنی رانونکو
سنا ہی عاشقونکے دل بہین پہسلتے ہین

نہ بیٹھتے ہو نہ جاتے ہو نزع مین ہو نمین
مین منھہ پہ کہتا ہون اسوقت آپ کہلتے ہین

دل جگر مین پڑے داغ داغونمین چہالے
تمہارے موتیونکے مالے مورا گلتے ہین

دہن کو ہیچ سنا تہا کمر بھی ہیچ ہوئی
بڑے بڑے ابھی نقص آپ مین نکلتے ہین

رُلاؤ اُنہین بھی راضی ہنساؤ اُنہین بھی جو
جو مرد ہین وہ کسی بات مین نکلتے ہین

ابھی تہا وصل کا اقرار اور ابھی انکار
چلو ہٹو انہین باتون سے قدر جلتے ہین

۱۱

ابر آگے ترے ای دیدۂ تر کچھ بھی نہین
مرحبا قطرۂ اشک اصل گہر کچھ بھی نہین

عشق زلف الفت رخ مر گئے پر کچھ بھی نہین
آنکھ جب بند ہوئی شام و سحر کچھ بھی نہین

ایسا اقرار بھی کچھ مال ہی او عہد شکن
کہ ادہر منھہ سے کہا اور اودہر کچھ بھی نہین

کوئی شعلہ مری آہونکا بجھایا نہ گیا
ابھی لاحول ولا دیدۂ تر کچھ بھی نہین

آپ مین آؤن تو مین آپکو ڈہونڈہون پیارے
آپ تو آپ مجھے اپنی خبر کچھ بھی نہین

سر مین آگ اسپنے لگی جا کے بجھی تلو نمین
جسم و جان شمع صفت تا بہ سحر کچھ بھی نہین

اس سے بوسہ تو ملا وہ نہ کبھی ہاتھ لگی
یون تو ہین کہنے کو کچھ ہی کمر کچھ بھی نہین

حق نے تلوار اُتاری ہی سپاہی کے لیے
جو نہو بانکی ادا ترچھی نظر کچھ بھی نہین

خفتگان شب غم حشر مین پھر لیٹ رہے
کہ نمایان ابھی آثار سحر کچھ بھی نہین

بوسے گیسو کے سوا اور نہین مجکو دماغ
دید ابرو کے سوا مد نظر کچھ بھی نہین

صفر کرتا ہی اکائی کو دہائی سے قدر
درحقیقت وہ بہت کچھ ہی اگر کچھ بھی نہین

11 ابھی ایسا بھی مزاج آئی گل تر کچھ بھی نہین | مین تو سمجھا تھا بہت کچھ ہو مگر کچھ بھی نہین
طرفۃ العین ہی نیرنگ نظر کچھ بھی نہین | کھولکر دیکھ چکا بند تو کر کچھ بھی نہین
تم اُسی سمت کو جاؤ تو خدا کو پاؤ | جسطرف لوگ بتائین کہ اِدہر کچھ بھی نہین
دم نہ گھٹجاسے تمنا کا یہ دل ہی یا قبر | کوئی رخنہ کوئی روزن کوئی در کچھ بھی نہین
من مین ہین شیخ فرید اور بغل مین انجیلن | جب تو ناصح کی نصیحت مین اثر کچھ بھی نہین
کسی پہلو مین کبھی یار نہ سویا آکر | درد دل مال نہین درد جگر کچھ بھی نہین
وصف رخسار مین مین شعر پڑہون آپ سنین | بے تکے نغمۂ مرغان سحر کچھ بھی نہین
کچھ کیا ہو تو کہون لاکھ نکیرین الجھین | خوف قزاق ہی کیا زاد سفر کچھ بھی نہین
آج بھی چار پہر دن یہ کٹا دن ہمکو | قاصد و نامہ و پیغام و خبر کچھ بھی نہین
دیکھ پاتے جو خلیل آپکے رخسار و جبین | پہلے کہہ اُٹھتے کہ بس شمس و قمر کچھ بھی نہین

کس طرح راہ کٹیگی عدم آباد کی قدر
ہمسفر کوئی نہین زاد سفر کچھ بھی نہین

15 خزان کی فصل مین کیفیت شراب نہین | وہ جاڑے پڑتے ہین گرمی آفتاب نہین
نہ تم خدا ہو نہ ہم لوگ حضرت موسیٰ | ہمارے آپکے پردہ نہین حجاب نہین
غضب ہی تیرے پسینے کی بو خدا کی قسم | کہ موتیا نہین کیوڑا نہین گلاب نہین
مین اُسکو کہتا ہون معشوق ہو جو گرما گرم | حرارتین نہین جسمین وہ آفتاب نہین
لٹے پٹے رمضانین ہین سیکڑے والے | بغل مین شیشہ نہین شیشے مین شراب نہین
جو تم بلاتے ہو غیرونکو خیر بلواؤ | یہ ہم مین عیب ہی غصے کی ہمکو تاب نہین
گلونکے ساتھ گلستان مین خار ہوتے ہین | مین کیون حضور کی محفل مین باریاب نہین

وہ کون ہی جو نہین مست کیفیت دنیا مین
وہ کون ہی کہ خرابات مین خراب نہین

سوال بوسۂ ابرو پہ ڈٹ گئے ہین رقیب
زبان تیغ مین قاتل ترے جواب نہین

ہمارے نشے بہلا مفلسی مین خاک جمین
اگر شراب میسر ہوی کباب نہین

شب فراق مین پہلو دبائے بیٹھے ہین
اب آج ہم نہین یا دل کا اضطراب نہین

دہن کا حال تو بے شبہہ تمسے پوچھینگے
جواب تم جو نہ دو اسکا کچھ جواب نہین

نہین کسے خوب اٹھے حسن و عشق کی پردے
او نہین حجاب نہین مجھکو اضطراب نہین

اسیطرح سے مرے بیحساب عصیان ہین
کہ جسطرح تری رحمت کا کچھ حساب نہین

تمہارے آنے سے کیا **قدر** کو جو اس آئے
جگر پہ رکھو تو ہاتھ ابتو اضطراب نہین

۱۵

تڑپتا ہی ترے پیش نظر دل اسکو کہتی ہین
چھری کہتے ہین اسکو مرغ بسمل اسکو کہتی ہین

ثریا کی زلف اسنے جذبۂ دل اسکو کہتے ہین
ہم اسکو پاسے لیلی اور محمل اسکو کہتے ہین

غم و رنج و مصیبت ہین یہ خوش دل اسکو کہتی ہین
اسے کہتے ہین محفل میر محفل اسکو کہتے ہین

تمہاری ناف دیکھی اور خال ناف بھی دیکھا
اسے کہتے ہین آنکھ اور آنکھ کا تل اسکو کہتی ہین

ترے رخسار و افشان دونون ہین اپنے سر انکھو پر
جو صحرا اسکو کہتے ہین تو منزل اسکو کہتے ہین

دل وحشی سے آہونکا تسلسل کم نہین ہوتا
اسے کہتے ہین دیوانہ سلاسل اسکو کہتے ہین

جگر کو پرزے پرزے کردیا رخسار تابان نے
کتان کہتے ہین اسکو ماہ کامل اسکو کہتے ہین

دہن کچھ وہم سا دیکھا مگر کچھ خبط سی پائی
اسے موہوم نقطہ خط باطل اسکو کہتے ہین

نظر کرتی ہی کام اپنا دل اسپر لوٹ ہوتا ہی
اسے ہشیار کہتے ہین تو غافل اسکو کہتی ہین

کجا وہ نزع کا عالم کجا یہ ہجر کی سختی
اسے کہتے ہین ہم آسان مشکل اسکو کہتے ہین

پڑے سے جب داغ دلمین دل لے کھینچا اُس پرتوین کو
اُنہین ہم نقش حُب کہتے ہین عامل اسکو کہتے ہین

جلایا لب نے تیرے مار ڈالا سبزۂ خط نے
اُسے امرت تو ہم زہر ہلاہل اسکو کہتے ہین

کلیجے پر تڑپ کر جا پڑا دل اک فغان کر کے
جلاجل اُسکو ہم شور جلاجل اسکو کہتے ہین

چمک کر داغ نے دلکو منور کردیا کیسا
جو خورشید آسکو تو خورشید منزل اسکو کہتے ہین

فدا ہوتا ہی **قدر** اونیر اُنہین جلسے مین جھٹلا کر
جو پروانہ اُسے تو شمع محفل اسکو کہتے ہین

۱۸

کھنچا آتا ہی ظالم عشق کامل اسکو کہتے ہین
ملا جاتا ہی سینہ جذبۂ دل اسکو کہتے ہین

نہین چُھٹتی بھوین مد مقابل اسکو کہتے ہین
حدیث قاب قوسین اتو کامل اسکو کہتے ہین

نہ مچھلی اسکو کہتے ہین نہ بسمل اسکو کہتے ہین
تڑپنے پر نہ اسکے جائیے دل اسکو کہتے ہین

اُنہین مین نے جو دیکھا سب سے پوچھا نام کیا اسکا
بتایا جان نثارون نے کہ قاتل اسکو کہتے ہین

لحد مین رکھکے مجھکو میری یاس یوہی کہتی ہی
ابھی سے مر مٹے تم پہلی منزل اسکو کہتے ہین

مرض ہی عشق کا مین تختۂ مشق طبیبان ہون
کبھی دق اسکو کہتے ہین کبھی سل اسکو کہتے ہین

جو رو کر جان دین ہم وہ اسے آسان سمجھتا ہے
وہ ہنسکر ٹالدی ہم سخت مشکل اسکو کہتے ہین

اگر رخسار تیرا چاند ہی داغ اسمین دکھلا دے
انہین دھبون سے ہم بوسون کے قابل اسکو کہتے ہین

ہنسا وہ آہ سنکر نالہ سنکر قہقہہ مارا
کلیجا سنگ کا فولاد کا دل اسکو کہتے ہین

نہ وہ مقتل مین آتا ہی نہ مین مقتل سے جاتا ہون
اُسے ہی شرم مجھکو شوق مشکل اسکو کہتے ہین

گلے آفت لگی پابند زنجیر تاہل ہین
یہ شرعی قید ہی طوق و سلاسل اسکو کہتے ہین

اُتارا سر تو کھویا درد سر احسان ہی اسکا
طبیب مہربان ہی مفت قاتل اسکو کہتے ہین

اگر تو لوٹتا ہی اسپر تو سے مُنھ اسمین دیکھا کر
حقیقت مین ہی آئینہ مگر دل اسکو کہتے ہین

جو یکرنگی رہی معشوق خود بنجاتا ہی عاشق
کلی چٹکی ہی ہم شور عنادل اسکو کہتے ہین

غضب کا ضعف ہی بس تھکگئی راہ جنون ہمسے
چلے ہین دو قدم اور ایک منزل اسکو کہتے ہین

سجا ہی تخم جیسا ہو ثمر ویسا ہی آتا ہے
کرے جی ہر گات کتنی سختی دل اسکو کہتے ہین

ہوئی ہی زندہ درگور آگے میرے جسم خاکی مین
پہنسی ہی روح تن مین پائے در گل اسکو کہتے ہین

جدا کیونکر کرین ای قدر ہم سینے سے جانانکو
ہم اپنی جان لے ایمان اسے دل اسکو کہتے ہین

۲۰ لا سکے دنیا مین ہمین زہر فنا دیتے ہین
ہاے اس بھول بہلیان مین فنا دیتی ہین

بوسہ جب مانگتا ہون شور مچا دیتے ہین
بات تہوڑی سی بھی ہو تو وہ بڑہا دیتے ہین

رحم بھی ظلم و ستم سے نہین خالی اونکا
دامن تیغ سے زخمون کو ہوا دیتے ہین

دل مین درد آنکھونمین آشوب جگر مین سوزش
عشق کیا دیتے ہین اک روگ لگا دیتے ہین

فیصلہ آج اسی بات پہ ہو جائیگا
دیکھئے بوسہ نہین دیتے ہین یا دیتے ہین

کچھ نئی حضرت دل نے یہ نکالی ہی تڑپ
بیٹھے بیٹھے مجھے محفل سے اٹھا دیتے ہین

لن ترانی سے نہ کیون حضرت موسی بھڑکتے
بات وہ کہتے ہین اک آگ لگا دیتے ہین

عاشق ابرو و قامت مین ہوا ہون جبسے
الٹی سیدہی مجھے دم ہین سنا دیتے ہین

چاند مین میل ہی سورج مین جلن گل مین خار
عیب بھی حسن کے ہمراہ لگا دیتے ہین

منعمون کا نہین دریوزہ گر ون پر احسان
آپ کیا دینگے وہ خالق کا دیا دیتے ہین

جسسے وہ آنکھین لڑین خاک وہ پانی مانگے
ہاے تلوارون سے یہ ترک بٹہا دیتے ہین

سیج ہی دل بام بتھا وحشت تھی عیان فعلون سے
وہ مرا دوست تھا سب جسکا پتا دیتے ہین

الجھے جاتی ہین گرہی پڑتے ہین گھبرائے ہین
زلف پر پیچ وہ کیون اتنے بڑہا دیتے ہین

ایک بوسے کا مرے واسطے ارشاد ہوا
آپ کو دیکھیں مجھے دیکھیں یہ کیا دیتے ہین

نزع مین پاس سے افسوس اٹھے جاتی ہین
بیچ منجدھار کے وہ مجھکو دغا دیتے ہین

دل لگانے سے مجھے فائدہ اتنا تو ہوا
میرے پہلو مین سے پھوڑا وہ دکھا دیتی ہین

روے رنگین سے نہین ہٹتین ہماری آنکھین
پاے نظارہ مین کیا مہندی لگا دیتے ہین

خوش جو کرتے ہین تو اک رنج بھی دیتے ہین ضرور
بوسہ اک دیتے ہین اک داغ بڑھا دیتے ہین

آنکھین لڑتی ہین تو کرتے ہین مرا کام تمام
وہ مجھے دو ہی پیالو مین جھکا دیتے ہین

دہن یار کی تعریف لکھی کیا کہنا
قدر تو جھوٹ کو سچ کرکے دکھا دیتی ہین

۱۶

شک و شبہ نہین مری دل مین
کیسی صحت ہی اس حمائل مین

کیا حرارت ہی خون بسمل مین
مہندی کالی ہی دست قاتل مین

زلف مشکین کا دہیان ہی دل مین
یا کہ لیلی ہی اپنی محمل مین

قبر مین لیٹ کر اٹھا نہ گیا
تھک گئے ایسے پہلی منزل مین

جسم شفاف سے نظر آئے
آپ جو کچھ چھپائے دل مین

ہی شہیدونکی زندگی اس سے
دم عیسی ہے تیغ قاتل مین

الحذر تیری زلف سے اے یار
خوب جکڑا مجھے سلاسل مین

اے بتو یہ اثر ہے صحبت کا
بت بنا ہون تمہاری محفل مین

ٹھنڈی سانسین بھرین یہ قتل کے وقت
لگ گیا زنگ تیغ قاتل مین

خیر مجھکو نہ گھر مین آنے دے
میرا گھر چاہیئے ترے دل مین

ہر طرف لگ گئی چمن مین آگ
شور تھا نالۂ عنادل مین

خود لپٹتے ہین آکے سینہ سے
اسقدر جذب ہے مرے دل مین

نالے کرتی ہے قیس پر لیلی
رنگ سچتا ہے ایک محمل مین

خون مین ہم نہا گئے کیسے
ہولی کھیلی ہے کوی قاتل مین

کاملون کو بڑی سمائی ہے
عکس عالم ہے ماہ کامل مین

قدر پہلے تو دل دیا اون کو
اجی اب سوچتے ہو کیا دل مین

۱۶ سایۂ تاج گدایانہ ہما سے کم نہین
مرگ چھالا اپنا تخت یادشاہی کم نہین

رنگ اُڑے مُنہ سی کنہیا کے اگر چوٹی گندہے
جب نکھار اپنا کرو تم رادھکا سے کم نہین

جسطرف نالہ سنا لیلی کا ناقہ چلدیا
قیس کی آواز بھی بانگ درا سے کم نہین

داغ جب چمکے تو بجلی جب کیے نالے تو رعد
دود دل جسدم اُٹھا کالی گھٹا سی کم نہین

پھول ہی پیش نظر دست حنائی یار کا
سیت اُسکے ہاتھ کی عطر حنا سی کم نہین

سوکھے گھاٹون تشنۂ دیدار اُترتے جا ہین
کعبۂ کوے بتان بھی کربلا سے کم نہین

حشر برپا چال ہی صبح قیامت روے یار
فتنۂ محشر سمجھیئے وہ ادا سی کم نہین

ابرو و مژگان و قامت خنجر و تیر و سنان
اب ہمارے خون کے دنیا مین بپا کم نہین

وقت پر جو چاہو کہلو ایسے کب کہتے ہو تم
ہاتھ اُٹھا کر کوسنا دست دعا سی کم نہین

ایڑیان رگڑا کرون کب دم نکلتا ہی مرا
دیدبھی تاثیر مین اب بقا سے کم نہین

دست رنگین ہے جو اُس سفاک نے گھائل کیا
چور ہیر سے زخم کا دز وحنا سے کم نہین

بات جو حق ہے وہ سن الحق مُر سے نہ ڈر
یہ ذرا تاثیر مین کڑوی دوا سے کم نہین

تقدکن لے دی مے گلگون تو اے پیر مغان
لال کردونگا تجھے تیری دعا سے کم نہین

لعل لب یاقوتیان ہین ای مسیحا ہے زبان	گوہر دندان تری حب الشفا سی کم نہین
خون ہی دونو نکا ایک اور ایک ہی ہے گوشت پوست	مصطفےٰ حیدر سے حیدر مصطفےٰ سی کم نہین

کافر و دیندار سب اے قدر دم بھرنے لگے
شہرۂ اوس بت کا خدائی مین خدا سی کم نہین

۲۰
ہم تو دم آپ ہی کا بھرتے ہین | سارے مسیحا تمہین پہ مرتے ہین
خضر نظرون مین کب ٹھہرتے ہین | پانی چاہ ذقن کا بھرتے ہین
الحذر کیا غضب کی چتون ہے | سینے چھری آپ ذبح کرتے ہین
اک نہ اک آج پھانسیئے گا ضرور | کل سے گیسو بہت سنورتے ہین
لہر دل کی ہمین ڈبوتی ہے | بحر غم سے نہین ابھرتے ہین
سر اگر کاٹیئے تو اُف نہ کرین | انہین قدمون پہ ہاتھ دھرتے ہین
بانکپن سے مٹا سیئے چلکر | سرو گلشن بہت بررتے ہین
نخل قامت مین کلّے پھوٹتے ہین | سینے جوبن ترے ابھرتے ہین
عقد پروین فلک بناتا ہے | جھمکے کانون کے جب اترتے ہین
ہونٹھ سے چلتے ہین صورت مقراض | آپ باتون مین گل کترتے ہین
کوئی ہرگز اٹھا نہین سکتا | گہر اشک جب بکھرتے ہین
ایک صدقے جو اونپہ ہوتا ہے | لاکھون صدقے وہین اترتے ہین
کس گھڑی ہم مراد کو پہنچین | آپ تو رات بھر نکھرتے ہین
وہ بھی سن لین تو انکو صدمہ ہو | دل پہ صدمے جو کچھ گزرتے ہین
ٹھوکرون سے جلاتے ہو مردے | انہین چالون پہ لوگ مرتے ہین

چٹکیان سے لے رہا ہے جوش شباب	رسسکیان وقت پر وہ بھرتے ہین
جو خدا سے ڈرین ولی ہو جائین	جتنا حاکم سے لوگ ڈرتے ہین
بات کہکر چھپا گیا وہ شوخ	نزع ہے جیتے ہین نہ مرتے ہین
دلمین آتے ہین میری آنکھ کی راہ	گھر مین کوٹھے سے وہ اترتے ہین

قدر شعر اپنا خاکا ہے
اسمین استاد رنگ بھرتے ہین

شب فراق مین ہم یہ خیال کرتے ہین	۱۲	کہ دیکھین سوتے ہین یا انتقال کرتے ہین
مثال بدر جو کسب کمال کرتے ہین		جو بکا کر آپ کو پہلے ہلال کرتے ہین
لحد مین خوب نکیرین چال کرتے ہین		زبان غیر مین مجھسے سوال کرتے ہین
سنا ہے قدر ہر اک سے سوال کرتے ہین		ہم آج آگ مین پیسونکو لال کرتے ہین
وہی تو مصرع قدرین ہی معنی باریک		کمر کا جسپہ بشر احتمال کرتے ہین
شراب ایک ہی کوثر کی ہو کہ لندن کی		اک اپنے واسطے زاہد حلال کرتے ہین
امید بوسہ ہے صورت سوال ہی اپنی		زبان حال سے ہم عرض حال کرتے ہین
ہماری لاش تک آتے جگر دہلتا ہے		صلا مین دور سے گرگ و شغال کرتے ہین
چھپا کے پان دکھاتے ہین اپنا تنگ دہن		وہ آج آگ مین چھلے کو لال کرتے ہین
کلیجا ہلتا ہے کیا ہولناک ہے شب ہجر		کہین لحد کے فرشتے سوال کرتے ہین
شب وصال مین کیونکر انہین ستائین ہم		یونہین تو روز ہمین وہ نہال کرتے ہین
مین جانتا ہون کہ گھر انکا آپ مٹتا ہے		وہ جانتے ہین کہ دل پایمال کرتے ہین

غزل پر اپنی یہ کہتے ہین قدر آ غزل

کلام اُلٹتے ہین اپنا کمال کرتے ہین

جو چشم ہم تہ ابرو خیال کرتے ہین ١١ چھری سے آپ ہرن کو حلال کرتے ہین

فدا ہم اُنپہ عبث جان و مال کرتے ہین
وہ خواب مین بھی کسیکا خیال کرتے ہین

جو دم فنا ہوا مردہ بدست زندہ ہے
عزیز دیکھیے کیا میرا حال کرتے ہین

ہماری دل کی امیدونکو توڑتے ہین آپ
کہ آہوان حرم کو حلال کرتے ہین

خموش بیٹھنے کا لطف ہم اُٹھاتے ہین
وہ چھیڑ چھیڑ کے خود بول چال کرتے ہین

تمھاری آنکھونکی گردش جنونمین آتی ہے یاد
کبھی جو دشت مین چھل بل غزال کرتے ہین

تمھارے ابرو دونین ایکسے ہی اک ٹڑاکر
کہ بے چھری ہمین دونون حلال کرتی ہین

وصال مین یہ رگڑتے ہین اُنکی مونچھسی مونچھ
ملا کے دونون کو ہم ایک ڈال کرتے ہین

عجیب پیار کی نظرون سے گھورتے ہین یہ آپ
حضور بیٹھی چھری سے حلال کرتے ہین

وہ مٹی دینے کو آئے ہین غیر کے ہمراہ
ہماری خاک کو گرد ملال کرتے ہین

یہ کل کی بات ہے اے **قدر** بوٹا سا قد تھا
جو ہاتھ پاون ہوئے پائمال کرتے ہین

کوسون وحشت مین دوڑ جاتے ہین
کب ہمین عقل و ہوش پاتے ہین

دامن اس فقر سے چھڑاتے ہین
چھوڑو چھوڑو ابھی ہم آتے ہین

ہم کفن باندھے آج جاتے ہین
آزمالین جو آزماتے ہین ؎

دیکھیے حال شمع و پروانہ
خود بھی جلتے ہین جو جلاتے ہین

اندنون صاف ہے رہ الفت
وہ بھی آتے ہین ہم بھی جاتے ہین

زلف پُر پیچ آج اُٹھتی ہے
بیڑی منت کی وہ بڑھاتے ہین

ظلم پر ظلم ہے ستم پہ ستم
ساتھ غیرون کے آپ جاتے ہین

تارے گن گن کے کاٹتے ہین رات
دانت اُسکے جو یاد آتے ہین

جان بچنے کی کون صورت ہے
زندگی جن سے تھی وہ جاتے ہین

ہے تیاپنچہ فثم وجہ اللہ
رُخ جدھر ہو اُسی کو پاتے ہین

یوسف دل کی جستجو مین آج
قافلے آنسوؤن کے جاتے ہین

خلد کی تو نہ دے طمع واعظ
رند کب تیرے دم مین آتے ہین

حضرت دل تمھاری رانون پر
پھسلے پڑتے ہین پھیلے جاتے ہین

بند کی آنکھ ہو گئین آنکھین
آنکھ پردے مین ہم لڑاتے ہین

دم نکلتا ہے اپنا اے عیسی
تم نہ آؤ گے ہم تو جاتے ہین

دل نہ بھولے گا یاد روئے صنم
اس پہ قرآن ہم اُٹھاتے ہین

قدر مہمانسرا ہے یہ دنیا
لاکھون آتے ہین لاکھون جاتے ہین

١٥

دھڑی جماؤ ملو عطر یار عید کے دن
پھر اسکے بعد ہو بوس و کنار عید کے دن

صیام مین ہین کچھ گھڑی کی چڑھتی ہے
مگر اُترتا ہے اُسکا خمار عید کے دن

بتا سیئے تو کہ نکلا کدھر سے عید کا چاند
کہان سے آپکو پوچھون نگار عید کے دن

بنے ازل مین جو دونون وہ عارض شفاف
برس مین پائے وہ دونون قرار عید کے دن

یہ دن وہ ہے کہ سب اپنے پرائے آتے ہین
گھڑی گھڑی نکرو تم نکھار عید کے دن

خدا کرے کہ ترے زلف و رُخ کی دھوم ہے
شب برات کی راتین ہون یار عید کے دن

گئے تھے روزہ چھڑانے گلی بڑی ہی نماز
گھرے ہین مسجدون مین بادہ خوار عید کے دن

حضور بوسے عنایت ہون گوری گردن کے — گلے مین چاہئی پھولونکا ہار عید کے دن
شب وصال مین چپ چپ حضور بیٹھے ہین — کہ جسطرح ہو کوئی روزہ دار عید کے دن
کہ ہر گیا وہ بتون سے مرا گلے ملنا — وہ کیا ہوے مرے پروردگار عید کے دن
دل و زبان و لب و سینہ وصل مین ملجائین — کہ ایک عید مین ہون ہمکو چار عید کے دن
ہوے جو خون مسلمان تو ہاتھ کیا آیا — لگا نہ ہاتھ مین مہندی نگار عید کے دن
شب وصال مین ہوتے ہین ہم جو شاد مرگ — بنے مسرور ہمارا مزار عید کے دن
دکھانی چاہیئے محراب دونون ابرونکی — کرین دوگانہ ادا جان نثار عید کے دن

لپٹ کے قدر سے بڑھکا کی دل چلی گئے گھر
تم آگ سینے کو آئے تھے یار عید کے دن

متلون

15 جا لیے کیا کوچۂ دلدار مین — ایک بھی روزن نہین دیوار مین
کیا عجب آئینہ ہو سنگ مزار — مر گئے ہم حسرت دیدار مین
بزم مین تڑپا دل پر داغ کب — رقص ہے طاؤس کا گلزار مین
یار کے کوچے مین ہین سب عقل و ہوش — بک گیا سودا مرا بازار مین
قہر تھی اک جنبش ابروے یار — گر پڑے ہم ایک ہی تلوار مین
کاٹتے ہین ہونٹھونکو غصے مین کب — گھولتے ہین قند وہ گفتار مین
صبح کو کاٹونگا مین اپنا گلا — رات جو کٹجائیگی تکرار مین
سحر ہے آنکھونمین جو اے رشک حور — معجزہ ہے آپکی رفتار مین

تارے ہی گنتے رہے اے انتظار
کاٹ دی شب دیدۂ بیدار مین

پا گئے انعام جو گلدستے لاے
مین بھی تو دل لایا تھا سرکار مین

خیر ہو یارب مرے شرطونکی آج
بیٹھے ہین وہ مجمع اغیار مین

سینے مین ملتا نہین دلکا پتا
ڈہونڈہئیے تو طرۂ طرار مین

ضعف سے جنبش نہین کیا تم تک آسکے
تاب یہ کب ہے دل بیمار مین

طوق ہین یہ کافر و دیندار کے
قید ہین وہ سبحہ و زنار مین

صاف ہین احباب کے دل قدر سے
رہتا ہے وہ آئینہ بازار مین

ستمہاے نہ آسمان کھینچتے ہین
یہ تو ٹانک کے ہم کمان کھینچتے ہین

جو اک آہ ہم ناتوان کھینچتے ہین
سپر منھ پہ ہفت آسمان کھینچتے ہین

سزا پائی چوٹی کی تعریف کرکے
وہ گدی سے میری زبان کھینچتے ہین

رگون سے سنبہالے ہوئی ہین بدن ہم
گلون سے یہ بار گران کھینچتے ہین

ہوے بدحواس ایسے عاشق کشی مین
کہ خنجر کے بدلے کمان کھینچتے ہین

وہ سیکش ہین انگور دل کا بندہے تو
ابھی بادۂ ارغوان کھینچتے ہین

کہان دیکہین لیجاتا ہے آب و دانہ
یہ دونون فرشتے کہان کھینچتے ہین

اونہین جذب دل کی کمندون سے عاشق
جہان چاہتے ہین وہان کھینچتے ہین

دیکھا دونگا گردون کو ایک آہ کرکے
کہ ناقے کو یون ساربان کھینچتے ہین

کلیجا ہمارا خود آہن ربا ہی
وہ آئین ہم اونکی سنان کھینچتے ہین

سبک سیرونکو بھی تعلق ہی لازم
حبابون یہ سب بادبان کھینچتے ہین

بھوون پہ ہین دلہا سے بیتاب مائل		یہ کاٹنے کو ہین مچھلیان کھینچتے ہین

غزل کہتے ہین قدر اپنی غزل پر
یہ کھینچی ہوئے ہے سر کمان کھینچتے ہین

گئین نرمیان سختیان کھینچتے ہین	۱۴	کبا وہ کھنچا اب کمان کھینچتے ہین
وہ چوٹی کے پیچ اب جہان کھینچتے ہین		سمند ادا کی عنان کھینچتے ہین
کبھی پاس سے ساقی پہ ہم لوٹتے ہین		کبھی دست پیر مغان کھینچتے ہین
قیامت ہے قامت کا حسن سراپا		ہمین دار پر یہ جوان کھینچتے ہین
کرینگے رفو کیا وہ چاک لحد کو		فرشتے مرا تار جان کھینچتے ہین
اُٹھائیگا کیا عشق کا بوجھ گردون		ہمین تم یہ بار گران کھینچتے ہین
چھری ہی وہ سیندور کا لال قشقہ		وہ کیون خنجر خونفشان کھینچتے ہین
نہ کیون بال کی کھال ہم لوگ کھینچین		کہ تصویر موے میان کھینچتے ہین
مہینون ہی دم پھولا رہتا ہے اپنا		جو اک سانس ہم ناتوان کھینچتے ہین
غضب چل نکلتی ہے کشتی بادہ		سحاب آکے جب بادبان کھینچتے ہین
نکلتی ہے سر پر عجب مانگ سیدھی		کرے پر وہ اک کہکشان کھینچتے ہین
مصور بھی سب میرے دشمن ہوے ہین	قطعہ	کہ میری شبیہین جہان کھینچتے ہین
گلے پر بناتے ہین تصویر خنجر		کلیجے پہ نوک سنان کھینچتے ہین

کوئی موہنی اسکے ہاتھ آگئی ہے
بہت قدر کو قدردان کھینچتے ہین

کیا فصل بہاری کا ہوا جوش چمن مین	۱۴	پھولون ہی کا انبار ہے تا گوش چمن مین

کیا سکے قابل نہین یہ سینۂ پر داغ
گلگشت کو جاسے تری پاپوش چمن مین

دیتے ہین جوانان چمن یار کا دہوکا
پہرتا ہون مین کہوے ہوئی آغوش چمن مین

صاحب گل شبو کے دہوئین آج اڑاؤ
کھولو تو ذرا صبح بنا گوش چمن مین

عشق گل رخسار کا کچھ حال نہ پوچھو
دن رات پڑا رہتا ہون بیہوش چمن مین

ہین مثل صبا ہاتھ نہ صیاد کے آیا
گلگشت چمن مین بھی ہون روپوش چمن مین

کس پیار سے غنچون پہ نظر پڑتی ہے انکھین
یاد آتے ہین اسکے لب خاموش چمن مین

پہنے ہین عروسان چمن پھولون کا گہنا
ہر دانۂ شبنم ہے دُرِ گوش چمن مین

سنبل غم بلبل مین پریشان کیے ہے بال
نیلوفر و سوسن ہین سیہ پوش چمن مین

دکھلاؤن مین تجھکو گل و بلبل کا تماشا
چل تو سہی اے وعدہ فراموش چمن مین

بامداد ورون یہ چلتے ہین اس باغ مین تہہر
کیونکر نہ ہے سرو سبکدوش چمن مین

اے یار تمہین دیکھکے سکتے مین کہڑا ہے
شمشاد کو کچھ خاک نہین ہوش چمن مین

ہے فصل بہاری مین گل و سرو پہ جوبن
بڑہ آئے ہین وہ تا کمر و دوش چمن مین

یا قمری و شمشاد ہین یا بلبل و گل ہین
یا **قدر** کے ہمراہ وہ مینوش چمن مین

١٦

کیا غم ہے اے جنون جو ذرا ہم مین دم نہین
باد بہار بھی دم عیسیٰ سے کم نہین

لو مر مٹے مگر کہین ملک عدم نہین
آگے بڑہا نہ جائے گا اب ہم مین دم نہین

ہین صاحبان اوج تنزل سے بیخبر
پیرو نکے مثل پشت جوانا نمین خم نہین

آنکھین تو سلسبیل ہین ابرو ہے خم دل
یارب ہمین تو خواہش باغ ارم نہین

تیر نگاہ یار کے قربان جایئے
آنکھین لڑا کے ہم مین جو دیکھا تو دم نہین

چتون غضب ہے آنکھ تمھاری چھلاوا ہے | شیر دہن یہ چھیپٹ نہین آہو مین رم نہین
دنیا ہو دین ہے سبھی نہین ساقی جواب دے | کاسہ فقیر کا ہے یہ کچھ جام جم نہین
رکھدون قدم یہ کا تکرار شاد ہو اگر | سر تک عزیز آپکے سر کی قسم نہین
مژگان نمازیونکی صفین پتلیان امام | محراب کعبہ سے ترے ابرو مین خم نہین
للہ اے صنم کبھی ہان بھی تو کیجیے | ہر روز آپ وصل مین کہتے ہین ہم نہین
زینہ مجاز کا ہی حقیقت کے بام تک | عشق خدا نہین ہے جو عشق صنم نہین
کیون ہمکو قتل کرتے ہو ظالم کہینگے سب | بدنامیون کا خوف ہے مرنیکا غم نہین
عشق دہان تنگ سے واعظ خفا نہو | وہ کون ہے جو راہی ملک عدم نہین
آنکھون سے اپنی یار نے ہمکو گرا دیا | اب دیکھتے ہین ہم کہ وہ چشم کرم نہین
اے چرخ صبح ہوتی ہی اُسنے جدا کیا | آنے دے رات تو نہین یا آج ہم نہین

اے قدر کوے یار کا ہمسر جہان مین
گرجا نہین کنشت نہین ہے حرم نہین

۱۴
سب بے مشقت کام دنیا کا ہوا حاصل کہان | ملگیا غواص کو گوہر لب ساحل کہان
دل کو لیکر ٹالنا سیکھے ہو اے قاتل کہان | عاشق بیدل سے طالب ہو لگے ہو اب دل کہان
ہاے سوکھا حلق آب تیغ کے قابل کہان | چھوٹ تو منھ سے لیی چلتا ہی اے قاتل کہان
سب جہان مین فیض جاری عرش پر نور خدا | واہ میخانہ کہان ساقی دریا دل کہان
تو شہ اقلیم خوبی مین گدا ے عشق ہون | تو مرے قابل کہان ہے مین ترے قابل کہان
ہی مثل ملاح در چین است و کشتی در فرنگ | کشتی می اب کہان ساقی دریا دل کہان
آنکھون مین کاٹین ہین راتین ہمنے تارون کیطرح | کیون ابھی سے اُٹھ چلے تم اے مہ کامل کہان

کیا در جانان کا اے قاصد پتا بتلائیے
دیکھنا گھڑیال بنکر بوتا ہے دل کہان

ہاتھ خالی رکھتے ہین ہم لوگ نقد صبر سے
آپ جس دولت کے خواہان ہین یہان حاصل کہان

غیر کا کیا دھیان ہے اچھی طرح باتین کرو
بندہ پرور آپ کی آنکھین کدھر ہین دل کہان

آنکھ مین آنسو بھرے ہین گرد ہین مژگان تر
اس سے بہتر کوئی سیر سبزہ ساحل کہان

غیر آئین شوق سے دیوڑھی پر اپنی روکو ہو
سچ ہے صاحب ہم کہان اور آپکی محفل کہان

وقت شب رہزن کا ڈر ہمدم نہ کوئی ہمسفر
اس عدم کی راہ مین پہلے ہوئی منزل کہان

کیا کہو گے قدر بولو تو جو پوچھے گا خدا
عمر غفلت مین گزاری تو نے ای غافل کہان

۱۴

عشق شیرین مین گھلین اُس خستہ تن کی ہڈیان
چیونٹیون نے کھائی ہونگی کوہکن کی ہڈیان

آتش گلزار بھڑکی ہے چمن مین الحذر
ہین خس و خاشاک مرغان چمن کی ہڈیان

کیا عجب تاثیر ہو شور سخن کی بعد مرگ
سب نفیر و نَے ہون صرف اہل سخن کی ہڈیان

وصل کی شب کیا بہانہ سوچکر کہتے ہین وہ
آج تو کیا درد کرتی ہین بدن کی ہڈیان

آتش کفر آب مین بھی سرد ہو ممکن نہین
جل گئے گنگا لا کر دیکھین برہمن کی ہڈیان

ہے وہ فصل بہاری اور یہ کنج قفس
سوکھکر کانٹا ہوئین بلبل کے تن کی ہڈیان

چشم آہو کی سیاہی سے لکھینگے وصف چشم
ہم بنائین گے قلم لیکر ہرن کی ہڈیان

وہ بھی جانین صدمہ پونہچانے مین ہوتا ہے یہ لطف
چور کر ڈالے کوئی ہر سنگزن کی ہڈیان

اے مسیحا اسطرح کی لاغری دیکھی نہین
دور سے گن لیجیئے میرے بدن کی ہڈیان

بوٹیان اکسیر کی کیونکر نہ نکلین خاک سے
مل گئین ہین خاک مین ہر سیمتن کی ہڈیان

وہ صنم معجز نما پائین جو مردون سے کرے
صورت ناقوس بولین برہمن کی ہڈیان

خط جو لکھیگا رقیبونکو تو میری موت سے
واسطے قطرن کے لینا میرے تن کی ہڈیان

بس سزا پائیگی کہانتک ٹھوکرین کہایا کرین
دفن کردو ہینی بے گور و کفن کی ہڈیان

بعد مرنے کے ہوا اسے قدر یہ بار گناہ
ہوگئین تابوت مین لاکھون ہی من کی ہڈیان

۷

چھپاتے ہو عبث تم روی روشن اپنا گہونگٹ مین
ہمین تو صاف روشن ہی کہ اک شعلہ ہی لپیٹ مین

تمہاری زلف شبگون ہی کہ کالا جیلنا نہ سہے
یہ زنجیر و نہین قیدی یا دل عاشق ہی ہر لٹ مین

قیامت کی ہین چالین حشر برپا کرتے آتے ہو
صدا صور ہی ان پا پنچونکی کھڑ کھڑاہٹ مین

صفائی مین تو ردے صاف کے دن وصل کا کاٹا
یہ شب بھی جائیگی کیا یونہین زلفونکی بناوٹ مین

ہنسی آجاے ہونٹھونپر تو بجلی سی چمک جائے
کہ عالم کالے بادل کا ہی ہنسی کی اودہاہٹ مین

کہا اُس منہ نے روے صاف پر بکھرے گیسو کو
چھپایا منہ عروس صبح نے اس شب کی گھونگٹ مین

کہانتک خواب غفلت قدر آنکھین اپنی مل ڈالو
پڑے ہین آج تکیے مین جو کل تک تھے چھپر کھٹ مین

۱۱

تصدق اُنکے جوڑے پر رہا ہی مرغ جان برسون
کیا ہی دستہ سنبل یہ ہمنے آشیان برسون

رہی فکر میان برسون رہی فکر دہان برسون
نہ سلجھی ہین نہ سلجھینگی یہ دونون گتھیان برسون

امیری ہی فقیری ہو نہین آثار جاتے ہین
جہان بھوڑا نکلتا ہی نہین مٹتا نشان برسون

ملایا خاک مین گردون نے کسکا گلشن ہستی
کہ سر پر خاک اُڑا کر روی ہی باد خزان برسون

ستاتا ہے کڑہتا ہی جھنکتا ہے رولاتا ہے
خبر ہوتا نہین عاشق سے وہ نامہربان برسون

لگاؤ قبر کو ٹھوکر جو ہوتی ہے وہ ہو جائے
قیامت کے رہین کیا منتظر ہم خستہ جان برسون

ہمین جھٹکے دیے ہین اسقدر درد جدائی نے
نہ آئیگی ہمارے جسم مین تاب توان برسون

آلهی آتش رخسار سے گھونگھٹ جلے انکا
یہی پردہ رہا ہے میرے انکے درمیان برسون

بدن سے روح جب نکلی یہی کہتی ہوئی نکلی
چلے پھر اُس جگہ ہم چین اُٹھائے تھے جہان برسون

اثر مرنے پہ بھی باقی رہیگا سخت جانی کا
سگ جانان چبائیگا ہماری ہڈیان برسون

اُسی کوچے مین قسمت لیچلے اے قدر ہمکو بھی
بھٹکتے ٹھوکرین کہاتے رہے لاکھون جہان برسون

۱۱

رہے ہین عالم ذرات مین ہم ناتوان برسون
بنایا ہے ہمین جب کر چکے ہین امتحان برسون

جو لاکھون گردشین بھی کھائین ساتون آسمان برسون
نبایا ہے بنا ئینگے کہین تیر انشان برسون

اثر زخم جگر کا ایک مدت تک نہ جائے گا
ہماری خاک سے اگتا رہے گا ارغوان برسون

چمن کا پتا پتا ہمسے اے صیاد واقف ہے
رہا ہی باغ مین ہر اک شجر پر آشیان برسون

ہوا ہی مر گئی پر جائے عبرت قالب خاکی
رہی تھی زندہ در گور اس جگہ روح روان برسون

بلے کہکر بلا کا نشا ہمکو چڑھ گیا یارب
نہ آئے ہوش مین ہم مست جام کن فکان برسون

نہ تمسا ذرہ پرور ہے نہ تمسا مہر پرور ہے
بہت چہانے ہین ہمنے بھی زمین و آسمان برسون

بھرے ہین کان اپنے کیا صدای صور سے اُٹھین
سُنی ہی اُنکے کوچے مین صدای پاسبان برسون

جوانان چمن کو اسقدر لوٹا ہے گلچین نے
رہیگی مثل پیری باغ مین فصل خزان برسون

رہونگا جام کوثر سے نہ خالی ہاتھ اے واعظ
کہ ان ہاتھون سے کی ہی خدمت پیر مغان برسون

محبت مین اُٹھاتے قدر کیون احسان اعضا کا
مثال دل کیے ہین نالے ہمنے بیزبان برسون

۲۱

لب پر ہنسی جو آئی دندان کھلے دہن مین
چمکی یمن مین بجلی جا کر گری عدن مین

بہروپیہ خوب لایا مین عاشقی کے فن مین
پروانہ ہون چمن مین بلبل ہون انجمن مین

کیا گلفشان زبان ہی اُس تنگ تر دہن مین
بلبل چہک رہا ہی اک غنچہ چمن مین

دل رُخ سے اڑکے پونچا گیسوے پُرشکن مین
کعبہ عرب سے اُٹھکر داخل ہوا ختن مین

کس رند بادہ کش کو یاد آرہی ہے اُسکی
ہچکی لگی ہوئی ہے شیشے کو انجمن مین ہ

جوش جنون سے ایسا کانٹون مین بہ گیا ہون
مچھلی کی طرح مطلق خون اب نہین بدن مین

فرقت مین مُنہ لپیٹے ہین اسطرح پڑا ہون
جسطرح کوئی مردہ لپٹا ہوا کفن مین

ٹھوری پہ خال نکلا یا خط عنبر لب نے
یہ دلو حسن ڈالا تیری چہ ذقن مین

گیسو کی ایک لٹ مین دل پہانستے ہو صدہا
کہتے ہین سبکی مشکین تم ایک ہی رسن مین

جولن ترانیان ہین پوری کو سانیان ہین
خالق چھپاتا ہے خلقت کے پیرہن مین

یہ دل کا آئینہ بھی جام جہان نما ہی
غربت کی سیر دیکھون بیٹھا ہوا وطن مین

مین یاسمین رخ پر مرتا ہون ایسا گھل کر
میرا کفن بنا لو اک برگ یاسمن مین

کیا جوش موسم گل جوبن پڑا گیا ہے
پھولی نہین سماتی ہر اک کلی چمن مین

وہ پھٹ گیا ہی بادل وہ کھل گیا ہے سورج
وہ رخ چمک رہا ہے گیسوے پرشکن مین

خنجر قدم سب نے ہین اور انگلیان ہین بچھوے
تمغے لگا دیے ہین کشتون کے پشتے رن مین

اللہ رے جلایا دیکھا جو وہ سراپا
اک آگ لگ گئی ہے شمعون کی تن بدن مین

مُنھ سے لگا جو ساغر بیٹھے جوان ہنسکر
شامل تھی چوب چینی شاید می کہن مین

زلف دراز پونچی بل کھا کے ایڑیون تک
لپٹا یہ عشق پیچان یا نخل نار دن مین

مجنون کے سوز غم نے ریشہ دوانیان کین
دو لکڑیان رگڑ کر لگتی ہے آگ بن مین

پیکان و زخم دل پر آتا ہے رشک مجھکو
اپنی زبان دید و تم بھی مرے دہن مین

داغون نے دلکو گھیرا سینے مین ہے اندھیرا

اے قدر چاند میرا آیا کے گہن مین

ردیف واو

۱۷
تیر سے دونون کے ہین دونون مجھی درکار ابرو
اک ہلال رمضان ایک ہے تلوار ابرو

تیغ افگن ہین وہ آنکھین تو نگہ برق انداز
قدر انداز ہین پلکین تو کماندار ابرو

دل نہو صاف تو ظاہر کی فقیری کیا مال
ناحق آئنہ صفت صاف کیے چار ابرو

اختر و صبح و شب و روز و ہلال اک جا ہین
آپ کے خال و جبین گیسو و رخسار ابرو

کبھی محراب دعا ہین کبھی شمشیر وغا
مکر کے پتلے ہین اللہ رے عیار ابرو

موے سر ہین شب معراج تو سر قبۂ عرش
قاب قوسین کی رمزین ترے خمدار ابرو

لب نازک کی صفائی سے جوانی چمکی
عکس سے ابرو نکلے یار ہوا چار ابرو

جو وہان ہوگی تجلی تو یہان حج ہوگا
طور دیدار جبین کعبۂ دیدار ابرو

انہین تلوارون کے سایے مین پلے ہین یہ ترک
دست شفقت ہین سر مردم بیمار ابرو

پھانسیان دے کوئی ناحق کوئی گردن مارے
ہوگئے گیسو ہجاپن کے طرفدار ابرو

ہی دہن نقطۂ مرکز خط پرکار ہے خط
چہرہ ہی دائرہ حسن تو پرکار ابرو

کیون نگہ روکے لیے منہ پہ سپر پتلی کی
سر پہ ہر وقت ہین کھینچے ہوئے تلوار ابرو

لاکھ ٹیڑھا ہو تو بل اسکا نکالین گیسو
لاکھ بانکا ہو تو جھینین ابھی ہتیار ابرو

آج تلوار کے منہ موت مری لکھی ہے
یاد آئے ہین مجھے جب تو کئی بار ابرو

ایک نیزے پہ چڑین کسنے یہ دو تلوارین
قد بالا پہ تماشا ہوئے خمدار ابرو

قلعۂ حسن ہے رخ رد خکے سلح خانے ہین
برچھی مژگان سے ہے چھری آنکھ ہی تلوار ابرو

ہم جھکاتے ہی رہے شوق سی گردن ای قدر

بل کی لیتے ہی سر ہے نازسے خمدار ابرو

ٹھکانا اب نہیں صیاد نے گھیرا ہی گلشن کو ۱۱ اگر دی شاخ طوبیٰ دے تو اب میرے نشیمن کو
پھڑک جاتا ہی کیسا دیکھکر عاشق کے مدفن کو لگا رکھا ہی اپنی چال پر کیا اپنے توسن کو
دم تکبیر تڑپے کون جو جھکے کون مقتل مین وہ دیکھین میری چتونکو مین دیکھون انکی چتونکو
چلے پیغام سے بیکس گھر دنسی نکلے دیوانے بہار آئی چلے پیلے کے پیلے سیر گلشن کو
سلائی پھیر دو غیرونکی آنکھونمین تو بہتر ہی عبث تمنے کیا ہی بند دیوارونکی روزن کو
سنا جسوقت دم بھرتا تھا یہ چاہ زنخدان کا کیا تالاب فوراً کھود کر عاشق کے مدفن کو
کدورت انکی طینت مین ہی جو دنیا مین ظالم ہین ملی ہی گرد زخلقت سے سیاہی روے آہن کو
چلا جب حسن خط آ رہنے سے یہ پیتی کہی ہنسنے یہ دیکھو چیونٹیان کھینچے لیے جاتی ہین خرمن کو
غنیمت ہے کہ مجھکو لوٹکر ہشیار کرتا ہے جو سچ پوچھو تو رہبر جانتا ہون اپنے رہزن کو
وہ سید ہی سیف بنجاتے ہین جب سر کو اٹھاتے ہین خم شمشیر ہین جسدم جھکایا اپنی گردن کو

مرے زخم جگر اے قدر اشکون سے ہرے ہونگے
اگر ابر بہاری نے کیا سرسبز گلشن کو

بڑھایا خال نے اور اعتبار روے روشن کو ۱۱ کسوٹی پر لگائے جسطرح سے کوئی کندن کو
نہ پوچھو کھیل قدرت کے عجب دنیا بنائی ہے مرقع کر دیا ہے باغبان نے صحن گلشن کو
تمہاری سادگی پر انگلی اٹھتی ہی زمانے کی دیا کاجل عبث دھبا لگایا روی روشن کو
اسیران چمن کی خیر ہو صیاد ظالم نے چڑھا مین آستینین کھینچکر باندھا ہی دامن کو
یہی کہکر لیا ہی مجھسے دل اس آئنہ رو نے کہ اس آئینے مین دیکھا کرونگا اپنی جوبن کو
حنا رونکو حنائی پنجے بخشے یا خدا تو نے مسی مالیدہ لب تو نے دیے گلہای سوسن کو

اُلٹ دی منہ سے گھونگھٹ اے قمر وصل کی شب ہے
شب گیسو میں روشن کر چراغ روی روشن کو

بہار آئی صدا طوطی کی ہے نقار خانے میں
ذرا بادل گرجنے میں سنو موروں کی شیون کو

نشانی کچھ تو رکھے اپنی سودائی کی پاس اپنے
چھری بنوا لیئے کٹوا کے میری طوق آہن کو

خزاں میں توڑ کر پھینکی تھی اسنے گردن مینا
بہار آئی ہے توڑے محتسب کے کوئی گردن کو

کوئی کہتا ہے نور کوئی نار کوئی گل کوئی کانٹا
ذرا اے قادر پہچانے رہو تم دوست دشمن کو

۱۵

جو چشم حق بیں ہے تو اللہ کا جلوا بھی ہو
صدف صادق اگر ہے در یکتا بھی ہو

یہ بھی ہو وہ بھی ہو دولت بھی ہو دنیا بھی ہو
اس پہ تو چاہتا ہے دولت عقبی بھی ہو

کیسے نالوں سے اٹھا لوں میں زمانہ سر پہ
فائدہ کیا ارے صاحب کوئی سنتا بھی ہو

لامکاں نام ترے گھر کا ہے مطلب سمجھے
کس جگہ ڈھونڈھیں تجھے تیری کوئی جا بھی ہو

جھوٹا کھاتے ہیں مرے جان تو میٹھے کیلیے
ساتھ ان گالیوں کے چاہیئے بوسا بھی ہو

دیکھیں کسطرح جمے پھر گل و بلبل کا رنگ
تو بھی ہو اور ترا عاشق شیدا بھی ہو

ٹھنڈی سانسیں تو بھروں روز کا رونا کب تک
اتنی بارش تو ہوئی موسم سرما بھی ہو

آنکھیں تو قتل کریں ہونٹھ جلائیں کیا خوب
تم تو قاتل بھی ہو اے یار مسیحا بھی ہو

ہے خودی اتنی تو کوٹھا بھی کوئی بنوا لو
تم خدا ہو تو کوئی عالم بالا بھی ہو

دیکھ تو دوڑ کر اے قیس بگولو نہ سمجھا
کیا عجب ناقہ بھی ہو ناقے پہ لیلی بھی ہو

دھر رہا ہے یہ پٹی سے چمٹنا اے مہر
ہم بھی ہوں آپ بھی ہوں چلے کا جاڑا بھی ہو

نالے سنکر مرے چلا اٹھو انشاء اللہ
تو بھی میری طرح حال تمہارا بھی ہو

ذکر مذہب پہ الجھتی ہے طبیعت اپنی
اسکا جب لطف ہے انسان کو سودا بھی ہو

ہمنے چھاتی سے لگایا ہے کوئی بوسہ دو
تم جو دل ہو تو کوئی دل میں سویدا بھی ہو

کرتے دھرتے نہ بنے حضرت موسی سے کبھی کچھ
قدر کیا جانین کبھی آنکھ سے دیکھا بھی ہو

۱۵

دل کو تم آنے دو وہان آنے دو
خوب بے پردہ مری جان آنے دو

ٹپکی پڑتی ہے مری رال ان پر
آنے دو منھہ مین زبان آنے دو

کچھ مین سایہ ہون کہ چڑھ جاؤنگا
زیر دیوار مکان آنے دو

زاہد و بادہ کشی دیکھیے گا
روز عید رمضان آنے دو

دیکھنا یار کا حسن ابدی
بلبلو فصل خزان آنے دو

نکل آنے دو عدم کا ڈھرا
زلف تا ہو سے یہان آنے دو

پھر مجھے روک لین دربان تو سلام
اتنا کہہ دیجیے ہان آنے دو

واہ کیا زلف سے کیا چھاتی ہے
دل وہان ہاتھ یہان آنے دو

کھینچنے دو ہمین آغوش مین تنگ
آنے دو جسم مین جان آنے دو

سخت جانی سے ہون لوہے کا توا
اور ابھی کھچکے کمان آنے دو

ابھی انگیا سے عبث کستے ہو
کچھ تو اے سرو روان آنے دو

ٹھہرو رندو ابھی واعظ ہی دو بس
اب وہ جانا ہے کہان آنے دو

دیو ہجران سے لڑونگا کشتی
اسکے تم تاب و توان آنے دو

لو مرے دل پہ نگہ ڈالو تم
لو کلیجے مین سنان آنے دو

تیغ کھینچے ہوئے فرماتے ہین
قدر کو آج یہان آنے دو

۱۴

وہ بات کیجیے کہ کوئی خردہ بین نہو
وہ یار ڈھونڈھیے کہ جہان مین کہین نہو

وحشت مین کچھ سوا سے گریبان نہین نہو
دامن نہو ہلال صفت آستین نہو

ستمنے بلالیا ہمین معراج ہوگئی
کوٹھا حضور کا کہین عرش برین نہو

اب مین پھڑک پھڑک کے نہ اُلجھونگا دام مین
صیاد سے کہے کوئی چین بر جبین نہو

اُس شعلہ رو سے حشر مین پوچھینگے دلجلے
جسنے جلایا ہمکو کہین وہ تمہین نہو

کیا کہنا ابتو خوب ہی طیار ہاتھ ہے
کیونکر دہان زخم سے صد آفرین نہو

جس آبجو مین دھوئیے روئے صبیح کو
سبزہ اُس چمن مین کبھی یاسمین نہو

ہرگز نظر نہ آئے گا اُنکا دہان تنگ
جبتک نگاہ شوق مری خرد بین نہو

سنسے یار دل اُجاڑ نہ کیونکر رہا کرے
سونا ہو وہ مکان کہ جسمین مکین نہو

جب تک نہ درد سر ہو مغنی تو گائے جا
ساقی پلائے جا مجھے جبتک نہین نہو

آتا ہے زلزلہ تو یہ کہتا ہون دلسے مین
تیری طرح تپان کوئی زیر زمین نہو

مغرور اپنے حسن پہ ہو دیکھو آئنہ
کچھ بات ہے کہ آپکا ثانی کہین نہو

اندھیر پھر زمانے مین کاہیکو ہو کبھی
اے یار تیری آنکھ اگر سرمگین نہو

نالان ہوا جو مین پس دیوار بول اُٹھے
دیکھے تو کوئی قدر ہمارا کہین نہو

۱۲

کم نہ تھا یہ بتا کوٹھے کا اشارا ہمکو
دل بیتاب نے پر اور اُبھارا ہمکو

پشت مسجد کی ہی کعبے کیطرف اے واعظ
کھل گیا حال رہ راست کا سارا ہمکو

ایک عالم کی سمائی ہے دل مضطر مین
سب سے وزنی نظر آتا ہے یہ پارا ہمکو

سر چڑھے تھے تری زلفونکی بلاہون کیسی
صف مژگان نے ترسے پار اُتارا ہمکو

خلوت قبر مین ٹھہری ہے ملاقات اُنکی
یہ وصال اب نہین کچھ ہجر کا چارا ہمکو

کر گئی آپ کی تلوار بہی اور ایذا
ستے کھیچے گا اب اس آرسے سی دو پارا ہمکو

رزق دیتا ہے جسے چاہتا ہی غیر حساب
بس تری ذات کا رہتا ہے سہارا ہمکو

سحر مین جب آگ لگی جا کے بجھی تلو ونین
چڑھ گیا شمع کی مانند حرارا ہمکو

گالیان کوسنے دھمکی بھی جھڑکنا بھی سہی
تم لپٹ جاؤ تو سب کچھ ہے گوارا ہمکو

دل روشن بھی کہتا ہی کہ قدمون سے لگین
اپنی جوتی کا بنا دے وہ ستارا ہمکو

دل مین شعر نمکین منھہ مین زبان شیرین
من و سلوی بہی خالق نے اُتارا ہمکو

پہلی بازی مین تو دل ہار گئے ہم اے **قدر**
اسکے ہتھے مین وہ دل عشق مین ہارا ہمکو

۱۳

نہین بھاتا نہ کنایہ نہ اشارا ہمکو
وہ ادھر آنکھ اُٹھی تیر سی وہ مارا ہمکو

زندگی مین کہین ہوتی جو صفای باطن
جا سنتے چشم لحد آنکھ کا تارا ہمکو

کاجل آنکھون سے جو پونچھا تو تماشا دکھیا
ناف آہو مین ملا عنبر سارا ہمکو

ایک ہی ہاتھ سے تالی بھی کہین بجتی ہے
جو ہمین پیار کرے ہی وہی پیارا ہمکو

دل پھڑک جاتا ہے جب آنکھ پھڑک جاتی ہے
چوکڑی خوب دکھاتا ہی چکارا ہمکو

مرتے جیتے تری الفت مین کٹی ساری عمر
لب نے زندہ کیا اور آنکھون نے مارا ہمکو

اپنا گھر بیچکر اُسکو ابھی لے لیتے ہم
اپنے کوچے کا جو دیتا وہ اجارا ہمکو

راہ تکتے ہین ترے حکم کی سر حاضر ہے
ابرو تیغ سے کافی ہے اشارا ہمکو

ہوگیا کوچۂ جانان کی طرف رُخ اپنا
جسگھڑی قبر مین یارون نے اُتارا ہمکو

تیرے رخسار پر اپنا دل روشن ہی نثار
چاند کے پاس نظر آتا ہے تارا ہمکو

تیرا دل جانتا ہے جتنا تجھے چاہتی ہین
دل سے آنکھون سے کلیجے سے ہے پیارا ہمکو

پیچ در پیچ ہین اسمین ترے زلفونکی خیال
سر ملایا کوئی سانپونکا پٹارا ہمکو

ہر چہ در کان نمک رفت نمک شد ای قدر
جا کے پاس اُنکے ملا دل نہ ہمارا ہمکو

١٥ محض ناواقف تھے ہم برہم نہ ای صیاد ہو
ذبح تو کر ڈالنا اسبکے اگر فریاد ہو

ایک بوسہ ہو عنایت پھر طلب جلاد ہو
قتل پر مین یون ہون راضی اگی جو ارشاد ہو

دونون عارض سے تمھاری خاک ہو برباد ہو
آتش نمرود ہو یا گلشن شداد ہو

چاہین عشاق آپ سے معشوق کی ایجاد ہو
قمریان چاہین تو جو نالہ ہو وہ شمشاد ہو

طفل اشک آنکھون سے جا کر پھر نہین پھرتا کبھی
گھر اُسے کیا یاد ہو طفلی مین جو برباد ہو

مجھسے تھا اقرار بچپن مین وہی وقت آگیا
مدتون کی بات ہے تمکو بھی شاید یاد ہو

رنج مین بھی خندہ پیشانی ہی رہنا چاہیے
مُنھ سے جب فریاد ہو شور مبارکباد ہو

بیڑیان پہناؤ یا قیدی بناؤ زلف کا
مجھ پہ جو ہونا ہو وہ جلد اے ستم ایجاد ہو

مجھسے نفرت ہی تو بیشک ہو پریزاد ای صنم
آدمی سے اُنس ہو اُسکو جو آدم زاد ہو

دل نے پابوسی جو کی تلوون سے مل ڈالا اُسے
تم بڑے بیدرد ہو بیرحم ہو جلاد ہو

پھر بہار آئی ہے پھر میرا جنون زور وپر ہے
فصد آکر کھولے تو سودائی ابھی فصّاد ہو

کان اپنا سب پکڑتے ہین ہماری نام سے
اسمین یا وامق ہو یا مجنون ہو یا فرہاد ہو

ہاتھ مین تار گریبان پاؤنمین ہون آبلے
دلمین درد آنکھونمین آنسو لب پر اُسکی یاد ہو

جسجگہ دیکھے کوئی سب سے تمھاری تاک جھانک
سیکڑے مین محتسب ہو باغ مین صیاد ہو

اپنے گھر تک ایک انچھ مین لگا لائے اُنہین
قدر کیا کہنا تمھارا تم بڑے استاد ہو

١٦

کیون مری دلشکنی حسرت لقا کرتے ہو
کسکا گھر ڈہاتے ہو سوچو تو یہ کیا کرتے ہو

پاے نازک کو جو پابند حنا کرتے ہو
کسطرح آؤگے تم فتنہ بپا کرتے ہو

تم وہ ہو اہل جہان تمسے کنارہ اچھا
لاٹھیان مارکے پانی کو جدا کرتے ہو

کوئی اتنا نہین معشوقون سہی یو چھے اتنا
کبھی عاشق سے بھی تم لوگ وفا کرتے ہو

دیکھو اے حضرت دل پھر اُسی جانب کو چلے
وہ ستاتے ہین تو پھر مجھسے گلا کرتے ہو

دیکھتا ہو نہین جیسے بس نظر آتے ہو تمہین
اسقدر تم مری آنکھون مین پھرا کرتے ہو

کیا تعجب ہے کہ تم لوگ خدا بن بیٹھو
نہین معلوم کہ کیا خوف خدا کرتے ہو

لب جان بخش سہی بلبل نہ بطامی بن جاے
ای مسیحائی گلرنگ بپا کرتے ہو

ہمکو کیا آپکے عاشق ہین اتالیق نہین
تم جو کچھ کرتے ہو اے یار بجا کرتے ہو

یہ دو عملہ تو نہ بھائیگا کسیکو صاحب
کبھی ہمسے کبھی غیرونسے ملا کرتے ہو

کیا مثل سچ ہوی ہار مردے دہر کار کے
ہم وفا کرتے ہین تم ہم پہ جفا کرتے ہو

کیا قیامت کی ہی رفتار عیاذاً باللہ
دو قدم چلتے ہو اک حشر بپا کرتے ہو

تنکے چنواؤگے تم عشق مزہ مین شاید
زرد مجھکو صفت کاہربا کرتے ہو

ایک جا ہو تو کوئی ڈہونڈہ نکالے تمکو
دل مین آنکھو نہین کلیجے مین رہا کرتے ہو

آنکھ لڑتی ہے مجھے زلف مین تم پھانستی ہو
سحر سا سحر بلا سہی یہ بلا کرتے ہو

زہر کھاکر کہین مرجاؤ بلا سے اے **قدر**
تلخ باتین لب شیرین کی سُنا کرتے ہو

١٨

دم لبون پر ہی ذرا بیٹھیے تو آئیے تو
ہم بھی چلتے ہین کوئی دم مین ٹھہر جائیے تو

کیا دہن کوئی معما ہے یہ تبلائیے تو
مصرع لب مین جو معنی ہین وہ سمجھائیے تو

ہنسکے وہ کہتے ہین تلوار اٹھا لیجے تو
قدر اب پوچھنا کیا ہاتھ ادہر لایئے تو

نہی گھبراکے چلے آئینگے ای حضرت دل
اور کچھ آپ سے ہوتا نہیں گھبرایئے تو

نہ مین سایہ ہون نہ جن ہون نہ چھلاوا نہ پری
ایسا کیا ڈر ہے تشریف ادھر لایئے تو

واعظو کون سنیگا یہ نماز اور اذان
سر پٹک کر ابھی چندے یونہین چلایئے تو

نزع مین دیکھکے وہ طعن سے فرماتے ہین
ہم بھی تو جانین کوئی سوانگ نیا لایئے تو

اچھا مانا نہ سہی غیر سے الفت نہ سہی
چاہتے ہین جسے آپ اُسکی قسم کھایئے تو

چاند کا داغ کجا نیل کجا بوسون کا
دیکھون یہ چاند ہے یا منھ ہی ادہر لایئے تو

لاکھ بوسے جو عنایت ہون تو دل دیتا ہون
میرا تو مال ہے کچھ آپ بھی فرمایئے تو

ہاتھا پائی مین بُرا ماننا کیسا صاحب
داؤ پر ہمنے چڑھایا ہے نکل جایئے تو

غیرون مین بیٹھے ہین دیدے کی صفائی دیکھو
مین کٹا جاتا ہون کچھ آپ بھی شرمایئے تو

آج کچھ بانسون اوچھلتا ہے کلیجا میرا
ہان ذرا دوڑ کے سینے سے لپٹا جایئے تو

تنکے چنتا ہون یہ سودا ہی مزہ کا مجھکو
ابھی کچھ خیر ہے فصدین مری کھلوایئے تو

سر مرا نزع مین زانو پہ وہ رکھکر بولے
دیکھون کسطرح سے موت آتی ہے مر جایئے تو

خلق کسطرح ابھی عمر ہماری کٹجاسے
کہین خنجر کیطرح آپ بھی رک جایئے تو

گالیان ہی سہی یہ شرم تو جائے صاحب
کہیے تو کہیے تو کچھ کہیے تو فرمایئے تو

بوسے بوسے پہ وہ دیتے ہین جھنکائی اے قدر
لیجئے لیجئے ہان آیئے تو آیئے تو ؎

ردیف ہائے ہوز

سیکھے نگاہ الفت بیداد رفتہ رفتہ ۲۰ لو ہو گئی یہ کیسی تری فولاد رفتہ رفتہ

بھولینگے بوستان کی ہم یاد رفتہ رفتہ
تجھسے بچھڑک مٹے گی صیاد رفتہ رفتہ

ہوگا مرا بقبے سے نقش مراد قائم
تصویر کھینچ لیگا بہزاد رفتہ رفتہ

نالے اگر یہی ہین میرا گلا پڑیگا
آخر کو سانس ہوگی فریاد رفتہ رفتہ

منت کے طوق اُتار و قمری رہو گے کب تک
بوٹا سا قد بنے گا شمشاد رفتہ رفتہ

جاتا ہے تیرے غم مین صبر و قرار شب
ہوتی ہے سب کمائی برباد رفتہ رفتہ

قارون نے کیا طمع کا مضبوط گھر بنایا
تحت الثری کو پہنچی بنیاد رفتہ رفتہ

ہو ہو کے قتل عاشق عادت بگاڑ دینگی
ہوگا مرا مسیحا جلاد رفتہ رفتہ

ہونے دے حشر برپا دفتر کھلیگا میرا
سب سے کرونگا تیری فریاد رفتہ رفتہ

شیرین گرانہ اسیر اکبار کوہ غم تو
کھودیگا بیستون کو فرہاد رفتہ رفتہ

گلشن سے موسم گل کچھ کچھ نکل چلا ہے
دیوانے ہوتے جائین آزاد رفتہ رفتہ

تصویر کھینچتے کھینچتے آئی دہن کی نوبت
تصویر خود بنے گا بہزاد رفتہ رفتہ

دل تیرا کیا ہے اے بت گالا سا کوہ اُڑیگی
بڑھنے تو دے ہماری فریاد رفتہ رفتہ

ابتو یہ ربع مسکون سب ہے تمہارا مفتون
کیا اور ہوگا عالم ایجاد رفتہ رفتہ

وردہ کی تیرے رخ کا بندھتا ہے دھیان مجھکو
ہوجائے گا یہ قرآن سب یاد رفتہ رفتہ

آخر کو مرتے مرتے کوئی نہین بچے گا
ہونگے تمام قیدی آزاد رفتہ رفتہ

پوچھا کہ ہوگا لب تک بوس و کنار مطلب
ہنسکر کیا یہ اسنے ارشاد رفتہ رفتہ

ہوتے چلے ہین دل مین درد اور داغ ساکن
ہوجائیگا یہ جنگل آباد رفتہ رفتہ

یونہین جو روز گلچین کلیان چنا کریگا
ہوگا تمام گلشن برباد رفتہ رفتہ

جو تجھ کی عنایت یون قدر پر رہیگی

ہو جائیگا یہ شاگرد استاد رفتہ رفتہ

۱۳

صاف کو سالہ بنا آہو چڑا لے تو نگاہ — آنکھ تیری سامری ہے اے بت جادو نگاہ
کیا سپید کر دے گا سرمہ سی جلا کر تو نگاہ — اسقدر مجھپر نکریوں گرم سے اے بد خو نگاہ
دل کو یہ ڈھونڈا کریگی یا جگر کو چاک چاک — ڈھونڈھتی ہے کچھ نکچھ اے جانجان پہلو نگاہ
اُس گل عارض پہ ہر لحظہ پڑی رہتی ہے یہ — کیا عجب ہو نکہت گل کیطرح خوشبو نگاہ
آف ری تیزی پار ہوتی ہے تمھاری آنکھ سے — تیر بنکر ہو گئے صید افگن آہو نگاہ
رات غیروں مین کٹی ہے اب الجھتے ہو عبث — او وہ جی پہچانتے ہین عاشق گیسو نگاہ
عاشقوں سے آجکل چتون پھری ہے الحذر — ذبح کر ڈالے گی جبدم پائیگی قابو نگاہ
برچھیوں مین گھر گیا ہون مین بھی مثل مردمک — اک طرف پلکین بلا ہی جان ہین اور اکسو نگاہ
آٹھ آٹھ آنسو رُلاتے ہین یہ ہر مشتاق کو — زلف و چہرہ خال و خط مژگان و لب ابرو نگاہ
کیا بھروسا مہربان چشم عنایت کا مجھے — چار دن بھی آپکی رہتی نہین یکسو نگاہ
تیر کو خنجر بنانا کس نے سکھلایا تمھین — کب تلک ٹیڑھی رہیگی صورت ابرو نگاہ
آنکھ کھلتے ہی کھلا مضمون وجہ اللہ کا — تیرا جلوہ دیکھتے ہی ہر طرف ہر سو نگاہ

کیا غضب ہے ایک ہی انچھر مین مارا قدر کو
سیکھ آئے کا نورو سے اے پری جادو نگاہ

۱۴

ہائے اس ہیجانی مین توام ہے شادی غم کے ساتھ — قہقہہ شیشے کا دیکھا دیدۂ پرنم کے ساتھ
زندگی ہمنے نباہی ابروے پرخم کے ساتھ — نیمچا تیرا رہا قاتل ہمارے دم کے ساتھ
ڈالتے ہین باپ بیٹے مین نفاق اہل غرض — دیکھئے سہراب کو لڑوا دیا رستم کے ساتھ
عشق لیکر زلف کا نکلا مین کوے یار سے — سانپ نکلا تھا جنان سے جسطرح آدم کے ساتھ

ناچ مین توڑ الیا تمنے تو دم ٹوٹا مرا
موت کا گھنگرو لگا پازیب کی چھم چھم کی ساتھ

تو سمجھتا ہے کہ میری عمر بڑہتی جاتی ہے
وہ تو کم ہوتی چلی جاتی ہے ہر اک دم کی ساتھ

دیکھکر تمکو خجالت سے گل تر گڑ گیا
پانی پانی ہوکے بہجائیگا اب شبنم کی ساتھ

مر گئے پر بھی سجا جینگے یہ آثار جنون
سنگزن بھی چاہئین دو اک قبر ماتم کی ساتھ

غیر کی خاطر کنوان کھودے تو خود بھی ڈوبجائے
خلد سے شیطان بھی نکلا حضرت آدم کی ساتھ

دھجیان دامن ہوا ٹکڑے گریبان ہو گیا
اک پھریرا بھی اُڑا کرتا ہی اس پرچم کی ساتھ

تو غم مجنون مین ای لیلی بہت رویا نکر
رنگ تیرا یہ بجائے گریۂ ماتم کے ساتھ

اٹھ گیا رخسار سے گھونگھٹ خط لب کھل گیا
شب پرک پردے سے نکلے عیسی مریم کی ساتھ

اے نفخت فیہ من روحی جدا ہی مجھسے کیون
ہان مری جان رہے اپنی عاشق بیدم کی ساتھ

آنکھین کیا پھرتی ہین انکی اک چھری پھرتی ہی قدر
ہوش اُڑتے ہین مرے ان آہوؤنکی رم کی ساتھ

۱۵

میرے آتے ہوے کیون آپنے چھوڑا پردہ
سامنے آئیے عاشق سے بھلا کیا پردہ

کسطرح دیکھیے تو آپ ہی اپنا پردہ
چشم موسی مین ہوئی برق تجلی پردہ

خوب تو پردہ نشین افلاک کے رہنا سیکھا
سامنے آئیے اللہ رے گاڑھا پردہ

کفر و دین دل سے ہی تو جانہ ظاہر پہ سجا
اس سے کیا ہوتا ہی سیدھا ہو کہ الٹا پردہ

آج کل مشق تصور تو یہان تک پہنچی
آنکھ جب بند ہوئی کھل گیا سارا پردہ

کوئی کیا جانے کہان جا کی ہوا اپنا وصال
قبر بھی گوشۂ خلوت تو کفن تھا پردہ

ہاتھ ہر وقت گریبان مین پڑا رہتا ہے
واہ اے دست جنون چاک ہی سارا پردہ

کیا لکھون وصف کمر کس سے کہون رمز دہن
کوئی کیا جانے یہ کیا راز ہے کیسا پردہ

تھام کر اپنا جگر قیس وہین بیٹھ گیا
نجد مین محمل لیلی کا جو اُٹھا پردہ

کان پردے سے رقیبونکا لگا بیٹھا ہے
کان کا پردہ ہے اُس پردہ نشین کا پردہ

مثل نور نظر کے پردے مین تجھین دیکھتا ہون
ہے بہت مد نظر یار تمھارا پردہ

پھوٹ نکلا ترے رخسار کا رنگ ای شہ حسن
لال پردہ نظر آیا ترے در کا پردہ

دل سے آنکھونکا اشارہ ہی پلک اُٹھنے مین
دوڑ اے طالب دیدار وہ اُٹھا پردہ

عشق بدنام ہوا کچھ نہوا حسن کو غم
کیون نہ دامن کی جگہ پھاڑا زلیخا پردہ

پس دیوار مین رویا تو یہ کہتا ہے وہ شوخ
قادر نے فاش کیا آج ہمارا پردہ

ردیف یای تحتانی

17
حالت تو دیکھ مردم چشم سیاہ کی
پھانسی گلے مین پڑ گئی تار نگاہ کی

پامال تو نے عاشق غمخوار کو کیا
گرد ملال ہو گئی سب گرد راہ کی

ہین جراتونکے سینہ سپر خاکساریان
گرد سپاہ ہوتی ہے پلٹی سپاہ کی

موے کمر مین تار کو دیکھا تو کھل گیا
گھٹتی ہے ایک یہ مرے تار نگاہ کی

مین خود شہید ناز ہون اپنے نصیب کا
قسمت مین ہی کجی تری ترچھی نگاہ کی

اس چشم سرمگین کے اثر سی عجب نہین
رنگت ہو سرمئی تری تار نگاہ کی

سچ ہے کجون کے ساتھ مین ہون راست باز ہیچ
ٹیڑھی بھوین تھین آپ نے ٹیڑھی نگاہ کی

پھرتے ادہر بھی راہ کرم سے تو لطف تھا
مینڈ ہی نہ چھوٹتی ترے پاس نگاہ کی

دل اُسطرف زبان ادہر کھینچنے لگے
کس کشمکش مین جان پڑی میری آہ کی

نالون سے میری سرو منصور ست ہین — یہ دونون قمریان ہین مری سرو آہ کی
ہی دردخیز شیشۂ دل کی شکستگی — جھنکار کی جگہ سے ہے صدا آہ آہ کی
قطعہ
خردون سے کیا سلوک کرے گا کوئی بزرگ — دشمن سبنے جو مہر کی اپنی نگاہ کی
آیا قمر مین نور یہ گرمی سے مہر کی — سورج گہن ہوا یہ شرارت ہے ماہ کی
یہ سب ہے چال پاے حنائی کی ای نگار — گیرو بنے قدم سے ترے گرد راہ کی
یہ چار عنصرون کا خلاف اور ایک روح — جھگڑے ہین باہمی نہین صورت نباہ کی
امید روز وصل تھی کس بدنصیب کو — قسمت الٹ گئی مری روز سیاہ کی

اے قدر تم بھی کتنے خوشامد پسند ہو
دل یار کو دیدیا جو ذرا واہ واہ کی

۱۲
پلکین تری جھپک گئین جب ہمنے آہ کی — بولے یہ ہو رہی ہے قواعد سپاہ کی
واعظ خبر اڑاتا ہے حشر الہ کی — چھت گر پڑی نہ سر پہ کہین خانقاہ کی
کہا میرے دلکی عشق نے حالت تباہ کی — اک گاؤن پر چڑھائی ہوئی بادشاہ کی
ہے زرد جبین پہ چاہیے ٹیکا کلنک کا — تصویر کھینچ دے کوئی بخت سیاہ کی
شکوہ جو ابرو کا کیا کیا غضب ہوا — پابین چڑھ ہین زبان پہ کیون دادخواہ کی
دو شعر نہین آپ کی تضمین ہو گئی — بہٹی بھوون پہ شاعرون نے کب نگاہ کی
پھول ہوگئی زمین ہے شہیدون کے خون سے — ہے آسمان زمین مری قتلگاہ کی
کروٹ بدل بدل کے کٹی رات ہجر مین — اس سمت آہ کی کبھی اس سمت آہ کی
جبتک دھڑی جما کے تمھین باغ کو چلے — طاؤس راہ تکتے ہین ابر سیاہ کی
گا ہے وہ گرمیان کبھی یہ سرد مہریان — پھبتی کہونگا آپ پہ مین مہر و ماہ کی

نام شب فراق سے دل کا پتا ہی روز — صورت خدا دکھائے نہ اُس روسیاہ کی

اے قدرؔ حسن مطلع جانان دولخت ہے
دونون لبون پہ بات ہین ہنسنے نگاہ کی

۱۱ ہم پر بھوین چڑہی ہین کسی کجکلاہ کی — میزان تلی ہوئی ہے ہمارے گناہ کی
انداز و ناز و قہر سے رستمنے نگاہ کی — تلوار دل مین تیر گئی ہے تراہ کی
ہنسنے کسیکی آڑ سے جیتا نہ معرکہ — تلوار باندہتے رہے ہم بے پناہ کی
طوفان بنکے پیکد سے مین آیا محتسب — تختہ اُلٹ دیا مری کشتی تباہ کی
راہ وفا مین آپ ہین ثابت قدم کہین — اچھا حضور خود ہی کہین راہ راہ کی
زندہ ہے نہ بھائے نہ یوسف نہ شاہ مصر — باقی کہانیان رہین زندان و چاہ کی
فرقت مین اشک پیتے ہی آہین بھی تھم رہین — چھپڑ کا جو پانی بیٹھ گئے گرد راہ کی
گُل ہو گئے جو قبر پر احباب لائے شمع — ایسی ہوا بندہی مرے بخت سیاہ کی
دل ٹوٹا ایسے صدمے دیئے آسمان نے — ٹکرا کر اس جہاز نے کشتی تباہ کی
ہے اس جگہ جو وصل کا وعدہ حضور سے — مجھکو اندھیر اقبر کا ہے رات بیاہ کی

آہون کا کچھ اثر ہے نہ کچھ قدرؔ کا کمال
دل را بدل رہی است تری دلمین راہ کی

۱۵ جہان گلشن وہان گل ہے جہان گل ہے وہان بو ہے — جہان الفت وہان ہین ہون جہان مین ہون وہان تو ہے
بہت اُڑتے رہے اب وصل مین تمکو نہ چھوڑونگا — یہ اپنا اپنا موقع ہے یہ اپنا اپنا قابو ہے
ارے صیاد بھیجا گلزار مجھکو یاد دلوایا — کہ ہر اک لو گرفتار قفس مین باغ کی بو ہے
مجھے اے بیکسی جھونکا ہی تو نے کس سمندر مین — نہ کشتی ہے نہ ساحل ہے نہ گھاٹ اسمین نہ ٹاپو ہے

تمہارے خال و گیسو و ابرو سب کے سب موذی ہی
کوئی زنبور کوئی سانپ کوئی ان مین بچھو ہے

لحد کے منھ مین کیا پونہچا گیا مین شیر کے منھ مین
نہ رانین ہین نہ سینہ ہے نہ پہلو ہی نہ بازو ہے

یہ پیاری صورتین ہین یا کہ قدرت کے کھلونے ہین
مچلجاتا ہے ان پر طفل دل کی کیا بری خو ہے

تمہارے منھ پر ای مہ کوئی ہرگز چڑھ نہین سکتا
جو بدر آئے تو داغی ہے ہلال آئے تو کم رو ہے

شہیدون کو ترے حاجت نہین کچھ غسل میت کی
ترے تلوار کا پٹھا نہین قاتل لب جو ہے

کبھی ہین میٹھی نظرین یار کی گاہے بھری چتون
کبھی امرت کبھی زہر ہلاہل چشم جادو ہے

مرا صحرا ہے وحشتناک دہشتناک ہے ایسا
کہ داغ پشت شیران ہی جو نقش پای آہو ہے

فراق یار مین منھ سے کہون کچھ کچھ نکلتا ہے
طبیعت ہی ٹھکانے ہے نہ دل ہی اپنا یکسو ہے

گھٹا اندھیر کی چھائی ہی کیسی باغ ہستی مین
جو بلبل ہے تو وہ شپر ہے جو گل ہی وہ شبو ہے

سرہانے بیٹھکر وہ فاتحہ پڑہ جاتے ہین اکثر
شہیدانا مرے مرقد کا انکا طاق ابرو ہے

خدا معلوم کیسا گومگو ہے قادر کا مذہب
کہ شیعہ ہے نہ سُنی ہی مسلمان ہی نہ ہندو ہے

١٣

ہم مناتے نہین جب یار خفا ہوتا ہے
یہ تو سب سچ ہے مگر رنج بڑا ہوتا ہے

جب کبھی آہ کا مضمون بھرا ہوتا ہے
نامہ بر خط کے اُٹھاتے ہی ہوا ہوتا ہے

رنج دینا ہے تو دو پاس سے کیون جاتے ہو
اور تو اور مری جان یہ کیا ہوتا ہے

کبھی سرسبز نہین جو کوئی ہرجائی ہے
چاندنی کا بھی کہین کھیت ہرا ہوتا ہے

خط جو آتا ہے تو آنکھو نپر اُسے رکھتا ہون
تیرا نامہ مری قسمت کا لکھا ہوتا ہے

نفس گرم سے سب کہتے ہین نفسی نفسی
چیخ اُٹھتا ہون تو اک حشر بپا ہوتا ہے

رُخ جدھر تیرا ہو پھرتی ہے اُدھر میری آنکھ
مردم دیدہ مرا قبلہ نما ہوتا ہے

دل کی جانے سے کلیجے مین پڑا ہے کہرام
آج اک دوست سے اک دوست جدا ہوتا ہے

زخمی دست حنائی کا نہ پوچھو احوال
چور زخمون کا مرے دزد حنا ہوتا ہے

بوند پانی کی نہین چاہ ذقن مین موجود
سبزہ کیونکر ترے عارض پہ ہرا ہوتا ہے

بوسے قدسی جو ہوا حضرت آدم کا ظہور
بحر زخار سے اک قطرہ جدا ہوتا ہے

تو مرے دل کی سمجھتا ہی سمجھتا ہون مین
ہر گھڑی اس ترے کیا کہنے سے کیا ہوتا ہے

دل جو ہوتا ہے شہید غم الفت اے **قدر**
داغ دل شمع مزار شہدا ہوتا ہے

گجر سنکر یہ قاتل بولتا ہے
کسی بیتاب کا دل بولتا ہے

مدد اے سخت جانی بات رہجاے
بہت بڑھ بڑھ کے قاتل بولتا ہے

دہن سے ہوگئی چہرے کی شہرت
تمھارا ماہ کامل بولتا ہے

سیا جراح نے پر کیا بھروسا
برابر زخم بسمل بولتا ہے

سمجھ صورت سوال اے صنم اسکی
اگر چپ ہے تو سائل بولتا ہے

ذرا صدمہ ہو آہ آتی ہے لب پر
یہ ہیرا شیشۂ دل بولتا ہے

کوئی فریاد رس پیدا نہین ہے
جرس منزل بمنزل بولتا ہے

لب جانان سے ہے برگ گل ہی نازک
مگر مثل عنادل بولتا ہے

حضور قلب سے اسدرجہ حاصل
مجھے آواز دو دل بولتا ہے

تماشا ہوگئے لیلی کے نالے
جرس مابین محمل بولتا ہے

وہ دریا نوش ہون مانگون اگر مے
ابھی ساقی محفل بولتا ہے

برابر ہچکیان لیتے ہین بسمل
یہ رن ہر وقت قاتل بولتا ہے

ٹپک پڑتا ہے لب سے سحر بابل
جو وہ زہرہ شمائل بولتا ہے

جہان دو دل سے ملے اک شور اٹھا
ہر اک مثل جلاجل بولتا ہے

نہ منھ مانگے اجل ملتی ہے اے **قدر**
نہ سیدھا منھ سے قاتل بولتا ہے

۱۴

پھول بنتا ہی جو رنگین کف پا ہوتا ہے
تیرے تلوونکا عرق عطر حنا ہوتا ہے

اُس شہ حسن پہ دم جسکا فنا ہوتا ہے
طائر روح نکلتی ہے ہما ہوتا ہے

اشک موقوف نہون لاکھ پلک ماریں ہم
لاٹھیون سی کہین پانی بھی جدا ہوتا ہے

ایک گن کیا ہی کسی بات مین تو بند نہین
جو تو کہتا ہے ترے منھ کا کہا ہوتا ہے

لب جان بخش پہ شکر یہ ہوا باندھی ہے
کہ غبار اُڑ کے مرا خاک شفا ہوتا ہے

ساتھ دیتا ہے شب تار جدائی مین کون
یہ وہ ہی وقت کہ سایہ بھی جدا ہوتا ہے

وصل مین کوئی کرے دست درازی کیونکر
چھیڑتا ہون تو وہ کہتے ہین یہ کیا ہوتا ہے

داغ دلسے کہین پیری مین تو بچھا سکے
صبح کو شمع سے پروانہ جدا ہوتا ہے

وصل مین وہ بہت انکار نہین کر سکتے
واہ کیا تنگ دہانی مین مزا ہوتا ہے

یہ وہ نشا ہے فرشتونکے قدم کانپتے ہین
بادۂ حسن بھی کیا ہوش ربا ہوتا ہے

جب کوئی مصر محبت کا سفر کرتا ہی
کاروان اشک تو ہر نالہ درا ہوتا ہی

سخت جان وہ ہون کبھی قتل نہین ہو سکتا
آب شمشیر مجھے آب بقا ہوتا ہے

شور ایسمین کیا کرتے ہین گلچین صیاد
یہی کھٹکا ہے مجھے دیکھیے کیا ہوتا ہے

آپ جاتے ہین اُدھر جان اِدھر جاتی ہے
سن لیجیے **قدر** ہمیشہ کو جدا ہوتا ہے

تم اٹھ گئے اک نگاہ کر کے	١٥	ہم گر پڑے آہ آہ کر کے
مٹی مین ملی مری جوانی		کیا تم کو ملا تباہ کر کے
الفت مین ہوئی بتو نسی جھوٹے		اللہ کو ہم گواہ کر کے
پا کر تمھین آپ مین نہ آئے		کھوئے گئے تم سے راہ کر کے
دل توڑ کر اسقدر ڈھٹائی		پچھتانا نہین گناہ کر کے
منعم یہ روپے کی زرپرستی		رکھ لے اسے سجدہ گاہ کر کے
ہم کھل گئے عشق مین عجب کیا		یہ کوہ کو رکھدے کاہ کر کے
دل مین مرے پھانسی ہی لگی ہے		دیکھو تو ذرا نگاہ کر کے
جھانکے نہ کنوئین ہمین نے تنہا		لٹکے ہین فرشتے چاہ کر کے
مدہوش کیا ملا کر آنکھین		کھویا ہمین ہم سے راہ کر کے
آنکھون سے بسر کرنی اے دل		ابرو سے ذرا تباہ کر کے
ہم چڑھ گئے انکے دم پہ کیسے		دل لیگئے واہ واہ کر کے
کچھ شرم نہین تجھے شب ہجر		پھر آئی ہے منھ سیاہ کر کے
کشتون کو تو قبلہ رو کیے جا		منھ جانب قبلہ گاہ کر کے
		اے قدر جو بت وہی خدا ہے کیون پھر گئے اشتباہ کر کے
قدر گل بوٹی غضب ہین گلشن ایجاد کے	١٤	ہائے کیا کیا صورتین ہین صدقے آدم زاد کے
ڈھنگ اڑائے گل نے اس ترک ستم ایجاد کے		کچھ چرائے رنگ بلبل نے مری فریاد کے
کاٹکر غیرونکے سر لائے جو میری نذر کو		ڈال دون سونے کا انڈا پاؤن مین جلاد کے

عیش و عشرت مین بھرے ہین سب ردولہا
سے کے ٹکرانے سی غل ہونگے مبارکباد کے

آشیانہ پھینکتا ہی یہ بھی اُجڑے تو سہی
جغد بیٹھین روز نو تین خانۂ صیاد کے

راہ مین اُسکی لٹا دو سیکڑون کو ساقیو
تم بھی قارون ہو کہ لیجاؤگی سرپلاد کے

آ گئے جوبن پہ عروسان چمن آئی بہار
کنگھی بالیدہ ہوئی طرے چھٹے شمشاد کے

ظلم سے آنکھون پہ لیکن رحم بھی کچھ کچھ سے ہے
ڈر یہ ہے خوگر نہ ہو جاؤ کہین بیداد کے

یہ حرارت ہے کہ پڑ جائین پھپھولے سیاوشان
قطرۂ خون جا پڑے منھ پر اگر فصاد کے

ٹوٹی پڑتی ہے خلایق یار کی تصویر پر
ہاتھ آنکھون سے لگایا چاہیے بہزاد کے

سنتین مانین ہزارون جب ہوا جوش جنون
طوق گھڑوا دون سنارون سے عوض حداد کے

شاخ گل کا بلبل محبوس کو دھوکا ہوا
پر جو کھولے اُڑ کے بیٹھا ہاتھ پر صیاد کے

زخم سینہ ہوتا ہے یا چٹکتی ہے کلی
تیر مین کیا پر لگے تھے بلبل ناشاد کے

قدر صحراے عدم کو دشت وحشت سے چلا
حوصلے دیکھو ذرا اس خانمان برباد کے

٢١ پس پس کے پھنسا خود مرا دل اپنی خطا سے
رفتار کی پاپوش سے زلفونکی بلا سے

حسرت سے گلے ملنے لگا شوق جفا سے
مین تشنۂ دیدار تھا وہ خون کے پیاسے

ہم پہلے ہی کہتے تھے اُسے ڈر کے خدا سے
بدنام ہوا یار مرے ہم جو قضا سے

ڈھونڈے نہین ملتا ہی پتا مجھکو کمر کا
کس درجہ بدن آپ چراتے ہین حیا سے

ہر اُنگلی تری ہو گئی انگشت شہادت
رنگین ہوئے ہاتھ جو خون شہدا سے

جوڑا وہ کھنچا ہی کہ ملاتے نہین آنکھین
لو آڑ چلی اب ترچھی نظر بانکی ادا سے

اُس بادشہ حسن کو خط سے لیکے ہوا کم
کیا جفت ہوا میر اکیو تر بھی ہما سے

گردون پہ سو مہر ہین قدرت کے کرشمے
چھلکے ہین مے نور سی اوندے ہوئے کا سے

خوش رنگ کہین پھول سے ہے دست حنائی
خوشبو ہی کہین سیت ترے عطر حنا سے

وہ پاؤنچے ہاتھون مین اٹھائے ہوئی نکلے
اللہ رے نفرت انہین خاک شہدا سے

گو لاکھ ترقی ہو مگر ساتھ ہے شامت
سایہ کہین ہوتا ہے جدا مرغ ہوا سے

شاہی سے بھی ہے شوخ مرا رنگ فقیری
کمبل مرا کالا ہے کہین ظل ہما سے

مقتول تری تیغ کا ہو زندہ جاوید
بسمل ترا ٹھنڈا ہو مگر آب بقا سے

نقش قدم یار جو اعجاز دکھائے
طاؤس ہون پیدا وہین خاک کف پا سے

ایسی نہین دیکھی در دندان مین صفائی
کلی پہ تری مگس گرین اوج ہوا سے

وہ رند ہون مے مانگون جو ساقی ازل سے
خود شکل ہو کشتی کی عیان دست دعا سے

آنکھین تو ہین تیری ہمہ تن چشم مروت
کیا آنکھین لڑائی ہین کہین اہل وفا سے

چھٹکے ہوے تارے ترے دیکھے فلک پر
کیا منھ پہ تماشا ہین پڑا ہے مین ہما سے

دبجاے قیامت تو بنے فتنہ محشر
اٹھو تو کشیدہ ہو جو بیٹھو تو ذرا سے

ہم دشت نوردی مین اگر خار نہ پائین
خود گو کھرو پھوٹ آئین ہمارے کف پا سے

اے قدر ذرا دیکھیے ہشیار خبردار
کچھ ابروون پر بل ہے وہ بیٹھے ہین خفا سے

۱۴

شمار مین نہین موجین جہان فانی کی
جنون ہی اسے لہرین گنے جو پانی کی

ان ابروون سے عبث دل نے پہلوانی کی
نہ کر کری کہین ہو جائے سخت جانی کی

لپٹ گئے مرے سینے سے مہربانی کی
یہ سب امنگ تھی اٹھتی ہوئی جوانی کی

نہ منھ کی کھائی نہ لی ہمنے لن ترانی کی
کسی سے ہم کبھی چھیڑے نہ پہلوانی کی

نکالی راہ جو کی تاک یار جانی کی
لگائی سیندہ جہان ہمنے پاسبانی کی

بنا بڑی سندون سے ہمارا محضر عشق
اجل نے مہر کی افلاک نے نشانی کی

ہمارے یار کا تیزاب مین بجھا خنجر
رکا نہ حلق پہ کیا بات اسکے پانی کی

پسے ہین خاک نشین اہل اوج کی ہاتھون
زمین نشانہ ہے آفات آسمانی کی

بغیر اشارے پڑیگی جگر پر آپکے آنکھ
تمھاری چاپ کو حاجت نہین کمانی کی

ہمارے یار کی تصویر بھی بنا نہ سکا
چلی نہ صانع قدرت سے خاک بانی کی

ہین کیا کہون کہ دہن کو ضرور دیکھونگا
صدا بھی غیب سے آئی لن ترانی کی

ہوئے ہین کیا ہی جوانان باغ سرخ سفید
بہار جوش پہ ہے موسم جوانی کی

ملا جہان سے جہان آفرین کا ہمکو پتا
بنا سے ساری حقیقت کھلی ہی بانی کی

نہال گل پہ عنادل کے چہچہے تھے قدر
کہ روضہ خوان نے منبر پہ روضہ خوانی کی

۱۴

زلف کا دھیان رہا کرتا ہے
جی پریشان رہا کرتا ہے

آئنہ دل ہے کسی عاشق کا
جب تو حیران رہا کرتا ہے

جھگڑے رہتے ہین معشوقون کے
گھر پرستان رہا کرتا ہے

اس پری سے نہین بن پڑتی کچھ
کب وہ انسان رہا کرتا ہے

خون اپنا تجھے بخشا ہین نے
کیون پشیمان رہا کرتا ہے

یون پڑے رہتے ہین تیرے در پہ
جیسے دربان رہا کرتا ہے

یاد ہر وقت تری رہتی ہے
ذکر قرآن رہا کرتا ہے

ایک ارمان بھی ولیکن نہ ہے
یہی ارمان رہا کرتا ہے

کسقدر عقل و جنون مین ہی لاگ
روز میدان رہا کرتا ہے

میرے دل مین ہی اُداسی ہر وقت | گھر یہ ویران رہا کرتا ہے
نوح اسطرح ہے دنیا مین | سب جیسے مہمان رہا کرتا ہے
یاد ہے ہمکو تمھاری صورت | حفظ قرآن رہا کرتا ہے
وہ مجھے پوچھین تو کہنا قاصد | تم پہ قربان رہا کرتا ہے

جب تلک تم نہین ملتے اے جان
قدر ہیجان رہا کرتا ہے

۱۷

ترے آگے پئے تسلیم شیشے ہو کے خم ساقی | برابر قلقلون سے بھر رہے ہین تیرا دم ساقی
ارے ساقی تو اک جام مین آنکھین چرا تا ہی | لٹا تے سارا میخانہ نہ کہین ہوتے جو ہم ساقی
صدائے قلقل مے سے یہ تیرا کلمہ پڑھتی ہے | خود انگشت شہادت ہے برانڈی کی قلم ساقی
فقیر مست ہون بھر دے مرا کشکول صہبا سے | الٰہی جام ہو تیرا فروغ جام جم ساقی
رخ جانان کی کیون مجھکو دلائی یاد مے دے کر | لگائی آگ مین آگ اُف کیا تو نے ستم ساقی
لگی ہے روح ہو نغمہ چھما چھم اب ترکی مطرب | لبون پر دم ہے ہو دورہ دما دم اب بھم ساقی
کلیجا منھ کو آئیگا گزک کا میرے ماتم مین | لہو روئینگے شیشے ہوگا اتنا میرا غم ساقی
ہزار آنکھین ملا تو جام پر کب آنکھ پڑتی ہے | سبو بھر بھر کے مے لونگا ترے سر کی قسم ساقی
ہوئی ہے تیری مے مین آبداری تیغ کی پیدا | کبھی کھچ کھچ کر چلی چلکر کیا غم دو قلم ساقی
فلک سے جام ٹرکر رند تارون سے زیادہ ہین | الٰہی ہو مبارک تجھکو یہ جاہ و حشم ساقی
ابھی ہو شور قلقل سے صدا ناقوس کی پیدا | جو میخانے سے اُٹھے مست ہو کر وہ صنم ساقی
نہ چھوڑون اُس بت ترسا کی آنکھون کا کبھی لپکا | براندی دے کہ شیری دی بیر دے یا کہ رم ساقی
پڑا رہنے دے مجھکو پاے خم پر دو مستی مین | قدم تیرے نہ چھوڑونگا نہ مین اسکے قدم ساقی

دکھائین ہین اگر آنکھین بہا دے می کی ندی بھی — مرے برق غضب ساقی مرے ابر کرم ساقی
دکان سے تخت تو ہی بادشہ رندو نکے لشکر کا — ہی ساغر تاج مے حکم روان مینا علم ساقی
ترش ہوتی ہین یون آنکھین تری ڈر کر مری دل پر — کہ جیسے مے ہوس کر جا کے مابین حرم ساقی

لیا ہے قدر کا دل ایک پیمانے پہ یا قسمت
لگی ہے آج تیرے ہاتھ یہ بھاری رقم ساقی

تیرے ابرو خنجر ہے یا تلوار ہے — تیز کس درجہ نگاہ یار ہے
ساقی مہوش بڑا عیار ہے — ہر بط مے مرغ آتشخوار ہے
ہو گئے ہو چاند گویا عید کے — ہے یہ دل ای ماہ کیون بیزار ہے
نالہ و شیون سے تنگ آیا ہون مین — ہر گھڑی تیری گلی کا ہار ہے
اس لب جان بخش سے پائی شفا — جو مریض نرگس بیمار ہے
دل بتون پر آ گیا ہے خود بخود — کچھ خدا جانے یہ کیا اسرار ہے
آپ ہین ہرگز نہین ہے چشم یار — مست ہے مدہوش ہی سرشار ہے
ہوشمندی حرص دنیا مین نہ کر — ہے وہ عاقل جو یہان ہشیار ہے
رات بھر کے وعدے پر خاموش ہو — اس سے ثابت ہے کہ نصف اقرار ہے

آپ چلکر آنکھ سے دیکھ آئیے
قدر ان روزن بہت بیمار ہے

اٹھا مین جھومتا کہتا ہوا نشے مین یا ساقی — ازل میخانہ میکش روح مے کن تھی خدا ساقی
حباب جام لا ساقی مے گلگون پلا ساقی — مرے سحر عطا ساقی مرے باغ سخا ساقی
اسے بھی لگ گئی شاید ہوا کی کچھ ہوا ساقی — جب آئی میکدے پر جھومتی آئی گھٹا ساقی

جھکا دے جام کی جانب ادا سے اُسکی گردنکو | سکھا دے اپنی بوتل کو بھی تو بانکی ادا ساقی
کہان کثرت کہان وحدت کہان خلقت کہان خالق | کجا ایں کشش کجا بادہ کجا محفل کجا ساقی
دیا جب پھول تو نے ہجر مین پھول اُٹھگئے میرے | مرا قل ہوگیا سنتے ہی قلقل کی صدا ساقی
ترے میخانے پر اللہ کی رحمت برستی ہے | کہ مے بجلی ہے موج مے دہنک ہے خم گھٹا ساقی
صدا قلقل کی میخانے مین حق اللہ بجاتے | ہری بوتل جو کھاتی تیر اطوطی بولتا ساقی
گزک سے ہاتھ دہوؤن دل ہو جل بھنکر کباب اپنا | کہ گرما گرم مے دے ٹھنڈی ہو ساقی
عبث رندون سے وہ تشکل دہن اب منھ چراتا ہے | سہے شش بادۂ کہنہ برا نا منھ لگا ساقی
رُخ تابان سے کر آئنہ اسکندری حیران | نشیلی انکھڑیون سے جام جم چکر مین لا ساقی
نہ یہ اُسمین اشارے ہین نہ یہ اُسمین نظارے ہین | کجا ساغر کٹوراسی تری آنکھین کجا ساقی
تری گردن پہ سنکا میرا ڈھلکا ہے عجب کیا ہے | کہ نکلے موت کی ہچکی مین قلقل کی صدا ساقی
ید بیضا دکھا دے واعظونکی آنکھین کھلجائین | صفائی سے ہتیلی پر برانڈی تو اُڑا ساقی
نہ تو رندون سے کھلتا ہے نہ وہ خم سے نکلتی ہے | سکھا دی تو نے دختِ رز کو بھی اپنی حیا ساقی
بطِ مے کو کیا ہے مرغ آتشخوار سے بھر کر | لگائی آگ پانی مین دکھائی لاگ کیا ساقی
اُبل کر مے نکل آتی تو رنجک سی چمکجاتی | جو اُڑتا کاگ بوتل کا تپنچا چھوٹتا ساقی
کہون جب راز اپنا لوگ کہتے ہین شرابی ہے | مئے گلگون سے کیا ہے راز پوش مدعا ساقی
سنا ہے چاندمین سورج سے ہوجاتی ہے ضو پیدا | چڑھا کر مے چمکجاتا ہے میرا مہ لقا ساقی

اگر پیسا نہو اے قدر کب آنکھین ملاتی ہین
کھری کہتا ہو مین پیرِ مغان ہون آمین یا ساقی

جو گرمی دل مضطر پدید ہو جائے | ۲۳ | گلے مین شیب کی تختی حدید ہو جائے

یقین ہی فصد جنون مفید ہو جائے
ہمارے قفل کو نشتر کلید ہو جائے

شب مزار مین جب تیری دید ہو جائے
مرا سفید کفن صبح عید ہو جائے

تمھارے رخ پہ اگر خط پدید ہو جائے
وصول حسن کی کامل رسید ہو جائے

صفائے تن سے قد آدم آئینہ ہین وہ
سماؤن اُنمین اگر اُنکی دید ہو جائے

طلسم حسن ہے پستان یار موئے کمر
کوئی نمود کوئی ناپدید ہو جائے

دل گرفتہ سے نکلے جو آہ حیرت ہو
کہ قفل بستہ سے پیدا کلید ہو جائے

ہمارے دشت جفا خیز کا ہر اک ذرہ
اُڑے تو جوہر تیغ یزید ہو جائے

سیاہ کار ہون ایسا کرین جو دفن احباب
تو لوح قبر نگین حدید ہو جائے

سمجھ گیا ہون معما تری خموشی کا
وہ بات ہو کہ دہن ناپدید ہو جائے

حنا کو آب کرے گرمی دستی قاتل
پگھل کے ہاتھ مین خون شہید ہو جائے

پگھل رہا ہے تن زار کیا تعجب ہے
تری کمر کی طرح ناپدید ہو جائے

انہین جو شوق مین کھینچون ابھی گلی ملجائین
کمند جاذبہ حبل الورید ہو جائے

پلادی مے مرے ساقی دے کچھ آگ سی آگ
عجب نہین تپ غم مین مفید ہو جائے

تمہین ہون دیکھکے ہم فاقہ مست ایسی شاد
جو آؤ تم رمضان مین تو عید ہو جائے

تمھاری شرم سی شاعر بھی ہین جھینکتے ہوئے
بدن چراؤ کمر ناپدید ہو جائے

حضور بلبل و گل تم اگر ہنسو بولو
ابھی تو دونون مین گفت و شنید ہو جائے

وہ عضو عضو سے نزدیک تر ہو صورت روح
ہر ایک رگ مری حبل الورید ہو جائے

مرا رقیب ہے پیر سے خون کا پیاسا
جو مین حسین بنون وہ یزید ہو جائے

عذاب جان تمنا تمھاری فقرے ہین
کرو جو وصل کا وعدہ وعید ہو جائے

چڑھاؤن عینک اگر ایسا تو تو اکی ۓ	مین جسکو دیکھون مجھے تیری دید ہو جائے
بھرو جو صورت دو رخ بھی پیٹ زاہد کا	ڈکار نعرۂ ہل من مزید ہو جائے

اثر یہ جدت مضمون کا چاہیئے اے قدرؔ
کہ کوئی سحر ہو سحر جدید ہو جائے

۲۸

مین دیکھون یہ چوٹی ہے کیا کالی کالی	کہ پیچھے پڑی ہے بلا کالی کالی
شب غم مین چھائی گھٹا کالی کالی	جھپکی ہے بلا پر بلا کالی کالی
ہے شاہون کی سرتاج کملی ہماری	کہ ہے مثل ظل ہما کالی کالی
بہت ایسے کالے ہرن ہمنے دیکھے	دکھاتے ہین آنکھین وہ کیا کالی کالی
جو سایہ پڑے میرے روز سیہ کا	تو ہو دو پہر شب سے سوا کالی کالی
ڈٹے ملکے رند سیہ مست جسدم	جھکی میکدے پر گھٹا کالی کالی
جو سودا سے گیسو مین زنجیر پھنسے	ہوئی شکل زلف دوتا کالی کالی
نصیبون سے کیا گور ہمکو ملی ہے	ہے بخت سیہ سے سوا کالی کالی
شب ماہ مین وہ بکھیرے بال کھولے	ہوئی چاندنی جابجا کالی کالی
کیا جوش سودا نے ہمکو کھنیا	کہ رنگت سے ہے سر تا پا کالی کالی
نہ اس لعل کو کر جدا ای ستمگر	نہ لب پر دھڑی تو جما کالی کالی
یہ سبزے کو خود جھک پڑی گی چمن پر	کہ قبلے سے اٹھی گھٹا کالی کالی
کھلی سب پہ آخر تری گرم دستی	ہوئی کھولتی ہے حنا کالی کالی
سیہ مست ہین چشمۂ فیض بارے	کہ ہے ابر رحمت گھٹا کالی کالی
ہوئی عکس صد برگ سوسن سے بدلی	ذرا پیلی پیلی ذرا کالی کالی

اثر ہے ہمارے ہی دود فغان کا
جو ہے سقف تحت السما کالی کالی

لنڈھا دے مئے سرخ سرخ ابتو ساقی
گھٹا اُٹھی ہے دیکھ کیا کالی کالی

سیہ تاب ہے یا کہ ابر دہپو سیہ
ہوئی اور تیغ ادا کالی کالی ؎

مرے کعبۂ دل کے ٹٹنے کا غم ہے
جو اُڑھی ہے کعبہ عبا کالی کالی

ہوئے ہین سیہ بخت برباد لاکھون
اُٹھین آندھیان بارہا کالی کالی

گھٹا چھائی دیوانے مجنون ہوئی ہین
کہ لیلی سے بھی ہے سوا کالی کالی

جو شامت زدے تیرے مدفون ہوئے ہین
تو ہے خاک تحت الثرا کالی کالی

بخارات دل آہ پر چھا گئے ہین
گھٹا ہے بروے ہوا کالی کالی

شب غم کو دون روز وصلت کا پرسا
کہ آئی ہے اوڑھے ردا کالی کالی

مین دیکھونگا مُنھ اُنکا دیکر یہ فقرہ
تری شکل ہے مہ لقا کالی کالی

محبت مین یکسان ہے ہر ایک صورت ق
اگر گوری گوری ہو یا کالی کالی ؎

ذرا چشم مجنون سے لیلی کو دیکھو
کہ پتلی سی ہے خوشنما کالی کالی

سیہ نامۂ **قدر** محشر مین نکلا
اُٹھی دھوپ مین اک گھٹا کالی کالی

۱۸

نہ پیٹو لاش پر مجھ بینوا کی
کہین رنگت نہ اُڑ جائے حنا کی

کہین ایسا نہ ہو اُوچھا پڑے ہاتھ
حیا ہے تجھکو قاتل انتہا کی

شراب سرخ کی بوتل اُٹھا لا
تجھے ساقی قسم اودی گھٹا کی

دمکتا ہے ترا کندن سا چہرہ
ہے خط سبز بوٹی کیمیا کی

قیامت کا ہے قد اعجاز کے لب
نگاہین قہر کی زلفین بلا کی

جو رونے کی بھی کثرت رہیگی | تو بہجائیگا گھل کر جسم خاکی
اُلجھ پڑتا ہے واعظ راہ چلتے | عجب عادت ہے اس مردِ خدا کی
ہمیشہ سر کو ٹکرایا کیے ہم | ترے دروازے پر نوبت بجا کی
فراق یار کا احسان کیون لین | قضا نے یا الٰہی کیا قضا کی
ہوا گالون پہ دو دو خط نمایان | کہو کس دلجلے نے بد دعا کی
ترے کوچے مین ہین کشتون کے پشتے | یہی کچھ ہوگی صورت کربلا کی
اُسی سے بنگئے کبک خرامان | ملی جو چال اُنکے نقش پا کی
ہوئے ہین یار کے گیسو سیہ پوش | کسی گشتہ نے شاید قضا کی
سفید ایسا ہوا ہے خون عالم | عجب کیا رنگت اُڑجائی حنا کی
لحد مین رکھکے بولی موت مجھسے | یہی ہے راہ اُس دولت سرا کی
دُرِ الفقر فخری کی جو ہے چاہ | پہن سیلی تو موجِ بوریا کی
مزا دونا ہوا ہے میکشی کا | تمھین اے بادلو رحمت خدا کی

کبھی تو قدر کی تربت پہ جاؤ
کہ اُسنے جان تک تم پر فدا کی

ہوا سے عشق گزشتہ نہ پھر ادھر آئے | ۱۴ | پُرانی چوٹ نہ یارب کہین اُبھر آئے
نہ نامہ آئے اُدھر سے نہ نامہ بر آئے | وہ آپ آتے ہین یارب یہی خبر آئے
حضور بیٹھکے کشتی مین اپنے گھر آئیے | پڑی جو آنکھ تو دل مین مرے اُتر آئے
چمن ہے ابر ہے ساقی لگا دے کشتی مے | اسی اکھاڑے مین پریونکا تخت اُتر آئے
جگر کے زخم جو خندان ہوئے تو مین بھی ہنسا | جو وہ بھر آئے تو آنکھون مین اشک بھر آئے

گلی مین دیکھکر اپنی وہ ہنسکے یون پوچھتے ہین
کسی سے کام ہی تم کون ہو کدہر آئے

بپا ہو حشر کرا ہے اگر ترا بیمار
مسیح جو تھے فلک سے ابھی اُتر آئے

یہ عشق و حسن کے کوچے کی راہ صاف ہوئی
ہم اُنکے گھر مین گئے وہ ہمارے گھر آئے

کمر کے عشق مین کھویا گیا ہون مثل کمر
وہ کرنے کو قتل پر اب باندھ کر کمر آئے

یہ بندھ گئی ہے ہوا اب سیاہ بختی کی
چراغ گل ہو جو میرے مزار پر آئے

تعلقات جہان سے چھٹے ہین مرقد مین
سفر تمام ہوا آج اپنے گھر آئے

فقط خیال ہی آیا تھا ہمکو بوسون کا
کہ اُنکے عارض نازک پہ نیل اُبھر آئے

جو آنکھ ہو تو جہان آفرین جہان مین ہے
اس آئینے مین سکندر کا مُنھ نظر آئے

خدا ہے قدر پہ بیدار ہوا ہی وہ قاتل
یہ حکم ہے کہ سر آئے اگر ادھر آئے

١٢
غنچے چٹک گئے چمن روزگار کے
پھوٹے حباب موج نسیم بہار کے

اے باغبان باغ مین کہدے پکار کے
رخصت ہوئے خزان کہ دن آئے بہار کے

رضوان جو ٹوکے گا در فردوس پر ہمین
کہدینگے رہنے والے ہین ہم کوی یار کے

برسات مین بہا کرے ندی شراب کی
یہ دن ہین ساقیو بطامی کے شکار کے

آنکھین ترس رہی ہین مری تیری زلف کو
تارے چمک رہے ہین شب انتظار کے

اُٹھ اُٹھ کے بیٹھ بیٹھ گئے آپ بزم مین
یہ سب اثر تھے آہ دل بیقرار کے

گھبرا رہے ہین اب تو وطن مین ہم اے جنون
پر منتظر ہین آمد فصل بہار کے

پھولونکا میرے سینے پر انبار ہو گیا
ہنسکر جو تمنے پھول اُٹھائے مزار کے

باغ جنون کی سیر نے وارفتہ کر دیا
صحرا کو لیچلی ہی چمن سے اُبھار کے

تم آئے فاتحے کو تو بھونچال ہو گیا / تختے اُلٹ گئے ہین ہمارے مزار کے
آغاز مین بھی ہمکو ہے انجام کا خیال / دھڑکے شباب مین بھی ہین روز شمار کے

مضمون ہین ہرن مری بندش کمند ہے
اے **قدر** شاعری مین مزے ہین شکار کے

۱۴ خوش ہون دولت دنیا سے زمانے والے / رو ئینگے صورت فوّارہ خزانے والے
داغ دیدے کے رُلاتے ہین رُلانے والے / پانی سے سینچتے ہین باغ لگانے والے
کالی آنکھین ہین غضب زلفین بلا خال آفت / ایک سے ایک ہین کالے کے زمانے والے
قبر ٹھکرا کے یہ اُس رشک مسیحائی کہا / اُٹھ تو بیٹھ ارے مرے نازونکے اُٹھانے والے
جان جائے کہ رہے وضع مین آئی نہ خلل / وہ نہ آئینگے تو ہم بھی نہین جانے والے
پھر مری قبر پہ انبار لگے پھولون کا / ہنس تو دے اے مرے پھولونکے اُٹھانے والے
لو ابھی شام ہوئی واہ چلے آپ کدہر / نیند مین اُٹھے ہین گھڑیال بجانے والے
قبر مین رکھتے ہی یہ آہ شرربار اُٹھی / بن گئے شمع لحد میرے سرہانے والے
غسل میت کے شہیدونکو تری کیا حاجت / آب خنجر مین نہائے ہین نہانے والے
پھول جھڑتے ہین وہ تقریر ہے سبحان اللہ / چٹکیون مین ہو عنادل کو اُڑانے والے
جسم خاکی مین مری روح یہی کہتی ہے / زندہ درگور ہوئے خلق مین آنے والے
خواب مین آتے ہین جو پاس مرے سوتے تھے / آنکھونمین پھرتے ہین آنکھونکی سمانے والے
مجھے جیتا ہوا چھوڑے مرا مردہ دیکھو / پھر کراک ہاتھ تو اورا و مرے جانی والے

بعد مرنے کے ہوا **قدر** گناہونکا یہ بوجھ
ٹلے مر مر گئے لاشے کے اُٹھانے والے

١٥

اسکے مرتے ہین ہنر والے — نخل جھک جاتے ہین ثمر والے
نالے کرتا ہون مین اثر والے — سنبھل اے آہین جگر والے
ہمنے گھورا تو ہنسکے فرمایا — اٹھ چلے آئے بری نظر والے
کبھی رویا کبھی اڑائی خاک — تنگ ہین مجھسے بحر و بر والے
بے اجازت کبھی چھوونگا نہ پاؤن — انہین قدمون پہ ہاتھ دھر والے
آہین کردینگی آسمان مین چھید — ادھر آجاینگے ادھر والے
مہندی ملکر وہ شوخ کہتا ہے — سینک لین آنکھین چشم تر والے
صبر تو یار ہمسے مشکل ہے — اور جو چاہے کام کر والے
ہے سلامت جو سنگ در اونکا — سیکڑون مجھسے درد سر والے
ہم نہ اترینگے تیرے کوٹھے سے — تو اگر چاہے سر اتر والے
ٹھنڈی سانسین یہ ہمنے اسمین بھرین — کانپ کانپ اٹھے ہین سقر والے
دیکھ تیرا اشکار ہوتا ہون — او مرے چیتے سی کمر والے
کب سے تودہ بنا ہے میرا جگر — دوڑ اے تیر ہی نظر والے
دل کی خاطر تو سینے سے لپٹا — اب مجھے کیا ہی اسکے پر والے

قدر کیا اپنے پاس دل کے سوا
اڑین پروا سے پھولین زر والے

١١

چشم جانان ہرن سے بہتر ہے — زلف مشکین ختن سے بہتر ہے
بڑھ کے شیرین سے ہو جو بندہ نواز — بندہ بھی کوہکن سے بہتر ہے
سنگ کو انکے لب سے کیا نسبت — یہ عقیق یمن سے بہتر ہے

طعن اعدا وہان نہ شکوۂ دوست
دشت غربت وطن سے بہتر ہے

قد بالا ہے سرو سے اعلیٰ
گورا مکھڑا سمن سے بہتر ہے

حق کہو تلخ جھوٹ بولو گناہ
بس خموشی سخن سے بہتر ہے

رنج ہجران سہا کرون کب تک
دم نکل جائے تن سے بہتر ہے

خانۂ دل ہے بڑھ کے حجلے سے
فکر رنگین دلہن سے بہتر ہے

صورت گل کھلے ہین زخم بدن
میرا مشہد چمن سے بہتر ہے

ایسی رفتار ہے نہ ایسا تاؤ
تیرا قد نارون سے بہتر ہے

قدر کی قدر آپ کیا جانین
قیس سے کوہکن سے بہتر ہے

۲۷

ہوئے کاروان سے جدا جو ہم رہ عاشقی مین فنا ہوئے
جو گرے تو نقش قدم بنے جو اٹھے تو بانگ درا ہوئے

اٹھے یاد قد مین جو بیٹھے ہی تو وہ نالے قمری کی صدا ہوئے
گرے ذکر لب مین جو آنکھ سے تو وہ اشک آب بقا ہوئے

جو عدم سے جھومتے ہم اٹھے عجب انتشار فنا ہوئے
کہ بدن مین روح سما گئی تو غبار دوش ہوا ہوئے

مٹے سوز دل کی خبر نہ تھی کوئی استخوان جو نکل گیا
تو پر سمندر آتشین پر و بال جسم ہما ہوئے

کبھی داغ کھاتے ہی آہ کی کبھی آہ کرتے ہی رو دیے
کبھی ہم چمن کی ہوا ہوئے کبھی ہم ہوا کی گھٹا ہوئے

ہوا غل عدم مین وہ ناگہان کہ بلائی یار و نہین ہان ہان
اٹھے ہم تو مست الست اٹھے جو بڑھے تو کن کی صدا ہوئے

جو لہو تھا ان مین بھرا ہوا تو ہر ایک زخم ہرا ہوا
یہ دل و جگر مرے کیا ہوئے کوئی تازہ برگ حنا ہوئے

جو ہوا سے زلف بکھر گئی نظر آنکی صاف بدل گئی
جو اسیر حلقۂ ناز تھے وہ قتیل تیغ ادا ہوئے

انہین تنگیوں مین فشار ہے کہ تپش مین جسم نزار ہے
یہ قفس مین طائر باغ کیا کوئی مرغ قبلہ نما ہوئے

نہین وحشتوں کی یہ ولولے کہین حسن و عشق نکل چلے
مری بیڑیوں مین تھے سلسلے وہ تمھاری زلف دوتا ہوئے

جو ابھار سینے کا دمبدم ترے آنچلوں سے نمود ہے
تر و تازہ دونوں حباب گل تہ موج باد صبا ہوئے

ہمہ تن کبھی ہوئے درد و غم ہمہ تن کبھی ہوئے صبر ہم
کبھی آپ اپنا مرض ہوئے کبھی آپ اپنی دوا ہوئے

بڑھی عمر تو ہوئے حشر وہ بڑھا قد تو ڈھائیں قیامتیں
بڑھیں پلکیں تو وہ ستم ہوئی بڑھیں زلفیں تو وہ بلا ہوئے

کبھی ہنسے ہیں خدا توامان کبھی جسم سایہ صفت عیان
وہ کہیں رہے وہ ہمیں رہے نہ ملے رہے نہ جدا ہوئے

نہیں کچھ سکت تن زار میں ہوئے زرد زرد بہار میں
پر کاہ کیا بنے غم سے ہم کہ تمام کاہ رُبا ہوئے

کبھی ایک بوسہ ہمیں دیا کبھی مرتے مرتے بچا لیا
جو مسیح لب ہیں ہوا کریں کہو کس مرض کی دوا ہوئے

ترے ہاتھ جب سے لگا ہے دل تو حنا نے پیس دیا ہے دل
مرے زخم دل میں جو چور تھے وہ تمام دزد حنا ہوئے

ہوا بعد وصل عجیب مزا کہ خموش بیٹھے جدا جدا
ہمہ تن میں صبر و سکون ہوا ہمہ تن وہ شرم و حیا ہوئے

نئی عاشقوں کی ہیں طینتیں کہ ہیں شاستوں میں بھی زینتیں
جو گھٹے تو خال سیہ ہوئے جو بڑھے تو زلف رسا ہوئے

اُٹھے ہم جو خواب خیال سے لگے تکنے دیدۂ حال سے
کہ وہ کب اُٹھے وہ کدھر گئے ابھی پاس تھے ابھی کیا ہوئے

ہے ذکر نہ صیام میں ارے مردہ خوار یہ غیبتیں
ترے روزے واعظ بے خبر نہ قضا ہوئے نہ ادا ہوئے

تری آنکھ سے یہ گرے ہوئے وہ مرے جگر میں کبھی ہوئے
مرے نالے تیری نظر ہوئے ترے غمزے آہ رسا ہوئے

یہ قدم قدم پہ چبھینگے پاؤں کہ بڑھ سکو گے نہ آگے تم
جو تمہارے کوچے کی خاک میں کہیں دفن ہیں وہ فنا ہوئے

جو نگہ ہے چشم سیاہ میں وہی برق طور ہے راہ میں
تری آنکھ پر جو فدا ہوئے وہ شہید راہ خدا ہوئے

نہ زمیں میں تخم اگر گلے تو کبھی نہ کوئی ثمر پھلے
وہ فنا میں اپنی بقا ہوئے جو بقا میں تیری فنا ہوئے

جو عدم میں تھے ہوئے خلق وہ جو وجود میں تھے وہ چل بسے
جو رہا تھے ہو گئے قید وہ جو اسیر تھے وہ رہا ہوئے

بنے **قدر** ایسے غبار ہم ہوئے گردشوں میں وہ خوار ہم
کہ مثال دائرۂ فلک جو اُٹھے تو بے سر و پا ہوئے

سخنگو کے سے لیے سختی یہاں سے ہے | ۱۱ | جبھی بتیس دانتوں میں زبان ہے

عجب کچھ حال جسم ناتوان ہے
ہماری روح بھی ہمپر گران ہے

جگر مین آنکھون مین دل مین نہان ہے
کہان ہی تو کہان ہے تو کہان ہے

مہ سیماب داغ قلب مضطر
لحد عاشق کی نخشب کا کنوان ہے

جواب خط وہان سے تو ہی لانا
کہ تیرا پاؤن قاصد درمیان ہے

شرارے نالۂ دل کے ہین انجم
دھوان آہونکا سوان آسمان ہے

جہانمین اُسکو مین نے چن لیا ہے
ہزارون مین وہ اک چیدہ جوان ہے

نہین فرقت سے گھبرا ئینگے عاشق ؁
فقط منظور اُنکو امتحان ہے

خدا اڑوا لے نہ اب پھندے مین اُسکے
وہ گیسو بھی بلائے ناگہان ہے

وہان ہو تم یہان ہے یاد مجھکو
یہان رہتا ہون لیکن دل وہان ہے

مرے اُن پر اُنہین ہم سے ہزارون
کہان اے قدر کوئی قدردان ہے

19

آگئی فصل نوبہار دشت مین وہ ہوا چلی
سر پہ ہوا جنون سوار عقل پیادہ پا چلی ؁

ایک طرف ادا چلی ایک طرف قضا چلی
جب دل و جان نے باڑھ دی ہونے لگی چلا چلی

باغ سے جب ہوا چلی میکدے سے گھٹا چلی
دل کی کلی کھلا چلی دل کی لگی بجھا چلی

تو نے نہ آکے دید کی بیٹھ گئے گھر مین عید کی
لاش ترے شہید کی جانب کربلا چلی ؁

جب نہ ملی یہان امان قلعۂ تن سے بیتکان
بھاگی حیات لیکے جان موت برہنہ پا چلی

واہ رے دورۂ شراب خانقہین ہوئین خراب
جھوم رہے ہین شیخ و شاب ایکی عجب ہوا چلی

طالب دید ہین تباہ قہر ہے شرمگین نگاہ
واہ حیا ئے یار واہ نظر و ہمین تو بھی آ چلی

غیر کو تم اُبھارتے تیغ سے سر اُتارتے
کیا ہو مرے کو مارتے مجھپہ چلی تو کیا چلی

ابر بہار کا ہے جوش رعد جنون کا ہی خروش / اُڑ گئے برگ عقل و ہوش باغ مین وہ ہوا چلی

موت کی لگ گئی نظر جب تو مریض چشم پر / نقش ہوئے نہ کارگر اور نہ اک دعا چلی

شور اُٹھا جو آہ کا صبر و قرار اُڑ چلا / قافلے مین بجا درا ہونے لگی چلا چلی

ٹوٹا جہان کوئی شہاب سمجھا مین خانمان خراب / مجھپہ بڑا کوئی عذاب مجھپہ کوئی بلا چلی

مرتے تھے جنکے جانے سے آئے وہ سو بہانے سے / لیکن اب اُنکے آنے سے روح بدن مین آ چلی

روک کے دل پر اُسکے وار جان کرونگا مین نثار / تیغ نگاہ ناز یار مجھپر اگر ذرا چلی

ملک عدم کو جائیگی گھر بھی وہین بنائینگے / اب نہ پلٹ کر آئیگی ٹھوکرین عمر کھا چلی

جاتی ہی جان ہائے ہائے اُسکو لکھون تو یہ سنائے / گھر پہ مین جاؤن اپنے آئے میری وہان بلا چلی

نظر و نین جب مین آؤنگا دل مین ترے سماؤنگا / گھر مین ہی گھر بناؤنگا میری اگر ذرا چلی

ساقی و رند و بادہ کش اور پکارین العطش / آتے ہین سب کو غش پہ غش آج شراب کیا چلی

قدر یہ فوج جب چڑہی ٹوٹیگی قلب کی گڑہی
ناز بڑھا ادا بڑہے غمزہ چلا حیا چلی

۹

وفاداروں نے سینچا تھا لہو سے / چھٹی مہندی نہ پائے خوبرو سے

گہر کسطرح سے سجے جہان مین / بسر کی آنتک کس آبرو سے

وہین ہے چشمۂ حیوان خوبی / مسیحائی عیان ہی گفتگو سے

پیالہ پی لیا پیر مغان کا / مجھے بیعت ہوئی دست سبو سے

ہزار افسوس قیدی ہین قفس مین / چمن مین آئے تھے کس آرزو سے

رگ گردن سے گو نزدیک تر تھی / مگر پایا ہے کتنی جستجو سے

اُتاری عکس کی تصویر ہمنے / لگایا دل جو اُس آئینہ رو سے

دہن یا غنچۂ باغ عدم سے ہے		خجل ہوتا ہے بلبل گفتگو سے

کسیکے ہو رہو اے **قدر** دیکھو
لگا لو دل کہین اک خوبرو سے

سوغات مجھسے لیکے رہ کوی یار سے	۱۳	مٹھی بھر اے صبا مری خاک مزار لے
ساقی کہے تو دم نہ کوئی بادہ خوار لے		واعظ کی پگڑی کیا کہ کفن تک اُتار لے
جب میکدے سے مین محتسب آکر قرار لے		مسجد کی کلسیان کوئی یار اُتار لے
بکتا ہوا یہ **قدر** رہ کوے یار لے		مین بیچتا ہون کوئی دل بیقرار لے
لو اُنکے اُٹھتے اُٹھتے ہی کیا ہو گیا مجھے		ہونگے یہین کہین کوئی اُنکو پکار لے
کروٹ جو بدلے یار تو دیکھو نہین زلف و رُخ		کروٹ کسی طرح سے یہ لیل و نہار لے
زلفون نے ہمسے بل کی جو لی بل نکل گئے		تو بھی تعلّیونکی نہ اے قدر یار لے
شیشہ بھی ٹوٹ جاتا ہی آسیب چشم سے		تیر نگاہ دل سے ہوا وار پار لے
دم ٹوٹتا ہے میرا تماشا تو دیکھ لے		تلوار ٹیک کر کہین قاتل قرار لے
ساقی جو چھانتا ہوی سُرخ سُرخ کو		واعظ کا سبز عمامہ اُتار لے
کیا وصل سے حضور نے مجھکو جلا دیا		کچھ اور شک نہو تو قدم جان نثار لے
قسمت کُھلی کہ زلف کے پہندے مین پھنس گیا		اے دل تڑپ کے بوسۂ رخسار یار لے

آنکھون کی راہ آج وہ دل مین سماتے ہین
دل کھولکر تو **قدر** اُنہین گھور گھار لے

بلبل نہ باسی منہ کہین اُنکو پکار لے	۱۰	گلّی کرے گلاب سے جو نام یار لے
انسان فصل گل مین می خوشگوار لے		چوری کرے کہ مانگ کے لے یا اُدھار لے

تو میرے سے بوسہ لینے پر اتنا خفا ہوا
بوسہ بھی کوئی چیز ہے تو لاکھ بار لے

مشہد نہین ہے کوچہ ترا کربلا نہین
رکھون اگر مین پاون مرا سر اُتار لے

دم گھٹ رہا ہے کیا قفس تنگ مین مرا
جھونکا کوئی ادھر بھی نسیم بہار لے

یارب کسیکے دلمین نہ کھب جائے چشم یار
شیشے مین اس پری کو نکوئی اُتار لے

پھانسی جسے لگائی وہ ٹھوکر سے جی اُٹھا
یہ بات ہے تو کیون نہ قدم زلف یار لے

للہ اونچی کرتی نہ پہنا کرین حضور
ایسا نہو کہ کوئی کہین بیٹھا مار لے

ہے شیر کی جھپٹ مرے دلمین تو خوف کیا
پلکونکی برچھیون سے اسے گھیر گھار لے

اے قدر نالے کرکے گرا آسمان کو
للکار لے پکار لے میدان مار لے

۱۱

کچھ روز دن یار ہم تم دو قالب ایک جان تھے
جسوقت تم جہان تھے اُسوقت ہم وہان تھے

کن مشکلون سے ٹوٹے ساتون جو آسمان تھے
اے تیر آہ یہ بھی رستم کے ہفتخوان تھے

بچپن سے ہو گیا تھا کچھ حسن و عشق باہم
وہ شاخ ارغوان تھی ہم شاخ زعفران تھے

اچھے جو تھے اُٹھے وہ ہم سے جو تھے ہے وہ
پہلے ہوئے روانہ جو میر کاروان تھے

آواز تھی چھیڑونکی یا صور کی صدا تھی
مرقد سے اُٹھ کے بیٹھے جو جو جہان جہان تھے

انجام کار آکر دیکھا جہان مین یکسر
ظل ہما تھا جن پر وہ مشت استخوان تھے

کیا آب تیغ و خنجر تھی موج باد صرصر
گرتے تھے سر برابر گویا گل خزان تھے

بیشک وہ ہوتے راضی ناحق تھی زار نالی
کیون بولے حضرت دل کیا تم مری زبان تھے

قاصد مرا مسیحا پوچھے تجھے تو کہنا
جب مین ادھر کو آیا روتے تھے نیمجان تھے

زلف سیہ مین آنکی کیسے مرے تڑپ کر
افسوس حضرت دل اک شب کے میہمان تھے

غیر دن کا کیا اجارا کیون جوڑا اُنہون نے مارا
مین قدر تھا تمہارا تم میرے قدردان تھے

11
بولے وہ ہم سے ہنسکر روز ازل کہان تھے — کی عرض ہمنے اُنسے اے یار تم جہان تھے
میرے اگر عدو تھے میرے عذاب جان تھے — جب بٹ رہی تھی الفت اُسوقت تم کہان تھے
بولے فشار دیکر رستم کو قبر رستم — روکا نہ زور میرا مشہور پہلوان تھے
یہ بار عشق ہمنے انجام کار اُٹھایا — کہسار کانپتے تھے چکر مین آسمان تھے
دل کی تڑپ غضب ہے ہمسے تو کوئی پوچھے — یا زیر آسمان تھے یا زیر لامکان تھے
کچھ بات ہے کہ مرتا بوسہ طلب نہ کرتا — کیا بندہ بے زبان تھا یا آپ بے دہان تھے
فرقت کی سختیون سے پوچھو نہ حال اپنا — لوگون پہ ہم گران تھے اسدرجہ ناتوان تھے
یہ موت زندگی بھی ہے انقلاب عالم — نیچے زمین کے ہین جو زیر آسمان تھے
کیا وصل مین کھلا تھا راز دل ایک ہوکر — ہم اور یار دونون اک خط توامان تھے
یہ عشق یہ جوانی کیا روگ لگ گیا ہے — ہم بھی کبھی کہینگے ہم بھی کبھی جوان تھے

ہمسن عدم کو پہونچے کیون آپ تھک کے بیٹھے
اے قدر نقش پا تھے یا گرد کاروان تھے

10
کہان ڈھونڈون مین دل دلبر وہی ہے — ہنسی ہے اُسکے ہونٹھون پر وہی ہے
نہین کچھ آئنہ سازی پہ موقوف — جو صاحب دل ہوا اسکندر وہی ہے
رہے داغ جگر یارب سلامت — شب غم کا مہ انور وہی ہے
اُسی کا ذرہ ذرہ خوشہ چین ہے — فروغ خسرو خاور وہی ہے
مثال آئنہ ہم سب سے ہین صاف — جو دل مین بات ہے مُنہ پر وہی ہے

نہ کیونکر وصف دندان ہو زبان پر | کہ اس تلوار کا جوہر وہی ہے

تلاش رزق مین اتنا تردد | ارے جو گھر مین ہے باہر وہی ہے

ق خدا کے فضل سے ملک جنون مین | حکومت ایک عالم پر وہی ہے

وہی نالہ وہی آہین وہی اشک | وہی طبل و علم لشکر وہی ہے

نکالا کل اُنھون نے پھر بلایے آج
تمہین اے قدر کیا اک گھڑی ہے

۱۵

خود ہین آداب شہادت پاؤن بسمل کیلیے | جب ذرا ترپا قدم اُٹھ اُٹھ کے قاتل کیلیے

عیش و غم توام اگر ہین عالم اسباب مین | تو کف افسوس زیبا ہین جلاجل کیلیے

دل ہمارا داغ کھاتا ہے رخ پر نور پر | آگ کھاتا ہے چکور اک ماہ کامل کیلیے

عاشقون کا حال معشوقون پہ ہوتا ہی عیان | گل سراپا گوش ہین شور عنادل کیلیے

نیل گالون پر پڑے ہین صورت داغ قمر | شب کو بوسے اسقدر لین ماہ کامل کیلیے

ہو گیا اندھیر تیرے اُٹھتے ہی اے شمع رو | رونقین تہین تیری دم سے ساری محفل کیلیے

بعد مرنیکے بھی اتنی خاکساری رہ گئی | گر گرا اپنے سر نے بوسے پای قاتل کیلیے

سبزۂ خط پر تو مرتے ہین مگر اندھیر ہے | جان شیرین ہمنے دی زہر ہلاہل کیلیے

جاگ اے دل خواب غفلت سے کہ شیطان ساتھ ہے | چور کا کھٹکا ہی اس عالم مین غافل کیلیے

ان بتون سے نکلے پھر دہان تنگ پر آیا ہی دل | پھر جناب حق سے منھ پھیرا ہی باطل کیلیے

بیقرار آئینہ رخ پر ہون ہین سیماب وار | صورت اسپند بیتابی ہی تل تل کیلیے

وعدۂ فردا جو ہی ہم مان سکتے ہین اسے | یہ تو فرماؤ کہ کیا سوچے ہو اس دل کیلیے

شاخ گل کوڑا بنے گل کی رگین ہون بیڑیان | یہ سزا کیا کم ہے صیاد عنادل کیلیے

مین ہوا آنکھون پہ شیدا غیر پلکون پر فدا
مین نے بادام اُسنے اس بادام کی چھپکے لیے

مرتبہ استاد دہلی کا کہون اے **قدر** کیا
یہ بھلا رتبہ کہان سحبان وائل کیلیے

۱۱

گہر کی مثل نہ ثابت کبھی حباب رہے
جہا مین سر جو اُٹھائے وہی خراب رہے

وہ بات ہو کہ جو کچھ حرمت شباب رہے
مدام ہاتھ مین اک ساغر شراب رہے

مرے لہو کی حرارت نہ پوچھ اے قاتل
مجال کیا جو ترے تیغ مین آب رہے

بنی ہے آج جو غیرون کی کل ہے دور اپنا
خدا کرے کہ زمانے کو انقلاب رہے

لکھا ہے ہمنے بہت وصف خال ابرو کا
رہے جو بیت غزل مین وہ انتخاب رہے

نگاہ بد سے نہ دیکھا اگر یہ چیتر ہے
کہ اب تلک وہی پردے وہی حجاب رہے

عبث وہ زلف کی مانند بل کی لیتے ہین
سنا نہین کہ کہین عمر بھر شباب رہے

تمام بلبل و پروانہ اُڑ کر آئین گے
جو آپ کو ٹھے پہ دو نرا سے بے نقاب رہے

حبیب اختلاط بڑہا گھٹتی ہے تواضع پھر
بہت بجا ہے کہ چند سے انہین حجاب رہے

تری خوشی سے خوشی ہی ہمین وہ عاشق ہین
نہین ہے رنج اگر مورد عتاب رہے

جو ایک ہاتھ مین ساقی کا ہاتھ ہو اے **قدر**
تو ایک ہاتھ مین اک ساغر شراب رہے

۱۲

کرون جو آہ شرربار کسکو تاب رہے
زمین پہ مین رہون گردون پہ آفتاب رہے

مثال شمع جو جل جلکر آب آب رہے
تو شب کو وہ تری محفل مین باریاب رہے

بہار آئی ہے ساقی بہار آئی ہے
وہ دے شراب کہ زاہد کا دل کباب رہے

مری نگاہ مین یکسان ہین ظاہر و باطن
کھلا رہے کہ رخ یار پر نقاب رہے

دہان یار کے مضمون عدم سے لاتے ہین
ہمیشہ ہم تو اسی فکر مین خراب رہے

دیے لبون سے کبھی بوسے گالیان کبھی دین
عنایتین رہین ہم پر کبھی عتاب رہے

جو حکم کیجیے صاحب تو ایک رات کی رات
تمھارے کوچے مین یہ خانمان خراب رہے

بجا ہے رندونکی صحبت بُری ہے اے واعظ
یہی بہت ہے جو عزت یہان جناب رہے

کسوف و زلزلہ آیات عشق ہو جائین
جگر مین داغ رہے دلمین اضطراب رہے

خدا کرے کہین رندونکے دم مین زاہد آے
گرو عمامہ و جبہ پئے شراب رہے

تم ایک گالی ہمین دو ہم ایک بوسہ لین
ہمارے آپکے صاحب یہی حساب رہے

اگر یہ خاک ہو کیمیا سے بہتر ہے
جو قدر زیر نظر لطف بوتراب رہے

٩

پیکر خُم شراب کو میخوار تن گئے
میخانہ وہ مکان ہے جو آئے بن گئے

معشوق کے مزاج کا کیا اعتبار ہے
کل آپ ہی وہ روٹھ گئے آپ من گئے

ظالم خدا کے واسطے مُنھ پر نقاب ڈال
تیر نگاہ سے دل عشاق چھن گئے

تارونکے ٹوٹنے کا گمان یار کو ہوا
نالے ہمارے جب سوئے چرخ کہن گئے

دنیا کی کلفتون سے دم اپنا نکل گیا
ایذا ہوئی سفر مین تو سوئے وطن گئے

یہ کیا ابھی تلک یونہین بھولے بنے رہے
جسنے بنالیا تمہین معشوق بن گئے

آنکھون کا فرش نرگس شہلا نے کر دیا
جب موسم خزان مین وہ سوئے چمن گئے

افلاس کا بُرا ہو زمین مین گڑا گیا
شرمندہ میری قبر سے گور و کفن گئے

اے قدر ہمسے دوڑ کے حورین لپٹ گئین
جنت مین لیکے داغ حسین و حسن گئے

۱۴

بڑی نازون سے دلمین جلوۂ جانانہ آتا ہے
یہ گھر جسنے بنایا ہی وہ صاحب خانہ آتا ہی

خدا کیواسطے منھ سے لگا دے خم کا خم ساقی
بڑا گھنگھور بادل جانب میخانہ آتا ہے

اندھیری رات مین داغ جگر ایسے چمکتے ہین
کہ میری بزم مین پروانے پر پروانہ آتا ہے

وہ بھولی بھولی باتین نیچی نیچی نظرین خلقی ہین
سکھائے سے کہین انداز معشوقانہ آتا ہے

جو گھر گزری وہ گزری جو گزرے سے وہ گزرے
ترے کہنے مین اغط کیدل دیوانہ آتا ہے

بگولا دیکھکر صحرا مین بولا قیس وارفتہ
یہ کیا لیلی کا ناقہ جانب ویرانہ آتا ہے

نکلجاتا ہے منھ سے نام انکا باتون باتون مین
زبان پر ہو نہ آتا تھا وہ بیتابانہ آتا ہے

خدا کے فضل سے وہ حسن ہی خادم بھی جو دین
جب آئینہ منگاتا ہے وہ دلبر شانہ آتا ہے

دل وحشی کو تیری یاد مین کیا کیا نہین آتا
غضب ڈھاتا ہی جسدم ترین یہ دیوانہ آتا ہے

نکلتی ہی کسی پر جھوم کر وہ مچھیہ گرتی ہے
تمھاری تیغ کو کیا شیوۂ مستانہ آتا ہے

بناوٹ سے بگڑکر وہ بت عیار کہتا ہے
کسیکے گھر مین صاحب یون کوئی بیگانہ آتا ہے

لب میگون کے بوسے مجھکو اب تک یاد آتی ہین
مین رو دیتا ہون جب ہونٹھون تلک پیمانہ آتا ہے

وہ ہمکو بھولے بیٹھے ہین ہم انکو بھولے بیٹھے ہین
کہان ہے خط کتابت ہو کوئی جانا نہ آتا ہے

بہار آخر ہوئی ہے **قدر** کی تربت پہ میلا ہے
یہان بیڑی بڑھانے کو ہر اک دیوانہ آتا ہے

۱۳

جب آنکھ بند ہو گی دیدار دیکھ لینگے
کب تک چھپو گے ہمسے ای یار دیکھ لینگے

میخانہ بند تو ہو کاٹینگے حلق اپنا
آئے تو ماہ روزہ تلوار دیکھ لینگے

کلڑ کی قفس کی چاہے صیاد بند کر دے
ہم روزن قفس سے گلزار دیکھ لینگے

مختار ہم نہین ہین مجبور تم نہین ہو
جو کچھ دکھائیگا ناچار دیکھ لینگے

کوٹھے پر آکے صاحب جلوہ دکھائیے تو
غش ہونگے یا نہونگے دیدار دیکھ لینگے

اچھا کیا جو تمنے وعدے پہ کل کے ٹالا
موقوف آج پر کیا پھر یار دیکھ لینگے

سبھو لینگے رقص اپنا اے سرو باغ خوبی
طاؤس باغ جبدم رفتار دیکھ لینگے

وعدہ جو وصل کا ہی گور و کفن مین اچھا
نکلو نہ پردے سے تم اغیار دیکھ لینگے

آخر براہ دیدہ دل مین سمائیے گا
جب چھپنے آئیے گا دیدار دیکھ لینگے

واعظ نہ میکدے مین شیخی بگھار آکر
ساقی الگ رہیگا میخوار دیکھ لینگے

مرنے کے بعد کوئی ساتھی نہین کسی کا
سب لوگ اپنی اپنی کردار دیکھ لینگے

غیرون سے دل لگایا عاشق سے منہ چھپایا
اب ہم بھی اور کوئی اے یار دیکھ لینگے

کوچے مین ان بتون کے اے قدر پھر پھرا کر
ہم قدرت خدا کے اسرار دیکھ لینگے

١٣

جب سانس مین لیتا ہون اک آہ نکلتی ہے
پر جان بھی آہون کے ہمراہ نکلتی ہے

غم دوست سے دل اتنا جب آہ نکلتی ہی
ہونٹھون تلک آتی ہے اک واہ نکلتی ہے

اے چرخ ستم پرور پھر چاند ہوا چھپکر
تلوار تیری کس پر ہر ماہ نکلتی ہے

رولواتا ہی سے اے بدخو پھر ہاتھ ملیگا تو
بن بن کے مرے آنسو سب چاہ نکلتی ہے

کچھ بوسون کے پانی سے کچھ گالیان کھاتے
سب میرے خزانے سے تنخواہ نکلتی ہے

مین صبر کا ہون دشمن اس نام سے ہے الجھن
قد سے یہ میری چیکن کوتاہ نکلتی ہے

اس بحث سے کیا مطلب گو آتے ہو تم ہر شب
پر دل کی تمنا کب اے ماہ نکلتی ہے

تیر انکا جو چلتا ہے دل اس سے بہلتا ہی
جب تیر نکلتا ہے اک آہ نکلتی ہے

رخسارون پہ اے دلبر ہی سبزہ خط دو دیکھ
کیا قہر ہے پھولون پر یہ کاہ نکلتی ہے

سر ہے آگ لگی دیکھو سینے کی خبر تو لو
بن بنکے شہاب اتنو ہر آہ نکلتی ہے

دل آنکھون سے لڑتا تھا آخر مین ہوا کشتا
اب کھود و لحد جس جا جنگاہ نکلتی ہے

غمزے سے تو کوئی دیکھے جب مانگتا ہون بوسے
کس ناز مین ہونٹھون سے اے واہ نکلتی ہے

اب غیر ٹھٹھکتے ہین اب **قدر** لپکتے ہین ٹر
اب کانٹے سر کٹتے ہین اب راہ نکلتی ہے

مستلون

١٣

ایسی گردش مین پڑے داغ جگر آلے ہوئے
داغ سی شعلہ ہوئے شعلون سے جو الے ہوئے

بیگنہ جیسے گلا کاٹا ہے ابرو نے مرا
بیٹھے رہتے ہین گریبانمین وہ سر ڈالے ہوئے

تابش رخ کی دلیلین ہین وہ چشمان سیاہ
گرمی اسدرجہ ہوئی دونون ہرن کالے ہوئے

موے مژگانمین درازی سی درازی ہی تری
تیر وہ پہلے ہوئے تیرون سے پھر بھالے ہوئے

بڑہتی دولت ہی مرے سینے مین غمہای فراق
آگے آہین جو نکالتی تھین وہ اب نالے ہوئے

موہنی آنکھونمین تم رکھتے ہو اللہ رے اثر
جسگھڑی آنکھین لڑین آنکھون سے متوالے ہوئے

ٹھنڈی سانسین جو کبھی یارون نے فرقت مین بھرین
آبلے سینے مین جتنے تھے وہ سب تالے ہوئے

چھاتیان ایسی کہان ایسی کمر کو ہے کہان
سارے اعضا صنم سانچے مین ہین ڈھالے ہوئے

میر اپیکر ہی مگر خاک گلستان سے بنا
جب بہار آئی مرے زخم جگر آلے ہوئے

قتل کرتے ہین وہ گال اُسکے وہ گیسوی سیاہ
آفتین ہیرے لیئے گورے ہوئی کالے ہوئے

کیا نزاکت ہے ذرا باتون مین گرمائے جو وہ
شبنم گل کی طرح ہونٹھون پہ ہین چھالے ہوئے

شیر ابلق ہین تری آنکھین کب آہو ہین صنم
تیرے مژگان کی کھٹکے ہین یہ پالے ہوئے

ترک ہو جائین نہ مدت کی ملاقاتین کہین
قدر رہتے ہین بہت غصہ ترا ٹالے ہوئے

۱۱

شراب سرخ ہی معشوق ہین بوتل پہ بوتل ہے — وہ بجلی کوندتی ہی باغ ہے گھنگھور بادل ہے
نکھر کر آج آئے ہو کروگے قتل کس کس کو — دھڑی ہونٹھون پہ مہندی ہاتھوں مین آنکھوں مین کاجل ہے
قیامت آئی یا تم آ گئے ہو یا زلزلہ آیا — کہ اب تو خفتگان خاک مین بطرح ہلچل ہے
بہار آئی ہے اے زاہد چڑھی تھی مغز کو ایسی — پیالہ ہاتھ مین ہر دم بغل مین مے کی بوتل ہے
نکالا ہے جنون نے گھر سے ہم روتے ہین صحرا مین — وطن مین خاک اڑتی ہی مگر سرسبز جنگل ہے
کبھی آہین نکلتی ہین کبھی آنسو امنڈتے ہین — کبھی بجلی چمکتی ہے کبھی فرقت مین بادل ہے
پھٹے کپڑون مین بھی رونق وہی ہے ہم فقیرون کی — فروغ اپنا بھی اس ظلمتکدہ مین مثل مشعل ہے
خمار اتنا ہے ای ساقی کہ سر مین درد ہوتا ہے — مین سر ٹکرا کے توڑونگا جو میخانہ مقفل ہے
مثال زلف آ بت تیرے سارے بل نکلجا مین — خدا کے فضل سے اپنی وہ تقریر مسلسل ہے
عجب رفتار ہے قاتل کہ لاکھون کشتہ ہوتے ہین — قدم ہے یا کہ خنجر ہی گلی ہے یا کہ مقتل ہے

بنین کیونکر نہ ابر رحمت آہین خاکسارون کی
بخارات زمین سے سنتے ہین ای قدر بادل ہے

۱۴

قدر کیا ڈر جو موت آئی ہے — یہ بھی کیا یار کی جدائی ہے
جان تک تم پہ صدقے کرتا ہون — عمر بھر کی یہی کمائی ہے
نالے کیسے دوہائیان دی ہین — کوئی سنتا نہین دوہائی ہے
کیا شب ہجر عاشقان کم ہے — زلف کیون اسقدر بڑھائی ہے
غیر کے سامنے بگڑ جانا — یہ بھی اک طرز آشنائی ہے

دیو ہجران ستا رہا ہے مجھے
ملک الموت کی دوہائی ہے

بوسہ مانگا تو گالیان پائین
کیا رقیبون نے منھ کی کھائی ہے

آپ سے ہو چلا ہون مین باہر
یہ جنون مین مجھے سمائی ہے

نازنین کو دیا نیاز ہمین
یہ بھی اک شان کبریائی ہے

دور کی سوجھتی ہے پی کے شراب
عینک آتشی چڑھائی ہے

اپنے دم تک ہین عشق کے جھگڑے
مر مٹے ہم تو پھر صفائی ہے

مجھکو آنکھین دکھاتا ہے ناصح
غمزۂ یار کی دوہائی ہے

ہجر مین ٹوٹتے ہین سب اعضا
پر شب وصل مومیائی ہے

جان دیتا ہون قدر رو رو کر
نیند آتی ہے وہ ترائی ہے

۲۰ تربت مین بیقراری دلمین بھری ہوئی ہے
سینے پہ سل ہمارے جب تو دھری ہوئی ہے

اُس بت کے زلف و لب سے کب جا بری ہوئی ہے
لیلی پسی ہوئی ہے شیرین مری ہوئی ہے

منڈتے ہی خط ہوا ہے آہوی چشم نازان
سبزہ چرا ہی اسکو بٹیا ہیب چری ہوئی ہے

کھلتے ہی ہجر مین آنکھ آنسو نکل پڑینگے
ڈبیا یہ موتیون سے منھ تک بھری ہوئی ہے

دیکھو فنا کی سیرین مٹی مین رل رہی ہے
جمشید کا پیالہ ہر ٹھوکری ہوئی ہے

گیسو نے دی ہے پھانسی انکا ہے دم ہمارا
یارے اجل مین شاید بڑی بھری ہوئی ہے

ہے میری آنکھ کاتل نظارے مین کسوٹی
سیم جمال تیری اس سے کھری ہوئی ہے

اتنا ہی تنگ و تاریک اپنا سیاہ خانہ
کاجل کی کوٹھری سے ہر کوٹھری ہوئی ہے

چاہ ذقن پر آنکے آیا رقیب کا دل
گویا کنوئین کے منھ پر اک سل دھری ہوئی ہے

کرتا ہے ذبح تیرا پاجامہ گلبدن کا
خنجر ہمارے حق مین ہر خنجری ہوئی ہے

دور فلک نے کھوئے سبد جو اس خمسہ
پتے سے گنجفے مین کیا ابتری ہوئی ہے

ہے چشم سرگین سے پیدا رم غزالان
اس کال کوٹھری مین وحشت بھری ہوئی ہے

بوسہ دہن کا لیکر کاٹا ہے ہونٹھ اُن کا
یاقوت کی یہ طیار انگشتری ہوئی ہے

وہ سبز رنگ ایسا آنکھون مین کھب گیا ہے
میری سفید عینک بالکل ہری ہوئی ہے

قد پہ مرا ہوا ہون آتی نہین قیامت
قامت سے تیری شاید وہ بھی ڈری ہوئی ہے

فصل بہار آئی سبزہ بیکدہ سے
تھی جو سفید بوتل وہ بھی ہری ہوئی ہے

ساقی کا فیض جاری سنت کے پیر سے چھوٹے
کشتی مین مے جو آئی دریا پری ہوئی ہے

تردامنی ہماری مرنے پہ کام آئے
شاخ جریدہ اپنی بالکل ہری ہوئی ہے

آنکھون سے تیرے کافر پیدا ہوا ہے غمزہ
غمزے سے تیرے پیدا جادوگری ہوئی ہے

دریا سے نکلے گوہر معدن سے نکلے جوہر
اے قدر تجھ سے پیدا یہ جوہری ہوئی ہے

١٧ وہ نگہ جری ہوئی ہے مری جان بری ہوئی ہے
یہ اُسے جری ہوئی ہے کہ اجل مری ہوئی ہے

کھڑے کیسے مژگان کبھی اشک تا بدامان
مری چشم گوہر افشان کوئی جوہری ہوئی ہے

ہے بہار کی بدولت جو بدل چلی ہے صورت
مری زرد زرد رنگت گل جعفری ہوئی ہے

جو ہے تیر ناز دلبر تو ہے صید جان مضطر
جو فترہ ہوئی ہے شہپر تو نگہ سری ہوئی ہے

تو کھنچا کھنچا ہے کب سے کہین مجھ پہ چل بھی جائے
تری تیغ ناز آگے جو کھنچی دھری ہوئی ہے

مرا دل ہے کیا مصفا کبھی تو نے منھ نہ دیکھا
ارے میرے دل سے پیدا تری دلبری ہوئی ہے

جگر اُن سے پھٹ گیا ہے مرا دل اُچٹ گیا ہے
یہ ورق اُلٹ گیا ہے عجب ابتری ہوئی ہے

جو ہین پلکین فوج و لشکر تو ہی سرمہ تیغ و خنجر
تری آنکھ سے ستمگر کسے جانبری ہوئی ہے

مرا روز ہجر بیٹھا ہے سفید دیو یارب
وہ اُڑی ہی وصل کی شب کہ سیہ پری ہوئی ہے

ترے لب پہ دل لبیا ہی تری آنکھ پر فدا ہی
کوئی معجزہ ہوا ہی کہ فسونگری ہوئی ہے

ترا خط صبا جو لائی اُسے کیون ہوا اسمائی
نہ ہوئی ہی کچھ خدائی نہ پیمبری ہوئی ہے

ہر اک آنکھ سے تمھاری کوئی آہو تتاری
مری کشت عمر ساری اُنھین کی چری ہوئی ہے

کہین ناز کی حرارت کہین غمزے کی شرارت
یہی شوخی و شرارت ہمہ تن بھری ہوئی ہے

تری چشم سرمگین کا مرے دل مین دھیان آیا
مرے آئنے سے پیدا یہ سیہ پری ہوئی ہے

ابھی کوسے تجھے پر ملا سے نہین کہکشان کو تجھ سے
تری مانگ موتیون سے وہ غضب بھری ہوئی ہے

ابھی رخ ترا ستم ہی ابھی خط سبز کم ہے
وہ گلاب کی قلم ہی کہ ابھی ہری ہوئی ہے

جو ہی سبز رنگ ساقی کرین مدح اُسکے خط کی
چھنے **قدر** آج سبزی یہ ہمین چری ہوئی ہے

11 زلفون مین پھنس کے کیا کوئی اُن سے گلا کرے
کہتے ہین انس آپ سے میری بلا کرے

پانی کو دوڑتا ہون کہ گھر مین لگی ہی آگ
جب دل جلے کسی کا نہ روئے تو کیا کرے

کشتون کو زندگی کی تمنا دوبارہ ہے
وہ چال چلیے آپ کہ محشر بپا کرے

وقتین اُنکی ہمکو پڑا ہے خدا سی کام
وہ بھی خدا خدا کرین یونہین خدا کرے

اغیار اُنکے ہاتھ مین مہندی لگاتے ہین
ہے ہمکو حکم دست تاسف ملا کرے

آئنہ دیکھ دیکھ کے ششدر ہوئی ہین آپ
ایسا کسیکو بھی نہ خدا خود نما کرے

وہ چھپ کے کی نگاہ کہان ہی کہ ہم پسین
وہ موہنی کہان کہ ہمین مبتلا کرے

تعریف اس بڑہ کی خوشامد ہی آپ کی
تم ایسے ہو کہ جان کو تم پر فدا کرے

ابروکمان تیر مژہ برچھی سے ہے نگاہ   وہ ترک ہے اشارہ مین لشکر کٹا کرے
عاشق وہ اسکو کہتے ہین جو ظلم جھیل لے   معشوق اُسے سمجھتا ہون نہین جو وفا کرے

کیون **قدر** ذکر قامت بالا کا چھڑ گیا
کہہ دون مین دل سے شور قیامت بپا کرے

آنکھ پھیرو تو پُر آشوب زمانہ ہوجاے   ۱۱   سینۂ عشاق کا تیرونکا نشانہ ہوجاے
صفحۂ دل سے مٹادے جو کوئی نقش دوئی   دونون عالم مین وہ یکتا ہی زمانہ ہوجاے
جان جان آپکے آنے مین اگر ہو کچھ دیر   پہلے قاصد سے مری جان روانہ ہوجاے
ایک بوسے کا روادار نہوگا وہ شوخ   میری جانب کو اگر سارا زمانہ ہوجاے
انکو زلفونکی بناوٹ کا جو آجاے خیال   دل صد چاک جسے کہتے ہین شانہ ہوجاے
ہر مژہ یار کی خسخانے مین فوارہ ہو   دل جسے کہتے ہین پانی کا خزانہ ہوجاے

قدر دنزاست جو لو نام امام مظلوم
گہر اشک بھی تسبیح کا دانہ ہوجاے

گھیرا ہی روے یار کو زلف دراز نے   ۱۲   قرآن اُٹھالیا ہے بڑے جعلساز نے
دل مل دیا تری مژۂ جانگداز نے   صعوہ کو آکے چھاپ لیا شاہباز نے
سجدے سے سر اُٹھا نہین سکتا مین یا کریم   ایسا خجل کیا ہے ریائی نماز نے
اُسپر فدا مجھے کیا امید اطیع آسے   اُس حور وش کی ناز نے میرے نیاز نے
وہ اشک گرم پونچھکے بیچین ہوگئے   پگھلادیا انہین مری سوز وگداز نے
جب عشق ہو خیال کہان آبرو کا پھر   محمود کو غلام بنایا ایاز نے
تارے جو ٹوٹتے ہین تو کہتا ہے وہ قمر   شاید کہ آہ کی ہے کسی عشقباز نے

جب کوچۂ ستم مین دھرا یار نے قدم
جھک کر قدم لیے وہین زلف دراز نے

بل کھا گئی کمر جو وہ تعظیم کو اٹھے
مارا ہے مجھکو بس اسی ناز و نیاز نے

برسون مین اُس قمر سے ہوا وصل ایک شب
سو شعبدے کیے فلک حقہ باز نے

گلزار روزگار مین پھولے پھلے نہ ہم
پامال کر دیا ہمین اس سرو ناز نے

جنت مین ساتھ لیکے چلے اس فقیر کو
کیا قدر کی ہے **قدر** کی شاہ حجاز نے

١٦

دید کا اگر ہمکو انتظار ہو جائے
آنکھ مین جو پتلی ہے روے یار ہو جائے

جیتے جی جو وہ ظالم ہمکنار ہو جائے
کیون نہ مجھکو مرنے پر پھر فشار ہو جائے

پھولونکی وہان کثرت اُسکی پھول سی رنگت
گم کہین نہ گلشن مین وہ نگار ہو جائے

کرتی ہے جبین تیری کسقدر عرق ریزی
تا کہ خنجر ابرو آبدار ہو جائے

اُٹھکے پلۂ میزان ہو خفیف محشر مین
کاش ہر گنہ میرا جسم زار ہو جائے

جب ہوا چڑھی عینک اپنا تو توا کی
دیکھ لون مین جس رُخ کو روئے یار ہو جائے

دفن کر نہ ای قاتل مین ابھی تو باقی ہون
کشتونکا نئے سر سے پھر شمار ہو جائے

ایسا دشت وحشت مین خشک ہے مرا لاشہ
رُند کے پاے مجنون کا ایک خار ہو جائے

اپنے دل سے اے ظالم تیرا دل بدل لون مین
کچھ اگر خدائی مین اختیار ہو جائے

جب سفید کپڑون سے چھوٹ نکلے تن کا رنگ
خود بخود گلابی پوش وہ نگار ہو جائے

ذکر زلف پیچان سے حلق مین پڑا پھندا
پانی تک جو اُترا ہو زہر مار ہو جائے

سیر دشت وحشت مین خار اگر نہ پاؤن مین
خود ہی پاون کی بیڑی خار زار ہو جائے

دل مین وہ اگر آئے آرزو بنے دل کی
باغ مین اگر جائے تو بہار ہو جائے

لوگ ذرہ ذرہ مین دیکھ لین ترا جلوہ
جب ذرا مرے دل کو انتشار ہو جائے

آپ کی ہو جو جھڑکی وہ مجھے گوارا ہو
میسری جو خوشامد ہو ناگوار ہو جائے

مشق دیدہ بازی مین **قدر** سے ہے قدر انداز
آئے جو شکار افگن خود شکار ہو جائے

چہرے پہ ابھی خط سیہ فام نہین ہے
وہ صبح ہے یہ جسکی کہین شام نہین ہے

کہتے ہین وہ آئینے سے آنکھ اپنی لڑا کر
اسطرح کا توام کہین بادام نہین ہے

تعظیم کو اٹھتے ہین بیابان مین بگولے
گو شہر مین کچھ عزت و اکرام نہین ہے

دل تمنے جلایا تھا کلیجا بھی پکایا
اب تو کسی پہلو مجھے آرام نہین ہے

جانباز بہت کوچۂ جانان مین ہوئے ذبح
کعبے مین کوئی قابل احرام نہین ہے

اک مصرع برجستہ ہے ہر موج مئی ناب
دیوان ہے جامی کا مرا جام نہین ہے

پھر داغ جگر کھلتے ہین پھولونکی طرح سے
پھر آج بغل مین وہ گل اندام نہین ہے

ہٹ جائینگے ہم آپ جو جھک جائینگے ساقی
خم منہہ سے لگا دے جو یہان جام نہین ہے

کیا کام تمھین خیر جو ناکام رہے ہم
سو کام تمھین ہون ہمین کچھ کام نہین ہے

تو اپنا رخ و زلف سنوارا ہی کیا کر
بیمار ترا صبح نہین شام نہین ہے

افسوس کہ مین مٹ ہی گیا عشق کمر مین
گمنام ہوا پھر بھی مرا نام نہین ہے

جو شمع شبستان ہے چراغ سحری ہے
ہے کون جو خورشید لب بام نہین ہے

پوچھا جو مرا نام مین رو رو کے یہ بولا
گمنام ہون بدنام ہون کچھ نام نہین ہے

اس خاک نے کیا نامیونکی خاک اڑائی
ڈھونڈو تو کہین گور مین بہرام نہین ہے

ساقی منوا **قدر** کی جانب کوئی دورہ

پھر کیا ہے جو یہ گردش ایام نہین ہے

وصل مین کہنے لگے کوئی کہانی یاد ہے ۹ مین یہ بولا قصۂ فرقت تو جانی یاد ہے
قید مین جبی چھوٹتا ہے دیکھکر صیاد کو کسکو دانہ یاد ہے اب کسکو پانی یاد ہے
الفت گیسو مین مر مر کے بچے ہین ای قمر رات کی الجھن وہ شبکی ناتوانی یاد ہے
شوق سے بیتاب ہین پھر دیکھیے لینگے خط یا کہہ دے ای قاصد جو پیغام زبانی یاد ہے
نزع مین بھی دہیان ہی زلف قمر رخسار کا مرتے دم تک یہ بلائے آسمانی یاد ہے
جوش وحشت جنون مین تھا کیا سبک عالم مین تھے ہتکڑی بیڑی کی اب تک وہ گرانی یاد ہے
کردیا برباد مثل ذرہ ای خورشید رو چال پہ چلتے ہو کہ دور آسمانی یاد ہے
جب جوانی تھی لڑکپن کو کیا کرتے تھے یاد پیری آئی ہے تو اب عہد جوانی یاد ہے

پھنس چکے ہو **قدر** پھر کیسی عشق کو سمجھے نہی
زرد چہرہ اور رنگ زعفرانی یاد ہے

چاند منہ سے ترے بڑا کیا ہے ۱۲ موت کے سامنے سہا کیا ہے
ہمنے مانا کہ تو نہین کوئی شے پھر یہ مشہور جا بجا کیا ہے
چاک کرتے ہین سینہ یہ کہکر دیکھین تو تیرے پاس کیا کیا ہے
ہمنے جھیلی ہین ہجر کی راتین حشر ای واعظو بلا کیا ہے
زر ہے کیا مال انکسار ہے مول سہے یہ اکسیر کیمیا کیا ہے
کہتے ہو سو جفا کو ایک وفا سہے وفا یہ تو پھر جفا کیا ہے
مر رہے ہین رقیب مرنے دو اسمین نقصان آپکا کیا ہے
ہین دہان و کمر اگر معدوم پھر یہ نقطہ سا وہم سا کیا ہے

آنکھ ملتی ہے غش سا آتا ہے — تمھین دیکھو یہ ماجرا کیا ہے
کبھی تھوکین نہ مرد دنیا پر — تف یہ مکار بیسوا کیا ہے
میرے پہلو مین دل ہوا انہوا — آپ کا اسمین مدعا کیا ہے
روز عشاق قتل ہوتے ہین — کوئی کہتا نہین خطا کیا ہے

قدر مرتا ہے غم مین یا اُستاد
آخر اس درد کی دوا کیا ہے

۱۱
پاس آؤ سضایقا کیا ہے — یون تو پھر وہم کی دوا کیا ہے
آدمی آدمی پہ مرتا ہے ؛ — نہین معلوم یہ بلا کیا ہے
آرزو ہے کہ پوچھ بیٹھے یار — آرزو تیرے دلمین کیا کیا ہے
وہ بلا آہ نارسا ہے مری — کہ ترا گیسو رسا کیا ہے
دل وہی ہم وہی حضور وہی — دل تو دل ہمسے چھپ رہا کیا ہے
جان جاتی ہے غم مین بسم اللہ — ابتدا یہ تو انتہا کیا ہے
ایک بوسے پہ سیکڑون باتین — ارے صاحب تمھین ہوا کیا ہے
کسے دیکھون کسے نہ دیکھون مین — مونڈھ ہے کیا گات کیا گلا کیا ہے
یار آتا ہے یا کہ جاتی ہے جان — دیکھیے مرضی خدا کیا ہے
ہاتھ مین میرا خون ملکے کہا — اسکے آگے بھلا حنا کیا ہے

لیچلی دل نگاہ دزدیدہ ؛
دوڑ اے قدر دیکھتا کیا ہے

۱۳
کیا زندگی و موت کا ہنگامہ تیز ہے — لب ہے مسیح آنکھ تری انگریز ہے

جو نقش پا ہی مہر قیامت سے تیز ہے
وہ چال چل رہے ہین کہ اک رستخیز ہے

بے دست و پا ہون عشق کی آگے جھکا ہی سر
دست ستیز ہے نہ تو پاے گریز ہے

رندونکا دل بھرا ہے مے لعل فام سے
سب میکدونمین آج صدای بریز ہے

پل ہے صراط کا کمر و ابرو بتان
باریک بال سے ہی تو خنجر سے تیز ہے

اللہ رے انتظار گل و رخ کی دید کا
آنسو نہین ہین دست مژہ عطر بیز ہے

اے ہمدمو لحد مین ذرا چین ہو نصیب
اُسکو نہ لاسیئے وہ بڑا فتنہ خیز ہے

آنکھین چھری ہین پلکین سنان ہین نگاہ تیر
چتون کا کیا بیان ہو وہ سب سے تیز ہے

سیماب و راگ کا عالم ہے وصل مین
جتنا ملا مین یار کو اوتنی گریز ہے

اللہ رے دماغ ہمارے مسیح کا
غنچون کی کرسیان ہین تو پھولونکی میز ہے

ابرو کے پیچون نے غضب قہر ڈہا دیا
افشان نہین ہے جوہر شمشیر تیز ہے

کیا جاؤن حال و قال مین میخانہ چھوڑ کر
مکار صحبتون سے تو مجھکو گریز ہے

کیونکر نہ واہ واہ رہے بکر فکر کی
اے قدر یہ عروس سخن کا جہیز ہے

۱۳

ذرا مین آنکھ تیری اے بت بے پیر پھرتی ہے
چھری میرے گلے پر مفت بے تقصیر پھرتی ہے

یہ نقشا دل مین کافی تھا مرقع کسنے کھچوایا
غضب ہے ہاتھون ہاتھ اُس حور کی تصویر پھرتی ہے

کوئی حکمت نہین چلتی خدا کے کارخانے مین
دھری رہتی ہے سب تدبیر جب تقدیر پھرتی ہے

نہین ہٹتا گلا اپنا تو اُسکا ہاتھ پھرتا ہے
جو ہلتا ہے چھری قاتل کی بے تاخیر پھرتی ہے

لب معجز بیان ہی جان پڑ جاتی ہے باتونمین
چمن مین بن کے بلبل آپکی تقریر پھرتی ہے

لحد پر یار کاوا دیتا ہے آ کے توسن کو
ہماری خاک اُڑ کر ساتھ دامنگیر پھرتی ہے

فقط ہی میرے دل کے واسطے یہ جنبش ابرو
مرے ذبح سے خفت سے آپکی شمشیر پھرتی ہے

ڈھلا ہی نیل آنکھونکا پھری ہین پتلیان میری
مگر آنکھونکے نیچے آپ کی تصویر پھرتی ہے

شب وصل صنم مین سالے موذن ذبح ہوتا ہون
چھری بنکر زبان تیری دم تکبیر پھرتی ہے

لب شیرین کے بوسونکا مزہ جاتا نہین منھ سے
زبان ہونٹھون پر آپکی بوسے لیے پھرتی ہے

مہ و خورشید بنکر جا بجا صورت ملانے کو
کبھی شبکو کبھی دن کو تری تصویر پھرتی ہے

یہ نیچی نظرین مارے ڈالتی ہین اسطرف دیکھو
قیامت ہے حیا باندھے ہوئے شمشیر پھرتی ہے

کبھی وہ قادر سے راضی کبھی ناراض رہتے ہین
کبھی قسمت چمکتی ہے کبھی تقدیر پھرتی ہے

۱۳

کیون لحد مین رہے نہ تاریکی
عمر بھر مین نے سیہ کاری کی

وہ مجھے دیکھکے ہنس دیتے ہین
آنکھ چھپتی ہی نہین یاری کی

آپ کے سامنے یوسف کیا ہین
قدر کیا مردم بازاری کی

کی کبھی طاعت تو خدا کی طاعت
نوکری کی بھی تو سرکاری کی

زلف و رخسار سے ہم مست ہوئے
شب مہتاب مین میخواری کی

کردے یارب مرے دلکو پر داغ
تو نے طاؤس پہ گل کاری کی

آنکھ ملتے ہی مرا دل پھانسا
سیند دیتے ہی گرفتاری کی

کوے جانان مین لڑائین آنکھین
کعبۃ اللہ مین میخواری کی

بنگئین اپنی فلک سیر آہین
ڈوریان خیمۂ زنگاری کی

کچھ بھی غفلت کا نہ ثمرا پایا
ملی تنخواہ نہ بیکاری کی

بوسے پر بوسے لیے آنکھونکے
رات بھر وصل مین میخواری کی

نیم باز آنکھون سے یہ کھلجاتی ہین حالتین مستی و ہشیاری کی

قدر پیری مین ہوا پا بر کاب
صبحدم کوچ کی تیاری کی ہے

15

اشک دریا کیطرح اُمڈے ہین بیتابی سے
پتلیان آنکھون مین کچھ کم نہین مرغابی سے

اسقدر جوش بہاری سے ہوئی سیرابی
باغ مین پھول کنول بنگئے شادابی سے

خون عاشق سے کرو خنجر بران سیراب
کہ زبان اسکی نکل آئی ہے بے آبی سے

تیرے جلوے سے لب بام ہے یہ جلوہ گری
ماہ گردون کو چکا چوند ہے مہتابی سے

جان بیجا نہ ہے ملتا نہین لعل لب یار
مول بڑہ جاتا ہے ہر چیز کا نایابی سے

کیا کوئی کالی بلا تھی شب فرقت یارب
رات بھر نیند نہ آئی مجھے بدخوابی سے

دل سوزان نہین اک شعلہ جوالا ہے
چین جسکو کسی پہلو نہین بیتابی سے

سو اُٹھے ہو تو ادہر بیٹھی نظر سے دیکھو
لوز بادام سے آنکھین ہین شکر خوابی سے

حضرت عشق کے قانون پہ چلتے ہین ہم
انگریزی سے نہ مطلب ہے نہ نوابی سے

لب نازک سے جو مسی کی اُداہٹ پھوٹی
فالسائی وہ ہوسے بات مین عنابی سے

کی دعا لاکھ مگر میرے مقدر نہ کھلے
یہ وہ تالا ہے کہ کھلتا ہی نہین چابی سے

مردم چشم کو آئینے مین کیا دیکھتے ہو
جھانکتی ہین تمھین پریان در محرابی سے

آپ ہی مجھکو مٹایا ہے تو ماتم کیسا
اے فلک فایدہ کیا پیرہن آبی سے

فرقت یار مین جل تھل ہوئین دونون آنکھین
مردم چشم ترا کرتے ہین مرغابی سے

خاک در در کی بس اب چھانتے پھرتے ہر وقت
قدر کیون آنکھ لڑاؤ کسی ہرجائی سے

۱۰

ہوئی ہے ہم مین اور اُس گل مین کیا کیا مار پھولونکی
گلے تک آ گئی گلزار مین دیوار پھولون کی

بہار آئی ہی گلشن نے قبا سے سبز بدلی ہے
جوانان چمن کے سر پہ ہی دستار پھولون کی

مین وہ رنگین بیان ہون جب کبہی گلشن مین جا نکلون
سنے مجھسے وہ نذر ڈالی بلبل نادار پھولون کی

خزان کے ہاتھ سے توڑا زر گل کا ہے عالم مین
لٹی ہے باغ مین افسوس کیا سرکار پھولونکی

چمن مین آجکل اس زور سے پانی برستا ہے
ہوئی ہے بلبلون پر ہر طرف بوچھار پھولونکی

سراپا داغ چیچک ہین نمایان جسم نازک پر
بنی ہے شاخ گویا قامت دلدار پھولونکی

سمن رخسار نرگس آنکھ زنبق ناک لب لالہ
بہار اب دیکھتا ہون ایک گل مین چار پھولونکی

بکے ہین کوڑیون کے مول دعوی کرکے اُس گل سے
گئی ہے آبرو کیا کیا سر بازار پھولونکی

گزرا حباب کا ہوتا نہین گور غریبان پر
ہماری قبر تک محتاج ہے دو چار پھولونکی

رسائی **قدر** کی کیونکر ہنو اُس بزم رنگین مین
چمن مین رکھتے ہین صحبت ہمیشہ خار پھولونکی

۱۲

ہجر مین وے پٹکتی ہی ہوا ساونکی
ہو گئی کالی بلا اودی گھٹا ساونکی

اشک بھر آئے مرے ایتو بلا می مجھکو
دیکھ ساقی چلی آتی ہے گھٹا ساونکی

آج گل کوئی پیے می تو نہ تر دامن ہو
دہوئے دیتی ہے گناہونکو گھٹا ساونکی

ابر بن بنکے اُٹھا گنج شہیدان سے بجا
جب رچی ہاتھ مین قاتل کے حنا ساونکی

مسی مالیدہ لب یار رُلاتے ہین مجھے
پانی برساتی ہے جسطرح گھٹا ساونکی

آہ کرتا ہون جو رو رو کے تو فرماتے ہین
واہ کیا سر ہے انروزون ہوا ساونکی

برگ گل ہین کہ جوانان چمن نے شاید
ہاتھ پھیلا کے طلب کی ہی دعا ساونکی

برق چمکیگی جو فرقت مین تو اُچھلیگا جگر
دل بھر آئیگا جو آئیگی گھٹا ساونکی

ہوتی ہے سن سے طبیعت جو حسین جھوتے ہین
خیت سے کاٹ شے یہ فصل خدا ساونکی

رند مدہوش ہین طاوس پپیہے بیہوش
ساقیو رُت ہے عجب ہوش رُبا ساونکی

مہر داغ دل سوزان مین ہے بجلی کی چمک
لو بہی سمجھے جو چھو جاے ہوا ساونکی

وقت رخصت یہ کہا قدر نے آنسو بھر کر
یہین رہجایئے چھائی ہے گھٹا ساونکی

٩

پڑ گئی آپ پر نظر ہی تو ہے
اک خطا ہو گئی بشر ہی تو ہے

گالیان دین رقیب کو تو کیا
لاکھ باتین ہین اپنا گھر ہی تو ہے

اے طبیبو وہ زلف کافی ہے
اک فقط مجھکو درد سر ہی تو ہے

شب فرقت مین آب آب ہوا
کیا بسا دا اسکی سہے جگر ہی تو ہے

اتنا بھاری نہ ڈالیے مُوباف
بل نہ کھائے کہین کمر ہی تو ہے

میری آہو نسے انکو دلین اثر
کبھی یون بہی اُڑے خبر ہی تو ہے

وصل مین کیون نہ حشر توڑو یمین
تھا جدہر مُنھ ترا اُدہر ہی تو ہے

پاؤن پھیلا ئے ہمنے مرقد مین
چلتے چلتے تھکے سفر ہی تو ہے

قدر نے کیا زبان پائی ہے
لوگ کہتے ہین یہ سحر ہی تو ہے

١٧

دو گھڑی مین کیا رسائی ہو گئی
خیر صورت آشنائی ہو گئی

مثل مینا پیٹ کا ہلکا نہو
مُنھ سے جب نکلی پرائی ہو گئی

آج کل یہ سردمہری چھائی ہے
شمع انگشت حنائی ہو گئی

ہاتھ آنکھون سے لگاتے ہین حسین
شاخ نرگس وہ کلائی ہو گئی

١ یار تیری لن ترانی دیکھ لی / شرم پڑھ کر خودنمائی ہوگئی
چھیڑنا دن رات کا اچھا نہین / لیجیے آخر لڑائی ہوگئی
کیا ہی دردآمیز ہے میرا کلام / بات جو نکلی دوہائی ہوگئی
لاغری مین طوق نکلا پاؤن سے / خود بخود میری رہائی ہوگئی
ہجر مین بیدم پڑے رہتے ہین ہم / قبر گویا چارپائی ہوگئی
ایسے بگڑے آدمی سے بت بنے / کسقدر تم مین رکھائی ہوگئی
جب مزہ الفقر فخری کا ملا / ہم پہ ہیچ مجھے پادشائی ہوگئی
عشق مین تیار ہم ایسے ہوئے / دیو ہجران سے کلائی ہوگئی
ہوگئے لاکھون خداوند آج کل / نام کو گھر گھر خدائی ہوگئی
آئنہ بھی ہوگیا ان پر فقیر / چار ابرو کی صفائی ہوگئی
ہوگئی اکسیر کارغن شراب / یار کی رنگت طلائی ہوگئی
فکر میری عرش تک جانے لگی / انکی چوکھٹ تک رسائی ہوگئی

زلف پر اے قدر رستا پھر گیا
ہند پر اپنی چڑھائی ہوگئی

١٠ دل پاک صاف ہو تو حسد کیا ضرور ہے / جس سے کو پیجیے وہ شراب طہور ہے
نیلم ہے خال پنجہ ہے مرجان عقیق لب / الماس دانت ساق تمھاری بلور ہے
ہر وقت ساتھ رکھیے مجھے جائیے جہان / کیونکہ کہ ہو پری تمھین سایہ ضرور ہے
ہجر بتان مین اب تو لہو تھوکنے لگے / شاید کہ اپنا شیشہ دل چور چور ہے
دیتا ہے روز حشر پہ رندونکو دھمکیان / واعظ زبان روک ابھی دلی دور ہے

یک لخت بڑہتا جاتا ہے نالہ فراق مین
ثابت ہوا کہ نالہ نہین نفخ صور ہے

اے یار ہمنے آپکو پایا جہان تہان
کعبے مین بتکدے مین تمھارا ظہور ہے

چہرے کا نور برق تجلی سے کم نہین
کوٹھا بھی چاندنی مین ہے از کوہ طور ہے

پوشیدہ و عیان ہے اسیطرح ذات پاک
جیسے فلک سے مہر کا عالم مین نور ہے

مے شوق سے پیا کرو فصل بہار مین
اے **قدر** اُسکا نام رحیم و غفور ہے

۱۸
بیٹھے بٹھلائے ہوئی الفت قیامت کیسی
سر پہ ٹوٹی مرے اللہ قیامت کیسی

منعمو دین مین اللہ کے خست کیسی
خاک مین مل گئی قارونکی دولت کیسی

مے جو مہنگی ہے تو ہو جاینچ تو لین ای ساقی
ذائقہ کیسا ہے بو کیسی ہے رنگت کیسی

سر پٹکتا ہون مین چوکھٹ پہ تو فرماتی ہین
آج دروازے پہ بجتی ہے یہ نوبت کیسی

خاک مین گر گیا مین تم جو مرے واسطے روے
کیا کہون تمسے ہوئی مجھکو ندامت کیسی

نہ وہ ساقی ہے نہ مطرب نہ وہ احباب اپنے
دیکھتے دیکھتے برہم ہوئی صحبت کیسی

کیا کمر کوسے ہین کیا گات ہے کیا مکھڑا ہے
انہین دو چار سے ہے آپکی شہرت کیسی

نقش پا ہوگئے ہم تیرے قدم آتی ہوئے
گھنگھرو چوٹ پڑی ای شب فرقت کیسی

نالے سن سنکے مرے یار کا دل بھر آیا
سوز سن سنکر اُسے آگئی رقت کیسی

ملنے دے لانے دو ہین حسن اگر چاہتے ہو
دیکھو بٹنے سے نکھر جاتی ہے رنگت کیسی

چار آنسو نہ کبھی تمنے بہائے آکر
میری تربت پہ برستی رہی حسرت کیسی

کچھ نہین سوجھتا ظلمت کدہ عالم مین
پردے پڑ جاتے ہین ہوجاتی ہے غفلت کیسی

زلفین اولجھی رہین ابرو رہے سرگوشی مین
دلکو لیکر تری چتون ہوئی چمبت کیسی

چار فقرون مین نکیرین کو سمجھایا ہے
ہمنے پائی ہے شام فراغت کیسی

اپنے دیوانے سے کیون بھاگتی ہین کوسون آپ
مجھکو وحشت ہے تو ہوا آپکو وحشت کیسی

ہای افسوس کسینے بھی نہ پوچھا اتنا
کہ بنی ہے ترے کوچے مین یہ تربت کیسی

واہ واہ جید جوان صل علی ارشد و صبیح
انہین لوگون سے ہوئی ہے مری شہرت کیسی

پیار سے سینہ پہ منھ رکھکے وہ فرماتے ہین
قدر سچ سچ کہو اسدم ہے طبیعت کیسی

کب ہڈیون ہی سے ہے مری تربت بھری ہوئی ۱۱
حسرت بھری ہوئی ہے ندامت بھری ہوئی

ای چرخ تیرے گھر مین ستم کی کمی نہین
ہے سات کرسیونکی کرامت بھری ہوئی

کیا خال کالے کالے ہین کیا چہرہ لال لال
اصلی ہے کیون حضور کہ رنگت بھری ہوئی

مجھکو جو آرزو ہے تو تیری ہے آرزو
باقی تو سب طرف سے ہے نیت بھری ہوئی

کیا قہر ہے کہ میرا ٹھکانا کہین نہین
دوزخ بھرا ہوا ہے کہ جنت بھری ہوئی

امید مغفرت کی سیہ کاریون سے ہے
کالی گھٹا مین دیکھی ہے رحمت بھری ہوئی

آتے ہی فصل گل کے غزالی ہوئی ہے نبض
رگ رگ مین خون کیطرح ہے وحشت بھری ہوئی

مسی کے بدلے منھ مین ہزارون ہین نقطے
آنکھون مین جاے سرمہ شرارت بھری ہوئی

ہوتا شباب مین گل افسردہ رخ ترا
مین ڈالتا نگاہ جو حسرت بھری ہوئی

یہ کہکے پرزے پرزے کیا نامہ یار نے
جب دیکھیے تو خط مین شکایت بھری ہوئی

یارب غم فراق تو کھایا نجائیگا
اس کھانے سے ہے قدر کی نیت بھری ہوئی

دل مین ہے زلف و خال کی الفت بھری ہوئی ۱۱
ہے سانپ بچھوؤن سے یہ تربت بھری ہوئی

سچ ہی تمھین رقیب کا کیونکر ہوا اعتبار
سب رنگ کی جہانمین ہے خلقت بھری ہوئی

مخمل سا پیٹ جلد بدن جیسے گلبدن
نرمی بھری ہوئی ہے نزاکت بھری ہوئی

مین آبلے کی شکل ہون چھیڑو نہ تم مجھے
آنسو تلے ہوئے ہین طبیعت بھری ہوئی

آتا ہے لاکھ بار مگر آپ ہی کا دھیان
وحدت ہے میرے دلمین بکثرت بھری ہوئی

رونے سے میرے خوش تو ہوئی برسون چمن
ہے موتیون سے چشم مروت بھری ہوئی

دل مین برابر آرزوؤن کا پڑا ہے کھیت
مردون سے ہی تمام یہ تربت بھری ہوئی

ہر رونگٹے سے آتی ہی بانگ انا الحبیب
مانند روح تن مین ہے الفت بھری ہوئی

آئے بھی میرے گھر تو وہ غیرونکے ساتھ ساتھ
الفت بھی کی تو مجھسے عداوت بھری ہوئی

کیسا حجاب ہے ساقی رنگین مزاج واہ
شیشونمین مے دکانمین نفاست بھری ہوئی

اے قدر انکو ظلم دیا حق نے ہمکو صبر
ہر بات ہے حکیم کی حکمت بھری ہوئی

١٤
گھر مین خود بھونک لونگا لیکے خنجر آپ سے
آپ تو صاحب ہوئے جاتے ہین باہر آپ سے

آپ ہی آنکھین نہ گیسو سے معنبر آپ سے
اپنی صورت تو ملا لے ماہ انور آپ سے

خاک صحرا تھی بچھونا سنگ تکیے کی عوض
حال وحشت کیا کہون مین خاک پتھر آپ سے

ہجر کی شب چونک چونک اٹھتا ہون ڈرتا ہون مین
نیند مین باتین کیا کرتا ہون شب بھر آپ سے

خیر جاؤ اے صنم اللہ حافظ آپ کا
دیکھیے اب کب ملاتا ہے مقدر آپ سے

یا الٰہی لامکان تک آپکا شہرا رہے
حسن مانگے پنجۂ خورشید انور آپ سے

یہ وہی تو حضرت دل ہین بڑے شب زندہ دار
ذکر انکا آچکا ہے بار اکثر آپ سے

غیر تو محفل مین آئین بندہ ڈیوڑھی تک نہ آئے
ہان یہی امید تھی اے بندہ پرور آپ سے

کونسا نقصان ہے کیون پھیری دیتے ہین حضور
کسکے ہاتھون جاکے بیچون دلکو لیکر آپ سے

کنگھی کرنے مین اُلجھ پڑتی ہے یہ سرزوریان
بل کی پھر لینے لگی زلف معنبر آپ سے

قامت بالا دکھا کر جتنا جی چاہے مٹاؤ
اے صنم سمجھینگے عاشق روز محشر آپ سے

تم نہین آتے نہ آؤ ہم تو آئینگے ضرور
بے مروت ہم نہین اے ماہ انور آپ سے

خیر اب مانین نہ مانین آپکو ہے اختیار
کہہ اُٹھا ہون اپنے دلکی ہوکے مضطر آپ سے

شاعری پر یہ گھمنڈ اے قادر توبہ کیجیے
اب بھی دنیا مین پڑے ہین لاکھون بہتر آپ سے

۱۶

جب نمود گالون پر خط یار ہوجائے
خطہ حلب سارا سبزہ زار ہوجائے

غم مین کھیل وہ سمجھے تن جو زار ہوجائے
طفل روح فرقت مین نیسوار ہوجائے

ہم اگر قیامت مین جھکے ٹکٹکی باندہین
آفتاب محشر بھی روسیاہ ہوجائے

منکسر ہون مین ایسا آہ کرکے جب اُٹھون
آتے آتے اُس در تک تن غبار ہوجائے

پھوٹے جو مرا چھالا ہو صدا انا الحق کی
معرفت کا ہر کانٹا بڑھکے دار ہوجائے

کروٹین جو دل بدلے پیچ و تاب سے آئین
کیا عجب ترا گیسو تابدار ہوجائے

سو شرابی اک شیشہ یک انار و صد بیمار
کسکے کسکے آنکھون پر دل نثار ہوجائے

میری آہ سوزان نے باغ کو سکھا ڈالا
کیون نہ سرو قمری کو خار خار ہوجائے

دیدہ مروت مین موہنی نگاہین ہین
غیر کو اگر دیکھون میرا یار ہوجائے

زار ہون یہ طفلی سے پیار ہی مین موت آئی
خود کنار مادر مین اک فشار ہوجائے

اشک سے اگر سینچین باغ عالم بیدار
شاخ مین جو گل نکلے روے یار ہوجائے

زلف سے جو دل کھینچے جذب دل سے کھنچ آئے
وہ شکار اگر کھیلے خود شکار ہوجائے

داغ ہی یہ حسرت سے حسرتونکی کثرت سے — اپنا سینہ پُر خون لالہ زار ہوجائے
دل سے تنگ آیا ہون جب یکھی ہو بچین — اور اگر انہین دیکھے بیقرار ہوجائے
یہ نظر سے یار چھپی ہی نظر تو دیکھون مین — سینے پر نہ آنچ آئے دل کے پار ہوجائے

حسن و عشق کی کثرت ہو جو حلقۂ وحدت
یار قدر ہوجائے قدر یار ہوجائے

غزل مسلسل

۲۱

جو عضو باطن خدا بناتا تو ہم دل بیقرار ہوتے — جو عضو ظاہر خدا بناتا تو دیدۂ اشکبار ہوتے
جو ہاتھ ہمکو خدا بناتا تو دست افسوس ہوتے اپنا — جو پاؤن ہمکو خدا بناتا تو اپنا پائے فگار ہوتے
جو ہمکو پہلو خدا بناتا تو بنتے ہم چاک چاک پہلو — جو ہمکو سینہ خدا بناتا تو سینۂ رخنہ دار ہوتے
خدا جو سر ہی ہمین بناتا تو بنتے فرہاد کا سر شق — خدا جو قد ہی ہمین بناتا تو قیس کا جسم زار ہوتے
جو گرد کرکے خدا اُڑاتا تو اُڑتے گرد ملال ہوکر — جو سنگ کرکے خدا جماتا تو بنکے لوح مزار ہوتے
جو خاک ہمکو خدا بناتا تو کہتے ہم آب آب ہوتے — جو آب ہمکو خدا بناتا تو مٹکے ہم خاکسار ہوتے
خدا ہمین آسمان بناتا تو سبزۂ پائمال بنتے — خدا ہمین کہکشان بناتا تو جادۂ رہگزار ہوتے
جو نقش ہمکو خدا بناتا تو بنتے ہم نقش نامرادی — غبار ہمکو خدا بناتا تو اپنے دل کا غبار ہوتے
جو پھول ہمکو خدا بناتا تو جلکے بنتی چراغ کا گل — جو نخل ہمکو خدا بناتا تو جلکے نخل چنار ہوتے
جو خار ہمکو خدا بناتا تو ہوتے ہم خار خار حسرت — جو بار ہمکو خدا بناتا تو اپنی خاطر کا بار ہوتے
خدا کسی کے گلے لگاتا تو پڑتے اپنے گلے اُلجھکر — خدا کسی کا جو ہار کرتا گلے کا اپنے ہی ہار ہوتے
خدا جو شانہ ہمین بناتا تو ہم خلش ہوتی اپنے دل کے — خدا جو آئنہ ہمکو کرتا تو اپنے حیران کار ہوتے

جو عقدہ ہمکو خدا بناتا تو عقدۂ کار بنتے اپنا
جو تار ہمکو خدا بناتا تو اپنے اشکون کا تار ہوتے

جو روز ہمکو خدا بناتا تو بنتے روز فراقِ جانان
جو رات ہمکو خدا بناتا تو ہم شبِ انتظار ہوتے

جو بزم عشرت خدا بناتا تو بنتے ہم انقلاب دوران
جو دور ساغر خدا بناتا تو گردشِ روزگار ہوتے

کباب ہمکو خدا بناتا تو پھنک کے سوز کباب بنتے
شراب ہمکو خدا بناتا تو کھنچکے مے کا خمار ہوتے

خدا ہماری جو پر لگاتا تو شبکو پروانہ بنکے جلتے
خدا جو نغمے ہمین سکھاتا تو دلکو نالان ہزار ہوتے

جگر ہمارا خدا جلاتا تو جان کرتے ستی ہم اسپر
جو دلکو مردہ خدا بناتا تو اُسکے ہم سوگوار ہوتے

خدا جو الفت کو آگ کرتا تو آگ کے بنتے ہم سمندر
خدا جو الفت کو سنگ کرتا تو سنگ کے ہم شرار ہوتے

خدا کسی کا جلیس کرتا تو ہوتے غمخوار ہم غضب کے
خدا کسی کا انیس کرتا تو قہر کے غمگسار ہوتے

غرض کہ ایسا مصیبتون کا ہمارے دلکو مزا پڑا ہے
کہ قدر ہمکو خدا بناتا تو ہم ذلیل اور خوار ہوتے

رباعیات

رباعی

عالم کو ہے جسکی جستجو تو ہی ہے
لاثانی ہے تو ہو بہو تو ہی ہے
انسان کے جامے مین عیاذاً باللہ
باللہ کہ ہم نہین ہین تو تو ہی ہے

رباعی

ممکن نہین بے صلاح یار اے نظر
یا دل کی ہوا سمین راے یار اے نظر
دل کی پوچھو تو یہ جگر کب اُسکا
دیکھو جو نظر کو نہین یار اے نظر

رباعی

جس روز دم شمار اُٹھونگا مین
کیا قبر سے بیقرار اُٹھونگا مین
جب امتی امتی سنونگا اے قدر
احمد احمد پکار اُٹھونگا مین

رباعی

غفلت جو جہان مین تجھسے ناشی ہوگی
مرنے پہ کمال جان خستہ ناشی ہوگی
دنیا سے تو چل لحد مین دیتے ہین جواب
اس شہر کے ناکسے پہ تلاشی ہوگی

رباعی

مجنون کا تمام شور کسنے دیکھا
فرہاد کا سارا زور کسنے دیکھا
اے دل جو تڑپ تو اُنکے در پر چلکر
ناچا جنگل مین مور کسنے دیکھا

رباعی

ساقی کو پڑا ہے تمسے اچھا پالا
میخانے جب گئے تو جیتا پالا
جب دیکھیے ہاتھ مین ہے مے کی بوتل
اے قدر یہ تم نے خوب جیتا پالا

رباعی

گھل گھل کے ہوا ہے جسم سارا مٹی
مٹی مین ملا نہ اے خود آرا مٹی
کھدوا کے لحد تباہ و برباد نہ کر
تو اینٹ کا گھر نہ کر ہمارا مٹی

رباعی

پھر شہر مین قدر سا سخندان آیا
پھر باغ مین بلبل خوش الحان آیا
کیونکر نہ جوان ہو پھر زلیخاے سخن
پھر مصر سے یوسف کنعان آیا

رباعی

دانا جو کبھی گرم سفر ہوتا ہے
ہر آنکھ مین مثل اشک گھر ہوتا ہے
نکلے جو وطن سے آبرو پاتا ہے
قطرہ بھی ٹپکنے مین گہر ہوتا ہے

رباعی

آئی ہے بلاے ناگہانی ہم پر
انا للہ بن گئی ہے دم پر
جو مرگ پدر مین قدر ہم پر گزری
ہرگز وہ مصیبت نہ پڑے آدم پر

رباعی

سینے مین یہ غم نہین تو سینا بیکار
مینا مین یہ مے نہین تو مینا بیکار
بالفرض اگر عمر مسیحا ملجاے
واللہ کہ بے پدر رہے جینا بیکار

رباعی

حضرت کا رفیق زود میری مین تھا
بازو سے قوی دستگیری مین تھا
یہ دور عدم کی راہ اور آپ ضعیف
مجھکو نہ لیا عصاے پیری مین تھا

رباعی

ہر دشت جفا خیز ہے اولا تجھسے
ظالم سمجھےگا میرا مولا تجھسے
یون میرا پدر ہو پنبۂ زخم لحد
امید نہ تھی یہ اے پھولا تجھسے

رباعی

ہو مہر علی تو در دگھٹ جای ابھی
واللہ کسوف غم بھی ہٹ جای ابھی
ہے رجعت خورشید آسی سے ای قادر
وہ چاہے تو قسمت بھی پلٹ جای ابھی

رباعی

اے شاہ ملک مآب جلدی پونہچو	اے ماہ فلک جناب جلدی پونہچو
سونا چھوتا ہون مٹی ہاتھ آتی ہے	یا حضرت بوتراب جلدی پونہچو

رباعی

اللہ پرستا کرہون خدا اسکا گواہ	دیتا ہے وہی رزق وہی عزت و جاہ
بندہ بندون سے کیا توقع رکھے	لاحول ولا قوۃ الا باللہ

رباعی

سو جان سے ہین فدا ہی نام حسنین	ہے چشم و دل و جگر مقام حسنین
ہم روز ولادت سے ہوے نام آور	تاریخی نام ہے غلام حسنین ۱۲۴۹

رباعی

سیکھے سحر و برق سی بندش کے بند	پھر غالب و بجنے بتائے پیوند
سمجھا بھی زمانے مین نہوگا ایسا قدر	بدنام کنندہ نکونامے چند

رباعی

درجے مین بڑھا ہوا ہی جس تس سے قدر	دوگنا ہوا رتبہ یہ کہے کس سے قدر
اول تو مدرس بھی ہے ہر دوئی کا	پھر اس پہ ہے ہم عدد مدرس سے قدر ۳۰۴

رباعی

اے قدر عبث موت تجھے کھلتی ہے	ساعت بھی حساب سے کہین ٹلتی ہے
ہر تا نفس سوئی ہے گھنٹے گن سے لے	یہ دل کی دھڑک نہین گھڑی چلتی ہے

رباعی

بعضے کہتے ہین شعر کہنا ہے نحس
بعضے کہتے ہین اسکا لہنا ہے نحس
اے قدر سخن نہو تو مردہ ہے بشر
جو یہ ہے تو پھر خموش رہنا ہے نحس

رباعی

اس بزم مین اپنے مہربان ہین سب لوگ
معشوق مزاج ونوجوان ہین سب لوگ
اک یہ بھی ادا ہے شعر کہتے ہی نہین
گویا محبوب بے دہان ہین سب لوگ

رباعی

ہر مصرع مین بار شاخ ہوجائے گا
ہر بیت مین اوج کاخ ہوجائے گا
اے قدر بہت ذکر بتان کرتا ہے
دیوان ترا سنگلاخ ہوجائیگا

رباعی

کچھ آپ بتائین اسکا چارا صاحب
اف اوہ زکام نے تو مارا صاحب
ریزش لائی ہے وہ حرارا صاحب
دم ناک مین ہوگیا ہمارا صاحب

رباعی

پہلے کھانے سے پیٹ خالق بھر دے
بھر جائے جو پیٹ پھر مئی احمر دے
جب پیٹ بھی بھر دیا شرابین بھی دین
پھر تو کوئی معشوق پری پیکر دے

رباعی

کب تک قاضی سے مین ڈرونگا توبہ
کب تک مفتی کا دم بھرون گا توبہ
دیوانے ہو زاہد و بہار آئی ہے
اس فصل مین مین توبہ کرون گا توبہ

رباعی

بندے نے خزاں بھر تو نباہی توبہ — آتے ہی بہار ٹوٹی کیسا ہی توبہ
سو بار کہا کہ بر گزشتہ صلوات — پھر توبہ شکن ہوا الٰہی توبہ

رباعی

اپنا مشرب نیا نکالا ہم نے — خرقہ جبہ اُتار ڈالا ہم نے
اے پیر مغاں تجھی سے بیعت ہے ہمیں — لے اب تو پیا ترا پیالا ہم نے

رباعی

جس وقت کا منتظر تھا قدر آیا ہے — کیا اُن پہ شباب مثل بدر آیا ہے
سختی آئی ہے چھاتیاں اُبھری ہیں — ہر ایک انار اب تو گدرایا ہے

رباعی

داغوں کا بندھا جو زور ہے ہم نے دیکھا — زخموں میں رہا جو چور ہے ہم نے دیکھا
ناسور پڑا جگر میں ناسور میں داغ — یہ چور کے گھر میں مور ہے ہم نے دیکھا

رباعی

آورد چو نامہ قاصد فرخ چہر — از جوشش نشاط و طرب الفت و مہر
بالید چناں دلم کہ گردید سپہر — پس مہر علی بر آں سپہر آمد مہر

رباعی

ہیں موج کی شکل خط کی سطریں بیتاب — جگر میں ہے ہر دائرہ تشکل گرداب
ڈوبا ہے سفینۂ حواسِ خمسہ — القاب نہ یاد ہے نہ مجھکو آداب

رباعی

گو میرے پدر نے ربط عالم توڑا
پر سلسلۂ وفا نہ اک دم توڑا
اسد رجب ہے نظام کا دم بھرتے
توڑا تو نظام پور مین دم توڑا

رباعی

تھی شعر سے قدر خوش بیان گو گردش
جسطرح سخن سے ہو زبان گو گردش
چکر مین تھا بلگرام گردش سے مری
تھی چاند کے ساتھ آسمان گو گردش

رباعی

دس سال کے بعد مین وطن مین آیا
ٹوٹا ہوا پھول پھر چمن مین آیا
ڈھلکا ہوا دُر یہ پھر عدن مین آیا
نکلا ہوا دانت پھر دہن مین آیا

رباعی

ہشیار ہو قدر بلگرام آیا ہے
سوچو تو زمانہ کس کے کام آیا ہے
اتنا نہ ہنسو یہین ہوئے تھے پیدا
روئے تھے جہان وہی مقام آیا ہے

رباعی

یا کوے بتان سے روتے ہم نکلے تھے
اسطرح تو اشک آنکھ سے کم نکلے تھے
یا عشق بتان دل سے نکالا ہمنے
جسطرح کہ کعبے سے صنم نکلے تھے

رباعی

لازم کہ بشر بجز نکوئی نکرے
وہ بات کرے کہ شکوہ کوئی نکرے
ہوتا نہین استخوان زبان مین اے قدر
نکتہ یہ ہے کہ سخنگوئی نکرے

رباعی

ہمکو وہ رخ سرخ دکھانے آؤ — اس پردے مین غیرونکو جلانے آؤ
منہ کھولے چلے آؤ برنگ خورشید — اے سیم بدن کھلے خزانے آؤ

رباعی

کیا ڈر ہے اگر گلا کرے گا قاضی — ہو وصل یونہین بکا کریگا قاضی
ہے شرط نکاح مین بھی ایجاب قبول — دو دل راضی تو کیا کرے گا قاضی

رباعی

یارب تری رحمت پہ فدا میری حیات — ہر بات مین رحم واہ تیری کیا بات
رحمت ہے کثیر اور زحمت ہے قصیر — جنت ہین آٹھ اور دوزخ ہین سات

تواریخ

مر گئے کیا محمد و ذاکر — ایک دن ہاے دو چراغ بجھے
سوز غم سے کہا یہ ہاتف نے — آج ہے واے دو چراغ بجھے ۱۲۷۰ھ

تاریخ وفات میر وزیر علی صبائی لکھنوی

یکہ تاز سخن وزیر صبا — اسپ خود راند و بر زمین آمد
آن سخندان گرم تاختہ زین میدان — کہ غبار سے نہ جست تا مرقد
اشہب کلک قدر سالش یافت — اوفتادہ صبا از اسپ خود ۱۲۷۱ھ

تاریخ وفات بشارت علی دکنی

سفر کرد سوی جنان یار من	خدا باد در هر قدم یار وے
چو برگ خزان هوش ها ریخته است	الٰهی غمش بود یا فصل دے
نه بخشد مرا لطف آب حیات	که بیکار افتاد بے یار مے
صبوری ضرور است اے قدر باش	حدیث فغان و جنون تا بکے
چو بشنید هاتف چنین حادثه	بگفتا بشارت علی مرد پئے ۱۲۷۲ھ

تاریخ میلاد فرزند سید محمد رضا بلگرامی

بسید محمد رضا خان من	خدا داد پورے باقبال جفت
نشاندم زہے نخل تاریخ او	گل نور سید از نهال شگفت ۱۲۷۴ھ

تاریخ مسجد

چون فتح محمد ز ره صدق و صفا	مسجد تعمیر کرد در راه خدا
از بهر کتابه قدر تاریخ نوشت	تعمیر نمود مسجد طرفه بنا ۱۲۷۴

تاریخ تصنیف کتاب منشی فرزند علی رفیع بلگرامی

این نسخهٔ مقوی دل غمناکان	بنوشت رفیع از پئے دل چاکان
تاریخ بمصرعی نوشتیم اے قدر	گلدستهٔ راز سر و جهر پاکان ۱۲۷۵ھ

تاریخ میلاد فیاض بیگ ابن مرزا عباس بیگ دهلوی

خان ذی رتبہ و ذی حوصلہ مرزا عباس — پسر سے نام خدا یافتہ عالی نسبی
نازکی نازفروشی صنم عشوہ گری — گلرخی گلبدنی سروقدی غنچہ لبی
لب لعلین یمنی خال سیاہش حبشی — موے مشکین ختنی چہرۂ صافش حلبی
بشگفان غنچہ تاریخ ولادت اے قدر — بردمید این گل عباس زنخل عجبی
۱۲۷۶ھ

تاریخ فراغ علم مولانا سید عبد اللہ بلگرامی

فضیلت دی خدا نے میر عبد اللہ صاحب کو — خط تقدیر تھا گویا فراغ انکے مقدر مین
خدا حافظ ہی انکا یہ کلام اللہ کے حافظ — رہے ہے جسطرح گوہر آب مین اور آب گوہر مین
زبان معجز بیانی کرتی ہی لبہاے نازک پر — مسیحا بولتے تھے جسطرح آغوش مادر مین
نہین بیوجہ ہرگز آمد و رفت نفس انکے — اشارہ ہی کہ سیکھا ہمنے علم سینہ دم بھر مین
قوی ہین سب دلیلین صاف ہے ہر اک بیان انکا — جڑی ہین آ انکے اللہ نے سد سکندر مین
فراغ انکو ہوا ہی علم سے یہ ماہ کامل ہے — انہین کی روشنی پھیلی ہی ابتو ہفت کشور مین
نہان و آشکارا قدر لکھ مصراع تاریخی — ہوئی کامل یہ علم آگاہ بارہ سو چہتر مین
۱۲۷۶ھ

تاریخ کمرۂ میر احمد حسن بلگرامی

عجب کمرہ ہے میر احمد حسن کا — کہ جسکا تذکرہ ہوتا ہے گھر گھر
لکھو اے قدر یہ مصراع تاریخ — عجب کمرہ بنایا راستے پر
۱۲۷۷ھ

ایضاً

چو میر احمد حسن کمرہ بنا کرد	چہ کمرہ رشک بخش قصر قیصر
بگو اے قدر تاریخ بنایش	زہے کمرہ بنا فرمود بہتر ۱۲۷۷ھ

تاریخ زناشوئی سید مقبول عالم مارہروی در دائرہ متنفقہ

زحق۔ باد عقد ہمایون مبارک	شدہ۔ مشتری و مہ امروز باہم
بگو۔ قدر مصرع تاریخ ہجری	شدہ۔ کدخدائی مقبول عالم ۱۲۷۷ھ

تاریخ میلاد سید مصطفٰے ابن ابن علی برادر مصنف

دیدہ پسر ابن علی را مردم	باللہ بخویش ز انجمن تا انجم
تاریخ ولادتش بگویم اے قدر	از شہر صیام لیلۃ البست و دہم ۱۲۷۷ھ

ایضاً در ہر مصرع

گر دیدہ ولادت سعادت آمیز ۱۲۷۷ھ	از عیش پسر شدہ جہانی لبریز ۱۲۷۷ھ
از قدر شود مادۂ ہر مصرع ۱۲۷۷ھ	این نجم جمال ست صباحت انگیز ۱۲۷۷ھ

تاریخ مسجد و امام باڑہ

سید احمد حسین صاحب نے	ایک مسجد نئی بنائی ہے
متصل ایک امام باڑہ بھی ہو	جس سے تا حشر نام جاری ہے
لکھ یہ تاریخ دونوں کی اے قدر	مسجد و روضۂ حسینی ہے ۱۲۷۷ھ

تاریخ وفات سید محمد ابراہیم در ہر مصرع

وفات کردہ ز دنیائے دون ہزار افسوس ۱۲۷۸ھ
رئیس نامورے عمدہ نامدار و کریم ۱۲۷۸ھ

ز قدر سال چہارم بمرگ او بشنو ۱۲۷۸ھ
سفر نمودہ ز ہستی محمد ابراہیم ۱۲۷۸ھ

تاریخ درگاہ بلگرام

خان والا نژاد سید جان
دست بکشود و ہم میان بربست

کرد تعمیر روضۂ عباس
کہ مقابل بہ اصل شد یکدست

قدر تاریخ گفت و گوہر سفت
نقل مرقد مقابل اصل است ۱۲۷۸ھ

تاریخ کتاب توارام شایان لکھنوی

مہا بھارت کہی شایان نے جس دم
ہوئی بس دھوم اسکی جابجا خوب

ٹپکتی ہے فصاحت وہ روانی
معانی خوب بندش خوب ادا خوب

شنیدہ کی بود مانند دیدہ
وہ قصہ میرا دیکھا ہی کہا خوب

جو پوچھی قدر سے تاریخ اسکی
جھکا کر سر کہا — کیا خوب کیا خوب ۱۲۷۸ھ

تاریخ اخبار کانپور

نسخہ لطافت اخبار نامہ شعلۂ طور
کہ بوئے گل بسر راہ او برید بود

سواد او ہمہ در راستی شب معراج
بیاض او ہمہ در عیش صبح عید بود

ہزار و ہشتصد و شصت و یک مسیحی رفت
نوشت قدر عیان و نہان مسیحی سال

کنون بشصت و دوم طرح او جدید بود
ہزار و ہشتصد و شصت و چہ پدید بود
سنہ ۱۸۶۲ء

ایضاً

غش ہیں بشر بیان پہ ہزار تنی زبان پر
قدر شروع سال ہی مصرع عیسوی لکھو

شعلۂ طور کا پہ نور نور فشان ہے دور دور
سرمۂ چشم فکر ہے شعلۂ طور کا پہ نور
سنہ ۱۸۶۲ء

تاریخ مہمانسرائے سانڈی

جو کالن لنڈزیی ڈپٹی کمشنر دام اقبالہ
مرمت کی یہ تاریخ مسیحی قدر نے لکھی

گئی پایا مسافر خانہ کچھ اچھا نہ سانڈی میں
بہت اعلیٰ بنا ہی یہ مسافر خانہ سانڈی میں
سنہ ۱۸۶۳ء

تاریخ طبع دیوان مولوی سلامت اللہ کشفی

کلام کشفی جادو کلام را نازم
چو طبع گشت کلامش قبول طبع افتاد
یکی بیاض سطور و دگر سواد خطش
نہے ترانہ و فرد و قصیدہ و غزلش
نوشت قدر پئے طبع مصرع تاریخ

بگوش طبع خواص و عوام شد مطبوع
تمام گشت چو دیوان تمام شد مطبوع
چو عارض سحر و زلف شام شد مطبوع
ہمہ کلام بلاغت نظام شد مطبوع
کلام کشفی نادر کلام شد مطبوع
سنہ ۱۲۷۸ھ

تاریخ بنائے چاہ

چو ساخت چاہ سر رہ محمد اسمٰعیل
مثال زمزم ازو آب کرد طغیانی
پئے کتابہ نوشتیم قدر تاریخش
بنا نمودہ سر راہ زمزم ثانی
۱۲۷۹ھ

تاریخ دروازۂ احمد حسن بلگرامی

درے ساختہ سید احمد حسن
کزین در بر آید رہ مدعا
ز دستِ دعا قدر بنوشت سال
در فیض احمد حسن باد وا
۱۲۷۹ھ

تاریخ وفات صدر عالم پہانوی

صدر عالم کہ بود بدر عالم ز
در دہر ہمی فزود قدر عالم
تاریخ وصال او نوشتیم اے قدر
رحلت بجنان نمود صدر عالم
۱۲۷۹ھ

تاریخ حوض

ڈپٹی صاحب کا فیض دیکھے
رضوان کس نیند سو رہا ہے
کیا حوض بنا دیا چمن مین
جو کوثر و خلد نے بہا ہے
کیونکر کہیے نہ چشمۂ خضر
سبزہ جو گرد لہلہا ہے
اسکا کوئی بلبلا جو پھوٹا
اسمین بلبل کا چہچہا ہے
بہکا ہوا کیون پھرے اسکندر
موجون کی زبان پہ قہقہا ہے
وہ آب بقا ہے نام جسکا
باقی اسکا رہا سہا ہے
اے قدر لکھو یہ سال ہجری
حوض آب حیات کا بہا ہے
۱۲۸۰ھ

تاریخ کتاب غلام محمد خان واصل بلگرامی

اے قدر نوشت واصل این طرفہ کتاب — نام پاکش نہاد مفتاح الہند
مفتاح قلم کشود قفل ابجد — صد قفل دل کشاد مفتاح الہند
١٢٨٢ھ

تاریخ وفات عمّ مصنف

عمّ من قبلہ و ملاذ من — جان بجان آفرین سپرد افسوس
سال شنقار او بخوان اے قدر — ہاے قدرت علی بمرد افسوس
١٢٨٣ھ

تاریخ وفات ہزاری لال جوان بنارسی شاگرد مصنف

بیٹا ہو کہ شاگرد ہو موت اسکی غضب ہے — پھر اسپہ جوان مرگ ہو وہ راحت جان ہے
ای میرے جوانمرگ جوان تو جو سدھارا — مٹی میں ملا آج مرا نام و نشان ہے
این ماتم سخت است کہ گویند جوان مرد — کھینچے مری کھنچتی نہیں یہ سخت کمان ہے
دل ٹوٹ گیا بلکہ کمر ٹوٹ گئی ہے — سب ساتھ گئی تیرے مرے تاب و توان ہے
اٹھتا ہوں میں کہہ کہکے ادہر آہ ادہر آہ — گرتا ہوں میں کہہ کہکے یہاں ہای وہاں ہے
سچ کہتے ہیں سب ہوتی ہے آنکھوں کی مروت — بند آنکھیں ہوئیں اب مری پروا ہی کہاں ہے
کس منھ سے پڑھے قدر تری مرگ کی تاریخ — کیسا ہوا چٹ پٹ مرا محبوب جوان ہے
١٢٨٣ھ

تاریخ مثنوی لوح محفوظ

چھوٹے ماہ و ن مسے فیروز علی — فکر سے کر گئے امداد قلم

شعر لکھنے کو لگایا جو شگاف — کُھل گئی خاطر ناشاد قلم
لوح محفوظ لکھی صل علی — اس قلمرو مین ملی داد قلم
کیا حدیثون کو بنایا تصویر — حبذا صنعت بہزادِ قلم
مثنوی سے ہے کہ خدا کی قدرت — دیکھیے زور خدا داد قلم
نغمۂ بلبلِ معنی معنی — لفظ ہین قمری شمشاد قلم
ہنوئی خلق کبھی ایسی کتاب — جب سے قائم ہوئی بنیاد قلم
یاد کرکے اُنہین سر دُھنتا ہے — یہ صریرین ہین کہ فریاد قلم
جمگیا سال کا نقشا اے قدر — لوح محفوظ اسے ہے ایجاد قلم
١٢٨٢ھ

تاریخ نتائج الطبیعات

مولوی صاحب سعید الدین احمد واہ واہ — کیا رسالہ آپ نے لکھا ہی مطبوع انام
گوہر تاریخ لایا قدر کا غواص فکر — بھر دیا گویا کہ کوزے مین سمندر اک تمام
١٢٨٣ھ

تاریخ مشتہر الفیض مولفہ گوبند لال صبا ترنگ ماسٹر

رنگ اپنا جمایا ہی ہزارون مین صبا نے — اللہ رے استاد دبستان ریاضی
کس شکل سی لکھا ہی مساحت مین رسالہ — طوبیٰ کا شجر بڑھ کے ہوئی شان ریاضی
باندھی ہی عمودون نے عجب اسمین عمارت — کیا قاعدے سے لکھے ہین ارکان ریاضی
گل بوٹے تراشے ہین کہ شکلین ہین دلکش — پُر ہے گل امید سے دامان ریاضی
کیونکر نہو تاریخ نویسی کی مجھے فکر — یہ نسخۂ نایاب ہے یا جان ریاضی

اے قدر کھلا شاخ قلم سے گل تاریخ — ہے دید بہار چمنستان ریاضی
۱۲۹۹ھ

تاریخ مسجد لکھیم پور کہ از زر چندہ طیار شد

طراز خانۂ دین سیدی وزیر حسین — چو جد خویش علی بیخ کفر را قامع
کشیدہ دائرۂ از عوامل و قسم — لسعی خویش بنا کرد مسجد لامع
بنا سے سال ز معمار فکر قدر آمد — شد از جماعت اسلام قائم این جامع
سنہ ۱۲۸۴ھ

تاریخ وفات مجتہد العصر سید محمد صاحب لکھنوی

چو گذشت چارشنبہ بسواد پنجشنبہ — ز مہ ربیع اول شب بست و دو در آمد
سم ہیضۂ وبائی بنمود آں بگردش — کہ جناب مجتہد ہم شدہ قطرہ زن بمرقد
پے سال رحلت او شدہ قدر را اشارت — کہ بگو مقام احمد شدہ خالی از محمد
سنہ ۱۲۸۴ھ

تاریخ وفات محمد سعید مہونوی

شیخ محمد سعید عرصۂ ہستی برید — تن بہ لحد آرمید روح بہ جنت رسید
حلقۂ زنان مرد و زن مویہ کنان موے کن — پس دم قطع کفن خلق گریبان درید
قدر بہ ز نگاہ سال وفاتش بخواہ — سوے جنان رحلت آہ کرد محمد سعید
سنہ ۱۲۸۳ھ

تاریخ وفات مولوی عبد الغفور مہونوی

آن جناب بحر غفران مولوی عبد الغفور — سر برآورد از وجود و دم کشید اندر عدم

آوخ آوخ از پژوهشهای آن فرزانہ مرد — آوخ آوخ از نکوہشہای این چرخ دژم
وے دریغا بود چندی صحبتش گیرا بمن — وے دریغا باشد اندی فرو نقش برین ستیم
مصرع اول مسیحی و دوم ہجری بود — قدر زد اندر دو مصرع ہر دو تاریخش رقم
جان سپردہ مولوی عبدالغفور بی بدیل — زین سواد اندر لحد شد از لحد اندر ارم
سنہ ۱۸۶۹ع — سنہ ۱۲۸۵ھ

تاریخ وفات ولی بخش خان رئیس الہ آباد

مرد ولی بخش خان مویہ کنان مومنان — نالہ و اشک روان رفت خفی و جلی
جوہر تزئین حق چہرۂ آئین حق — آئینۂ دین حق گشت از و منجلی
از غم شیر الہ ریخت کبود و سیاہ — وز اثر سجدہ گاناصیہ اش صندلی
گشت نثار حسین عاشق زار حسین — تعزیہ دار حسین مست ولائے علی
قدر بہ سال رحیل داد ندا جبرئیل — رفتہ ولی بے دلیل پیش علی ولی
سنہ ۱۲۸۵ھ

تاریخ وفات حضرت استاذنا نجم الدولہ دبیر الملک جناب نواب مرزا محمد اسد اللہ خان بہادر نظام جنگ غالب تخلص مرزا نوشہ عرف دہلوی کہ مصاریع اوائل عیسویت و اواخر ہجری

مراد حشر کیا دہلی کا خط تھا — سنہ ۱۸۶۹ع — فلک ٹوٹا یہ مجھ پر آہ ناگاہ — سنہ ۱۲۸۵ھ
مرے استاد عالی جاہ غالب — سنہ ۱۸۶۹ع — دوم ذی القعدہ کو اب مر گئے آہ — سنہ ۱۲۸۵ھ
خدا جوست و خدایاب و خدا باز — سنہ ۱۸۶۹ع — فلک تمکین فلک عصر و فلک جاہ — سنہ ۱۲۸۵ھ

خدا مین ملگیا شبلی خالص	سنہ ۱۸۶۹ء	خدا سے جا ملا شمس حق آگاہ	سنہ ۱۲۸۵ھ
جہانگیر سخن ملک سخن سے	سنہ ۱۸۶۹ء	ہوے رضوان مآب الحکم للّٰہ	سنہ ۱۲۸۵ھ
بنا تخت روان بس کیا جنازہ	سنہ ۱۸۶۹ء	چلا دربار کو کس شان سی وہ شاہ	سنہ ۱۲۸۵ھ
کیا امر سفر بے مرشد ہی ظلم	سنہ ۱۸۶۹ء	لیا افسوس خادم کیون نہ ہمراہ	سنہ ۱۲۸۵ھ
لحد سے ہے حسن آغوش عروسان	سنہ ۱۸۶۹ء	روان بھی میرزا نوشہ کے نوشاہ	سنہ ۱۲۸۵ھ
ہے اول چرخ وصف وسعت قبر	سنہ ۱۸۶۹ء	کفن تو چاندنی وہ مستند ماہ	سنہ ۱۲۸۵ھ
کمر کیسی جھکی اس فکر غم سے	سنہ ۱۸۶۹ء	گرا سے ہے پشت دل کوہ پر جا نگاہ	سنہ ۱۲۸۵ھ
ہے نازل آفت جان وی دریغا	سنہ ۱۸۶۹ء	غم دل سے ہے بلا صد وا سے ویلاہ	سنہ ۱۲۸۵ھ
اگر ہو آب اشک غم روان ہاے	سنہ ۱۸۶۹ء	ہے نے وہ نخل ماتم جو کہ ہو آہ	سنہ ۱۲۸۵ھ
یہ اشک چشم و داغ دل ملے ہین	سنہ ۱۸۶۹ء	کرون کیا مین شمار ای میرے اللّٰہ	سنہ ۱۲۸۵ھ
کہین یہ تیس تاریخین جو بے جد	سنہ ۱۸۶۹ء	گئے غالب بھی آگی ہی کسے چاہ	سنہ ۱۲۸۵ھ
اسی ہستی سے انس آخر کو ای قدر	سنہ ۱۸۶۹ء	ہے ساز مرگ پیش اب قصہ کوتاہ	سنہ ۱۲۸۵ھ

تاریخ مقدم نواب مختار الملک نائب حیدرآباد دکن بہ لکھنو کہ ہر مصرع تاریخ ہجری است

کیا مقدم نواب کی بس شہرت ہے	سنہ ۱۲۸۶ھ	حقا نازل یہ آیت رحمت ہے	سنہ ۱۲۸۶ھ
ذیحجہ مین سے ہے نزول اول ای قدر	سنہ ۱۲۸۶ھ	جب توجہ اکبر مین نہین حجت ہے	سنہ ۱۲۸۶ھ

تاریخ ختان سید مصطفےٰ برادرزادہ مصنف

چون ختنہ مصطفےٰ شد از جالاکی	گلچین شدہ نجام بفرخ ناکی

ماسال ختان اونوشتیم ای قدر ‏ ‏ ‏ شہد سنت مصطفی او ادر یافتے ۱۲۸۶ھ

تاریخ ترتیب رسالۂ مجموعۂ سخن مجاریہ ڈاکٹر صاحب بہادر

جناب آراسے کالن برونگ ‏ ‏ ‏ مرے آقا اودہ کے ڈاکٹر

ہوئے اک بار یون ارشاد فرما ‏ ‏ ‏ کہ مجموعہ سخن کا ہو بہتر

وہ مجموعہ کہ مجموعے کا ہو عطر ‏ ‏ ‏ دماغ علم ہو جس سے معطر

ہوئے آمادہ پنڈت شیونراین ‏ ‏ ‏ ولی النعمی وڈپٹے انسپکٹر

ہوئے منشی حکیم الدین معاون ‏ ‏ ‏ شریف وکامل ومرد ہنرور

لہو مل کر ہوا کشتون مین شامل ‏ ‏ ‏ ذرا بندہ بھی ہاتھ اپنا بٹا کر

غرض نکلا عجب نایاب نسخہ ‏ ‏ ‏ پھڑک جائے جو دیکھے کیمیاگر

پراب تاریخ صوری معنوی ہو ‏ ‏ ‏ کہ سن نکلین عبارت کی برابر

ہوا جب یہ تردد قدر بولا ‏ ‏ ‏ پڑہ اٹھارہ سو اسپر سال اکہتر ۱۸۷۱ء

تاریخ آغاز و انجام رسالۂ سراج الشریعۃ مصنفہ سید وزیر علی بلگرامی خال مصنف

جناب سیدنا خالنا وزیر علی ‏ ‏ ‏ مہ سماسے وطن قطب آسمان دکن

وطن کند بنعش گریۂ ہزاران ابر ‏ ‏ ‏ دکن زند زدمش خندۂ ہزار چمن

وطن زفرقت اوسکہا سے غم در جیب ‏ ‏ ‏ دکن زقربت اوہون عیش در دامن

فقیہہ و متقی و زاہد امام حسین ‏ ‏ ‏ خلیل کعبۂ ایمان ستر گ قبلۂ من

بسا مسائل شرعیہ گرد آوردہ است ‏ ‏ ‏ محیط ہالۂ پر وینش صد ہزار پرن

سوال از خود واز مجتهد جواب آورد ... مگر جواب ندارد درین جهان کسن
نهاده است سراج الشریعت وا نام ... زدل فتد همه مشکوٰة چون زکعبه وثن
جریده که بود صفحه اش رخ یوسف ... جریده که بود سطر تار پیراهن
جریده که سوادش سیاهی شب قدر ... جریده که بیاضش شهاب اهرمن
جریده که بود چشم حور دائره اش ... جریده که بود زلف حور پیچ و شکن
جریده که ضیایش همه خراج حلب ... جریده که صفایش تمام ساو عدن
لغات او بزبان غیرت سهیل و ادیم ... صفات او بلبان رشک حور و لعل یمن
سبحان علم همان پایه ده که جسم سجان ... بجسم شرع همان وایه ده که جان به بدن
تمام شد چو مراین نسخه شد تمام پسند ... فتاد غلغله او بکوچه و برزن
هر آنچه قدر به آوند ماست تر اد و ... هر آن سخن که نگفتیم میتوان گفتن
بر آوریم دو بوسے ترانه از گل فکر ... بر آوریم دو گلهاسے تازه از گلشن
بر آوریم دو تا سال هجری از بیتی ... بر آوریم دو الماس ریزه از معدن
یکے ز مصرع اولاش سال بدو کتاب ... دگر ز مصرع آخراش سال ختم سخن
سراج شرح بطاق صلاح علم نهاد ... چنان که محفل دیوان دین شده روشن
۱۲۸۷ھ ... ۱۲۸۷ھ

تاریخ ترتیب رسالۂ آهنگ غریب مصنفۂ رشک سحبان غیرت معنوی جناب منشی قنبر علی صاحب بٹوری

منشی انشاسے نثر و شاعری قنبر علی ... نثر او نثره مثال و شعر او شعری مثل
خط به بینی بر کشد کلکاسے دبیران پیش او ... نیزهٔ خطی خامه چون بر آرد در جدل
اینت شعرش بلبل گلزار زا نو ته کند ... آنت نثرش پیش او سعدی گلستان در بغل

صد حلاوت مے چکد از نغمۂ خلق خوشش — سے ہے شیرینی مرغکے از گل ہمیسا زد عسل
مے رسد بر صفحۂ حرفش یا صد اختر بر فلک — میچکد حرف از مدادش یا عطارد از زحل
در حجاز افتاد و آہنگ غریبی بر کشید — دہ چہ نام آورد اندر سال ہجری بے خلل
این نگارین نامہ را گفتم دو تاریخ قدر — سے بلے ناظم بشاگردی استاد ازل
مصرع اول بود ہجری و ثانی عیسوی — بر شمر انگشت اگر دستے بداری در جبل
ہمچو زہرہ در سماع آید عطارد بار قم — پر صدا گردید آہنگ غریبے بے بدل
سنہ ۱۲۸۸ھ — سنہ ۱۸۷۱ع

تاریخ تالیف رسالہ نجاۃ العاشقین مولفہ شاہ سراج الیقین کرسوی

چون سراج الیقین فرزانہ — کہ زخش تاج شاہ خاور شد
عالم و حافظ کلام خداست — فقر از و شاہ ہفت کشور شد
داد تالیف مولد احمد — خادم خدمت پیمبر شد
سطر ہا گشت سلک مروارید — ہم روانیش آب گوہر شد
شمع تاریخ قدر روشن کرد — شمع حق یقین منور شد ۱۲۸۸

ولہ

خوب حافظ جی نے یہ میلاد مین لکھی کتاب — کشف ظاہر سے ہوئے محفل نشین باطنی
نام رکھا اس رسالے کا نجاۃ العاشقین — حسن معنی پر فدا ہین عاشقین باطنی
قدر نے پھر لکھدیا یون مصرع تاریخ سال — ہے نجاۃ العاشقین شمع یقین باطنی ۱۲۸۸ھ

ولہ

صل علی کہ شاہ سراج الیقین نے — مولد لکھا رسول علیہ الصلوۃ کا

وہ جبرئیل پایہ ہین یہ وحی عرش دین — وہ رشک روح ہین تو یہ کاغذ برات کا

وہ خضر راہ فضل یہ سجادۂ کمال — وہ غیرت مسیح یہ محضر حیات کا

وہ بلبل چمن ہین یہ اوراق برگ گل — وہ طوطی سخن ہین یہ کوزہ نبات کا

وہ نقطۂ ازل یہ محیط ابد قیام — وہ مرکز جہان یہ ورق کائنات کا

وہ ابر فیض ہین تو یہ کشت مراد ہے — وہ کوہ حلم ہین تو یہ دامن ثبات کا

ہان قدر رول دے در تاریخ آبدار — وہ نوح پیش رو یہ سفینہ نجات کا

۱۲۸۸ھ

تاریخ تصنیف قصائد ہفتخوان نعت تصنیف مولوی عبد الاحد صاحب بٹولوی

گفت عبد الاحد وحید العصر — نعت پیغمبر اسمہ احمد

ہر کہ بشنید و دید از خود رفت — وز پئے سال قدر رفت بخود

فتح شد ہفتخوان تاریخش — بے بہا ہفتخوان ز عبد الاحد

۱۲۸۹ھ

ایضاً

ہفتخوانے نوشت عبد الاحد — بمدیح محمد عربی

مدنی و حجازی و مکے — قرشی ہاشمی و مطلبی

قدر بکشود قلعۂ تاریخ — ہفتخوان مدیح پاک نبی

۱۲۸۹ھ

تاریخ کتابۂ قبر مولوی شیخ مظہر کریم صاحب مرحوم دریابادی

افسوس زیرکی ہمہ دانی وفات کرد — سنہ ۱۲۸۱ فصلی — در جنت آن محدث معنی شدہ مقیم — سمت ۱۹۲۹

قدر این کتابکافی سنگ مزار باد — سنہ ۱۲۸۹ ہجری
جا سے طواف مقبرۂ مظہر کریم — سنہ ۱۸۷۲ عیسوی

تاریخ قواعد اُردو

بحکم پاک صاحب ڈائرکٹر دام اقبالہٗ — ملائک بھی قدم جنکے لیے تعظیم سے چومین
وہ اُردو کے قواعد مین رسالہ جنپے کی نکلا ہے — کہ جس سے شش جہت مین واہ واکی مچ گئین دہومین
یہ تاریخ مسیحی فی البدیہہ قدر نے لکھی — ہوے عمدہ قواعد خوب باب تصنیف اُردو مین

سنہ ۱۸۷۳ ع

تاریخ رہائی میر مہدی علی

سید عالی نسب والا حسب مہدی علی — فرش راہ آل احمد خاکپائے بوتراب
پھنس گئے طالع ہوے وہ قیدی قید فرنگ — تین سال آخر یونہین نازل رہا اُنپر عذاب
قیدخانہ برج عقرب تھا تو وہ اُسمین قمر — اُف ری گردش ہی کہین ایسی نحوست کا جواب
قیدخانہ اک گہن تہا اُسمین وہ خورشید تھے — اُف رے اندھیر اہل عالم سب تھے باچشم پر آب
آنکھ مین آنسو دعا لب پر دلون مین داغ و درد — دفعتاً یون ہوگئین سبکی دعائین مستجاب
قید سے اُس یوسف ثانی کو چھٹکارا ہوا — آیا پھر آیا زلیخا سے مسرت پر شباب
پھر وہی جلسے وہی چہلین وہی ہین جمگھٹے — پھر وہی ساقی وہی مینا وہی چنگ و رباب
بر سر فرزند آدم ہر چہ آید بگزرد — چپ ہوا ای قدر یہ داستان گونگی کا خواب
کوکب تاریخ چمکا دو سمائے فکر پر — ماہ اس عقرب سے نکلا یا گہن سے آفتاب

سنہ ۱۲۹۰ ع

تاریخ وفات چودھری مصاحب علی کرسوی کہ ہر مصرع تاریخ است

مردہ چو مصاحب علی آن یافت قلق — سنہ ۱۲۸۱ فصلے
ہان قدر چنین بخوان تو سال چارم — سنہ ۱۸۷۳ عیسوی

چون سینہ شدہ سرزمین چاک و شق — سنہ ۱۲۹۰ ہجری
درخلد مصاحب علی گشتہ و حق — سنہ ۱۹۳۰ بکرمے

تاریخ جانشینی چودہری طالب علی ابن مصاحب علی

طالب علی اے قدر ولی بود بحق
برجاے پدر جلوس فرمود بحق

برکرسی سال نقش تاریخ نشست
حق برمرکز قرار بنمود بحق — سنہ ۱۲۹۰ ھ

تاریخ گلشن فیض مولفہ حکیم سید ضامن علی جلال لکھنوی

سید ضامن علی جلال حکیم
وہ جو ہین شعر و طب کے مامن فیض

اصطلاحات ہند اُنھون نے لکھی
سال ہجری بتایا گلشن فیض — سنہ ۱۲۹۰ ھ

قدر نے سال فارسی یہ کہا
گہر پاکباز دامن فیض ہے — سنہ ۱۲۴۳ فارسے

روے فصلی یہ پھر در تاریخ
ہے عجائب یہ نکلے معدن فیض — سنہ ۱۲۸۰ فصلے

دیدہ افروز پھر ہے شمسی سال
ہی یہ نا دیدہ مہر روشن فیض — سنہ ۱۲۹۵ شمسے

عیسوی سال کا جما پھر رنگ
ہوا گلبیز واہ خرمن فیض — سنہ ۱۸۷۳ عیسوے

پھر زر سال پرکھے سمت مین
ہے سراپا کلید مخزن فیض — سنہ ۱۹۳۰ سمت

تاریخ مکان سید وزیر حسین خان

ڈپٹی دارا خدم خان سکندر حشم
شاہ سریر کرم میر وزیر حسین

ساختہ قصری بدیع ہمچو سپہر خود رفیع
ہمچو دل خود وسیع ہمچو رخ خود بزین

طرهٔ او زد کمند بر سر چرخ بلند — صحن کشادش فگند غلغله در خافقین
قدر ہے کن بہ پا خانۂ تاریخ را — کرده چه قصری بنا میر وزیر حسین
سنہ ۱۲۹۱ھ

تاریخ مولد شریف مصنفۂ سید وزیر حسین خان

خان من سید وزیر حسین — خط کش منشیان ما سبق ست
زد رقم مولد رسول الله — که ز سر تا بپا بیک نسق ست
در سواد کتاب رنگینش — بر لب شام خندۂ شفق ست
غنچۂ سوسنی ست هر نقطه — تختۂ گلشنی ورق ورق ست
بر بلندی پدید اوراقش — زان یکی آسمان نه طبق ست
با وجود شهاب ثاقب خود — از خیالات فلک عرق عرق ست
زاد از طبع قدر تاریخش — مولد اشرف نبی حق ست
۱۲۹۱ھ

ایضاً

شکر شکن وزیر حسین ست در سخن — این مولد رسول گواه شکر لبی ست
طوطی فکر قدر نوازد بشاخ سال — صد صد درود آر که این مولد نبی ست
سنہ ۱۲۹۱ھ

تاریخ وفات شیخ محمد علی شاه آبادی

ہے ز دل عرشیان تا بلب آمد فغان — رفت ازین خاکدان شیخ محمد علی
قدر بسال روان سال وصالش بخوان — آه بحق داد جان شیخ محمد علی
سنہ ۱۲۹۱ھ

تاریخ کتاب نجم الاسرار مصنفہ خواجہ بدر الدین عرف خواجہ امان دہلوی

فروغ نثرہ و پروین جناب خواجہ بدر الدین   بفکر خود رصد بند بکلک خویش سیارے
حکیمے رمز دانی نکتہ فہمی دور اندیشی   تقینے موشگافے پختہ مغزے نغز گفتارے
دمے بر شوق او بسمل گہے بر ذوق او مائل   تعف برق شرربارے نم ابر گہر بارے
زہے آزاد و پابندی سخے پابند آزادی   بکار خویش سرمستی بکار غیر ہشیارے
دلش وابستۂ صورت دل معنی اسیر او   بشوق حسن عالمگیری بحسن شوق دلدارے
بنور انگیز سیے لفظ آئنہ بند حلب شہری   بمشک افشانی معنی دماغ آرائے تاتاری
بباطن نجم افشانی بظاہر سنبلستانی   بفکر کہنہ استادے بہ نثر تازہ نثاری
چہ نثر دلفریبے نجم الاسرار آمدہ نامش   چو تصویر فرنگی سادہ رنگ و طرفہ پرکارے
چو چشم غمزہ بازان خامش آوای سخنگوئی   چو روے امردان رنگین عذار سادہ رخسارے
ہلال طاق ابروا زقبائے او گریبانے   نگاہ چشم جادو ازسر دامان اوتارے
بمعنی کہنہ تصنیفے بصورت تازہ تالیفے   بباطن خرمن اندازے بظاہر خوشہ بردارے
چو مار و مہرۂ مارے بزیر خامہ ہر نقطہ   قلم بر ہر بیاض صفحہ مار یاسمین زارے
ورق از حرف شبگونش قلم از صرف مضمونش   یکے دامان شبگردے یکے زنبیل عیارے
قلم بنوشت و آسود و بپایان آمد این دفتر   نہالے بارور گردید و بارش پختہ شد بارے
برآرائے قدر نجم سال او از اوج فکر خود   دمیدہ مرحبا بر اوج معنی نجم الاسرارے ۱۲۹۲ھ

ایضاً رباعی تاریخ

نجم الاسرار صد طلسم جادو تصنیف جناب خواجہ بدر الدین ست	بند د بہ نگاہ سالش این ست	اسے قدر بود در خور حرز بازو از بدر بر آمدہ ست نجم نیکو	قصہ کوتاہ سبحان اللہ سنہ ۱۲۹۲ھ

تاریخ کدخدائی مرزا فیاض بیگ ابن ڈپٹی مرزا عباس بیگ خانصاحب بہادر

بطریق سہرا کہ ہر مصرع تاریخی است

رشک شاہانہ دکھاتا ہے چمک کر سہرا	سنہ ۱۸۷۷ء	آئینہ منھ سند بخت سکندر سہرا	سنہ ۱۸۷۷ء
حلقۂ شوق ہے یہ ہاتھ مین کنگنا دلخواہ	سنہ ۱۸۷۷ء	دامن حسن ہے فیاض کے سر پہ سہرا	سنہ ۱۸۷۷ء
جسنے دیکھا مہ و خورشید زمین کر نو مین	سنہ ۱۸۷۷ء	دیکھے انکا رخ نایاب ہٹا کر سہرا	سنہ ۱۸۷۷ء
مثل تار نگہ شوق ہوا جو صدقے	سنہ ۱۸۷۷ء	کیا ہی حیران ہے گرد رخ انور سہرا	سنہ ۱۸۷۷ء
سرخ جوڑا ہے شفق وہ قد طناز فلک	سنہ ۱۸۷۷ء	سب جبین صبح ہو منھ چاند ہی اختر سہرا	سنہ ۱۸۷۷ء
تازہ الفت کا بہت دام تو پھیلایا ہی	سنہ ۱۸۷۷ء	صید خلاص کرے سر کے نچھاور سہرا	سنہ ۱۸۷۷ء
سب کے تار نگہ شوق ہین لپٹے معکوس	سنہ ۱۸۷۷ء	ہی سجا رخ پہ یہ سہرے کے برابر سہرا	سنہ ۱۸۷۷ء
تاج ہے روشنی الفت مرزا عباس	سنہ ۱۸۷۷ء	دامن ظل علمدار ولاور سہرا	سنہ ۱۸۷۷ء
ایک اک مصرع تاریخ مسیحی ہے ملا	سنہ ۱۸۷۷ء	کہین اس زور کا ای قدر سخنور سہرا	سنہ ۱۸۷۷ء

تاریخ مسجد شیخ صفدر علی صاحب رئیس قصبہ ستر ک

شیخ صاحب بانی بنیان دین صفدر علی	مسجدے ترمیم کرد و شہرۂ امصار شد
گنبد تاریخ او معمار فکر قدر ساخت	مسجدے فی الحال از صفدر علی تیار شد

سنہ ۱۲۹۳ھ

تاریخ مسجد آغا علی خانصاحب لکھنوی نبیرۂ سبحان علیخان مرحوم

جناب آغا علی خان اور الطاف حسن خان نے	عبادت کو خدا کی راہ مین تعمیر کی مسجد

کہی یون قادر نے تاریخ ہجری ایک مصرع مین — حرم کی رشک ہے اللہ اکبر یہ نئی مسجد ۱۲۹۴ھ

تواریخ ختم تعمیر کیننگ کالج واقع لکھنو کہ بصفت و مادہ دارد

قطعۂ لاجواب ہدیۂ سید غلام حسین قدر ۱۸۷۸ء

گورنر جنرل عالی روش لارنس صاحب نے ۱۸۷۸ء — سجے وجہد گل اٹھارہ سو ستر ٹھ نومبر مین ۱۸۷۸ء
قوی ڈالی بناے خیر خود کیننگ کالج کی ۱۸۷۸ء — مگر سد سکندر جسطرح وقت سکندر مین ۱۸۷۸ء
عمارت بن چلی وہ بنتے بنتے بنگیا کالج ۱۸۷۸ء — زمان عدل ورند بیرونٹ سر جارج کوپر مین ۱۸۷۸ء
جو باتمکین ہین کرنل ریڈ صاحب مہتمم لایق ۱۸۷۸ء — ملک پہلو نشین ہین اس رواق عرش پیکر مین ۱۸۷۸ء
سخی دل سر مہاراجہ بہادر منصف لائق ۱۸۷۸ء — ہے زیبا سے شجاعت دگبجے سنگھ اسم دفتر مین ۱۸۷۸ء
پریسیڈنٹ مہر برج طاقت کی سہی اس آئی ۱۸۷۸ء — کفیل حال کالج ہین یہ دانا بخشش زر مین ۱۸۷۸ء
سعید الملک امیر الدولہ والا نجم ذی ہمت ۱۸۷۸ء — یہ عالی رکن امیر حسن ہین فتح مکر مین ۱۸۷۸ء
یہ عمان سخا وائس پریسیڈنٹ سابق ہین ۱۸۷۸ء — کوئی ہمسر نہین جاہ و عروج و شوکت و زر مین ۱۸۷۸ء
ہی زیبا پایہ ازبس اوج شنکر بخش رانا کا ۱۸۷۸ء — ہین یہ وائس پریسیڈنٹ داخل اہل جوہر مین ۱۸۷۸ء
ہمایون بہر ڈپٹی میرزا عباس خانصاحب ۱۸۷۸ء — ہین سرکاری یہ ممبر بحر دانش جملہ ممبر مین ۱۸۷۸ء
ہوئی سب عمارت نیکدل کرنل ہوش آئین ۱۸۷۸ء — دل افزا ہی صفائی خوب ہر دیوار و ہر در مین ۱۸۷۸ء
ہین نعمان خرد ملو صاحب نامی انجنیر ۱۸۷۸ء — لکھی تھی قطع صنعت انکی کالج کی مقدر مین ۱۸۷۸ء
نکو خوام جبی ہوائٹ صاحب نامی ہین افسر مین ۱۸۷۸ء — سراپا فرد ہی کیننگ کالج ہفت کشور مین ۱۸۷۸ء
سلامت یا خدا حکام منصور اور یہ کالج ۱۸۷۸ء — ہین جبتک نجم و مہ افلاک پر موتی سمندر مین ۱۸۷۸ء
مکمل نظم وہ لکھی ہی قدر بلگرامی نے ۱۸۷۸ء — ہین سال عیسوی مقصود ہر اک مصرع تر مین ۱۸۷۸ع

تاریخ کتاب شمس الضحیٰ مولفہ پنڈت رتن ناتھ صاحب لکھنوی

کان علم را جوہر مشفقی رتن ناتھ است
گرمی سواد او نور لیلۃ القدر است
اینت خامہ گرد آورد کارنامہ حکمت
خامہ فرسود آورد و فتنہ در وجود آورد
شمس بر ضحیٰ آمد گرمی بیانش بین
از حروف دو مصراع قدر شد دو تاریخ
روز علم لامع شد در جہان ز لطف حق
سنہ ۱۲۹۵ھ

کلک گوہرین سلکش ابر درفشانیہاست
فلک آسمان بیانش وحی آسمانیہاست
شرح راز گوئیہاست متن رمز دانیہاست
ہین بعالم پیریش دعوی جوانیہاست
نام نامہ را آمد طرفہ مہر خوانیہاست
ہجری از نخستین ہاست عیسوی ز ثانیہاست
مہر نیمروز عصر وقف مہربانیہاست
سنہ ۱۸۷۸ع

تاریخ وفات محمد احمد ابن مشرف حسین ساکن قصبہ مہونا

بر مشرف حسین واویلا
بصفی پور از مہونا خواند ؟ ؟
تار جانش گسیخت دست اجل
قادر بنوشت سال شنقارش

ستم اے چرخ سفلہ بے حد رفت
پور ہمپاے مالک خود رفت
در یکتا عجیب مر قد رفت
در ارمگہ محمد احمد رفت
سنہ ۱۲۹۵ھ

تاریخ وفات سید خلف علی صاحب پدر مصنف

زدکن فغان برآمد چو بگوشم اندر آمد
ہمہ سینہ ام دریدہ ہمہ در رگم خلیدہ

ہمہ تیغ و خنجر آمد ہمہ تیر و نشتر آمد
ہمہ خون فشاند دیدہ ہمہ دامنم تر آمد

همه خانهٔ آب برده همه دل ز تاب برده — همه چشم خواب برده همه شور محشر آمد
همه روز شب نما شد همه شب شب بلا شد — همه ساز سوز ها شد همه پنبه اخگر آمد
پدرم وفات کرده به ابد حیات کرده — بغمم برات کرده چو زمان او سر آمد
شده دفن جسم خاکی چو بخاک در تگو کی — بن امهات سفلی بکنار مادر آمد
بفراغ عیش خندان چو گزشت از سر جان — بولاے شاه مردان لب حوض کوثر آمد
تن او چو خاک گشته همه خاک پاک گشته — دل خاک چاک گشته چو بخاک پیکر آمد
پئے سیر باغ رضوان چو رسید تازه مهمان — ره هاے حور و غلمان به پزیره تا در آمد
پدرا خدا یگانا بمن و ایزد توانا — بغمت تنم نهانا همه تار بستر آمد
من و صبر و صد شکایت دل من صد فغان برایت — همه صبر دل فدایت که سپند مجمر آمد
منم و خیال رویت منم و هوای بویت — همه روز و شب بسویت نظریکه منظر آمد
من و بام آوخ آوخ من و شام آوخ آوخ — ز مدام آوخ آوخ بلب من آور آمد
بخموش قدر نالان دل و دیده شد پریشان — چه قیامت است نادان که بهفت کشور آمد
سنهٔ وفات والد تو بخوان ز لطف ایزد — بجنان گزیده سید خلف علی در آمد
۱۲۹۵ھ

تاریخ وفات سید فضل الله لکھنوی عرف میر میتا

رفت زین خاکدان بگلشن قدس — میر قدسی نظیر فضل الله
سال رحلت نوشت خامهٔ قدر — آه جان داد میر فضل الله
۱۲۹۵ھ

تاریخ وفات خواجه بدر الدین عرف خواجه امان دهلوی مترجم بوستان خیال

خواجہ بدرالدین ہوئے تربت مین دفن — نور آیا یا کہ چشم کور مین ہے
قدر نے تاریخ کا مصرع کہا — آہ بدر آیا خسوف گور مین ہے
۱۲۹۶ھ

تاریخ جشن مہاراجا دگبجے سنگھ صاحب بہادر والی بلرام پور

سر مہاراجا بہادر دگبجے سنگھ آج کل — پھر ہوے مسند نشین مسند ایوان جشن
پھر اُٹھا ہی لامکان تک غلغل بلرام پور — پھر سنا کر دیون نے نغمہ و الحان جشن
پھر ہوا ہی عرش اعلی پر دسہرے کا دماغ — پھر ہوے کرسی نشین افتخار ارکان جشن
بخت چمکے ملگئی جمشید کو ساقیگری — لڑگئی قسمت کہ دارا ہو گیا دربان جشن
حال لکھا جشن کا منشی کشوری لال نے — ہان نگاہین روبرو یہ نذر ہی شایان جشن
جسکا ہر اک صفحۂ رنگین چمن کا تختہ ہے — جسکی ہر اک سطر ہے نہر سرابستان جشن
نظم ایسی چہچہائی باغ مین مرغان فکر — نثر ایسی لہلہائی سبزۂ وریحان جشن
شہرتون سے ہر قلم وا ئیگی تحت القلم — مہر خامہ سے مسجل ہو گیا فرمان جشن
تخت فصلی پر بٹھا ای قدر یون جمشید سال — ہو مبارک یہ دسہرا اور یہ سامان جشن
۱۲۸۶ فصلی

تاریخ وفات ڈپٹی مرزا عباس بیگ خان بہادر دہلوی

ماہ جمادی الاولی یکشنبہ دو دہم — شب آفتاب بزیر زمین بیفسردہ وا ہے
یعنے بمرد ڈپٹی عباس بیگ خان — ہے ہے گلے بباغ امارت فسردہ وا ہے
برخواند قدر موئیہ تاریخ ہجریش (نشستین ۱۲) — عباس بیگ خان بہادر بمرد وا ہے
۱۲۹۶ھ

ولہ رباعی کتابۂ تاریخی قبر

گورِ عباس جان خراشد اے دل
از ہم جگر قدر بپا شد ای دل
خاموش کتابہ در مسیحی سال است
شاید کہ پلنگ خفتہ باشد اے دل
سنہ ۱۸۷۹ع

قطعۂ تاریخ امام باڑہ معمرۂ حکیم شیخ علی محمد صاحب لکھنوی کہ ہر مصرع تاریخ ہجری است واقع فرنگی محل

دانش اساس رشکِ فلاطون و بوعلی سنہ ۱۲۹۷ھ
یعنی علی محمدِ حق بین خلق دان سنہ ۱۲۹۷ھ
برکس سیاہ کردہ نہ چون مہر چشم از سنہ ۱۲۹۷ھ
از وجہ آمدِ زرِ خود اندرین زمان سنہ ۱۲۹۷ھ
شد بانیِ نیازِ عزاخانۂ حسین سنہ ۱۲۹۷ھ
ابن علی خدیو ولا شاہ انس و جان سنہ ۱۲۹۷ھ
گشتہ بدین رواقِ طبیب مسیح منہج سنہ ۱۲۹۷ھ
سقفِ آسمانِ عرش زمین اوسط آسمان سنہ ۱۲۹۷ھ
بیت الشفاے عامِ صداعِ گناہ ناس سنہ ۱۲۹۷ھ
دار الشفاے دردِ گناہان مردمان سنہ ۱۲۹۷ھ
شمعِ ولا لگن دلِ سرگرم مومنین سنہ ۱۲۹۷ھ
آہِ شنگرفِ ماتمیان دود عود دان سنہ ۱۲۹۷ھ
ہر مصرعِ چکیدہ کند از حساب قدر سنہ ۱۲۹۷ھ
ہفت و نود ہزار و دو صد سنجد اندران سنہ ۱۲۹۷ھ

ولہ اردو

شیخ صاحب علی محمد نام
ہین طبیب و حکیم و فرزانہ
اس عزاخانے کے ہوے بانی
عرش پایہ بنایہ کاشانہ
سالِ تعمیر قدر نے لکھا
ہے یہ شبیر کا عزاخانہ
سنہ ۱۲۹۷ھ

تاریخ زناشوئی نواب اصغر جان صاحب عرف نبن صاحب لکھنوی

سنو نواب اصغر جان صاحب
تمھارا گھر بسا شادی مبارک

کہا یہ قدر نے مصرعِ تاریخ — نشاطِ خانہ آبادی مبارک ١٢٩٧ھ

ولہ رباعی

نبن صاحب بعقد مہد آرا شد — وین عقدہ بشہر فتحپور شش وا شد
اے قدر نوشتیم مسیحی تاریخ — باز ہرہ قران مشتری آنجا شد
١٨٨٠ع

تاریخ وفات نواب مرزا قربان علی بیگ دہلوی سالک تخلص شاگرد جناب غالب علیہ الرحمہ

اے قدر خواجہ تاش ما نواب قربان علی — سالک تخلص دہلوی معجز نگار افسوس مرد
مصرعِ تاریخِ وصال اندر رجز آمد ز دل — نواب قربان علی سالک ہزار افسوس مرد
١٢٩٧ھ

تاریخ نسخہ توشۂ دارالسلام مولفۂ میر عنایت حسین متین تخلص

سیدِ والا نسب میر عنایت حسین — آنکہ متین داغ اوست داغ دہ صد کلام
لب بصفائے سخن ہمچو نبات است و شیر — ہم سخنش پُر نمک چون نمک اندر طعام
نوحۂ ماتم فزائے جملہ چو آورد گرد — اینت دو تا گفت سال قدر بشعری تمام
مصرع اولاسے ودر سنۂ عیسوی آست — مصرعِ آخرا سے او ہجری خیر الانام
اوج دہ حور عین طوبی نظمِ متین — زادِ معادِ انام توشۂ دارالسلام
سنہ ١٨٨٠ع — ١٢٩٧ھ

تاریخ ترتیب ترانۂ خیال دیوان مشتری از طوائف نامی بلدۂ لکھنو

چامہائے خویش را ایدون چو گرد آوردہ است — نغمہ زا شد در سخن ساز بیانِ مشتری
شد درو دمِ حباب آسمانِ آفتاب — ہم سرودِ جند ابر آسمانِ مشتری

ماہ سالش تا فتد بر اوج سماے فکر قدر	نے بہار زہر چکیدہ از زبان مشتری ۱۲۹۷ء

ولہ

لوحش اللہ مشتری دیوان خود ترتیب داد	زد مستی سکۂ شہرت بنام مشتری
لالہ خاتون داغ بر دل لولے اندر سوز رشک	مہری و ماہی فداے صبح و شام مشتری
در سخن دریوزہ گر سلطان و اغنیائش	زائرے احرام بند بار عام مشتری
قدر بر نقد مسیحی سکۂ تاریخ زد	گرمی بازار شد محو کلام مشتری ۱۸۸۰ء

تاریخ غسل صحت مہاراجہ دگبجے سنگھ صاحب بہادر والی بلرام پور

دگبجے سنگھ آنکہ بین کے سی اس آئی خطاب	آنکہ اندر رزم بر شیران زند صد دور باش
چشمہا برداشت اندر صید شیران در کنام	شد زبون چون مردمان چشم تن تیر بیاش
ہر یکے نخل دعا بنشاندش از بہر اثر	ہر یکے دست زبان برداشت از بہر دعاش
غسل صحت کرد و آب رفتہ در جو آمدش	عمر عیسی مژدہ گوی آمد ز بہاے شفاش
قدر از دست دعا بنوشت سال عیسوی	بہر پاس جسم باد آب غسل آب بقاش ۱۸۸۰ء

قطعۂ تاریخ رحلت میر صادق حسین لکھنوی

مردہ چون صادق حسینؑ دیدہ ور	گریہ شد بر چشم مردم فرض عین
بود زوار حسین ابن علیؑ	مہر دار فاتح بدر و حنین
نوجوان صالح و پرہیزگار	تابع شرع و مطیع والدین
مصرع سال رحیلش قدر گفت	راہی جنت بشد صادق حسین ۱۲۹۸ھ

تاریخ انتقال شیخ ببو سوداگر ساکن دہلی

مرد بیدار شیخ بُبّو نام
گفت سالش زبان خامۂ قدرؔ

آوخ آوخ بخفت در تہ خاک
شیخ ببو سپرد جان بہلاک
۱۲۹۸ھ

تاریخ تعمیر شوالہ واقع بلگرام معمرۂ دیبی پرشاد بلگرامی

بانی اس عمارہ شوالے کی ہین دیبی پرشاد
سالِ تعمیر کے گلشن مین کھلا فصلِ گل
پھر کیا غور تو لکھے یہ سنین ہجری
پھر جو کی فکر تو کہدی یہ مسیحی تاریخ
آخر الامر کہا قدرؔ نے یون سنبت مین

خلف الصدق جواہر لل والا تدبیر
یہ شوالہ ہے بِنا قدرؔ کا ہی سرو کبیر — سنہ ۱۲۸۸ فصلی
ہوگیا عمدہ و نادیدہ شوالہ تعمیر — سنہ ۱۲۹۸ھ
اسکی چوٹی پہ ہے کہ قبہ چرخ بی پیر — سنہ ۱۸۸۱ع
مو رتون ہی سے ہوا کیسا یہ شوالہ تعمیر — سنہ ۱۹۳۸ سمبت

تاریخ وفات عموی میر غلام یحیی صاحب بلگرامی مع وطن آروی مدفن

چون نخلِ قد غلام یحیی سے جواد
سالش ز کریا سے خرد جست قدرؔ

در آرہ بدار اجل در افتاد
گفتم عموی غلام یحیی جان داد
۱۲۹۸ھ

تاریخ ارتحال جناب حجۃ الاسلام مولانا سید علی صاحب طباطبائی مجتہد نجف اشرف المخاطب بہ بحر العلوم ثانی

آوخ آوخ حجۃ الاسلام و برہانِ شگرف
راد دین سید علی بر دست گردون شد ہلاک

حیف آن ماہِ کمال آوخ این گور نژند
حیف آن مہرِ ہدایت آوخ این تیرہ مغاک

وسے دریغا از زمین لرزہ غمش گیتی پُرا ست
ویژہ اندر موبیہ اش ارضِ نجف شد سینہ چاک

موسی و وادالمقدس عیسی و چارم فلک
خاکِ پاک آمد تکلف بر طرف در خاکِ پاک

شد ہمینو نغمۂ طوبی لک از طوبی بلند
موجزن بہر زیرہ کوثرش با صد تپاک

درد و مصرع زد دو تاریخ وفاتِ او رقم
قدرؔ با چشمِ پُر آب و با دلِ اندوہناک

مُردِ قاموسِ ورع سید علی بحر العلوم سنہ ۱۲۹۸ھ
موج دریاے حیا دُرِ نجف آمد بخاک سنہ ۱۲۹۸ھ

تاریخ ولادتِ اطفال توامان بخانہ ڈپٹی مرزا خداداد بیگ خان

ساتھ دو طفلِ خداداد اندنون پیدا ہوئے
ایک لڑکی ایک لڑکا حور وش رضوان شیم

اک صدف سے نکلے دو گوہر وہ دونون آبدار
اک کلی سے نکلے دو غنچے وہ دونون تازہ دم

عیسوی سال ولادت قدرؔ نے یون لکھ دیے
مشتری و ماہ نکلے برج سے توام بہم سنہ ۱۸۸۱ع

تاریخ کدخدائی مرزا ساجد بیگ دہلوی

جا کے دہلی مین جو تم واہ میان ساجد بیگ
بیاہ لائے ہو دُلہن گھر کی ہوئی آبادی

لو سنو قدرؔ سے یون مصرعِ تاریخ نکاح
للہ الحمد مبارک تمھین ساجد شادی سنہ ۱۲۹۹ھ

تاریخ انتقال تدبیر الدولہ مدبر الملک سید مظفر علیخان بہادر جنگ بہادر اسیر تخلص

چون بہادر جنگ اسیر از رزمگاہِ دہر رفت
جانِ فن شاعری افتاد اندر دار و گیر

بر سرِ الفاظ خود جبل مرکب تیغ راند
بر گلوے معنی آمد دشنۂ رنج کثیر

پا بزنجیر جہالت بندش اشعار شد — خانۂ زنجیر شد ہر بیت نظم دلپذیر
گردن علم عروض آمد بطوق دائرہ — قافیہ از حرف قید آمد بقید ناگزیر
قدر تاریخ وفات آوردہ اندر قید نظم — شد زسبحن المومنین آزاد قدسی نفس اسیر
سنہ ۱۲۹۹ھ

ولہ فی المثنوی

تدبیر الدولہ مرد آوخ — رخصت زہستی برد آوخ
رزم نگار بہادر جنگ — بزم آرائے نام و ننگ
قیدی طبع و داغ اسیر — رشک ظہوری فخر نظیر
صائب رائے و فکری فکر — عرفی رسم و سعدی ذکر
طبع سلیمش ناز سلیم — برق کلامش داغ کلیم
قدر دو تا تاریخ بگفت — تازہ بہ تازی گوہر سفت
مات سلیم طاب ثراہ — فات کلیم طاب ثراہ
سنہ ۱۲۹۹ھ — سنہ ۱۲۹۹ھ

در تعمیر کاروان سرائے ہردوئی معمرہ راجا تلک سنگھ کہ ہر مصرع تاریخ است

ایجادی مادہ ہا از سید غلام حسنین عرف قدر حسینی واسطی سلمہ ۱۹۳۹ س

سخی و داور و عاقل جناب جان کو نہ	سنہ ۱۲۹۰ف
ہوے جو مستعد سعی وہ عدالت کے	سنہ ۱۲۹۰ف
جو ہیں یہ محسن نیکان رئیس کٹیاری	سنہ ۱۲۹۹ھ
پھر اسکے شکر ہیں بے باک طبع راجانے	سنہ ۱۲۹۹ھ
حکیم و حاکم و حق جو کہ شہر جرار	سنہ ۱۲۹۰ف
بڑے ہی ادب سے تلک سنگھ ہیں سپاس گزار	سنہ ۱۲۹۰ف
ملا خطاب انہیں راجا کا ای دل آئی بہار	سنہ ۱۲۹۹ھ
کی یادگار زمین ارفع کلان سرا طیار	سنہ ۱۲۹۹ھ

جو مہتمم تھی رعایت حسین عمل پڑھ وہ — سنہ ۱۸۸۲ء
یہ اون میر وزیر الحسن تھا ہمکو بھی — سنہ ۱۸۸۲ء
اگر ہین فصلی و ہجری بیان علی الترتیب — سنہ ۱۹۳۹س
پھلا یہ باغ ہنر قدر بلگرامی کا — سنہ ۱۹۳۹س

ہوئی رعایت اٰمد سی خرچ بیس ہزار — سنہ ۱۸۸۲ء
کہو وہ تاریخ اسجد مین جسمین سال ہون چار — سنہ ۱۸۸۲ء
تو پھر مسیحی و سنت مین ہیں ہو بہو شمار — سنہ ۱۹۳۹س
ہر ایک سال مین پڑھ بخلاف دو اشعار — سنہ ۱۹۳۹س

تاریخ وفات حکیم ابراہیم صاحب لکھنوی

عزیز مصر سعادت کلیم طور صفا
بصد فشار اجل زا بر ہستی موہوم
نوشت سال وصالش صریر خامۂ قادر

خلیل کعبۂ حکمت محمد ابراہیم
چکید و در صدف گور شد چو در یتیم
بدرج کعبۂ باقی خزید ابراہیم
سنہ ۱۲۹۹ھ

ولہ

چون چراغ دودمان علم ابراہیم مرد
بر دماغ مہر یزدان در شبستان ارم
از دلش چون ملتہب گردید سوز معرفت
قدر از شمع قلم افروخت بزم سال او

ریخت تا خشک و شمع ہر غمخوار ابراہیم شد
چشم روشن خلد از دیدار ابراہیم شد
ہر گل گلزار جنت نار ابراہیم شد
از برائے وی ارم گلزار ابراہیم شد
سنہ ۱۲۹۹ھ

ولہ

ز سیر بتکدۂ عالم فنا تمثال
بہ دست ہمت مردانۂ رضائے قضا
دماغ قدر بکرسی نشاند تاریخش

بسوے دار بقا رخت بست ابراہیم
شکست لات جسد حق پرست ابراہیم
چہ پایۂ صنم جان شکست ابراہیم
سنہ ۱۲۹۹ھ

تاریخ کدخدائی سید مصطفےٰ برادر زادۂ مصنف

ابنِ برادرم ابن علیؑ — آب و رنگ رخ بہجت
بادِ بہارِ مصطفوے — نفحۂ عطر گلِ عترت
دستِ مرادِ او آراست — رختِ عروسی برقامت
مصرعِ سالِ تاریخش — قدرِ سخن گو در ساعت
معنوی و ہم صوری گفت — سال الف و ثلاثۃ مائۃ ۞
۱۳۰۰ھ

تاریخ فسانۂ آزاد مولفہ پنڈت رتن ناتھ صاحب

پنڈت رتن ناتھ از سخن افسانہ را کردہ چمن — زنار بستش برہمن ہم از پرستش شد رفیع
ہان قدرِ تاریخش مہل بر سان زن مہر جل — شد بجم حسن آراستے ل حالاتِ آزاد بدیع
۱۳۰۰ھ

ولہ

اینت رتن ناتھ در روز ہمہ دانی سمر — آنت فسانہ نگرکان ہمہ ایجادِ اوست
شعر وسے اندر دہن صد چمن اندر چمن — نطقِ زبانِ سخن مرغ چمن زادِ اوست
مصرعِ چسپیدہ اش عرعرِ بالیدہ اش — معنیِ پیچیدہ اش طرۂ شمشادِ اوست
خامہ بجا مہ نہاد زہرہ عطارد بزاد — فکرِ تصور نژاد خلخ و نوشادِ اوست
بست بفکر رسا معنیِ نایاب را — بستنِ بالِ ہما عشوۂ صیادِ اوست
مریم او طبعِ بکر عیسیِ او تازہ فکر — روحِ قدس را بہ ذکر ہمتِ پاسادِ اوست
مصرعِ تاریخ باز قدرِ چنین داد ساز — سروِ چمن زار ناز قصۂ آزادِ اوست
سنہ ۱۳۰۰ھ

تاریخ زراعت دکن مولفہ حسن بن عبد اللہ محاسب سرکار نظام

بسخن فہم و گنجور گنج خرد
بہین جوہر معدن علم و فن

حسن ابن عبد اللہ نامدار
خداوند اقلیم خلق حسن

حسابش برون از حساب کتاب
کہ فرد وحید است اندر زمن

بعلم فلاحت کتابے نوشت
زمین سبز شد مثل چرخ کہن

چو زد تیشۂ خامہ بر کوہ فکر
بر آوردہ این طرفہ لعل یمن

صلاح و فساد زمین بر کشاد
شدہ خار زار خوبی چمن

خوشا تخم تاریخ افشاند قدر
شدہ سبز کشت صلاح دکہن

سنہ ۱۳۰۱ھ

تاریخ

قطعات تاریخہاے طبع کلیات جناب سید غلام حسنین قدر بلگرامی مرحوم از نتائج افکار گہربار مورخ نغز گفتار حکیم محمد قیام الدین صاحب متخلص بہ نیر سلمہ اللہ القادر

صورت شمع بزم عالم مین
خوب روشن ہوا ہے نام قدر

بہر سن تین بار نیر نے
کہدیا ۔ چھپ گیا کلام قدر

۱۳۰۸ھ

ایضاً منہ در فصلی

شد طبع کلام قدر ذی قدر
این مژدہ مرا چو گشت مسموع

نیر گفتم چہ مصرع سال
ہان گشت کلام قدر مطبوع

۱۲۹۸ف

ایضاً منه در فصلی و سمت

مژده باد اہل سخن را کز ہزاران زین و زیب — طبع شد او نگار طبع پاک قدر خوش بیان
سال فصلی را دو بار و سال سمت را سه بار — گفت وه طوطی تاریخ نیّر کج مج زبان

۱۲۹۸ فصلی — سمت ۱۹۴۷

ایضاً منه در صنعت صوری و معنوی

صد منت خدا که بصد قدر طبع شد — دیوان قدر شاعر یکتا سے روزگار
نیّر سنش نوشت بصوری و معنوی — آمد چه سال سته صد نہم ہشت و یکہزار

۱۳۰۹ ھ

ایضاً منه در صنعت از حروف منقوطه

چون گل طبع کلام قدر بشگفت و بمن — این نوید تازه آورده چو بوی گل نسیم
پس سنش نیّر بگفتم از حروف معجمه — نظم قدر بلگرامی بہتر از دُرّ یتیم

۱۸۹۱ع

ایضاً منه در سمت

دہوم ہے شاعر یکتا کا ہوا طبع کلام — کیون زمانے مین نہون اہل سخن شادان آج
خوب نیّر نے کہا مصرع سال سمت — حضرت قدر کا مطبوع ہوا دیوان آج

سمت ۱۹۴۷

قطعه تاریخ طبع دیوان از تصنیف سید واجد علی صاحب رضوی بلگرامی

بعد شاعر طبع ہوتا ہے کلام — آج پوری ہوگئی سب عزم قدر
نام روشن اس سخن سے ہے سدا — ہے یہ دیوان یا ہی شمع بزم قدر

کی ہے ہجری کی واحد نے جو فکر — عقل سے بڑھ کر کہا ۔ وہی نظم قدر ١٣٠٨

قطعہ تاریخ از حکیم سید بندہ رضا صاحب رئیس بلگرام

واہ وا کیسا ہی چھپا دیوان قدر — سب کو ہی اے آرزو عشرت دوچند
ایک اوس مرحوم کی ہے یادگار — دوسرے دیوان ہے عالم پسند
لفظ لفظ اوسکی ہے مصری کی ڈلی — وہ بیان شیرین کہ پھیکا جس سے قند
وہ اچھوتی فکر ہے اے صل علے — دل فدا لفظون پہ ہے مثل سپند
ہے لب زاہد پہ سال عیسوی — پیاری پیاری بندشین مضمون بلند
١٨٩١ء

تاریخ طبع دیوان - از نتیجہ نازکخیال شیرین مقال جناب غلام حیدر صاحب رضا ارشد تلمذ قدر

حق ہی لعل بے بہا ہے کلیات میر قدر — اسمین ہین رنگین مضامین کیا کیا ای پاکیزہ گو
طبع کی تاریخ یون لکھتا ہی ارشد رضا — قدر دانو شوق دل ہی طبع زاد قدر لو
١٣٠٨ھ

ولہ فصلی

کلام حضرت استاد اسقدر ہے لطیف — کہ جس سے لطف اٹھائینگے طبع اہل زبان
لکھا یہ خامۂ ارشد نے سال فصلی ہی — کلام قدر چھپا قدر دانو تم ہو کہان

ولہ وفات حسرت شاعر نامی حضرت استاذی قدر مرحوم

حضرت قدر غلام حسنین اسم شریف — بلگرامش وطن و سید ذی رتبہ و جاہ

روز یکشنبہ و بست و سوم ذیقعدہ	فوت کرد آن شہ اقلیم سخن وا ویلاہ
سنۂ رحلت او ارشد مغموم نوشت	شد روان قدر بسوے ارم انا للہ ۱۳۰۱ھ

ولہ

سرور اہل زبان سرور ارباب سخن	رفت سوے ملک عقبی ترک دنیا کرد حیف
مصرع تاریخ فوتش خامۂ ارشد نوشت	قدر از جور فلک زیر زمین جا کرد حیف ۱۳۰۱ھ

ولہ

صد حیف نے دہر شاعر یکتا رفت	از جسم سخن روح روان گویا رفت
ارشد سنۂ وفات او میگویم	قدر جادو مقال زین دنیا رفت ۱۳۰۱ھ

ولہ

نالان نشود چون دل ناشاد من	بر چرخ چسان رسد نفریاد من
تاریخ این الم چہ گویم ارشد	رحلت زجہان گزید استاد من ۱۳۰۱ھ

ولہ

حضرت قدر سر اہل سخن سحر بیان	ذات او عمدۂ اولاد رسول الثقلین
نام نامیش بجا گشت غلام حسنین	زانکہ او روح حسنؑ بود و دل و جان حسینؑ
حیف صد حیف کہ او بزم جہان را بگذاشت	محفل نکتہ سرائی شدہ بی زیب و زین

آه او خاطر ما از دل و جان داشت عزیز — از چه رو در غم او دل نکند شیون و شین
سال رحلت بدعا نیز بگو ای ارشد — بگلستان ارم قدر بود با حسنین
١٣٠١ھ

ولہ فصلی

کرد مرگ او محزون دل شده سراسر خون — آنکه در سخن همچون جامی و نظامی شد
بشنو ارشد پر غم سال فصلیش گویم — ہای راہی از عالم قدر بلگرامی شد
١٢٩٢ف

ولہ فصلی

چه حاجت ست که شرحش دهد زبان من — که روشن ست بر اهل زبان مراتب قدر
وفات یافت بگو سال فصلیش ارشد — زیاده باد بدار جنان مراتب قدر
١٢٩٢ف

ولہ مسیحی

برده گر زیر زمین قدر زبان آور را — جور بر اهل سخن کرده چرخ بی پیر
آمده سال مسیحی بزبانم ارشد — رہگرا شد ز جهان قدر بحکم تقدیر
١٨٨٤ع

در صوری هجری معنوی مسیحی

اندرین دنیا نماند از دست بیداد اجل — نکته پرداز سخندان و سخن آگاه قدر
عیسوی مصرع عیان هجری ز من ارشد بخوان — در هزار و سه صد و یک رفت زین دهر آه قدر
١٣٠١ھ I ١٨٨٤ع

ولہ سنبت

حیف بگذشت چو پنجاہ و دو سال از عمرش حضرت قدر روانہ شدہ زین دار خراب
نیز سنت بقلم آمدہ بنگر ارشد از جہان رحلت قدر آہ چہ رو داد شتاب
۱۹۴۱

ولہ در زبر بینات ہجری

خسرو ملک معانی قدر کرد جہان فنا پدرود
ارشد زبر بین گوش کو سنہ سنہ قدر وفات نمود
سنہ ۱۳۶۱ھ

ولہ در زبر بینات فصلی

قدر استاد من ازین عالم راہی ملک جاودان گردید
فصلی اندر زبر ببین ہست واے جاے مزار قدر گزید
۱۲۹۲ ف

ولہ در زبر بینات سنت

جان استادم روان شد چون ز تن در دل من جا نمود از بس ملال
سنت ارشد ہم زبر با بین ست قدر از دنیا گزیدہ انتقال
۱۹۴۱

ولہ

استاد بعدیل زمانہ جناب قدر زیبد اگر باہلِ سخن گویمش امام
جادو طراز سحر بیان خوش مقام دہر تعبیر رقم محاورہ دان افصح انام
در مدح بادشاہ دکن او قصیدہ گفت اشعار اندران دو صد و سی بود تمام

کرده سفر بیست‌ودوم از مه صفر — یعنی ز لکهنو به بنارس نهاده گام
اسوار ریل شد پی زمین بوسی حضور — در عرصهٔ قلیل رسیده بآن مقام
خواند آن قصیده را بادب در حضور او — گردید مورد صله از حضرت نظام
هم سرفراز گشت به تنخواه چارصد — لیکن دران زمانه که شد فایز المرام
از اختلاف آب و هوای مقامها — طبعش ازین سبب شده مائل سوی زکام
چون بود حکم حضرت ممدوح ظل حق — همراه رفت جانب کلکته شاد کام
زانجا ببرد شه بدکن همره رکاب — با لطف خسروانه و اعزاز و احترام
یکماه و چند روز درانجا صحیح ماند — بیمار گشت بعد ازان آن رسیده کام
شد دنبلی نمود به پشت مبارکش — آن دنبلی خراب که سرطان بود بنام
اسهال هم که با کبدی گویدش طبیب — در هر دو مبتلا شده آن کامل انام
امراض او بطول کشیدند یک بیک — تا آنکه فرق آمده در طاقت خرام
چون دید جسم لاغر او رنگ چهره زرد — آگه شد از علالت او خسرو نظام
بین قدر دانیش ز ره بنده پروری — صادر نمود حکم بصد حسن انتظام
مداح هر کجا که بخواهد دلش رود — یابد بصرف خویش دوصد روپیه مدام
القصه آمده ز دکن سوی لکهنو — کرده معالجه ز اطبای آن مقام
لیکن چون نبود بتقدیر او شفا — سودی نداد هیچ علاج و اهتمام
از سیل آن عوارض مهلک بچند روز — آورد قصر طاقت او رو بانهدام
ذیقعده ماه و بست و سوم بعد هفته روز — آخر سفر گزید ازین دار بیقیام
معلوم گشت روز دگر حال فوت او — زان رو که این ستمزده بود در بلگرام

از تیغ تیز کم خبر مرگ او بنود
افسوس اهلخانه دو همشیره را گذاشت
از هفت سال مادر او نیز بیوه است
چون ذکر بیوگان بزبان داشت این حزین
ممدوح او بدهر بماند هزار سال
نادم شدم بگفتهٔ خود زین جواب دل
ارشد رقم نمود دو سالش بمصرعی
مصرع سال فصلی او نیز گفته شد
ارشد ز بهر سال مسیحیش هم بگو
دریافت سنتش چو کنی بشنوی زمن

زخمی بدل رسید که شد کار دل تمام
زان هر دو از دو سال یکی بیوه ستهام
یعنی نماند والد آن مادح نظام
فی الفور گفت دل که فضولست این کلام
خواهد نمود پرورش بیوگان مدام
آنگاه فکر سال مرا شد باختتام
گشته روان بسوی ارم قدر خوش کلام
۱۳۰۱ھ ۱۳۰۱ھ
رحلت نموده قدر ز دنیا سے بقیام
۱۲۹۲ف
ایوا نموده قدر بسمت عدم خرام
۱۸۸۴ع
آه از قضا سے قدر شده کیف بلگرام
سنبت ۱۹۴۱

تمت

الحمد لله والمنة که کلیات سید غلام حسنین مرحوم بلگرامی المتخلص به قدر
بماه نهم (۹) ذیحجه ۱۳۰۸ هجری مطابق هفتدهم (۱۷) جولائی سنه ۱۸۹۱ع
در شهر آگره بمطبع مفید عام آگره باهتمام
بندهٔ گمنام احمد خان صوفی پیرایهٔ اختتام
در بر کشید و سرمه کش چشم
نظارگیان
گردید

مثنوی قضا و قدر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

طرۂ دستار کلام کلیم — بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہے وہ رحیم اور سمیع و بصیر — مالک و جبار و حکیم و قدیر

خاک سے آدم کو کیا اُس نے پاک — نور سے بہتر ہوئی حوا کی خاک

خاک کیا خاک سے پھر گل کیا — گل سے ہر اک عضو کو کامل کیا

عضو ہوئے جمع بنا آدمی — خاک سمجھتا ہے بھلا آدمی

خاک ہی کو نور پیمبر دیا — خاک سے صاف آئینے کو کر دیا

آئینۂ قدرت ربّ قدیر — احمدؐ مختار بشیر و نذیر

رہتے نہ تھے حق سے کوئی دم جدا — سایہ نہ مرئی تھا مثال خدا

وصل یہ تھا سایہ کو چارہ نہ تھا — خالق و احمد میں گزارا نہ تھا

سایہ صفت ساتھ علیؑ کا رہا — لحمک لحمی احمدؐ نے کہا

جسم نبیؐ جسم علیؑ ایک تھا — خون علیؑ خون نبیؐ ایک تھا

تھے وہ پیمبر یہ امام ہدا — اُن پہ درود اِن پہ سلام خدا

باعث نظم

جمع ہوئے ایک دن احباب و یار
صاحب عز و شرف و ذی وقار

بزم مین ہر ایک تھا رنگین بیان
نطق مین گلریز تھی شاخ زبان

جلسے مین ہر ایک فلک آستان
چھیڑ رہا تھا نئی اک داستان

ایک تو کہتا تھا کہ تقدیر خوب
دوسرے کا قول تھا تدبیر خوب

اون مین سے اک شاعر شیرین کلام
جنکے سخن کی ہے بڑی دہوم دھام

کہنے لگے مجھسے وہ ذی فہم و عقل
یاد ہے اے قدر مجھے ایک نقل

ہے وہ صدف گوہر تقدیر کی
موج ہے سرچشمۂ تدبیر کی

نظم اسے کر کے سنا دیجیے
آئینہ طوطی کو دکھا دیجیے

ہین وہ بہت صاحب عقل و تمیز
ہوگئی انکی مجھے خاطر عزیز

پھر نہ مین خاطر شکنی کر سکا
پھر تو نہین کچھ کم سخنی کر سکا

نثر سنی نظم مین قصہ لکھا
رہ گیا تھا جو مرا حصہ لکھا

ہے جو بنا قصے کی تقدیر پر
نام ہے اے قدر قضا و قدر

آغاز داستان امیر و فقیر

آج تو کچھ رنگ جما ساقیا
بادۂ گلرنگ پلا ساقیا

ابر ہے اور فصل بہاری کا زور
ہو یہ خرابات مین مستی و شور

قاضی و زاہد کی پگڑی گرے
ہاتھ مین مستون کے ہون دونون سرے

دور مین جام مے انگور ہو | قلقل مے نغمۂ طنبور ہو
قاضی و مفتی کو ذرا چھیڑ کر | سوئیے میخانے کے پٹ بھیڑ کر
نیند نہ آئے تو کہانی کہون | جو جو سنا ہے وہ زبانی کہون
اک طرف اک شہر تھا آراستہ | جلوہ گہ حسن ہر اک راستہ
خوب بہجی شہر کی ایک ایک دکان | طرفہ عمارات عجائب مکان
شہر کے باشندے سخی و کریم | عاقل و دانا و ظریف و حکیم
رہتا تھا اُس شہر مین اک مالدار | خوب بسر کرتا تھا لیل و نہار
جمع تھا اسباب معیشت تمام | سیکڑون نوکر تھے ہزارون غلام
خرچ کا مطلق اُسے دہڑکا نہ تھا | رنج یہی تھا کوئی لڑکا نہ تھا
زر ہو نہ ہو زر کا جو والی تو کیا | ہاتھ بھرا گود ہو خالی تو کیا
اُسکی کوئی گود کا پالا نہ تھا | گھر مین کوئی گھر کا اوجالا نہ تھا
دل جگر اس سوز سے تھے داغ داغ | گھر مین نرکھتا تھا وہ گھر کا چراغ
شب کو دعا مانگتے ہوتی سحر | روز کو خیرات مین کرتا بسر
اشک گرے فضل خدا ہو گیا | سینچ دیا نخل ہرا ہو گیا
کی جو بھلائی تو بھلا ہو گیا | صدقہ دیا رد بلا ہو گیا
آئے کو محتاج نہ جانے دیا | اُسنے دیا اُسکو خدا اُسنے دیا
نخل سخاوت سے اُسے پھل ملا | زر جو دیا غنچۂ مطلب کھلا
سنتے ہین درویش کوئی آگیا | جسپہ کہ اُس شخص کا جی آگیا
مست مئے کشف و کرامات تھا | رند قدح نوش مناجات تھا

ناصیے پر نورِ صباحِ امید — چاند سا مُنھ چاندنی ریش سپید
مل تھے یہ سجدے کا نشان جلوہ گر — مہر تھی گویا خطِ تقدیر پر
لب جو کھلے عقدۂ دل وا ہوا — جو جو زبان سے کہا ویسا ہوا
ہاتھ مین تسبیح زبان پر عمل — قطع مگر رشتۂ طولِ امل
کیا ہی ریاضت مین وہ تھا بے ریا — جسم ہوا گھُل کے سنئے بوریا
گھُل گیا تھا زہد مین ایسا بدن — رشتۂ تسبیح تھا سارا بدن
دن جو ہوا دن کو وہ صائم رہا — شب جو ہوئی شب کو وہ قائم رہا
تھا الف اللہ کا قد بلند — یون نہی جھکنے مین تھا بند بند
ایک مشبک کفنی دوش پر — جس سے منون خاک چھنی دوش پر
مدحتِ معبود مین تھا تر زبان — ذکرِ خداوندِ جہان برزبان
کعبۂ مقصود رسیدہ فقیر — بیٹھ گیا آکے قریب امیر
آنکھون مین گھر پایا جو ڈالی نظر — دل مین ہوا گھر تو رہا اُسکے گھر
اُسنے کہا آپ کا تکیہ کدھر — بولے کہ تکیہ مرا اللہ پر
نام جو پوچھا تو فدا سے خدا — کام جو پوچھا تو رضا سے خدا
پھر یہ کہا آج ادھر کس طرف — بولے ہوا حکمِ خدا جس طرف
جب یہ کہا دستِ دعا چاہیے — ہنس کے کہا فضلِ خدا چاہیے
جب یہ کہا یاس ہے اب چار سو — کہنے لگے بھول نہ لا تقنطوا
کہنے لگے بھر کے وہ پھر آہ سرد — ہے عوض لختِ جگر دل مین درد
طفل نہین پاتے ہین آغوش مین — طفلِ سرِ شک آتے ہین آغوش مین

کہکے یہ درویش نے رو رو دیا | سنتے ہی درویش نے رو رو دیا
سوے خدا دستِ دعا اُٹھگئے | بیٹھ گیا دستِ دعا اُٹھگئے
قبلے کو پھر پھیر کے مناجات کی | سجدے مین گر گر کے مناجات کی

دعاے درویش

ہوش دیے تو نے خدایا ہمین | اپنی عبادت کو بنایا ہمین
چاہے تو بے باپ کے پیدا کرے | چاہے تو بے ماں کے ہویدا کرے
جیسے ہوا ہین یہ دونون گواہ | قادر ہر فعل ہے تو اے آلہ
لوح رحم کا ہے تو ہی نقشبند | کھینچتا ہے نقش جو کچھ ہو پسند
خلقت اول مین سلالہ کیا | آب سے اور گل سے اماله کیا
حکم سے تیرے ہوا ہیں قرار | نطفے کو اے خالق ہر نور و نار
تو نے رحم مین علقہ کر دیا | پھر علقے کو وہین مضغہ کیا
مضغے مین روئیدہ کیے پھر عظام | لحم دیا عظم کو پھر قیام
پھر عصب و پے کو جو پیدا کیا | خلقتِ آخر کو ہویدا کیا
اسمین کوئی تیرے برابر نہین | ہر کوئی مخلوق ہے تیرا حسین
جانتا ہے غائب و حاضر کو تو | خوشخبری دیتا ہے عاقر کو تو
مردے سے بد تر زکریا ہوے | پایا جو فرزند تو زندا ہوے
یونہین طلبگار ہے تجھسے امیر | ہے ترے در پر ترے در کا فقیر
شاد تو اے میرے خدا کر اسے | دولت فرزند عطا کر اسے

جعلنا النطفة علقة
فخلقنا العلقة مضغة
فخلقنا المضغة عظاما
فکسونا العظام لحما
ثم انشأناه خلقا آخر
عالم الغیب

حسرت اولاد سے تھی دلمین درد
اے مرے رب چھوڑ اسے تو نہ فرد

کیا ہی موثر تھی دعا سے خفی
ذکر خفی اور ندا سے خفی ہو

دود دعا برسا چھانے لگا
بحر اثر موج پر آنے لگا

سیکڑے مین آج بڑی سیر ہے
قدر رکدہر جاتے ہو کچھ خیر ہے

پیدا ہونا فرزند امید کا اور آنا کاتب تقدیر کا

جوش پہ ہے فصل بہار اندنون
کیا ہی چہکتے ہین ہزار اندنون

کالی گھٹا چھائی ہے گلزار پر
کوکتے ہین مور بھی دیوار پر

رعد کا غل ہے کہ خبردار ہو
برق کی چشمک ہے کہ ہشیار ہو

دلمین کھبا جاتا ہے سامان باغ
تنتے اکڑتے ہین جوانان باغ

موج مین ہے باغ کے جو نہر ہے
حوض کے دل مین بھی عجب لہر ہے

باغ سے جاتی نہین اک دم گھٹا
حوض پہ میخوارون کا ہے جمگھٹا

اینڈتے ہین تاک عجب رنگ ہے
عقل فلاطون بھی یہان دنگ ہے

تاکتے ہین رند کھڑے دور سے
آنکھین لڑی رہتی ہین انگور سے

پیچ سے ہر بیل مین گیسو کی شکل
شاخین جھکی جاتی ہین ابرو کی شکل

ساغر لبریز میسر ہوے
سیکڑے رندون کے لیے گھر ہوے

ہم وہ ہین ساقی جو ترا نام لین
حور سے کوثر کا ابھی جام لین

ہوش مین آ ساقی رنگین لباس
دیکھ ذرا مست کے ہوش و حواس

دھیان اگر جانب میخانہ آئے
صاف ہو خم اور کہین دھیان نہ آئے

آج تو رندون مین یہ گاڑھی چھنی ناز پری کرتی ہے تر دامنی
رحمت رب ہو گیا ابر سیاہ پانی پڑا او ہوئے گئے سب گناہ
فصل بہاری مین ہے ہر مست پاک ابر کی چادر سے بنا دست پاک
دل مین نہان رکھتے ہین بوتل تمام آنکھ کے پردے مین چھپاتے ہین جام
قاضی اگر دیکھنے آئے تو کیا میکدے مین کچھ بھی نہ پائے تو کیا
یونہین اگر ذلت اٹھایا کرے پھر نہ یہ میخانے مین جایا کرے
لاکھ کہے کوئی نہ اسکی سنے سر نہ ہلے لاکھ یہ سر بھی دھنے
لاکھ یہ چاہا کرے افشائے راز کوئی نہ میخانے مین بتلائے راز
یہ کہے اور او رکہین اور اور پیٹ کے ہلکے نہ ہون شیشے کی طور
ہم وہ ہین دو جام پیے سیکھڑی عقل فلاطون سے بھی بڑھ گئی
جام سے عالم کی خبر گھر مین ہے ساغر جمشید بھی چکر مین ہے
آج تو نشائے مین یہ سوجھی ترنگ جام سے کہلجائے زمانے کا رنگ
خوب چڑھے ہے نشاء مافی الضمیر بکنے لگین حال امیر و فقیر
قدر یہی دل مین ارادہ کیا خوان تکلف کو زیادہ کیا
تم تو یہ کہتے ہو کہ افشا نہ ہو میری یہی دھن ہے کہ افسانہ ہو
ہے جو فسانہ اسی درویش کا ذکر کرو دعوت درویش کا
دعوت درویش کی تاثیر واہ جھوٹ جو کہتا ہون تو آئین گواہ
خوب دعاؤنکا بندھا سلسلہ وہ جو عقیمہ تھی ہوئی حاملہ
قفل مین خازن نے لگائی کلید دم مین ہوا ایک خزانہ پدید

حامل نطفہ شکم زن ہوا | گوہر نایاب کا مخزن ہوا
گھر میں عجب قہقہے ہونے لگے | چہلیں ہوئیں چہچہے ہونے لگے
حمل ترقی پہ جو مائل ہوا | ماہ شکم میں مہ کامل ہوا
سنتے ہیں جب نور کا تڑکا ہوا | چودھویں کے چاند سا لڑکا ہوا
نام خدا تیری کریمی کی شان | دیر نہیں تو جو ہوا مہربان
چھاؤں عنایت کی جو دکھلا گیا | شاخ شکستہ میں ثمر آگیا
صدقے ترے اے مرے رب علا | جس نے جو مانگا وہ اسے دیدیا
کہتے ہیں جب باپ کو پہنچی خبر | خوب لٹایا گھر و مال و زر
خمس دیا صدقہ دیا خوش کیا | سجدہ کیا شکر کیا ہنس دیا
سنکے جمال پسر نامدار | دیکھنے آیا پدر نامدار
گود میں پردے سے نکالا اسے | پاؤں پہ درویش کے ڈالا اسے
ڈال چکا قدموں پہ جب دم اسیر | بیٹھ گیا گود میں لیکر فقیر
منہ میں زبان ڈالکے معصوم کے | ہنسنے لگا پیار سے منہ چوم کے
حفظ کی دو چار دعائیں پڑھیں | خوب اثردار دعائیں پڑھیں
حرز دیے گنڈے بہت پڑھ دیے | نقش لکھے سورے کئی دم کیے
ایک دعا لکھکے عطا کی اسے | باپ کو پھر دیکے دعا دی اسے
یہ میرا اقبال سلامت رہے | تا صد و سی سال سلامت رہے
آگے جو گزرا ہے مقدر کا حال | کہتا ہے یوں راوی شیریں مقال
ہمنے سنا ہے یہ بہت معتبر | قسمت روزی عمل خیر و شر

کاتب تقدیر بحکم خدا
ماتھے پہ لکھ جاتا ہے سبکے جدا

تھی جو بہت ساعت نیک او سعد
بعد ولادت وہین دم بھر کے بعد

کاتب تقدیر بحکم قدیر
لکھنے چلا جبہۂ طفل صغیر

کشف وکرامات کا دیکھو اثر
حضرت درویش کو آیا نظر

دیکھکے درویش نے رُوکا اُسے
لکھنے نپایا تھا کہ ٹوکا اُسے

خدمت درویش مین آیا ملک
کہنے لگا کون بتایا ملک

دیکھ سکے مجھے کیا مین فرشتہ نہین
سنلے مرے قسمت کا نوشتہ نہین

ہے مری مٹھی مین ہراک بند و بست
نامۂ تقدیر سے ہے ہر خط دست

ہاتھ بنا آئینۂ سرنوشت
اس سے عیان ہوتا ہے ہر خوب و زشت

حال ملک سنکے یہ بولا فقیر
اب یہ بتا اے ملک بے نظیر

ٹھہری ہے اس طفل کی تقدیر کیا
ماتھے پہ کرجائیگا تحریر کیا

اُسنے کہا حکم خدا ہے جو کچھ
حرف سر لوح لکھا ہی جو کچھ

جو جو بتایا ہے بتا سکتے ہین
جو جو سنا ہے وہ سنا سکتے ہین

سفت امانت مین خیانت کرین
صورت ہاروت قیامت کرین

تم سے کہین تا کہ کہو سب سے تم
شاہ جی گرتے تو ہو مطلب سے تم

کہنے لگے آپ سن اے رازدار
یہ نہین واللہ ہمارا شعار

خلق مین غماز رہین وہ نہین
اِسکی سنین اُسکی کہین وہ نہین

ہے قسم حضرت ستارِ عیب
تو جو بتا دے ہمین اسرارِ غیب

کاش زبان منھ سے نکالے کوئی
راز نہ نکلے وہ زبان سے کبھی

جب انہین مضبوط بہت پالیا
کاتب تقدیر نے بتلا دیا

حکم خدا ہمسکو یہ ہے اے فقیر
لکھ یہ سر جبہۂ طفل امیر

فضل الٰہی سے جو ہو یہ جوان
اسپ سُبک خیز رہے زیر ران

گھوڑے سے میدان نہ خالی رہے
اسکی کبھی ران نہ خالی رہے

شاد و فرحناک رہے یہ پسر
چین سے کٹجائے یونہین عمر بھر

گذرے یونہین ابلق لیل و نہار
گھوڑے سے اُترے تو میان مزار

ختم ہوئی بات بڑھا وہ ملک
ہاتھ بڑھے طفل کے ماتھے تلک

رزق لکھا عمر کا نقشا لکھا
اور جو منظور تھا لکھنا لکھا

کام کیا شکل دکھائی نہ پھر
گرد بھی اُسکی نظر آئی نہ پھر

دوسرے فرزند کا پیدا ہونا اور فرشتے کا ہویدا ہونا

دیر ہوئی دور پے چلے ساقیا
اور پے چلے اور پے چلے ساقیا

ابر ہے چلتی ہے ہوا ہے بہار
ہو لب دریا بط مے کا شکار

بادۂ احمر بط مے مین بھرو
خون کبوتر بط مے مین بھرو

بوتلین سبز اور وہ رنگین شراب
برق چمکتی ہو میان سحاب

رعد کی شورش ہے بہار آئی ہے
مژدۂ گل باد صبا لائی ہے

چرخ پہ پہونچا ہے سر پیر مغان
جھومتا ہے شاد ہے پیر مغان

صاحب تاثیر ہے کیا بات ہے
بات ہر اک اُسکی کرامات ہے

نشأہ سے مجھے آخر کار آگیا
پلکین اُٹھین ابر بہار آگیا

ایک ملک مارنے مین کیا ہوا — عالم بالا تہ و بالا ہوا
ہے یہ دعا مثل دعاۓ فقیر — پیر مغان لاکھ فداۓ فقیر
کہتا ہے اسطرح مرا ہمنفس — بعد ولادت کے جو گزرا برس
پھر وہ عفیفہ ہوئی آبستنی — وضع کی میعاد پہ لڑکا جنی
طفل طرحدار وہ پیدا ہوا — جسکی نظر پڑگئی شیدا ہوا
پردے سے مین جب دیکھنے آیا پدر — خدمت درویش مین لایا پدر
ہنسکے کہا آپ کا بخشا ہے یہ — اور انہین قدمونکا نقشا ہے یہ
کہکے پدر گود مین لیکر اُٹھا — بوسہ لیا گر کے قدم پر اُٹھا
خدمت درویش مین آیا گیا — کاتب تقدیر اُدھر آگیا
پھر وہی درویش سے باتین ہوئین — پھر وہی چہلین وہی گھاتین ہوئین
محرم و ہمراز جو پایا انہین — غیب کا احوال بتایا انہین
حکم خداوند ہمین یاد ہے — خالق اکبر کا یہ ارشاد ہے
جلد پہونچ اے ملک باخبر — طفل کے ماتھے پہ یہ تحریر کر
پہونچے جوانی کو تو استاد ہو — صید گہ خلق مین صیاد ہو
ہاتھ سے اسکے نہ پرندہ بچے — نسر فلک تک بھی نہ زندہ بچے
دام مقدر سے رہائی نہین — اسکے سوا اسکی کمائی نہین
راز کا جھگڑا جو ہوا سب تمام — جا کے فرشتے نے کیا اپنا کام
حکم جو تھا کمکا روا ہوگیا — کاتب تقدیر ہوا ہوگیا
صاحب اولاد ہوا جب امیر — شاد کیا شاد ہوا جب اسیر

سامنے جو دامن سائل ہوا | موتیون کی آب کا ساحل ہوا

تولد دختر اور آمد کاتب مقدر

آج نہین آپ مین ہم ساقیا | ہوش نہین تیری قسم ساقیا
تو نے سُنا جاتی ہے فصل بہار | ہوش مین آجاتی ہے فصل بہار
کل یہ بہلا تشنگہ جسم کہان | جام کہان بزم کہان ہم کہان
فصل خدا سے وہ سرانجام ہو | دورۂ آخر مین ترا نام ہو
رند کوئی جب سوی میخانہ جاے | جاے پر اس راہ سے پیاسا نہ جاے
حاضر اگر شیشہ و ساغر نہو | اسمین تکلف نہین بہتر نہو
ہم سے فقیرون مین بہلا کیا حجاب | خیر ہے کشکول مین بہر دے شراب
وضع نفاست پہ نہین کچھ خیال | تو نے سُنا ہو مرے مرشد کا حال
رازِ خدا سب اُسے معلوم ہے | شہرۂ آفاق ہے وہ دہوم ہے
ہاتھ اُٹھے بہر دعا تین بار | نخل تمنا سے ملے تین بار
واہ تاثیر دعاے فقیر | کہتا ہے یون راوی طوطی نظیر
حاملہ اسکے جو وہ بی بی ہوئی | بطن سے اُس بی بی کے لڑکی ہوئی
حور کا چہرہ تو پری کا جمال | ننہا سا قد اور جہنڈولے تھے بال
صاف ہر اک عضو بدن نرم نرم | نازکی اندام مین آنکھو مین شرم
باپ جو پردے کے برابر گیا | گود مین لیتا ہوا باہر گیا
دیکھکے درویش نے ہنس ہنس دیا | پیار کیا گود مین جب لے لیا

چاند سے رخسار کا بوسہ لیا
دے کے دعا پردے مین بھجوا دیا

اتنے مین ظاہر وہ فرشتہ ہوا
تذکرہ حال نوشتہ ہوا

بولا کہ دو بار بتایا تمھین
غیب کا اسرار بتایا تمھین

راز خدا پوچھ چکے واہ جی
اب نہ بتائینگے تمھین شاہ جی

آپ بھی مرشد ہوے اللہ رے دم
کون سا ہے آپکا بانیان قدم

ہنسکے یہ درویش نے اُس سے کہا
میرے ترے کون سا پردہ رہا

اس سے تو دنیا مین نہین نیک بات
تیرے سبب جان گیا ایک بات

پہنچی مرے کانون مین جو داستان
پھر کوئی سنتا نہین وہ کانون کان

اُسنے کہا خیر خبر شرط ہے
مین کہے دیتا ہون مگر شرط ہے

اپنے فرشتون کو نہ کیجے خبر
کہتا ہے یون خالق جن و بشر

جبہۂ دختر پہ یہ لکھ اے ملک
بھیک یہ مانگا کرے آخر تلک

صبح سے تا شام گدائی کرے
چین سے بے فکر کمائی کرے

حکم خداوند سے چارہ نہین
اسمین کچھ انسان کا اجارہ نہین

حال یہ درویش کو بتلا گیا
اور وہ دختر کے قریب آگیا

خامہ تھی انگشت ورق ناصیا
حکم خداوند جہان لکھ دیا

لکھ جو چکا پھر کہین سایا نہ تھا
عقل یہ کہتی تھی کہ آیا نہ تھا

پھر کے خزانے مین جو آیا پدر
سائلونکو بخشش دیا مال و زر

زر دیا زیور دیا خلعت دیا
سبکو مگر حسب لیاقت دیا

شاد یونہین رہنے لگا وہ امیر
جان سے اور دل سے مطیع فقیر

چاہا جو کچھ اُسنے روا ہوگیا
مُنھ سے جو کچھ اُسنے کہا ہوگیا

سامنے آنکھون کے سب آنکھونکے نور
سخت جگر گود مین دل مین سرور

حق نے دکھایا یہ سمان باپ کو
عید کا دن روز تھا مان باپ کو

دھیان یہ رہتا تھا نہ پہونچے گزند
دونون وہ مان باپ تھے مثل سپند

سوے خدا ہاتھ اُٹھے رہتے تھے
بھر دعا ہاتھ اُٹھے رہتے تھے

باتین کرین جبکہ یہ چشم و چراغ
پھول جھڑین بزم رہے باغ باغ

سامنے آنکھونکے یہ دلبند ہون
نخل جوانی سے برومند ہون

یونہین نظر رہتی تھی اطفال پر
پھرتے تھے آنکھون مین وہ نور نظر

سنتے تھے جب دم سخن اطفال کے
چومتے تھے سب دہن اطفال کے

قدر بہت عیش مین جھولا نکر
ہادم لذات کو بھولا نہ کر

شاہ صاحب کا حج کرنا مان باپ کا مرنا دولت کی صفائی لڑکونکی جدائی

آج مرا پیر مغان کیا ہوا
کل جو بنا رہا تھا وہ سمان کیا ہوا

ساقی و مطرب نظر آتے نہین
جا کے چھپے ہین کدہر آتے ہین

قلقل مینا ہے نہ چنگ و رباب
ناک مین آتی نہین بوے کباب

تاک بھی مرجھائے ہین اللہ رے یاس
سرو و صنوبر بھی کھڑے ہین اداس

کیا ہی برستی ہے یہان بیکسی
میکدہ اور ایک جہان بیکسی

کوئی نہین میکدہ سنسان ہے
قدر چلو ہو کا یہ میدان ہے

آج یہان ہوتی ہے کچھ عقل گم
بزم نہ ساقی نہ صراحی نہ خُم

ایک اوداسی ہی فقط چھائی ہے
خیر ہے کچھ فصل خزان آئی ہے

سنتے ہین ہم ایسی ہوا کچھ چلی
شہر مین سنسان ہوئی ہر گلی

کون سے جلسے مین پڑی برہمی
شہر کا شہر آج ہوا ماتمی

حشر کا سامان ہے ہلچل یہ ہے
حال جو پوچھو تو مفصل یہ ہے

کہتے ہین اسطرح کہ مدت تلک
سب کے موافق تھا جو دور فلک

رہتے تھے دل شاد و لخت جگر
ہاتھ مین دل رکھتے تھے مادر پدر

سر پہ جو تھی چاہنے والون کی چھاون
سب نے نکالے تھے غضب ہاتھ پاون

فضل خدا سے ہوے وہ جان جان
تینون سے علے قدر مراتب جوان

چین سے ان سب کی بسر ہوتی تھی
عشرتون مین شام سحر ہوتی تھی

جمع تھا اک جلسہ عجیب و غریب
لوگ بھی آتے تھے غریب و عجیب

چرخ کو منظور ہوا تفرقہ
ہو گئے مجبور ہوا تفرقہ

حج و زیارت کو اٹھا وہ فقیر
روکتا اس راہ مین کیونکر امیر

تحفے دیئے لاکھ سنکے ان باپ نے
دے کے قسم کچھ نہ لیا آپ نے

دل مین سمائے ہوے تھے ولولے
کعبے کو وہ قبلہ و کعبہ سے چلے

ہو گئے جو وقت یہ آنکھون سے اوٹ
دونون کے اک بار لگی دل پہ چوٹ

شاق ہوا ہجر فقیر جلیل
ہو گئے وہ دونون مریض و علیل

باپ کی پہلے تو قضا آگئی
باپ گیا مان کو اجل کھا گئی

وہ صدف یاس کے در یتیم
بین یہ کرتے تھے کہ دل تھا دو نیم

وہ شفقت اور عنایت کہان
ہے کہین اس غم کی نہایت کہان

شام سے گیسو نہ بنائے گئے ۔ صبح ہوئی منھ نہ دہلائی گئے
کونسی بستی کو سفر کر گئے ۔ ہمکو ذرا بھی نہ خبر کر گئے
جاکے وہان ہم جو شکایت کرین ۔ سُنکے وہ مُنھ چومین عنایت کرین
آتے ہوے منھ سے وہ حیران ہون ۔ دیکھکے زلفون کو پریشان ہون
ہنسنے لگے چاک گریبان اگر ۔ رونے لگین دیکھکے مادر پدر
الغرض اُن سبکی وہ حالت ہوئی ۔ خاک وطن گرد ملالت ہوئی
سب نے گریبان کیے چاک چاک ۔ گرد یتیمی کی ملی منھ پہ خاک
سوچ مین تصویر کا عالم ہوا ۔ ایک مرقع تھا کہ برہم ہوا
کوئی بزرگ اُنکا نہ سر پر رہا ۔ تینون کے تینون رہے اور گھر رہا
شہر کے اوباش بھی جانے لگے ۔ چکھنے لگے مال اُڑانے لگے
سفت اُنہین سونے کی چڑیا ملی ۔ خاک مین وہ دولت دنیا ملی
جال یہ پھیلا کہ وہ دولت اُڑی ۔ سب اُنہین لوگون کی بدولت اُڑی
جلسے ہوے بجنے لگا دائرہ ۔ خرمن دولت مین پڑا نائرہ
ٹھنڈے سے جو تھے کرنے لگے گرمیان ۔ پردے اُٹھے ہوگئین بے شرمیان
کہنے لگے لوگ بد و نیک کی ۔ غیبتین کرنے لگے ایک ایک کی
بات یہ بنتی کہ بگاڑین انہین ۔ جوڑ یہ چلتے کہ اُکھاڑین انہین
روز کی آپس مین لڑائی رہی ۔ بگڑے سبنے اپنی کمائی رہی
ملکے اُنہین لوگون سے وہ بات کی ۔ دنکو سوجھاتے تھے مگر رات کی
جوڑ یہ گانٹھے کہ بہت دق ہوے ۔ تینونکے تینون متفرق ہوے

مال وہ جو ہاتھ مین جس کے پڑا لیکے روان ہوگیا چھوٹا بڑا
خانہ خرابون نے کیا گھر تباہ سنتے ہین وہ تینون گئے تین راہ
دیکھ تو اے قدر ذرا ہوشیار دولت دنیا کا نہین اعتبار
سر جو اُٹھایا کہین مثل حباب دم مین سمجھنا نہین مثل حباب
آپ نے پانی پہ بنایا ہے گھر ہر گھڑی کھٹکا ہے ہر اک دم خطر
قحبۂ دنیا ہے بڑی بیوفا یہ نہین کرتی ہے کسی سے وفا
حاصل اسے کرتے ہین مر مر کے لوگ جان کھپا دیتے ہین جی بھر کے لوگ
کرتے ہین کس درجہ سخن سازیان مکر و فریب اور دغا بازیان
حیف کی جا ہے کہ وہی خود پسند خلق مین مشہور ہون بھی عقلمند
حشر کے دن کا نہین خوف و خطر مکر مین کب تک یہ کرین گے بسر
خیر رہین پیر خرد کے مرید یاد ہے نعرہ ہل من مزید
سر پہ یہی عقل بلا لائیگی بیخردی حشر مین کام آئیگی
قدر تمہین عقل پہ کیا دھیان ہے جو کوئی دانا ہے وہ نادان ہے

سپھر فقیر کی کہانی اور اسکی خبریانی

آج نکل جائیگی دل کی بھڑاس اب تو چڑھا جائینگے دس دس گلاس
جام تو کیا ہاتھ سبو تک بڑھا ہین ایک سبو کیا ہے کہ خم تک چڑھا ہین
سنتے ہین پھر فصل بہار آتی ہے دیکھئے وہ فوج ہزار آتی ہے
لاکھون پہ سے سو گئے گلستان گرے ٹوٹ ٹکے مرغان خوش الحان گرے

اُڑتے چلے جاتے ہین مُنھ موڑکر　　باغ پہ گر پڑتے ہین پر جوڑکر
راگ نیا لاتے ہین گلزار مین　　کان اُڑے جاتے ہین گلزار مین
بیٹھے ہو چپ مطربو اندھیر ہے　　چھیڑ دو طنبور کو کیا دیر ہے
رندو اُٹھو لائین اُسے ہاتھون ہاتھ　　پیر مغان آئے مشیخت کے ساتھ
پیر مغان کون وہی مرد پیر　　کاشف اسرار جناب فقیر
کعبے سے پلٹا جو وہ صحرا نورد　　نور خدا قلب مین چہرے پہ گرد
پھرتے ہوئے یک بیک آیا خیال　　چلکے ذرا دیکھیے اُن سبکا حال
سوچکے یہ دل مین وہ یکتاے دہر　　شاد و فرحناک گیا سوے شہر
شہر مین پہونچا جو وہ مرد فقیر　　سیدھا چلا سوے مکانِ امیر
جاکے جو دیکھا تو مچاتے ہین ہوم　　فاختہ و زاغ و ابابیل و بوم
خیر سے ہوتا تھا جدھر کو گزر　　جھکتے تھے تسلیم کو دیوار و در
دیکھیے جس در کو الگ بند ہے　　کوئی نہ بوڑھا ہے نہ فرزند ہے
دیکھکے درویش نے سر دھن لیا　　ایک پڑوسی نے وہان سن لیا
سنکے صدا برمحل آیا وہ مرد　　گھر سے جھپٹ کر نکل آیا وہ مرد
آکے کہا کون بتا یا فقیر　　کہنے لگا پھر کدھر آیا فقیر
ہنس کے یہ بولے کہ ادھر آیئے　　آیئے اک بات تو بتلایئے
یہ تو کہو کیا ہوئے اسکے مکین　　خیر تو ہے امین تو کوئی نہین
اُسنے کہا شکر خدا کیجیے　　جسمین رضا اُسکی ہو کیا کیجیے
خاک کا پتلا یہین مجبور ہے　　سخت زمین اور فلک دور ہے

یہ مرض ہجر بڑا مر گئے
دونون کے دونون وہ قضا کر گئے

تھی جو یونہین مرضی رب کریم
ہو گئے اطفال وہ تینون یتیم

داغ یہ درویش نے جسدم سہا
تھام کے دل اُس سے یہ رو کر کہا

اب یہ کہو تینون کہان ہین وہ طفل
تم ہمین بتلاؤ جہان ہین وہ طفل

اُسنے کہا شہر سے راہی ہوئے
تینون شہر ملک تباہی ہوئے

ایک تو جب شہر سے باہر ہوا
جا کے سوارون مین وہ نوکر ہوا

باپ کے مرنے سے ملا اُسکو مال
گھوڑا لیا ہو گیا چہرہ بحال

دوسرے فرزند کی سینئے خبر
شہر سے اُسنے بھی کیا ہی سفر

قلت زر سے یہی دل مین ٹھنی
کرنے لگا پیشۂ صید افگنی

ہاتھ مین اور دوش پہ کینا ہی دام
شام کو بازار مین گنتا ہے دام

پوچھتے ہین آپ جو دختر کا حال
کرتی ہے اک شہر مین وہ در در سوال

مال پدر ہاتھ نہ آیا اُسے
کیا کرے آخر یہی بھایا اُسے

تم کو ملے گا جو مکان ایک کا
ایک سے پاؤ گے نشان ایک کا

اُسنے سنایا جو یہ قصہ تمام
آپ بڑھے کہکے علیک السلام

شاہ صاحب کا بڑے بیٹے کے پاس آنا اور گھوڑونکی سوداگریکا راس آنا

کل یہ سنا تھا کہ پھر آئی بہار
آج خدا ہی نے دکھائی بہار

خار بھی گل ہو گئے قدرت سے ہے
جھوٹ اُڑی سچ ہوئی قدرت یہ ہے

طعن سے واعظ نے کیا دلکو چاک
آج تو جھونکے کوئی آنکھون مین خاک

رنگ پڑے اس پہ بہار آئی ہے | باغ پہ جوبن ہے گھٹا چھائی ہے
دختر رز اور شرابی کے ساتھ | اور شرابی ہے کبابی کے ساتھ
دھوم ہے رندون مین غضب دھوم ہے | تو چیختے ہین غل ہے عجب دھوم ہے
خوب ہے ساقی کی دکان پر ہجوم | باغ کے در تک ہے برابر ہجوم
باد صبا بار نہین پاتی ہے | پھول مین خود پھول کی بو آتی ہے
اودی گھٹا اور گلابی شراب | مشرب زاہد کو کرے گی خراب
زور عبادت کا گھٹ جائے گا | ایک ہی چلو مین الٹ جائیگا
تو سہی زاہد کا وضو ٹوٹ جاے | تو سہی اک جرعے مین جی چھوٹ جاے
تو سہی عمامہ بکے شہر مین | تو سہی پاجامہ بکے شہر مین
تو سہی چومے یہ سر پیر مغان | آ کے کرے بیعت پیر مغان
پیر مغان اور مغان کے مرید | شاد ہین نوروز ہے یا روز عید
جام بھی ہے آنکھ چڑھائے ہوے | اور سبو ہاتھ بڑھائے ہوے
دیدۂ ساغر کو ہے کیا انتظار | دست سبو جھکتے ہین کیون باربار
قدر تمہین مفت پس پیش ہے | آج یہان آمد درویش ہے
لیجیے حسن لیجیے آیا فقیر | دہیان ادہر کیجیے آیا فقیر
پونہچا رسالے مین جو وہ ذی وقار | ڈھونڈھتا تھا خوابگہ ہر سوار
ایک کے بستر پہ نشان ملگیا | پھر تو وہی راحت جان ملگیا
دوست کا اُنکے وہ کلان تھا پسر | آپ قدمبوس ہوا دوڑ کر
باپ کا ہمراز انہین جان کر | رونے لگا دیکھکے پہچان کر

دیکھے یہ ماں باپ کا پرسا اُسے | رونے لگے اور رُلایا اُسے
دونوں طرف شکووں کے دفتر کھلے | جاگے نصیب اور مقدر کھلے
وہ جو سُناتا انہیں حالِ فراق | یہ بھی بتاتے تھے سفیرِ اشتیاق
اُسنے وہیں پاس اُتارا انہیں | حال سنایا گیا سارا انہیں
شاہ جی آرام سے رہنے لگے | اِس طرح سے پھر اک روز یہ کہنے لگے
کیا کہیں الفت ہے جو کچھ آپ سے | تمنے سنا ہوگا ابھی باپ سے
کیا کہیں ہم جیسے وہ مرحوم تھے | رب تھے ہمارے اُنہیں معلوم تھے
تم بھی ہو ہرچند بڑے عقلمند | کیا ابھی سن ہے جو سنو وعظ و پند
اُسنے کہا کون سی یہ بات ہے | مجھپہ بزرگوں کی عنایات ہے
آپ سے شرمندہ ہوں نادم ہوں میں | جسمیں مجھے حکم ہو خادم ہوں میں
معتقد اسطرح جو پایا اُسے | وعظ یہ ناصح نے سنایا اُسے
جو کہوں ہیں اُس میں نکر قیل و قال | اسپ سبک سیر ابھی بیچ ڈال
دام جو کچھ آئیں اُنہیں صرف کر | شام تلک رہنے نپائے وہ زر
سُنکے ہنسا وہ کہ عجب سیر ہے | خیر ہے درویش کو کچھ خیر ہے
بیچ ابھی اور نہ کچھ منہ سے بول | واہ جی گھر گھوڑا نخاس مول
دیکھکے رُخ بولا وہ آگاہ دل | واہ یقین واہ جگر واہ دل
چاہیے اسمیں نہ ذرا فکر و غور | وہ مرا معبود دے گا تجھے اور
اسمیں بھلائی ہے تری جان لے | بات فقیروں کی ذرا مان لے
جب یہ سنا پھر تو وہ کانپا وہیں | کشف و کرامات کو بھانپا وہیں

سید ہا اُٹھا اور گیا تھان مین ۔ کھول کے لایا اُسے میدان مین
لا کے رسالے مین وہین ہاتھون ہاتھ ۔ بیچ لیا اسپ اسامی کے ساتھ
پاون کو پھیلا کے وہین شام سے ۔ گھوڑا بکا سو رہا آرام سے
کیون نہ بھلا چین سے کاٹے وہ شب ۔ بیچ کے گھوڑے کو وہ سوتا ہی اب
قیمتِ اسپ اُسنے جو پائی تمام ۔ ایک ہی دن مین وہ اُڑائی تمام
کون کہے اُس مین بُرائی ہوئی ۔ بات تھی مرشد کی بتائی ہوئی
جب نہ رسالے مین رہا آسرا ۔ دونون گئے جانب مہمان سرا
دیکھا وہان جاکے تماشا عجیب ۔ ایک سپہی اسوار مسافر غریب
جاتا ہے گھسیٹے وہ پیدل سوار ۔ راہ مین بیمار ہوا راہوار
روکے وہ کہتا ہے کہ اے میرے رب ۔ گھوڑا نہ جیتا ہے نہ مرتا ہے اب
یا تو مرے یا تو نہ بیمار ہو ۔ یا کوئی گھوڑے کا خریدار ہو
اسمین یہ درویش نے جا کر کہا ۔ گھوڑے مین کچھ دم نہین باقی رہا
چاہے مرے ہاتھون اسے بیچ ڈال ۔ تین روپے دیتا ہون لے بیچ ڈال
اُسنے کہا خیر یہی دیجیے ۔ خواہ مرے خواہ جیے لیجیے
آپ نے منظور کیا سے لیا ۔ مول جو ٹھہرا تھا اُسے دیدیا
وہ تو روپے لے کے روانہ ہوا ۔ گھوڑا وہ دُم جھاڑ کے اچھا ہوا
آپ نے جو وقت یہ گھوڑا لیا ۔ اُس سے لیا اور اُنہین دے دیا
دیکے کہا اسکے ابھی دام کر ۔ بیچ اسے چین کر آرام کر
ہے تری تقدیر مین گھوڑا مدام ۔ روز کے روز آئین خبردار دام

تو کبھی بائع ہو کبھی مشتری
یوں نہیں رستے گھوڑوں کی سوداگری

کہتے ہیں درویش جو حامی ہوا
پھر تو وہ سوداگر نامی ہوا

خلق میں ساکھا بھی بڑا اسقدر
لاکھوں روپے آنسے لگے بات پر

واہ رے تدبیر جناب فقیر
ہوگیا دو دن میں امیر کبیر

مال و خزانہ اسے حاصل ہوا
دیکھ کے درویش بھی خوشدل ہوا

باتوں ہی باتوں میں کہا ایکدن
ہو جو کوئی نیک گھڑی نیک دن

جاؤ نہیں اس دم ترے بھائی کی پاس
اس سے بھی ہے یوں نہیں کچھ اک التماس

ساتھ نہ کچھ مال و خزانہ کرو
آدمی اک دے کے روانہ کرو

اسنے کہا آنکھوں سے منظور ہے
سچ ہے جو مامور ہے معذور ہے

طے ہوئی یہ بات تو رہبر لیا
چل دیے اور آگے آتے دہر لیا

تھا جو مقام اسکا وہ جانا ہوا
رہبر رہبر رہرو روانا ہوا

پھر دوسرے لڑکے کے پاس آنا اور صیادی کا رنگ جمانا

خیمہ پیالہ نہ پلا ساقیا
آنکھ تو یاروں سے ملا ساقیا

طاق پہ پیمانہ دھرا رہتا ہے
خیرت کہیں ہمسے بھرا جاتا ہے

ہمسے اڑا تو تو اڑائیں گے ہوش
صورت بادہ ابھی آئیگا جوش

تاؤ میں آکر ابھی لینگے قدح
قدح شنا کر ابھی لینگے قدح

سوکھ گئی ورد دعا میں زبان
جب کہیں جاری ہوئی تیری کان

قوت ہے کچھ بھی کوئی لب تر نہو
صاحب ہمت تادن کہیں ابتر نہو

جی مین ہے سائل کی گرہ کھول لے
نقد ہی لے دل کی گرہ کھول لے

تو کوئی پائی بھی نہ پائے وہ ہین
چار ملے آٹھ اُڑا اسلئے وہ ہین

وہیان نکر خیر جو خالی ہین ہاتھ
جام تو بھر ناز و لطافت کیساتھ

اشک مے سرخ کا پیمانہ ہے
چشم و خرد قیمت پیمانہ ہے

جلد چکھا ایک سفر پیش ہے
فکر و تردد ہمین درپیش ہے

ولولہ اے ناز کے بانی یہ ہے
راوی صادق کی زبانی یہ ہے

چلکے وہ اللہ کا پیارا فقیر
منزل صیاد پہ پونہچا فقیر

پہلے تو وہ رہبر رہبر گیا
کھول کے دروازے کو اندر گیا

جھک کے کیا اُسکو ادب سے سلام
حال برادر کا بتایا تمام

حضرت درویش کی تدبیر عقل
گھوڑونکی سوداگری اور ساری نقل

مال کا آنا وہ روپونکا شمار
خلق مین ہر بات کا وہ اعتبار

دیر تلک اُسکو سنایا کیا
اُسنے جو پوچھا یہ بتایا کیا

پھر یہ سنایا اُسے حکم امیر
لے ترے پاس آیا ہے خود وہ فقیر

خاطر نازک سے ذرا ہوشیار
اک سر مو فرق نہو زینہار

راز آلہی سے نہ گھبرائیو
جو کہے آنکھون سے بجا لائیو

بول اُٹھا چونک کے وہ خستہ جان
جسکا تو رہبر ہے وہ رہبر کہان

اُسنے کہا آ سیئے باہر ہین آپ
دیکھیے کیا جلوۂ داور ہین آپ

جب یہ سُنا اُسنے اُٹھا بر محل
سامنے حضرت کے گیا مر کے بہل

پاؤن پہ حضرت نے جو پایا اُسے
سینۂ اقدس سے لگایا اُسے

پہلے تو کی تعزیت والدین | دونون کے رونے سے ہوا شور وشین
دیر تلک یاد مین روتے رہے | مین بھی ما بین مین ہوتے رہے
اشک الم یاس سے بہنے لگے | پھر تو کلیجے صبر کر کہنے لگے
پونچھ کے آنسو اُسے لپٹا لیا | سینے سے لپٹا کے دلاسا کیا
ہجر بہلا کب تھا گوارا انہین | اُسنے وہین گھر مین اُتارا انہین
حال سنایا کہ برا حال ہے | جال مری جان کا جنجال ہے
گم نہین ہوتا کسی تدبیر سے | دام بنا ہے خط تقدیر سے
ہنسکے یہ کہنے لگے اے ذی شعور | صبح ترے ساتھ چلینگے ضرور
چلکے وہین حال سنائینگے ہم | جو جو بتانا ہے بتائینگے ہم
اُسنے کہا خیر جو ارشاد ہو | تم خط تقدیر کے اُستاد ہو
کہتے ہین جب صبح نمایان ہوئی | زور پہ تقدیر بیابان ہوئی
نور کے تڑکے سے اُٹھا وہ جوان | فجر پڑھی اور کیا اپنا وہان
دام لیا دانہ لیا ہاتھون ہاتھ | اور وہ درویش چلا ساتھ ساتھ
ایک طرف بڑھ گئے بستی سے دور | دونون گئے عالم ہستی سے دور
ایک کف دست بیابان تھا | صنعِ علے نور کا میدان تھا
سبزۂ نوخیز بہت لہلہے | اور پرندون کے کہین چہچہے
سیدھی درختون کی قطار اک طرف | لالۂ صحرا کی بہار اک طرف
چاک گریبان سحر اک طرف | نالۂ مرغان سحر اک طرف
سنبل مین لٹکے ہوے بار اک طرف | اور گل خودرو کی بہار اک طرف

جھیل لبالب تھی بھری اک طرف — قہقہۂ کبک دری اک طرف
مور کی جنگل مین صدا اک طرف — گلشن جنت کی ہوا اک طرف
اژدہے شبنم پہ مگن اک طرف — چوکڑی بھرتے تھے ہرن اک طرف
طائرون کی ریل کی ریل اک طرف — اور چرندون کی کلیل اک طرف
صبح کا وقت اور وہ نسیم سحر — کھولدے جو روضۂ جنت کا در
گھانس پہ تھے قطرۂ شبنم پڑے — تخت زمرد مین تھے موتی جڑے
نخل پہ سورج کا جو پڑتا تھا نور — ضو سے ہر اک نخل بنا نخل طور
شاخ پر اللہ رے ہجوم طیور — پھنس گئے گیسو مین دل ناصبور
سرد ہوا اور برودت بھری — ساری زمین سبزۂ تر سے ہری
سبزہ کہین اور کہین چشمہ سار — حق نے بنایا تھا عجب مرغزار
دونون گئے پھر اُسی میدان مین — دم جو لیا جان پڑی جان مین
اُس سے یہ فرمانے لگے شاہ جی — خوب نکالی ہے جگہ واہ جی
دیر ہے کیا اب نہ ذرا سانس لو — صید جو چاہو وہ یہین پھانس لو
اُسنے وہین دانے کو چھٹکا دیا — دام کو پھیلا کے یہ دھوکا دیا
جال مین اک باندھ دیا جانور — جس مین پرندون کو نہ ہو کچھ خطر
دونون وہ پھر ایک طرف جا چھپے — آڑ ہوا دامن صحرا آپ چھپے
ٹوٹ کے دانے پہ گرے یون پرند — دانۂ انگور پہ جس طرح رند
دام لیا ہاتھ مین صیاد نے — ہاتھ ہلایا وہین اُستاد نے
ہاتھ کے اُٹھتے ہی اُٹھے جانور — بیٹھ گئے اُڑ کے کسی شاخ پر

اُسنے کہا آپ نے یہ کیا کیا — کہنے لگے منع تجھے تھا کیا
ہوش مین آپ سے خبردار ہو — دیکھ کمر باندھ کے طیار ہو
ڈر نہین عرصہ جو بہت سا کھیچے — جال مین کوئی نہ پرندا کھیچے
باز جو پھنس جائے تو پھر لا کلام — شوق سے بے پوچھے ہوئی کھینچ دام
اُسنے کہا باز نہ آئے اگر — آپ یہ فرمانے لگے صبر کر
تو نہین کچھ جانتا کیا راز ہے — باز کا ملنا بھی خدا ساز ہے
تیرے مقدر مین ہے اک جانور — اُڑ کے ملیگا وہ تجھے عمر بھر
چاہے گا جو کچھ وہ ملے گا تجھے — حق سے جو مانگیگا وہ دیگا تجھے
اُسنے کہا دام وہی لاؤن مین — حکم جو ہو پھر اُسے پھیلاؤن مین
آپ یہ فرمانے لگے جلد جاو — دام کہین اور جگہ جا لگاو
حکم کو سنکر وہ اُٹھا چست چپت — دام کہین اُسنے کیا پھر درست
دانے یہ گرنے لگے پھر جانور — پھر بھی نہ صیاد ہوا کچھ خبر
بیٹھا رہا صبح سے وہ شام تک — باز کا پر بھی نگیا دام تک
چلنے کو آمادہ ہوا جس گھڑی — یونہین درختون پہ نظر جا پڑی
ہنس کے کہا فضل خدا کا ہوا — باز ہے اک شاخ پہ بیٹھا ہوا
باز بھی اتنے مین گرا ٹوٹ کر — پھر تو وہ پھندے سے یکم چھوٹ کر
اُڑنے کو چاہا جو وہان باز نے — کھینچ لیا دام مین جانباز نے
دونون اُٹھے دست سے اور گھر گئے — باز لیئے شہر کے اندر گئے
پانسو اُس باز کی قیمت ملی — اُسکو یہ قیمت بھی غنیمت ملی

صبح کو پھر جانب صحرا گیا | پھانس لیا باز کو اور آگیا
خوب اُسے دل سے جو بھائی یہ بات | حضرت مرشد نے سکھائی یہ بات
آئیو جب پھانس کے باز آئیو | باز نہ آئے تو نہ باز آئیو
پھر اُسے حضرت نے سنایا یہ حرف | روز جو کچھ آئے وہ ہو جائے صرف
تھوڑے سے عرصے مین بڑھا اسقدر | بننے لگے سونے کے دیوار و در
کیسۂ زر دام کا حلقہ ہوا | باز آتے سونے کی چڑیا ہوا
فضل الٰہی سے وہ سامان ہوا | دیکھکے درویش بھی شادان ہوا
پھر یہ کہا ایک سفر پیش ہے | تمسے یہی حاجت درویش ہے
آدمی اک راہ بتانے کو دو | ایک سے بہتر ہین مری جان دو
ہے یہ غرض آپکی ہمشیر سے | کھو دیئے ادبار کو تدبیر سے
اُسنے وہین ساتھ کیا آدمی | لیکے چلا پھر یہ بھلا آدمی

فقیر کا دختر کے گھر آنا اور امیری کو پہنچانا

جام جو ایک آدھ پیا ہو ملے | حضرت ساقی کا بھلا ہو ملے
کچھ تو فقیرون کو بھی امداد ہو | چین کرو خوش رہو آباد ہو
دیر سے سب رند دعا دیتے ہین | دیکھیے سرکار انہین کیا دیتے ہین
آپ ہی کا نام سُنا اور آئے | دیر ہے کیا کوئی ادہر دور آئے
ٹوٹتا ہے جسم ادہر آئے قدح | پڑھ لین جماہی مین دعائے قدح
چلتے ہین ہم ورنہ ابتک چلا | سچ ہے مثل سوم سخی سے بھلا

جام جو دینا ہے تو دیجے شتاب | اور نہ دینا ہو تو دیجے جواب
آپ کی خدمت سے کرین درگزر | دیکھ لین ہم جا کے کوئی اور در
پاؤن فقیر و نگانہ کچھ لنگ ہے | اور نہ کچھ ملک خدا تنگ ہے
شرم تمھین چاہیئے ای مہربان | دیکھیے فیاضی پیر مغان
کیون نہ بھلا خلق مین ہو جاے نام | بزم مین جا جا کے وہ دیتا ہی جام
بزم سے ہے خانۂ دختر غرض | پوچھیے فقیر اور وہ رہبر غرض
آپ کھڑے رہ گئے بیرون در | گھر مین گیا پہلے وہی راہبر
بھائی کی جانب سے دعا دی اُسے | ساری حقیقت وہ بتا دی اُسے
ذکر کیا آمد درویش کا | حال کہا مقصد درویش کا
منتظر حال جو پایا اُسے | بھائیون کا حال سنایا اُسے
گھوڑون کے بکنے سے وہ پانا روپے | باز کا پھنسنا وہ اُڑانا روپے
کوشش درویش جتایا کیا | ساری حقیقت وہ بتایا کیا
گھر مین سنا جب نکل آئی وہین | شوق مین گھر سے نکل آئی وہین
ایک گھڑی گرد پھری دوڑ کر | پاؤن پہ پھر آ کے گری دوڑ کر
آپ نے قدمون سے اُٹھایا اُسے | اور دیا خوب دلاسا اُسے
جان گئی اپنا سہارا اُنھین | جھونپڑی مین اپنے اُتارا اُنھین
رو کے وہ پھر کہنے لگی اپنا حال | ہے مری تقدیر مین در در سوال
کشتی درویش مین ہے آبرو | پھر بھی گرا کرتی ہے وہ کو بکو
کاسہ گدائی کا ہے اور دست زار | چاک کی صورت نہین دم بھر قرار

اسنے یہ سب حال جو بتلا دیا ۔ آپ نے سن سن کے دلاسا دیا
اور کہا آج سے دل شاد رکھ ۔ بات جو کہدون مین اسے یاد رکھ
جا کے سوال اب جو کہین کیجیو ۔ دے کوئی توڑا تو جب ہی لیجیو
ایک بھی کم ہو تو نہ لینا روپے ۔ دیکے دعا پھیر ہی دینا روپے
اسنے کہا ایسا تو دیکھا نہین ۔ گانٹھ کا پورا کوئی اندھا نہین
شاہ جی کہنے لگے جاؤ شتاب ۔ اسمین نہین جاے سوال و جواب
دیگا خدا دل مین جو ہو مانگ لو ۔ مانگنے پر آ گئے جو مانگ لو
مانگنے نکلے تو لگاوٹ سے ہے کیا ۔ ناچنے جب نکلے تو گھونگھٹ ہی کیا
یہ جو سنا مانگنے گھر سے چلی ۔ بھیک ملی لاکھ پر اسنے نہ لی
پوچھتا کوئی تو بتاتی یہ حال ۔ ایک ہزار سے کا ہی اپنا سوال
وہ کوئی اللہ کا پیارا ملے ۔ جس سے جو حصہ ہو ہمارا ملے
سنکے یہ لاکھون کے وہان دل ہلے ۔ لاکھون یہ کہتے تھے جنون ہے اسے
لوگ بہت جمع ہوئے گرد پیش ۔ بھیڑ سے حیران تھی وہ سینہ ریش
کہتے ہین اتنے مین ہوا کروفر ۔ ایک سواری نکل آئی ادھر
سنتے ہی ادھر ایک امیر آ گیا ۔ بھیڑ جو دیکھی تو وہ گھبرا گیا
پوچھا وہان اسکا سبب ماجرا ۔ لوگون نے بتلا دیا سب ماجرا
آ کے جو تفتیش کیا اس سے حال ۔ کرنے لگی یہ وہی اپنا سوال
کیا ہی خدا ترس تھا وہ رحم دل ۔ حال سنا اور ہوا منفعل
تیسری کرمی وہین توڑا دیا ۔ دیکے محافظ اسے بھجوا دیا

پھر نہ کہین اور کسی گھر گئی — سامنے درویش کے لیکر گئی
لائی جو کچھ تھی وہ دکھایا اُنھین — اور وہ سب حال سنایا اُنھین
سنکے کہا آج ہی ہو جائے خرچ — خرچ ہے روز جو کچھ آئے خرچ
اُسنے سُنا کان سے جسدم یہ حرف — کوڑی نہ رکھی کیا سب مال صرف
تھی جو مقدر مین کمائی وہی — صبح کو پھر جا کے وہ لائی وہی
زر جو ملا غنچۂ دل کھل گیا — تھوڑے سے عرصے مین بہت ملگیا
پیر نے یہ بات بتائی اُسے — ساری کرامات بتائی اُسے
ہے یہ گدائی تری تقدیر مین — ہار نہ ہمت کو تُو تدبیر مین
ہو گا نہ اوقات مین تیرے خلل — آج دیا جسنے وہی دیگا کل
کہتے ہین ایسی وہ اشارت ہوئی — اُسکو فقیری سے امارت ہوئی
دیکھکے خوش ہوگیا وہ فقیر — شکر کے سجدے کو جھکا وہ فقیر
عرصے تلک پھر وہ اُسی جا رہا — تذکرۂ ایک دن اُس سے کہا
کام جو تھا شکر خدا ہو گیا — بار سے مین سبکے ادا ہو گیا
رشتۂ الفت کو کرو انقطاع — آج خوشی سے مجھے کردو وداع
کاٹ دو زنجیر وفا جاؤن مین — شیر سا صحرا کو چلا جاؤن مین
دیکھکے یہ آپ کا جوش و خروش — اُڑنے لگے دختر نادان کے ہوش
رو کے کہا خیر چلے جائیے — صبر کیا خیر چلے جائیے
حکم جو پایا وہ روانہ ہوے — جانب صحرا وہ روانہ ہوے

صحرانشینی جناب فقیر کی ملاقات کاتب تقدیر کی

ہوش مین لا اے ساقی مخمور آ	جوش مین لا اے غیرت فغفور آ
جام وہ دے ویسے جیسے لاگ ہو	جام وہ دے عقل مری آگ ہو
آتش دل تیز ہو وہ جام دے	جو ارنی خیز ہو وہ جام دے
جام وہ دے تیغ زبان تیز ہو	جام وہ دے رنگ بیان تیز ہو
رونق میخانہ ہو وہ جام دے	آنکھ سے دیکھا نہ ہو وہ جام دے
جام وہ دے جس سے ہو پیری شباب	جام وہ دے ہو دل زاہد کباب
سب پیے سرشار ہون وہ جام دے	نشاے مین ہشیار ہون وہ جام دے
جام وہ دے فکر و تردد ہو گم	جام وہ دے دل ہو فلاطون کا خم
ناخن تدبیر ہو وہ جام دے	پنجۂ تقدیر ہو وہ جام دے
جام وہ دے کعبہ ہو جو دیر ہو	جام وہ دے خاتمہ بالخیر ہو
تحت ثری گرد ہو وہ جام دے	گاوزمین زرد ہو وہ جام دے
جام وہ دے عرش تلک سیر ہو	مے نہین حاضر تو فلک سیر ہو
ہو نہ فلک سیر تو دے جام تنگ	جس سے اڑے گنبد مینا کا رنگ
پیکے قدح تیرسے قدم چوم کر	نشاے مین صحرا کو چلین جھوم کر
دشت مین اک باد بہاری گئی	حضرت مرشد کی سواری گئی
شہر مین ٹھہرے گا بھلا وہ فقیر	کہتے ہین بستی سے چلا وہ فقیر
راہرو راہ الٰہی ہوا	دشت و بیابان کو وہ راہی ہوا

شیر تو ہیبت سے ہرن ہو گئے | اور ہرن شیر فگن ہو گئے
سامنے انکے جو کیا ذکر ذوق | جب سے پڑا گردن قمری مین طوق
کوک اٹھاتا تھا کہین طاوس باغ | چرب زبانی سے لگا اسکو داغ
قہقہون سے کبک پہ آیا غضب | آگ جو بھی کھاتا ہے یہ بے ادب
دہوم ہوئی عشق خداداد کی | آب گئی تیشۂ فرہاد کی
دیکھکے وامق پس ہامون چھپا | دامن کہسار مین مجنون چھپا
دشت مین جب آپکا جلوا ہوا | گلشن فردوس وہ صحرا ہوا
رنگ خزان دم مین ہوا ہوگیا | پیڑ جو سوکھا تھا ہرا ہوگیا
نقش قدم سے گل خودرو اُگے | بات مین ایک ایک کے دو دو اُگے
آئے جو صحرا مین یہ رشک ملک | راہ مین سبزے نے بچھا دی پلک
اور پئے تسلیم ادب بار بار | جھکتے تھے کیا کیا شجر بار دار
لو تو کبھی اسطرف آتی نہ تھی | باد صبا خاک اڑاتی نہ تھی
جھیلین بھرین چشمے بھرے جابجا | اور پرندونکے پرے جابجا
سرد زمین اور وہ ٹھنڈی کچھار | بانس کی کوٹھی کہین نخل چنار
غار کہین اور کہین تھے پہاڑ | لاکھون کھجورین کہین لاکھون ہی تاڑ
شیر کہین اور کہین گرگدن | تھے کہین پاڑھے کہین کالے ہرن
ایک وہ بیہڑ وہ بیابان تھا | جھاڑیون سے جھاڑ کے گنجان تھا
صورت انسان نظر آتی نہ تھی | دہوپ وہان خوف سے جاتی نہ تھی
کسکو بھلا دیکھنے کی تاب ہو | خضر بھی دیکھین تو جگر آب ہو
سیر سے وان آپ نہ جاتے تھے | سیر کو تان آپ چلے جاتے تھے

حمد خداوند مین ہے تر زبان — دل مین خدا اور یہ غزل بر زبان

غزل

عارض پر نور جو دکھلا دیا — کعبہ و آتشکدہ چمکا دیا
برق تجلی نظر آتی نہ تھی — آنکھ جو دی طور کا سرما دیا
چرخ پہ تارے ہین زمین پر بشر — جسکو مناسب تھا جو دینا دیا
عشق دیا اور دل و چشم بھی — حسن دیا ناز و کرشما دیا
آنکھ کو بیماری نادیدہ دی — ہونٹھ کو اعجاز مسیحا دیا
ہوش بھی اور عقل بھی اور فہم بھی — بندۂ ناچیز کو کیا کیا دیا
دی جو ہر اک رند کو تر دامنی — حضرت زاہد کو مصلا دیا
بارہو مجھکو ترے دربار مین — ایسی کوئی راہ بتا دیا

سے لیجیے چشم و جگر و دل ابھی
پاس جو تھا قدر نے دلا دیا

سوز جگر سے بھی پڑھتے ہوے — آپ چلے جاتے تھے بڑھتے ہوے
جھومتے صحرا کو چلے جاتے تھے — نشۂ الفت کا مزہ پاتے تھے
منھ سے کبھی آپکے جاری تھا کف — جذب مین کہتے تھے کبھی لاتخف
لب کبھی آہون سے لبالب کیا — اور کبھی نالۂ یارب کیا
نالہ کنان دشت مین کرتے تھے گشت — گونجتے تھے کوہ و بیابان و دشت
کان کھڑے کرتے تھے سنکر درند — کوسون اُڑے جاتے تھے وحشی چرند

بس یہ خدا نے خبر راز دی ‏ ‏ پشت پر اک شخص نے آواز دی
تھی یہی آواز چلے واہ جی ‏ ‏ ٹھہرو ذرا ٹھہرو ذرا شاہ جی
سُنکے صدا آپ ذرا تھم گئے ‏ ‏ دشت مین پھر ایک طرف جم گئے
جھک کے اُدھر غور سے دیکھا اُسے ‏ ‏ آپ نے اس طور سے دیکھا اُسے
آتا ہے وہ گھوڑا اُٹھائے ہوے ‏ ‏ باز لیے توڑا اُٹھائے ہوے
دم مین وہ اسوار قریب آگیا ‏ ‏ آنکھ ہوئی چار قریب آگیا
بولا نہ غیر آپ مجھے جانیے ‏ ‏ دیکھیے پہچانیے پہچانیے
کہنے لگے مین نہین کچھ جانتا ‏ ‏ کون ہو ہرگز نہین پہچانتا
اس سے کوئی بڑھ کے تماشا نہین ‏ ‏ آنکھ سے دیکھا کبھی حاشا نہین
سُنکے ہنسا اور کہا واہ جی ‏ ‏ آپ نے مجھے بھول گئے شاہ جی
پاس ہے جو کچھ یہی پہچان ہے ‏ ‏ کاتب تقدیر ہون کچھ دھیان ہے
کیا کہون رہتا ہون عجب حال مین ‏ ‏ تمنے پھنسایا مجھے جنجال مین
راز بتایا تو یہ خدمت ملی ‏ ‏ یہ مجھے حضرت کی بدولت ملی
فکر یہی صبح سے تا شام ہے ‏ ‏ میرے لیے روز یہی کام ہے
حکم یہ ہے ایک کو گھوڑا ملے ‏ ‏ ایک کو باز ایک کو توڑا ملے
حال مقدر جو بیان ہو گیا ‏ ‏ دامن صحرا مین نہان ہو گیا
وہ جو گیا آپ یہ بیدل ہوے ‏ ‏ دشت مین اک جا متوکل ہوے
آئے نہ اُٹھ کر کبھی دنیا مین آپ ‏ ‏ خضر صفت رہ گئے صحرا مین آپ
دیکھ کے گردش خط تقدیر کی ‏ ‏ خوب ہی درویش نے تدبیر کی

ہو گئے آگاہ جو تقدیر سے — خوب بڑھایا اُنہین تدبیر سے
تین طرح تینون کا حصہ ملا — جو جو مقدر مین لکھا تھا ملا
ایک نے اسپ ایک نے پایا شکار — ایک گدائی سے ہوئی مالدار
اب تو ذرا اقدر تمہین ہوش ہو — جو جو سنا ہے وہ ذرا گوش ہو
چاہیئے تقدیر کے قائل رہو — پھر بھی نہ تدبیر سے غافل رہو
چاہیئے تدبیر یہ دستور ہے — ورنہ یہ انسان تو مجبور ہے
ہی جو جبین مین وہی پیش آنی ہے — چشمۂ قسمت مین جو ہے پانی ہے
ہو جو غرض فکر کیا چاہیئے — درد جو ہو اُسکی دوا چاہیئے
پائیگا قسمت مین جو ہوگی معاش — فرض ہے انسان پہ لیکن تلاش
ہاتھ نہ پھیلے یہی بس چاہیے — پاؤن کو توڑے بھی نہ بیٹھا رہے
خواب توسط سے کرے ساز باز — پاؤن نہ کمل سے کبھی ہون دراز
طول سے ہے بیفائدہ المختصر — ہے یہی مضمون **قضا و قدر**
دل مین جو شیطان کبھی وسواس لائے — کیجیے تدبیر خدا راس لائے
بات رہے ہے **قدر** رہی بات کر — حضرت باری مین مناجات کر

مناجات

دھوم ہو اے ساقی جام الست — مین بھی رہون بادۂ عرفان سے مست
دل مین جو ہو کیون نہ بکون برملا — خوب چڑھا نشا کہ قالوا بلیٰ
ایک پیالہ جو پیا چپت ہوا — ہوش اُڑے بزم مین ساکت ہوا

جامۂ ہستی کی نہین کچھ خبر
عمر تو غفلت مین ہوئی ہے بسر
خلق مین مجھسا کوئی غافل نہین
مین ترے دوزخ کے بھی قابل نہین
مین نہ کسی کام کے لائق ہوا
خلق ہوا ننگ خلائق ہوا
خانۂ عصیان کا ہون چشم و چراغ
دامن آدم مین لگا مجھسے داغ
آہ گنہ کرنیکو بیباک ہون
جرم و گنہ کے لیے چالاک ہون
مین جو نہوتا تو نہوتا گناہ
صورت ہمزاد ہے میرا گناہ
قہر سے اب کانپتا ہون بید وار
ہان تری رحمت کا ہون امیدوار
رات کو چاہے تو ابھی روز ہو
ساز کرے دم مین اگر سوز ہو
تیرا ذرا رحم ہے عصیان کی آڑ
اوٹ مین تنکے کے ہے سارا پہاڑ
رحم سے کہدے کہ ہو میری پناہ
آہ ترے قہر سے تیری پناہ
بخشنے مین دیر جو کرتا ہے تو
پڑھتا ہون مین آیۂ لاتقنطوا

خاتمۂ کتاب تاریخ لاجواب

دہوم ہے ای روح قدس دہوم ہے
دہوم ہے کیون کچھ تجھے معلوم ہے
کچھ تجھے معلوم ہے کیا شور ہے
شور ہے یا طبع مین یہ زور ہے
طبع مین یہ زور ہے اخشنٹ ہے
سچ تو یہ ہے فکر بھی ساونت ہے
توڑتے ہین عرش کے تارے تو کیا
قدر جو بہت بھی نہ ہارے تو کیا
زندہ نہین آہ جناب حسن
شاعرونکے شاہ جناب حسن
سرد ہے بازار کہ سودا نہین
درد نہین جرأت و انشا نہین

میر کو پہلے ہی اجل کھا گئی
حضرت ناسخ کو بھی موت آگئی

آنکھوں مین اندھیرے ہے سب خشک و تر
آہ نہین برق و جناب سحر

اُنکو دکھاتے یہ تاسف رہا
یہ تو وہ کہتے بہت اچھا کہا

تازہ ہو غم یاد کرین جسکو ہم
قدر بھلا روئینگے کس کس کو ہم

وہ تو گئے سحر ہین ناسخ کی روح
حضرت باری انہین شیخ عمر نوح

کشتی نوح سخن اُنکی ہے ذات
اُنسے ملا جو کوئی پاے نجات

ہم بھی ہین ناجی کہ ہوے شور ہے
حضرت امداد علی بحر ہے

نام وہ ہے جس سے ہے ناسخ کا نام
خاص ہین جاری ہے مگر فیض عام

اسپہ یہ کافی ہے دلیل قوی
لیکئے ہم کہکے جو یہ مثنوی

جو جو بتانا تھا بتایا تمام
جو جو بنانا تھا بنایا تمام

قطرۂ شبنم کو بناتے ہین بحر
بحر کو اک کوزے مین لاتے ہین بحر

بات مگر یہان مین آئی ہے
کیون نہو ناسخ کی کمائی ہے یہ

غالب دہلی کا بھی ہو کیا بیان
نام جناب اسد اللہ خان

قدر سے شاعر کے یہ اُستاد ہین
زور کمالات خدا داد ہین

دانے کو چاہین تو بنا دین ثمر
قطرے کو چاہین تو بنا دین گہر

ڈھالتے ہین شعر نئے رنگ کے
رنگ اُڑا دیتے ہین ازرنگ کے

شعر بلیغ اُنکی بندش فصیح
قاعدے جا بیجے ہوے لفظین صحیح

کون بھلا جو ہنر ذاتی نہین
عقل وہ ہے جو عقل مین آتی نہین

پہونچی یہان جب یہ کتاب شگرف
ہاتف غیبی نے سنا حرف حرف

کہنے لگا سنکے ہماری کتاب | کان ملاحت ہے یہ ساری کتاب ۱۲۰۴ھ
اب یہ مناجات کیا چاہیئے | حضرت عزت مین دعا چاہیئے
دستِ دعا ہو کہ جدہر روے ہے | عید ہوا اپنی جو آدہر تو رہے
غیر ہو حالت جو کوئی غیر ہو | خیر ہے خاتمہ بالخیر ہو

استادی جناب شیخ امداد علی صاحب بحر لکھنوی شاگرد رشید شیخ ناسخ مرحوم

وصل علی خوب کہی مثنوی | دنگ ہوئے مولوی معنوی
ناظم ہروی کا ہوا رنگ زرد | گرمی بازار ہوئی اُسکی سرد
چھوٹ پڑا ہاتھ سے جامی کی جام | آب خجالت ہوا حسن کلام
آگئی انصاف پہ عقل سلیم | سلمک اللہ پکارا سلیم
گلشن نو رستہ ہین ابیات کل | غنچہ ہر اک نقطہ ہے ہر حرف گل
شعر ہر اک گیسوے جانانہ ہے | پنجۂ مژگان پری شانہ ہے
سالک گہر جملہ مصاریع ہین | نامۂ محبوب کی توقیع ہین ٹر
نقطہ ہر اک خال رخ مہ جبین | بیت ہر اک زلف دوتای حسین
کیا ہی ضیا بار ہے یہ مثنوی | خلد کا گلزار ہے یہ مثنوی
قدر نے کی مثنوی اپنی تمام | بحر لکھو تم بھی سنِ اختتام
یہ سنہ مثنوی قدر ہے | مثنوی قدر مہ قدر ہے
سنہ ۱۲۷۴ ہجری

شیخ غلام حیدر ارشد بلگرامی

کیون نہ بہلا ناز کرے بلگرام — جس مین رہین قدرت سے نازک خیال
میر غلام حسنین اسم ہے — واسطی الاصل ہین یہ ذی کمال
سحر بیانی مین عدیم النظیر — نکتہ طرازی مین عدیم المثال
نظم کیا قصۂ تقدیر کو — فضل خدا سے ہے عجب بول چال
مصرع تاریخ یہ ارشد لکھو — لکھا گیا کاتب قدرت کا حال

سنہ ۱۲۷۴ ہجریہ

ولہ

صل سے علے مثنوی میر قدر — ہے کوئی دریا کہ روانی مین ہے
ارشد ابھی اور کہو سال نظم — باد صبا باغ معانی مین ہے

سنہ ۱۲۷۴ ہجریہ

شنکر پرشاد صبح بلگرامی

نور کا دریا ہے قضا و قدر — یا کوئی دُر دانۂ تقدیر ہے
گوہر تاریخ ملا صبح کو — چشمۂ افسانۂ تقدیر ہے

سنہ ۱۲۷۴ ہجری

قطعۂ تاریخ تالیف از بابو ہزاری لال جوان بنارسی

وصف ہو گیا مثنوی قدر کا — بس سرے استاد ہین دہ والسلام
نور کی تاریخ لکھو اے جوان — خلق مین آئینہ ہے سارا کلام

سنہ ۱۲ ہجری

ولہ

اسمین جو کچھ چاہیے موجود ہے
مصرع تاریخ تو دیکھو جوان

ساری خدائی کا ہے یہ انتخاب
قدرتی آئینہ ہے کیا یہ کتاب
سنہ ۱۲۷۳ ہجری

غلام محمد خان واصل بلگرامی

قدر شناس شعر امیر قدر
نظم نمود ست قضا و قدر
معنوی و صوری و فصلی نویس

شاعر غراے سرا سینج
پس در و تاریخ تو واصل سنج
سال ہزار و دو صد و شصت پنج
سنہ ۱۲۶۵ فصلی

شیخ علی بخش ظہیر بلگرامی

چو از قدر شد مثنوی اختتام
ظہیر از پے سال تاریخ او

بنام و نشان قضا و قدر
نوشتہ بیان قضا و قدر
سنہ ۱۲۷۳ ہجری

شیخ تجمل حسین تجمل بلگرامی

عجائب مثنوی قدر ہے یہ
تجمل نے جو کی تاریخ کی فکر

زمانے مین نہین ہے جسکا ہمسر
ندا آئی مکرر ہے یہ بہتر
سنہ ۱۲۷۳ ہجری

سید ابن علی بلگرامی

قَدْ أَتَى بِمُزْدَوِجٍ
قُلْتُ عَامَ مُحْتَمِهِ

مِنْ بَدَ اللهُ الْقُدْرَة
الْقَضَاءُ وَالْقَدَرُ
سنہ ۱۲۷۳ھ

شیخ خلیل احمد وجد بلگرامی

مثنوی قدر **قضا و قدر**

میرے تو اُستاد ہین مین کیا کہون

خوب لکھی خوب لکھی مثنوی

وہ ہوم ہے انسان و ملائک ہین ہوم

وجد نے تاریخ لکھی وجد کی

قصۂ تقدیر ہے کیا واہ واہ

جس نے سُنا اُس نے کہا واہ واہ

صل سے علے صل علا واہ واہ

ارض سے ہے تا بہ سما واہ واہ

نظم یہ ہے صل علے[۵ے] واہ واہ

۱۲۷۴ھ

۵ے ہرچند رعایت قافیہ مقتضی آن بود کہ علے بصورت علا نوشتہ شود از الف مقصورہ عدد واصل گرفتہ شود مگر بضرورت تاریخ رعایت اصل نقط کردہ بصورت یا نوشتہ عدد دہ گرفتہ شد ۱۲

تمت

واسوخت قدر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۱

یا خدا بیٹھے بٹھائے کوئی دیوانہ نہو
کوئی دل آئینۂ چہرۂ جانانہ نہو
گھر کسی بندۂ وارفتہ کا ویرانہ نہو
طائر روح کسی شمع کا پروانہ نہو
داغ سینے کے نہ دہکیں کہیں اخگر کیطرح
عاشقی آگ میں جھونکے نہ سمندر کیطرح

۲

یا خدا اُسے تپ عشق بتان دور رہے
خرمن عیش سے یہ برق تپان دور رہے
گل سے خار اور گلستان سے خزان دور رہے
نشتر عشق سے ہر اک رگ جان دور رہے
خاک اُڑتی ہے جدہر کو یہ ہوا جاتی ہے
گھر اُجڑ جاتے ہین بستی یہ بلا آتی ہے

۳

ہے یہ وہ تیر کہ پیغام قضا لاتا ہے
دل سمہالو تو کلیجا وہین چھن جاتا ہے
کوئی سینے پہ اثر تک بھی نہین پاتا ہے
جب جگر تھامتے ہین دل پہ غضب ڈہاتا ہے
جگر و دل پہ یہان ہاتھ دہرے پھرتے ہین
زندہ دل اِسکے وہی ہین جو مرے پھرتے ہین

۵۴
اک ہمین ہین کہ قیامت کی کڑی سہتے ہین
تیر کھائے ہوئے بیہوش پڑے رہتے ہین
نہ تو سنتے ہین کسیکی نہ تو کچھ کہتے ہین
آنکھ جب کھولتے ہین لخت جگر بہتے ہین
دیکھ لو آنکھ لڑائی یہ بُری ہوتی ہے
نظر یار حقیقت مین چھُری ہوتی ہے

۵۵
کیا کہین کیسی مصیبت مین پھنسی جان حزین
دل کا کچھ ہوش نہین جسم کا کچھ ہوش نہین
ہونٹھ ہین خشک تو پُرآب ہے چشم غمگین
دل کہین آنکھ کہین ہاتھ کہین پاؤن کہین
پوچھتا ہے جو کوئی دوست کہ یہ کیا تُنی ہے
ٹکٹکی باندھکے کہدیتے ہین منہ سے ہے ہے

۵۶
کچھ نفرمایئے قصے کہانی اپنی
شکل تو دیکھیے اے ظلم کے بانی اپنی
ہم سے مطلب ہے خبر لیجیے جانی اپنی
مفت مین مٹ گئے ہم ہاے جوانی اپنی
شمع رخسار سے دیوانہ بنایا تو سہی
خیر جی آپنے پروانہ بنایا تو سہی

۵۷
کیا تڑپتا ہے دل زار تمھین ہوش نہین
تم پہ ہم مرتے ہین اے یار تمھین ہوش نہین
سہتے ہین موت کا آزار تمھین ہوش نہین
دونون آنکھون کے ہین بیمار تمھین ہوش نہین
جگر و دل کبھی اے جان سمہالے نہ گئے
کانٹے پلکون نے چبھوئے تو نکالے نہ گئے

۵۸
کوئی ہمسا بھی ستانیکو نہ پایا ہوگا
کوئی تربت مین سلانیکو نہ پایا ہوگا
کوئی یون داغ دکھانیکو نہ پایا ہوگا
کوئی مٹی مین ملانیکو نہ پایا ہوگا
دم بھر سے جائینگے ایجان جو دم مین دم ہے
خوش رہین چین کرین آپ یہان کیا غم ہے

۹

پیاری شکل آپسی ای رشک قمر کسکی ہے
یہ نگاہ اور یہ چتون یہ نظر کسکی ہے
ایسی تقریر یہ بلا شہد و شکر کسکی ہے
یہ دہن اور یہ ہونٹھ اور کمر کسکی ہے

سحر کی شکل ہے اعجاز کی گویائی ہے
مرگ کی آنکھ تو چیتے کی کمر پائی ہے

۱۰

نہ یہ سینہ نہ یہ پیٹ اور نہ چھاتی دیکھی
نہ یہ پنجہ کہین دیکھا نہ یہ ایڑی دیکھی
نہ یہ ناف اور نہ رانین نہ یہ پنڈلی دیکھی
نہ یہ تلوا کہین دیکھا نہ یہ مہندی دیکھی

چلتے ہو پنجون سکے بھل خوب تنی پھرتے ہو
اپنے جوبن مین چھلاوا سی بنے پھرتے ہو

۱۱

بس نہ اتراؤ ادہر آؤ تمھین پیار کرین
گلے ملجاؤ ادھر آؤ تمھین پیار کرین
تم نہ شرماؤ ادہر آؤ تمھین پیار کرین
مرتے ہین آؤ ادھر آؤ تمھین پیار کرین

حسرتین دل مین ہین ایجان نکالین آؤ
دل تڑپتا ہے کلیجے سے لگالین آؤ

۱۲

وہی طشت اور وہی خنجر وہی دل ہے وہی آنکھ
وہی شیشہ وہی پتھر وہی دل ہے وہی آنکھ
وہی موم اور وہی انگر وہی دل ہے وہی آنکھ
وہی پھوڑا وہی نشتر وہی دل ہے وہی آنکھ

ڈہونڈہتی ہین تمھین اے یار ہماری آنکھین
دل تو پھیرتا نہین پھر جائین تمہاری آنکھین

۱۳

سیدہی بات تو یہ ہی ہمسے ہے کبھی تمپہ نثار
ایک جان اور ہے وہ بھی سہی تمپہ نثار
جگر و چشم و دل و سر ہے ابھی تمپہ نثار
لاکھ جانین ہون تو کرتے ہین ابھی تمپہ نثار

یہی حسرت ہے کہ مر کر نہین پیدا ہوتے
ورنہ سو بار فدا آپکے شیدا ہوتے

۱۴

ہاتھ پھیلائے ہین آتے نہین تم کیا کہنا
پیاری صورت بھی دکھاتے نہین تم کیا کہنا
اپنی باتین بھی سناتے نہین تم کیا کہنا
شکل کیا منھ بھی لگاتے نہین تم کیا کہنا

یہی کہتے تھے کہ دل موم ہے نرمی دیکھو
گرمیان کر کے جلا یا نئی گرمی دیکھو

۱۵

بات کرنا تمھین باتو نہین بتایا ہے ہمنے
چال مین حشر کا انداز سکھایا ہے ہمنے
منھدی مل مل کے یہ سب رنگ جمایا ہمنے
آپ سنکر تمھین معشوق بنایا ہمنے

جب سے دل لینے کا اے یار تمھین فوق ہوا
اُسی دن سے تمھین آیینے کا بھی شوق ہوا

۱۶

اک ذرا آنکھ ملاؤ یہ پلک تھی آ گئے
نہ بکیتی نہ کمر مین یہ لچک تھی آ گئے
مُنھ تو پھیرو وہی چہرے مین چمک تھی آ گئے
اپنے سایے سے بھی تمکو تو جھجک تھی آ گئے

سب سے کہتے تھے یہ سج دہج یہ کجاوٹ کب تھی
آنکھ اوپر نہین اُٹھتی تھی لگاوٹ کب تھی

۱۷

ابتو کچھ اور ہی صورت ہوئی چشم بد دور
ماتھے پر روز چنی جاتی ہے افشان بھی ضرور
جمگیا رنگ ہزارون مین ہوے تم مشہور
زلف سے آینہ ہے کنگھی سے ہے یا دست حضور

بجز آیینہ ہمین چہرہ دکھاتے نہین آپ
پان مسی کے سوا منھ بھی لگاتے نہین آپ

۱۸

سبز رنگت یہ عجب نور ہے اللہ اللہ
خود طبیعت بھی بہت دور ہے اللہ اللہ
چہرہ بھی شمع سر طور ہے اللہ اللہ
کیا بھلا حور کا مذکور ہے اللہ اللہ

خوبصورت ہو گل باغ جوانی ہو تم
حسن مین سب سے پہل یوسف ثانی ہو تم

۱۹

قد تو بوٹا سا ہی کیا پھول سا رنگ آپکا ہے
چوک کی سیر کو کمر سے یہ پلنگ آپکا ہے
فتنہ رفتار ہے کیا قہر کا ڈھنگ آپکا ہے
اپنی مژگان کی خبر لو یہ خدنگ آپکا ہے

تیر کو روک لو کچھ بات تو مانو صاحب
راہ چلتون سے کلیجون کو نہ چھانو صاحب

۲۰

چال وہ کبک دری پاؤن پڑے آ آکر
سحر کرتی ہے یہ تقریر لب شیرین پر
جی اٹھے مردہ جو تربت کو لگا دو ٹھوکر
زہر کھاتے ہین انہین باتون پر سب جادوگر

مردہ آواز سنے آپ کی زندہ ہو جاے
سیکھے تقریر جو زندہ تو مسیحا ہو جاے

۲۱

سچ ہے ہم حسن پہ ان روزون غرور آپکو ہے
اے صنم حسن پہ ان روزون غرور آپکو ہے
ہے ستم حسن پہ ان روزون غرور آپکو ہے
دمبدم حسن پہ ان روزون غرور آپکو ہے

قہر ہے آپ کے حق مین یہ سکے دیتے ہین
زہر ہے آپ کے حق مین یہ کہے دیتے ہین

۲۲

ہم سا عاشق نہ ملے گا پیارے
اگلی باتون پہ ذرا دہیان نہ آیا پیارے
خوب ان روزون بری سوجھی ہی اچھا پیارے
کہتے تھے دل بھی نہین آپ سے پیارا پیارے

اچھی باتون سے کسے لوگ برا کہتے ہین
بری چالون سے بھلا کس کو بھلا کہتے ہین

۲۳

اندنون کیسا مزاج اے مرے جان آپکا ہے
یون تو کہنے کو زمانہ ہے جہان آپکا ہے
یہ تو فرمایئے کس سمت کو دھیان آپکا ہے
دل مین جب چاہو چلے آؤ مکان آپکا ہے

ہم وہی ہین مگر آپ اور ہوے جاتے ہین
طور کچھ آپ کے بے طور ہوے جاتے ہین

۲۴ ق

بات کہتے مین زبان اپنی دبا لیتے ہو
کبھی کہتے نہین ہونٹھونکا مزا لیتے ہو
آنکھین ملتی نہین پر آنکھین دکھا لیتے ہو
گالیان مفت مین دو چار سنا لیتے ہو

آنکھ پڑتی ہے تو تیوری وہین چڑھجاتی ہے
بات تھوڑی سی بھی ہوتی ہے تو بڑھجاتی ہے

۲۵ ق

کسطرف دہیان ہے یہ باتین نہ بناؤ صاحب
کھوکے سیکھا ہون مجھے تم نہ سکھاؤ صاحب
جھوٹی قسمین نہ مرے سامنے کھاؤ صاحب
مجھسے اڑتے ہو ذرہ ہوش مین آؤ صاحب

بت بنا دون تمہین تقریر مین پتھر کیطرح
سیکڑون دل سے تراشون ابھی آذر کیطرح

۲۶ ق

مین وہی شاعر بیمثل ہون بیجا سنتے ہو
آستین آپ الٹے ہو دامن کو بھی گردانتے ہو
باتین چہریان ہین مری لوہا مرا مانتے ہو
قدر ہون قدر ہو نہین قدر ہون تم جانتے ہو

ہوش جب آپکو آئے تو ادہر آئیگا
اب زیادہ جو بگڑیئے گا تو بن جائیگا

۲۷ ق

ہم وہ شاعر ہین کہ پریون ہوا باندہتے ہین
بیٹھے بیٹھے جو کہین دہیان ذرا باندہتے ہین
باتون باتون ہی مین مضمون نیا باندہتے ہین
سحر کرتے ہین پر مرغ قضا باندہتے ہین

طائر مرگ کو چٹکی پہ اڑا دیتے ہین
ملک الموت کو ہم لوگ دغا دیتے ہین

۲۸ ق

ہم وہ ہین جھوٹ کو سچ کرکے دکھا دیتے ہین
ہم وہ ہین باتون مین سو سو تّے بنا دیتے ہین
ہم وہ ہین بات مین سب رنگ اڑا دیتے ہین
ہم وہ ہین ہمسے بگڑیے تو بنا دیتے ہین

ہم وہ ہین شمع کو پروانہ بنا دیتے ہین
ہم وہ ہین پریون کو دیوانہ بنا دیتے ہین

۲۹ اسی صورت پہ تمہین ناز تھا لاحول و لا | سچ ہے ہنسنے تو کوئی کا ہیسکو ایسا دکھیا
ہفت اقلیم مین اب آپکا ہوگا چرچا | بدر شرمائیگا کل رات کو کٹ جائیگا

قاف سے دیکھنے کو آئینگی پریان تمکو
دیکھیے لے نہ اُڑین مثل سلیمان تمکو

۳۰ قدر بس اب بناؤ اُنہین انسان ہو | اتنا پریون کو جلاتے نہین دیوانے ہو
اُسطرف دہیان کرو اپنی طرف دہیان کرو | بات رہجائیگی للہ مری مانو تو

دیکھو وہ روتے ہین آنکھین نہ تکالو ای قدر
اپنے معشوق کو سینے سے لگالو ای قدر

رباعی تاریخ [illegible] منف

یارب سخنون کو میری خامی مقبول
کہدین یہ مسیحا فلک چارم سے
سینے واسوخت ہو تمامی مقبول
واسوخت قدر بلگرامی مقبول
۱۸۵۸ ع

تاریخ [illegible]

صحت نامہ کلیات قدر

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
لوح		قَدَسراً	قَدُسراً
۲	۲	خاَف	خَلَف
۳	۱۴	اکستر	اکسٹرا
۴	۸	کلنجک	کلنجگ
۵	۲	تربنی	تربہنی
۶	۲	کینتک	کینگنگ
۳	۲	جبرئیل	جبریل
〃	〃	جابر	جابِر
۳	۱۲	والجنہ	والجنة
۴	۱۵	ہرایک	ہراک
۵	۱۶	الاسعلے	الاعلے
۸	۱۶	توستے	تونے
〃	۱۹	ڈوڑے للہ	دوڑیے للہ
۱۲	۱۲	آئینہ	آئنہ
〃	۱۶	لگوئیں	لگوئیں
〃	۱۷	چلتی	جلتی
۱۴	۱۸	لگائین	لگائے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۵	۱	بٹالن	بٹالن
۱۷	۱۹	جہل	جہل
۲۰	۴	جوڑ	جور
۲۱	۸	کہی	کہی
۲۳	۱۱	سکپھل	نگپھل
〃	۱۴	جڑاو	چڑہاو
۲۴	۸	سبود	سبوہی و
〃	۱۶	کماک	کمک
۲۴	۱۹	تیتنی	ستبنی
۲۵	۱	بجھادون	بجھادون
〃	۱۶	سکہ	سکہ
۲۶	۱۷	آئینہ	آئنہ
〃	۱۹	〃	〃
۲۷	۹	خود	خود
〃	۱۰	بجھوڑنکا	بجھوڑونگا
۲۸	۷	سنتے	سنتہے
〃	۱۳	نشار	نشاہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
٢٨	١٤	نشہ	نشاہ
٢٩	١٠	بچھا	بجھا
٣٠	٧	بڑبڑا رہے	بڑبڑا رہا ہے
٣٢	٣	گمک	گُمک
٣٢	٩	بچپا	بجپا
〃	١٢	کلنک	کلنگ
〃	١٧	سیہ	سنہ
٣٣	١٧	بینائی	بنیائی
〃	١٩	لکھا	لکھا
٣٥	١٥	کنیا	کمیا
〃	١٥	زنبلیل	زنبیل
٣٦	٩	مہرے	مہرے
٣٧	٦	آئینہ	آئنہ
٤١	٣	〃	〃
٤٣	٩	دردشت	زردشت
٤٤	٢	گُملاے	کُمھلاے
〃	٣	جیہا	چیہا
〃	١٧	پھیلا	پھسلا
٤٥	٢	حبّذا	حبّذا
٤٧	٩	پپیہے	پپیہے
٥١	٥	کلنک	کلنگ
٥٢	١٧	ٹیٹیان	ٹٹیان
٥٣	٣	سہارا بنکے	سہاری کے
〃	١٦	پیٹ پر	پر پیٹ
٥٤	٦	بناتی	بناتی
٥٥	١٢	جبرئیل	جبریل
〃	١٨	ہوگئے	ہو ہو گئے
٥٧	٦	دریائی	دریا ہے
〃	١٢	بیٹھ	پیٹ
〃	١٦	جیم	جیم
〃	١٧	سواروں	سوارا ون
٦٠	٣	گل ہووے	گل سے ہو
٦٢	١	میٹھی	مٹھی
٦٥	٤	اوسیہ	اوسیر
٦٨	١	پیش	بیش
〃	١٢	ساقی	ساقی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۶۸	۱۴	کہین	کہلین	۹۵	۲	ٹھگ جابجا	ٹھگ ہین جابجا
۶۹	۴	ہواسے	ہوائی	۹۶	۱۶	نسے	نسیبے
۷۰	۱۵	داوا	دلاوا	۱۰۰	〃	جبرپل	جبرئیل
〃	۱۸	وگزر	وہ گزر	〃	۱۷	باگھ	باگ
۷۱	۱۰	وپہنکی	وہ پہنکی	۱۰۱	۸	جلِ جلالہ	جلّ جلالہ
〃	۱۶	گہن سگئے	گہن گہن گئے	〃	۱۱	جبرئیل	جبریل
۷۲	۱۶	ہواکیار	ہواکیا۔	۱۰۲	۴	سکٹے کا	سکٹے گا
〃	〃	سیٹوایو	سیٹوایو	〃	۱۹	کہیا	کُہیا
۷۳	۴	بڑہی	جڑہی	۱۰۳	۱۹	تدرو	تذرو
〃	۵	جڑہی اودسے	جڑہی ہو	۱۰۴	۶	گرمیٔ	گرمیِ
۷۴	۴	جو ہووہ ہو	ہونا ہو جو	۱۰۵	۳	دن	دل
۷۶	۲	خدابنی	خداپنی	〃	۱۳	جو یہ تیرے	یہ تیرے
۷۸	۹	یہ اپنی	پراپنی	〃	۱۹	مزہ	مژہ
۸۰	۱۳	ہندوستان	ہندستان	۱۰	۱	بینتیرے	بیتیرے
۸۴	۲	جن	بن		۱۴	جگنی	جگُنی
۸۵	۱۶	خرا	جزا	〃	۱۵	اوڑتا	اوڑاتا
۹۳	۱۹	وکابٹ	وہ کاٹ	۱۰۷	۱۰	ابرومسے	ابرو وموسے
۹۴	۲	راضاسے	رضاسے	۱۰۸	۷	ہونگا	ہونگا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۰۸	۱۷	اوڑیا	اوڑایا	۱۳۴	۲	سبنھلا	سبنھالا
۱۰۹	۱۶	گدزک	گزک	″	۱۰	مین سوتے	مین توسوتے
۱۱۲	۲	کپہون	کہیون	۱۳۶	۸	پوسنچے	پونہچے
۱۱۳	۱	ٹمکلتے	لٹکتے	۱۴۱	۱۵	جہان کا	جہانگین
۱۱۸	۷	الآمان	الامان	″	۱۸	دامن	دامن
۱۲۰	۳	اونچے	اونچی	۱۴۲	۲	انگھ	آنکھ
۱۲۳	۱۰	جوڑاکا	جوڑکا	″	۱۸	وہین	وہین
۱۲۵	۲	آب	آپ	۱۴۶	۷	پونہچی	پونہچتی
″	۹	جریدہین	جریدتین	۱۴۷	۸	رہی نہ	رہی یا نہ
۱۲۶	۹	کہپا	کہبا	″	۸	رہا نرہا	رہا یا نرہا
۱۲۷	۳	پکڑکر	بگڑکر	۱۴۸	۱۷	اون سے	مین اون سے
″	۱۰	ڈوپٹا	دوپٹا	۱۴۹	۶	آگے	آکے
۱۲۹	۳	ہونا ہوتا	ہوتا ہوتا	″	۱۱	آئینہ	آئنہ
۱۳۰	۲	ایہر	ادہر	۱۵۰	۱	مین	ہین
″	۳	ہوامین	ہوائین	۱۵۴	۷	ڈرپڑے	وڑپڑے
″	۴	اوڑتا	اوڑاتا	″	۴	رکتی ہو	رکتے ہین
″	۱۶	نرہا	پڑہا	″	۸	ٹھیرے کی	ٹھہرگئی
۱۳۴	۲	ڈوپٹا	دوپٹا	″	۱۳	انٹھلاکے	اٹھلاکے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۵۴	۱۵	اونگتے	اونگھتے	۱۹۱	۱۳	گرمئی	گرمی
۱۵۶	۱۱	کل	گل	〃	۱۶	بین	ہین
۱۵۹	۸	بیٹھائے	بٹھائے	۱۹۵	۶	تیرکے	پیرکے
۱۶۲	۱۲	آئینہ	آئنہ	〃	۱۲	کہاستگا	کہاسیےگا
۱۶۴	۳	سے آیا	لے آ	〃	۱۴	تیرا	ترا
〃	۱۲	بہیر	پھیر	〃	۱۹	نگہت	نکہت
۱۶۵	۴	کنڈہکر	گنڈہکر	۱۹۶	۱۶	ابرُو	ابرو
۱۶۷	۱۰	منھ کاجل	منھ پہ کاجل	۱۹۷	۵	ہنسے	ہنسیے
۱۷۱	۴	ستگے	تنکے	۱۹۸	۲	کاتبین	کاتبین
۱۷۴	۸	بدور	بدوور	۱۹۹	۱	تاریکی	تاریکی
۱۷۷	۱۱	گھڑک	گھرک	۲۰۰	۱۷	چھپائے	چھپائیے
〃	۱۵	لکے سٹائین	لکے کوسٹا	۲۰۱	۳	خداخداخداکر	خداخداخداکر
۱۸۰	۱۹	وماتہے	چوماتھے	۲۰۴	۳	چندرور	چندروز
۱۸۲	۳	توسطے	توتے	〃	۷	کعبۂو	کعبہ کو
۱۸۵	۵	نکلینگی	نکلیگی	۲۰	۸	انکڑتا	اکڑتا
〃	۱۸	ڈگین	ڈگین	〃	۱۰	زلف پہ	زلف پر
۱۸۸	۶	بھڑکے نہ	بھڑکے کہ نہ	۲۰۶	۶	مرنے بہی	مرنے پہ بھی
۱۹۱	۳	ذفن	ذقن	۲۰۷	۸	آئینہ	آئنہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۰۷	۵	کیمیاکر	کیمیاگر	۱۲۲	۱	کرتاکیا	کرتاہی کیا
۲۰۸	۱۲	چھتریون	چھریون	۲۲۴	۷	اوڑتا	اوڑاتا
۲۱۱	۹	آنگبین	انگبین	۲۲۸	۱۷	گا	کا
۲۱۲	۱	ہرایک	ہراک	۲۳۰	۴	رودکاوٹ	رکاوٹ
〃	۱۴	ہون اگر	ہون نہ اگر	۲۳۲	۵	آئنے	آئینے
۲۱۳	۱	یارانہ	یارنہ	۲۳۷	۵	اشٹن	اینٹھین
〃	۲	اوتارا	اوتار	۲۴۱	۱۲	چھپائے	چھپائیے
۲۱۴	۱۱	آئینہ	آئنہ	۲۴۲	۱۲	تشنر	نشنہ
۲۱۶	۱	بکئے	بکیے	۲۴۳	۱۲	گلے	گلے
〃	۱۷	گلگیر	گلگیر	۲۴۷	۱۳	آئنہ	آئینہ
〃	۱۵	تاریکیی	تاریکی	۲۴۸	۱۷	دیکھا	دکھا
۲۱۷	۷	شمعہائی	شمعہای	۲۵۰	۱	جاسے	جائیے
〃	۸	آسئے	آئی	۲۵۲	۱۶	روی	روئی
〃	۱۳	بناہون	بناہون	۲۵۵	۱۲	گھل	گھل
۲۱۹	۱۶	آمن	آہین	۲۵۶	۵	آئنہ	آئینہ
۲۲۰	۲	واقعئی	واقعی	〃	۱۷	یہ	یہ
〃	۸	الغیاث الغیاث الفراق	الغیاث الغیاث و	۲۵۸	۵	گردن	گردن
		الفراق	الفراق و الفراق	۲۶۲	۱۴	ابھی	بھی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۶۳	۱۳	مزہ	مژہ	۳۲۷	۱۹	سخت گوئی	نغز گوئی
۲۶۴	۱	سلاسیئے	سہلاسیئے	۳۲۹	۱۲	گرد راہ	گرد و راہ
۲۶۸	۱۴	گھتی	گتھی	۳۳۹	۷	دل کوہ پر جانگاہ	دل پر کوہ جانگاہ
۲۶۹	۱۰	یہ	پہ	۳۴۰	۱۰	کیمیاکر	کیمیاگر
۲۷۴	۱۱	تباہ	بناہ	۳۵۹	۳	ہے ہوبہو	ہوبہو ہے
۲۷۵	۴	طروے	[illegible]	۳۴۳	۱۵	اٹھائینگے	اٹھائینگی
"	۱۹	کم	گم	۳۴۶	۶	[illegible]	بین
۲۷۹	۱۲	بین	[illegible]	[illegible]	[illegible]	زبر بین	زیر و بین
"	۱۶	روزن	روز روز	۳۷۱	۱۱	اوجلا	اوجالا
۲۸۰	۶	ہوساقی	ہواساقی	۳۷۸	۹	کرد	گرد
"	۱۸	ہوبین	ہوں بین	"	۱۵	مژہ	مژدہ
۲۸۳	۱۴	جدید	حدید	۳۸۰	۱۳	واہ تاثیر	واہ ری تاثیر
۲۹۱	۷	بنائینگے	بنائینگی	۳۸۰	۳	بیٹی	بیٹھی
۳۰۵	۳	جہل	جہیل	۳۹۲	۲	صد	صدا
"	۳	گیا	کیا	۳۹	۷	فصل	فضل
۳۰۶	۱۲	روئی	روی	۴۰	۱۲	ہی	ہی پہ
۳۲۲	۶	دیئے	دینے	۴۱۲	۱۱	کجاوست	یہ کجاوست
۳۲۶	۱۸	جکر	چکر				

تمت